
www.kitabnagri.com
SaM.Ch
ناول
دلوں کے بندھن
از۔ ام مریم شیخ
Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

دلوں کے بندھن

ام مریم شیخ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آج آفس میں اسکا پہلا دن تھا۔

اسلئے وہ شدید نروس تھی،اور جب اسکی کولیگ ماہم نے

اسے بتایا کہ اس کے باس بہت غصیلے اور ریزرو طبیعت کے مالک ہیں ،کام سے متعلق زرا سی بھی کوتاہی برداشت نہیں کرتے ،تو بے ساختہ اس کے ہاتھوں میں نمی پھوٹ پڑی۔

یہ اسکا پہلا تجربہ تھا کسی آفس میں جاب کا جو وہ صرف مجبوری کے تحت کرنے جارہی تھی کیوں‌کہ والد کی وفات کے بعد ماں اور چھوٹے

بھائی کی ذمے داری اس پر آ پڑی تھی ،اپنے گھر میں سب سے بڑی اولاد ہونے کی وجہ سے اس نے بہت چھوٹی عمر میں یہ ذمیداری اپنے کاندھوں پرلے لی تھی۔یہ اسکی خوش قسمتی تھی یا بد قسمتی یہ تو آنے والا وقت ہی بتا سکتا تھا لیکن اپنی زندگی کے فرسٹ انٹرویو میں ہی اسے اپائنٹ کر لیا گیا تھا۔وہ اپنی سوچوں میں گم تھی کہ انٹر کام کی بیل بجنے لگی تو اس نے چونک کر ریسیور اٹھایا۔

مس عروش علی ! ماہم سے میرے آج کے اپائنٹمنٹس اور میٹنگ کے شیڈولز کی فائل لے کر میرے آفس میں آیئے۔ماہم سے فائل لینے کے بعد اس کے چہرے پر گھبراہٹ نمایاں تھی۔ماہم نے وکٹری کا نشان بنا کر شریر سی مسکراہٹ کے ساتھ اسے جانے کا اشارہ کیا۔

اس نے دروازے کو دھیرے سے ناک کیا تو میر سبطین کی گمبھیر آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔

"یس"۔

وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی، فل اے سی میں بھی اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں شبنم کے قطروں کی طرح چمک رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پلیز سٹ ڈاؤن،مس عروش! وہ جھجھکتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

مس عروش ،آج آفس میں آپکا پہلا دن ہے اور میں جانتا ہوں یہ آپکا فرسٹ ایکسپیرینس ہے پھر بھی مجھے امید ہے آپ جلد ہی کام کو سمجھ جائینگی اور کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں دیں گی ۔آفس کے تمام معاملات سمجھنے میں مس ماہم آپکی ہیلپ کریں گی۔

سر میں کوشش کروں گی آپکو شکایت کا موقع نہ دوں۔اس نے دھیمے لہجے میں کہا۔

اب آپ جا سکتی ہیں۔اور جاوید صاحب کو بھیج دیجئے۔

تھینک یو سر۔

عروش نے دل ہی دل میں خیر ہوجانے پر شکر ادا کیا اور جانے کے لئے کھڑی ہو گئی۔پنک کلر کے سمپل سے ڈریس میں لمبے خوبصورت بالوں کو سلیقے سے پن اَپ کئے عروش ،میر سبطین کو اس دن سے بھی ذیادہ اٹریکٹ کر رہی تھی جب آج سے چند ماہ پہلے اسے سگنل پر کالج یونیفارم میں کھڑا دیکھ کر سبطین علی ساکت رہ گیا تھا،نا جانے اسے عروش میں ایسی کونسی کشش محسوس ہوئی تھی کہ وہ یہ بھی دھیان نہیں رکھ سکا کہ سگنل ہو چکا ہے۔پھر جب انٹرویو کے لئے آفس میں داخل ہونے والی عروش کو دوسری بار دیکھا تو اسی وقت اس نے اپنی پرسنل سیکریٹری کی جاب اسے دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

میر سبطین اپنی تیس سالہ زندگی میں سے بیس سال لندن میں گزار کر چند سال پہلے ہی پاکستان لوٹا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بیوی کے گزر جانے کے بعد اس کے والد میر غضنفر کا دل پردیس سے اچاٹ ہو گیا تھا۔اور انہوں نے وطن واپس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا ، گو کہ ابھی ان کی بیٹی رانیہ اور سب سے چھوٹے بیٹے حنین کی تعلیم نا مکمل تھی لیکن انہوں نے رانیہ کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا تھا اور حنین کو اپنی

پڑھائی لندن میں ہی مکمل کرنے کی اجازت دے دی تھی۔جبکہ رانیہ کا ایڈمیشن انہوں نے کراچی کی ایک پرائیوٹ یونیورسٹی میں کروا دیا تھا۔

ان چند سالوں میں میر سبطین نے بزنس پر اتنی محنت کی تھی کہ لندن کی طرح یہاں بھی کاروباری دنیا میں اسکا نام جگمگا رہا تھا۔لیکن جو فیلنگز اس نے عروش کو پہلی نظر دیکھنے کے بعد محسوس کی تھی وہ کبھی کسی اور کے لیئے محسوس نہیں کی تھی بلکہ صنفِ نازک سے اسکا واسطہ ہی نہیں پڑا تھا نہ وہ اس قسم کی فطرت کا مالک تھا کہ لڑکیوں میں دلچسپی رکھتا ہو یوں کہہ سکتے ہیں کہ لندن میں رہنے کے باوجود بھی وہ ایک پارسا قسم کا نوجوان تھا۔

پاکستان پہنچنے کے بعد میر غضنفر کچھ زیادہ بیمار رہنے لگے تھے۔ماضی کے بد ترین واقعات انہیں اب بھی سکون نہیں لینے دے رہے تھے باوجود اس کے کہ انہوں نے وطن واپسی پر گاؤں میں اپنے آبائی گھر میں موجود ہوتے ہوئے ، شہر میں ہی رہائش رکھنے کو ہونے کو فوقیت دی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

.....

صبح کے چھ بج رہے تھے اور وہ آئینے کے سامنے وائیٹ شلوار سوٹ میں ملبوس ایک ہاتھ سے ریسٹ واچ کا لاک بند کرتے ہوئے تنقیدی نظروں سے اپنا جائزہ لے رہا تھالیکن قدرت نے اسکے

سراپے میں کسی بھی قسم کی تنقید کی گنجائش نہیں چھوڑی تھی۔اونچا لمبا قد ،حسین نقوش سے سجامغرور چہرہ اور انتہائی گہری اور روشن چمکدار آنکھیں اسکی شان میں بے پناہ اضافہ کر دیتی تھیں۔

وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں کسی کومتاثر کرنے کے لئے لفظوں کے سہارے کی ضرورت نہیں ہوتی انکی ایک نظر ہی مقابل کو چاروں خانے چت کر دینے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

آج کے الیکشن کئیمپین کی ساری زمیداری تم پر ہے۔خیال رہے کسی بھی قسم کی کوئی گڑبڑ نہیں ہونی چاہئے۔خوبصورت اور بھاری آواز کمرے میں گونجی۔

تم ہر پل بابا سائیں کے ساتھ رہوگے،میری غیر موجودگی کی وجہ سے

وہ کچھ برہم ہونگے لیکن میں واپس آکر انکو منا لونگا مجھے ضروری کام سے شہر نا جانا ہوتا تو میں خود ہی سب کچھ سنبھال لیتا۔

میرے جانے کی خبر بابا سائیں کو میرے یہاں سے نکل جانے کے بعد ملنی چاہئے۔

معظم علی شاہ شیرازی اپنے سب سے وفادار ملازم خادم حسین سے مخاطب تھا۔اس نے جھک کر ٹیبل سے سگریٹ کیس اٹھایا اور ایک سگریٹ نکال کر لبوں میں دبا لیا۔

سائیں ! سب کچھ آپ کے حکم کے مطابق ہو گا۔خادم حسین نے خوشامدی انداز میں جواب دیا۔

ہوں۔۔۔لائیٹر سے سگریٹ جلاتے ہوئے اس نے ہنکارا بھرا۔ڈرائیور سے کہو گاڑیاں نکالیں۔

حاضر سائیں۔۔۔خدا بخش کہتے کہ ساتھ ہی حکم بجا لانے کے لئے پلٹ گیا۔

.....

شدید گرمی اور چلچلاتی دھوپ میں جب وہ گھر پہنچی تو ثمینہ اسے اپنا انتظار کرتے ہوئے دروازے پر ہی مل گئیں۔

اسلام و علیکم امی ! آپ دروازے پر کھڑی ہو کر میرا انتظار کیوں کر رہی تھیں ؟عروش گرمی کی حدت سے تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ سوال کرتے ہوئے اندر آگئی۔

اس لئے کے میری بیٹی کو باہر کھڑے رہنے کی تکلیف سے نہ گزرنے پڑے۔ثمینہ نے لیمن جوس کا گلاس اسکی طرف بڑھاتے ہوئے جواب دیا جو انہوں نے پہلے سے اس کے لیئے تیار کر رکھا تھا۔

یہ بتاؤ آفس میں پہلا دن کیسا گزرا۔کسی قسم کی کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟

آفس کا ماحول بہت اچھا ہے ،اسٹاف بھی بہت کو آپریٹو ہے۔

ثمینہ اسکا تسلی بخش جواب سن کر مطمئین ہو گئیں۔

تم ہاتھ منہ دھو لو جب تک میں تمھارے لئے کھانا گرم کرتی ہوں۔

رہنے دیں امی،میں نے لنچ آفس میں ہی کر لیا تھا۔بس کچھ دیر سونا چاہتی ہوں۔

ایان کہاں ہے۔۔۔؟ادھر ادھر نظریں گھماتے ہوئے اس نے پوچھا۔

وہ ٹیوشن گیا ہوا ہے۔۔۔آج وہ کہہ رہا تھا کہ امی ٹیچر نے آپکو بلوایا ہے ،میں تو وہاں جا کر کیا بات کروں گی تم ہی کچھ وقت نکال کر چلی جانا۔عروش نے اثبات میں سر ہلا یا تواس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ کھڑی ہو گئیں۔

عروش کے صبیح چہرے کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ سوچ رہی تھیں کہ وقت انکو کہاں سے کہاں لے آیا تھا۔

آج سے بیس سال پہلے انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ زندگی انہیں اس مقام پر لی آئے گی جہاں ان کے گزر بسر کے لئے ان کی نازوں پلی شہزادی کو زمانے کی سختیوں کو تنہا جھیلنا پڑیگا۔

.....

گاڑی کچی سڑک سے پکی سڑک پر ڈالتے ہوئے سامنے سے آنے والی گاڑیوں کو دیکھ کر سجاول شاہ کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

ایسی نازک صورتحال دیکھ کر دونوں طرف کے گارڈز الرٹ ہو گئے تھے۔

مرسڈیز میں بیٹھے ہوئے معظم علی شاہ نے قہر برساتی نگاہوں سے میر سجاول کو دیکھا اور اس کے برابر سے زن گاڑی زن سے اڑا لے گیا۔

یونیورسٹی میں ہونے والے جھگڑے کے بعد سے دونوں طرف آگ برابر لگی ہوئی تھی ،دونوں ہی موقع کی تلاش میں تھے کہ کب موقع ملے اور وہ دونوں ایک دوسرے پر دل کی بھڑاس نکالیں۔بیس سال پرانی یہ دشمنی دن بہ دن بڑھتی ہی جارہی تھی۔اس دشمنی کی بھینٹ نہ جانے کتنی ہی معصوم جانیں چڑھ چکی تھیں اور کتنی چڑھنے والی تھیں یہ کسی کو نہیں پتا تھا۔

صبح سویرے معظم شاہ سے ٹکراؤ اسے خاصہ بدمزہ کرگیا تھا لیکن۔اسکی ساری بد مزگی پل بھر میں ہوا ہوگئی جب نظر سامنے سے آتی ہوئی زرتاج پر پڑی۔

وہ ہاتھ میں فائل دبائے بڑی سی چادر میں خود کو لپیٹے اسکول جانے کے لئے گھر سے نکلی ہی تھی جب معظم کی گاڑی کے ٹائر اس کے قدموں سے زرا فاصلے پر چرچرائے اور گاڑی ایک جھٹکے سے روک دی گئی۔

سرکار !صبح ہی صبح نکل پڑیں ہمارے نازک دل پر بجلیاں گرانے کے لئے۔معظم نے نہایت بے باکیسے اسکے گال کو چھوا۔

نیوی بلیو شلوار سوٹ میں ملبوس آنکھوں پر ڈارک گلاسز چڑھائے ،گھنی

مونچھوں اور ہلکی بڑھی ہوئے شیو کے ساتھ وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

زرتاج اس کی بے باکی پر جی جان سے سلگ گئی ،مگر ستم یہ تھا کے وہ اس بگڑے امیر زادے کی اس بے باکی پر اسے ایک سخت جملہ بھی کہنے کی جرات نہیں کر سکتی تھی۔کیونکہ وہ اس گاؤں کا وڈیرہ تھا اور وہ ایک غریب ہاری کی بیٹی جن کے پاس عزت کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حالانکہ اس گاؤں کی کچھ حدود بندیاں تھیں اور یہ علاقہ میر سجاول کی حدود سے باہر تھا لیکن چونکہ وہ جس اسکول میں پڑھاتی تھی وہ گاؤں سے کچھ فاصلے پر رہائشی علاقے سے الگ واقع تھا۔یوں اکثر ہی میر سجاول اس کے دیدار کے لئے اس راستے کا انتخاب کرتا تھا اور یہ زرتاج کی بد قسمتی سمجھ لیں کے اس کے گھر سے اسکول تک آنے کا یہ واحد راستہ تھا۔

زرتاج نے آگے نکلنے کے لئے قدم بڑھائے تو اس نے زرا سا ایکسیلیٹر دبا کر پھر اس کی راہ روکی۔

تم مجھ سے دور جانے کی جو راہ ڈھونڈو گی ،مجھے پہلے سے وہاں اپنا منتظر پاؤ گی۔اس نے سندس کے چہرے پر اترتے چڑھتے تاثرات دیکھتے ہوئے شوخی سے کہا۔

زرتاج کو اپنے چہرے پر جمی اس کی نگاہیں جھلسائے دے رہی تھیں۔

دل تو کرتا ہے تمھارے اسکول جانے پر پابندی لگا دوں بس دل کے ہاتھوں مجبور ہوں کے میں تمھارے دیدار سے محروم نہیں ہونا چاہتا ،اور نہ میرے پاس اتنی فرصت ہوتی ہے کے تمھارے در دولت پر بہ نفسِ نفیس حاضری دوں۔اس نے کافی مغرورانہ انداز اپنایا۔اور سگریٹ کا ایک گہرا کش لے کر دھواں فضا میں بکھیر دیا۔

زرتاج نے خوفزدہ ہو کر اسکی طرف دیکھا۔

دھوئیں کے مرغولے میں وہ بھی اس پر نظریں جمائے بڑی گہری نظروں سے اس کو ہی دیکھ رہا تھا۔

زرتاج نے فوراً نظریں جھکا لیں اور آہستگی سے کہا۔

پلیز !میرا راستہ چھوڑ دیں۔

چھوڑدیتے ہیں !پہلے یہ بتاؤ منع کیا تھا نا میں نے شیرازیوں سے دور رہو ،پھر انکی حویلی کیوں گئیں؟ میر نے خطرناک تیور لئے اس سے جواب طلب کیا تو زرتاج نے سہم کر اسکی طرف دیکھا۔

اتنی معمولی سی بات سے بھی میر سجاول کی با خبری نے اسے اندر تک سہما دیا۔

وہ بڑی بی بی نے بلوایا تھا۔زرتاج نے دھیمے سے جواب دیا۔

کیوں تمھاری ماں کے پیروں پر مہندی لگی ہوئی تھی ؟وہ نہیں جا سکتی تھی حاضری دینے کے لئے ۔۔؟میر سجاول بد لحاظی سے غرایا۔

زر تاج اس کے پل میں بدلتے روپ کو دیکھ کر مزید خوفزدہ ہو گئی۔

آج کے بعد اگر مجھے یہ خبر ملی کے تم "شیرازی ولا "کے قریب سے بھی گزری ہو تو تمھارے اور تمھارے خاندان کے حق میں بہتر نہیں ہو گا۔

میر سجاول نے وارننگ کے انداز میں انگلی اٹھائی اور ایک جھٹکے سے گاڑی بڑھا لے گیا۔

زرتاج بے بسی سے دھول اڑاتی گاڑیوں کو دور ہوتا ہوا

دیکھتی رہی۔

.....

ڈور بیل بجانے کے بعد وہ دروازہ کھلنے کا انتظار کر رہی تھی جب ہی کسی نے اس کے بے حد نزدیک آکر کہا۔۔۔جی کس سے ملنا ہے آپ کو۔۔۔پر شوق انداز میں استفسار کرتے ہوئے وہ بہت دلچسپی سے عروج کا جائزہ لے رہا تھا۔

وہ ایکدم بدک کر پیچھے ہٹی اور نہایت ہی غصے میں سخت سست کہنے ہی والی تھی کہ دروازہ کھل گیا۔

اور اندر سے برآمد ہونے والی لڑکی نے نہایت خوش دلی سے کہا۔۔۔

ارے عروش!آپ آئی ہیں،اندر آجایئے۔

جی ہاں ،آج تو بڑے بڑے لوگ ہمارے گھر آئے ہیں۔اس گھر کی تو قسمت ہی کھل گئی۔وہ بلا وجہ بے تکان بولے چلے جارہا تھا۔

عروش سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔اس کے پیچھے داخل ہونے والے حماد نے اپنے کمرے میں جانے کا ارادہ ملتوی کر کے لاؤنج میں ہی بیٹھ جانا ضروری سمجھا۔

ایان کی ٹیوشن ٹیچر اریبہ عروش کو ڈرائینگ روم میں لے آئی۔یہ حماد بھائی ہیں میرے کزن ،ان کا گھر تولاہور میں ہیں لیکن جاب کی وجہ سے یہ ہمارے یہاں قیام پزیر ہیں۔آپ ان کے انداز کا برا مت مانیئے گا۔

عروش اس بات کو یکسر نظر انداز کر کہ ایان کے متعلق اریبہ سے سوالات کرنے لگی مگر اس پورے دورانیے میں عروش کو خود پر کسی کی نظریں چبھتی رہیں۔

اسلام و علیکم۔۔۔سبطین شاور لے کر باتھ روم سے باہر نکلا تو میر غضنفر کو اپنے روم میں صوفے پر بیٹھا پایا۔

وعلیکم اسلام ،کیسے ہو ؟

میں ٹھیک ہوں۔آپ کو کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیا ہوتا،آپ نے زحمت کیوں کی ؟

ارے ایسی کوئی بات نہیں،میں نے سوچا تم ابھی آفس سے آئے ہو،چل کر خود ہی تم سے ملاقات کر لوں۔انہوں نے نرمی سے جواب دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سبطین ! میں اور رانیہ کچھ دنوں کے لئے گاؤں جانا چاہ رہے ہیں اگر تم بھی ساتھ چلنا چاہو تو ہم تمھاری مصروفیت کے حساب سے پروگرام سیٹ کر لیتے ہیں۔

نہیں ڈیڈی !میں آجکل بہت زیادہ مصروف ہوں۔یہ بہت ہی امپورٹنٹ کانٹریکٹ ہے جس کے لئے کافی توجہ اور وقت درکار ہے۔ویسے بھی گاؤں جانے کا میرا دل نہیں کرتا۔اس جگہ نے ہمیں دیا ہی کیا ہے سوائے اپنوں کے بچھڑنے کا غم اور بے شمار تلخ یادیں۔۔۔

سبطین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

تمھاری بات ٹھیک ہے لیکن اپنے اصل سے جدا ہونا نا ممکن ہے۔اتنے برس پردیس میں گزارنے کے باوجود وطن کی مٹی واپس کھینچ ہی لائی ورنہ جب یہاں سے گیا تھا تب سوچا تھا پلٹ کر بھی نہیں دیکھوں گا۔

سبطین سر جھکائے خاموشی سے سنتا رہا،کہنے کے لئے اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ذندگی میں آگے بڑھنا اور ترقی کرنا ضروری ہے مگر اسکا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ تم خود سے غافل ہو جاؤ۔میں چاہتا ہوں کے اب تمھاری اور رانیہ کی شادی ہو جانی چاہیئے۔رانیہ کے رشتے کے لئے میں نے اپنے کچھ پرانے دوستوں میں بات کی ہے،اب تم بتاؤ کے تمھارے لئے بھی مجھے ہی فیصلہ کرنا ہو گا یا اسکا اختیار تم اپنے پاس رکھنا چاہتے ہو ؟

سبطین نے اس ذکر پر یکدم چہرہ اٹھا کر باپ کی طرف دیکھا اور اسکی نگاہوں میں چھم سے عروش کا چہرہ اتر آیا۔

میں ابھی فی الحال شادی نہیں کرنا چاہتا جب وقت آئے گا تو میں خود آپ کو آگاہ کر دونگا۔آپ بے فکر رہیں۔

چلو ٹھیک ہے جیسی تمھاری مرضی ،لیکن دیکھو میں اس معاملے میں زیادہ تاخیر کا متحمل نہیں ہو سکتا اور طبیعت بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتی۔انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔

اوہ کم آن ڈیڈی !آپ بلکل فٹ ہیں،پلیز ایسا کچھ مت سوچیں۔ابھی

آپ کو ہم سب کے ساتھ بہت لمبی زندگی جینی ہے۔

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر میر غضنفر کے برابر بیٹھ کر ان کے ہاتھ تھام کر محبت سے کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

.....

صفدر علی شاہ شیرازی اس وقت غصے سے تلملا رہے تھے۔شام کے پانچ بج رہے تھے اور اب تک اس کا کہیں پتا نہیں تھا۔

معظم شاہ کسی بھی وقت انکو عین موقع پر دغا دے جاتا تھا اور باوجود شدید غصے کے وہ اس کا کچھ بھی نہیں کر پاتے تھے کیونکہ انکی سب سے لاڈلی اولاد ہونے کے ساتھ وہ انکی پوری جاگیر میں برابر کا وارث تھا۔

اس کے اٹھارہ سال کا ہوتے ہی خود انہوں نے قانونی کاروائی کر کے اسے اپنی پوری جائیداد میں برابر کا حصے دار بنا دیا تھا۔

حالانکہ اس کے علاوہ انکا ایک بیٹا اور بھی تھا مکتوم علی شاہ شیرازی لیکن معظم شاہ ہمیشہ سے انکے دل کے قریب تھا شاید اسکی ایک وجہ

یہ بھی تھی کہ وہ اپنی عادات و اطوار ،ضدی فطرت اور حاکمانہ طبیعت میں ان ہی کی پر چھائی تھا۔

انتہائی سخت اور ایک روایتی جاگیردار جو چھوٹی سے چھوٹی خطا پر بھی بڑی سے بڑی اور سخت سزا دینے کا عادی تھا۔

اس کے با نسبت مکتوم شاہ اپنی ماں کی طرح حلیم الطبع اوررحم دل شخصیت کا مالک تھا یہی وجہ تھی کے وہ بچپن ہی سے باپ کے دل کے قریب نہ ہو سکا۔اور پھر جب میڈیکل کی پڑھائی کمپلیٹ

کرنے کے بعد اس نے گاؤں میں ہی خدمت خلق کے جذبے کے ساتھ ہاسپٹل بنانے کی خواہش کا اظہار کیا تو اس بات پر صفدر علی شاہ شیرازی کی انا کو وہ ٹھیس پہنچی کے وہ تڑپ اٹھے۔وہ ہرگز نہیں چاہتے تھے کے اتنی طویل و عریض زمینداری اور کئی شہروں پر پھیلے ہوئے بزنس کے مالک کا بیٹا یہ معمولی پیشہ اپنائے۔لیکن وہ بھی انکا ہی خون تھااپنی من مانی کرتے ہوئے اس نے ہسپتال کی بنیاد رکھ دی تھی اور اسی دن سے ان کے رشتے میں دراڑ سی پڑ گئی تھی۔

آج اتنا اہم دن تھا مخالف پارٹی کے سابق ایم۔پی۔اے کو وہ اپنی پارٹی میں شامل ہو نے کے لئے تیار کر چکے تھے اور آج کی الیکشن کیمپئین میں اس بات کا اعلان کرنے والے تھے لیکن معظم شاہ کا نمبر بھی آف تھا۔

انہوں نے جھنجلا کر اس کے خاص محافظ کو کال ملائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہیلو ،خدا بخش ! معظم شاہ اس وقت کہاں ہیں ؟انہوں نے چھوٹتے کے ساتھ ہی اس کے بارے میں استفسار کیا۔

سرکار ! چھوٹے شاہ صاحب تو ہمیں شاہ ہاؤس پر چھوڑ کر اکیلے ہی ڈرائیو کر کے گئے ہیں۔

خدا بخش نے مکمل لاعلمی ظاہر کرتے ہوئے رٹی رٹائی بات دہرائی۔معظم علی شاہ کی نظریں اس پر جمی ہوئی تھیں۔

صفدر شاہ نے دانت پیستے ہوئے کال ڈسکنکٹ کر دی۔

شاہ نے مسکراتے ہوئے اسٹئیرنگ پر رکھے اپنے خوبصورت ہاتھ پر سجی قیمتی گھڑی کی طرف دیکھا جو پانچ بجا رہی تھی۔وہ ابھی ابھی اپنا ضروری کام نمٹا کر پی سی سے باہر نکلا تھا اور گاڑی مین روڈ پر ڈال دی تھی اب اسکا رخ اپنی "دلپسند "ہستی کے گھر کی طرف تھا جو پہلی ہی نظر میں اس جیسے بگڑے نواب کا دل چرا لے گئی تھی۔ایسا نہیں تھا کے اسکی زندگی میں لڑکیوں کی کوئی کمی تھی وہ توان لوگوں میں سے تھا جو لباس کی طرح لڑکیاں بدلتے ہیں۔

شہر میں بھی کافی لڑکیوں سے اس کی دوستی تھی لیکن یہ دوستی وہ صرف غرض کی حد تک ہی نبھانے کا قائل تھا جس دن اس کا دل بھر جاتا وہ پلٹ کر بھی نا دیکھتا یہ الگ بات تھی کے وہ اس دوستی کا حق معاوضے کی صورت میں اس طرح ادا کرتا تھا کہ وہ سب لڑکیاں کچھ دن اس کے عشق میں ماہی بے آب کی طرح تڑپنے کے بعد خود ہی اسکی دی ہوئی عنایتوں پر اکتفا کر لیتی تھیں

۔

عروش سے ہونے والی ملاقات کے بعد وہ خود اس بات پر حیران تھا کہ اس جیسی نازک اندام کم گو اور سادہ طبیعت کی لڑکی کیسے پہلی ہی ملاقات میں اس کے دل میں اتر گئی کہ اب اس کے بنا جینے

کا تصور بھی محال تھا۔وہ آٹھوں پہر اس کے حواسوں پر چھائی ہوئی تھی۔انتہائی مصروفیت کے باوجود بھی وہ ایک پل بھی اسکی یاد ،اس کے خیال سے غافل نہیں تھا۔

یہ بھی سچ تھا کہ پہلے پہل اس کے بارے میں جاننے کے بعد اس کے ذہن میں پہلا خیال میروں سے بدلا چکانے کا ہی آیا تھا لیکن جس طرح کی فیلنگز آجکل وہ عروش کے لئے فیل کر رہا تھا ۔عروش کا خیال آتے ہی جس طرح کے جذبات اس کے اندر مچلے تھےاس سے یہی لگتا تھا کہ وہ پوری سچائی سے اسے اپنی زندگی کا ساتھ بنانا چاہتا تھا۔

جو بھی تھا لیکن اب وہ عروش سے شادی کا فیصلہ کر چکا تھا اور بہت جلد یہ بات بابا سائیں تک پہنچانا چاہتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

.....

دروازے پر ہونے والی دستک پر کچن میں چائے بناتی عروش نے ایک پل کے لئے ہاتھ روک کر دروازے کی طرف دیکھا۔اس وقت کون آیا ہے۔

تم ٹھرو میں دیکھتی ہوں۔ثمینہ کہتے ہو ئے آگے بڑھیں اور دروازہ کھول دیا۔آنے والے کو دیکھ کر چند ثانیے کے لئے وہ ساکت رہ گئیں۔

وہائیٹ شلوار سوٹ میں ملبوس آنکھوں پر سیاہ گلاسز لگائے اپنے بھر پور سراپے کے ساتھ وہ سامنے کھڑا تھا۔

خدا بخش !سامان اندر لے آؤ۔اس نے اپنے محافظ کو حکم دیا۔

خدا بخش اس کے لائے ہوئے گفٹس کے بیگز ،فروٹس کے شاپر

گاڑی سے نکالنے کے لئے بھاگا۔

اسلام و علیکم !وہ اپنی بھاری گمبھیر آواز میں سلام کر کے آگے بڑھا تو ثمینہ اس کے اندر آنے کے لئے راستہ چھوڑ کر سائیڈ پر ہو گئیں۔

وعلیکم اسلام ،کیسے ہو بیٹا ؟آپا کیسی ہیں ؟ انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سوال کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سب خیریت ہے۔اس نے مختصر جواب دیا۔

اس کی بھٹکتی ہوئی نظریں عروش کو تلاش رہی تھیں اور ثمینہ سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکی۔

اسکی آواز سن کر ہاتھ میں ٹرے لئے کھڑی عروش کا دل پورے قوت سے دھڑکا تھا۔

عروش نظر نہیں آرہی ،کیا وہ گھر پر نہیں ہے؟شاہ نے گلاسز اتار کر جیب میں اٹکاتے ہوئے پوچھا۔

وہ کچن میں ہے ،چائے بنا رہی تھی۔

اوہ۔۔۔اس کا مطلب ہے میں بلکل صحیح وقت پر آیا ہوں۔

ہاں کیوں نہیں۔میں عروش سے کہتی ہوں وہ چائے لے آئے۔ثمینہ نے مسکراتے ہو ئے کہا۔اور اٹھ کر کچن کی طرف آگئیں۔

عروش نے ماں کو دیکھ کر نظریں جھکا لیں۔

معظم شاہ آیا ہے،تم دیکھو اگر گھر میں کچھ ہے تو چائے کے ساتھ وہ بھی لے آؤ۔ثمینہ نے سرگوشی کے انداز میں بیٹی سے کہا۔

امی ہمارے گھر کا بہترین ریفریشمنٹ بھی ان کی شان کے آگے ہیچ لگے گا لیکن فی الوقت تو وہ بھی میسر نہیں۔

عروش نے ناگواری سے جواب دیا۔

اچھا ٹھیک ہے تم چائے ہی لے آؤ۔ثمینہ مایوسی سے کہتے ہوئے واپس پلٹ گئیں۔

عروش اچھی طرح سر پر دوپٹہ جما کر ہاتھ میں ٹرے تھامے کچن سے بر آمد ہوئی۔شاہ ٹانگ پر ٹانگ جمائے بیٹھا جیسے اسی کی آمد کا منتظر تھا۔اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔لان کے لائیٹ

پرپل کلر کے سستے سے سوٹ میں بھی وہ بلا کی حسین لگ رہی تھی۔شاہ نے اسے سر تا پا بغور دیکھا۔

چودھویں کے چاند کی چٹکتی ہوئی چاندنی جیسا روپ شاہ کو مسحور کر گیا۔

اسلام و علیکم !عروش نے آہستگی سے سلام کیا اور ٹرے چھوٹی سی ٹیبل پر رکھ کر ثمینہ کے پیچھے جا کھڑی ہوئی۔

وعلیکم اسلام!کیسی ہو عروش ؟شاہ نے براہ راست اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

ٹھیک ہوں۔عروش نے مختصراً جواب دیا اور نظریں جھکا لیں۔

شاہ کی روح تک میں جھانک لینے والی تیز اور آنچ دیتی ہوئی آنکھوں میں دیکھنے کا یارا اس میں نا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں نے آپ لوگوں سے کہا بھی تھا کہ اب آپ ہمارے پاس ہی رہیں لیکن خالہ جان آپ نے یہاں وا پس آنے کو ترجیح دی تو میں نے آپ کے فیصلے کی تردید نہیں کی لیکن مجھے آپ لوگوں کا یہاں تنہا رہنا بلکل گوارا نہیں۔اگر آپ گاؤں میں رہنا نہیں چاہتیں تو ہمارے شہر والے بنگلے شفٹ

ہو جائیں۔۔۔کم از کم آپ کو اس بات پر تو اعتراض نہیں ہونا چاہئے ؟شاہ نے اپنی بات مکمل کر کے سوالیا انداز میں پوچھا۔وہ سوال ثمینہ سے کر رہا تھا لیکن نظریں عروش کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

یہ بھی ان دونوں کی خوش قسمتی تھی کہ معظم علی شاہ ان سے اجازت طلب کر رہا تھا۔ورنہ وہ تو حکم دینے کا عادی تھا اور اس کے سامنے جواب دینے کی جرات پورے گاؤں میں کسی کی نہ تھی حتی کہ صفدر علی شاہ بھی اس سے اختلاف کرتے ہوئے دس بار سوچتے تھے۔

معظم بیٹا ! بات دراصل یہ ہے کہ تمھارے خالو کے گزر جانے کے

بعد یہ واحد نشانی ہے انکی ،اس جگہ سے میں تعلق توڑنا نہیں چاہتی۔

محلے والوں سے تعلقات بہت اچھے ہیں اور ساتھ بھی کافی پرانا ہے

اور پھر تم لوگوں کے ہوتے ہوئے کسی بات کا کوئی ڈر خوف نہیں۔

ثمینہ نے بڑی مشکل سے یہ عزر تلاش کیا ورنہ انکی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کس طرح شاہ کی تسلی کریں جو اسکی شان پر گراں بھی نہ گزرے اور ان کا بھرم بھی رہ جائے۔

شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے بمشکل یہ بات حضم کی تھی ،آپ بے فکر رہیں،جب بھی ضرورت پڑے بلا جھجک یاد کیجئے گا۔

اس نے سینے پر ہاتھ رکھ کر زرا سا سر کو خم کیا۔

ٹھیک ہے ،اب میں چلتا ہوں۔وہ گھڑی دیکھتے ہوئے بولا اور عروش

پر ایک بھر پور نظر ڈال کر جانے کے لئے کھڑا ہو گیا۔

اس کے گھر سے نکلتے ہی عروش نے ایک گہری سانس خارج کی۔اسے شاہ کا اس طرح ان کے گھر آنا خطرے کی علامت

لگ رہا تھا۔

وہ ابھی تک معظم شاہ سے ہوئی پہلی ملاقات کے خوف سے پوری طرح

باہر بھی نہیں نکل سکی تھی اس سے پہلی ملاقات آج بھی روزِ اول کی طرح اس کی یادداشت میں محفوظ تھی۔

.....

شوہر کی اچانک موت نے ثمینہ کو اتنا حواس باختہ کیا تھا کہ وہ اپنے دونوں بچوں کو لے کر گاؤں روانہ ہو گئیں تھیں۔

وہ گاؤں جس نے ان کے بہت سے پیاروں کو ان سے جدا کر دیا تھا،جہاں سے وہ ڈھیروں ملال اور غموں کا کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ لے کر رات کے اندھیرے میں نکلیں تھیں۔

انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ وہ دوبارہ کبھی وہاں

کا رخ کرینگی۔لیکن قسمت انہیں ایک بار پھر ان ہی سنگلاخ راستوں پر لے آئی تھی۔

گاؤں کے جانے پہچانے راستوں پر قدم رکھتے ہی ان کی آنکھیں یکایک پانیوں سے بھر گئیں سے تھیں۔

ماضی کے تلخ منظر کسی فلم کی طرح ان کی آنکھوں کے سامنے

چلنے لگے۔

حویلی کے دروازے پر پہنچ کر انہوں نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے کے لئے کہا۔

ڈرائیور نے گاڑی فوراً روک دی۔

کرایہ ادا کر کے وہ تینوں گاڑی سی نیچے اتر آئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

داخلی دروازے کے باہر کھڑے پہرے داروں میں سے ایک نے استفسار کیا۔

کون ہیں آپ لوگ اور کس سے ملنا ہے ؟

ہم شہر سے آئے ہیں ،رخسانہ بی بی سے ملنا ہے۔

ان سے کہو ثمینہ غزنی آئی ہے۔

پہرے دار نے سر ہلاتے ہی دروازے پر دستک دی تو دروازے میں سے چھوٹی سی کھڑکی کھلی ،پہرے دار نےپیغام اندر پہنچانے کے لئے کہا۔

ثمینہ نے گردن موڑ کر عروش کی طرف دیکھا اور تسلی رکھنے کا اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر گزرنے کے بعد حویلی کا داخلی دروازہ ان لوگوں کے لئے

کھول دیا گیا۔

حویلی کی پر شکوہ عمارت دیکھ کر عروش اور ایان دنگ رہ گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

امی کی بہن اتنے شاندار گھر میں رہتی ہیں آپی ! پھر ہم کیوں اتنے غریب ہیں۔ایان نے شرارت سے بہن کے کان میں کہاتو عروش نے گھور کر اسے دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے چپ رہنے کی تنبیہہ کی کیونکہ مسلح گارڈ ان کے پیچھے ہی چل رہا تھا۔

دائیں بائیں پھیلے ہوئے تا حد نگاہ پھیلے ہوئے وسیع و عریض لان اور اس سے آگے کار پورچ جس میں کم از کم پچاس گاڑیاں کھڑی کرنے کی گنجائش تھی۔

ماربل کی چمکدار طویل روش عبور کر کے جب وہ اندرونی دروازے

کی جانب بڑھے تو رخسانہ انہیں دور سے ہی کھڑی نظر آئیں۔

جیسے ہی انہیں ثمینہ کی آمد کی خبر ملی وہ بے قرار سی دروازے کی

جانب بھاگی چلی آئیں۔اگر حویلی کے اصولوں کی پاسداری کا خیال

نہ ہوتا تو شاید وہ داخلی دروازے پر ہی پہنچ کر بہن کو گلے لگا لیتیں۔

وہ بہن جس کی ایک جھلک کے لئے وہ پچھلے بیس سال سے تڑپ

رہی تھیں۔

ثمینہ آگے بڑھ کر ان سے لپٹ گئیں۔رخسانہ دیوانہ وار انھیں چوم رہی تھیں۔دونوں کی آنکھوں سے زار و زار آنسو بہہ رہے تھے۔

ثمینہ اس زندگی میں اگر تم نہ ملتی تو میں روز محشر تمھیں کبھی معاف نہ کرتی۔رخسانہ نے بہن کو لپٹائے ہوئے شکوہ کیا۔

ثمینہ چپ رہیں لیکن انکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

یہ تمھاری بیٹی ہے؟ انہوں نے نازک سی عروش کے گالوں کو چھو کر اسے گلے لگایا۔

ثمینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ماشا اللہ بہت پیاری ہے ،بلکل۔۔۔وہ کچھ کہتے کہتے لب بھینچ کر خاموش ہو گئیں۔اللہ سائیں عمر دراز کریں۔آمین۔

انہوں نے پیار سے اسکی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عروش کے چہرے پر دھیمی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس سے اسکے گال میں پڑنے والا ڈمپل نمایاں ہوگیا۔

زینب بھی مہمانوں کی آمد کا سن کر اپنے کمرے سے باہر نکل آئیں تھیں

ثمینہ اور ان کے بچوں کو دیکھ کر ان کے زخم پھر سے ہرے ہوگئے تھے۔وہ دوبارہ پلٹ کر اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

یہ میرا بیٹا ہے آپا۔۔۔ایان غزنی۔

ثمینہ نے بتایا تو رخسانہ نے حیرت اور خوشی سے اسے دیکھتے ہوئے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔(جب ثمینہ اپنے شوہر اور بیٹی کے ساتھ

گاؤں چھوڑ گئیں تھیں اس کے دس سال بعد ایان کی پیدائش ہوئی تھی)۔

بہنوئی کی موت کی خبر رخسانہ کو افسردہ کر گئی۔

ثمینہ تم خبر تو کرتیں اتنا بڑا حادثہ تم نے اکیلے ہی جھیل لیا۔رخسانہ نے تاسف سے کہا۔

کہاں جھیل سکی آپا۔۔۔اس لئے تو سب کچھ بھلائے یہاں چلی آئی۔ورنہ بیس سال میں کبھی نہ سوچا تھا کہ زندگی دوبارہ یہاں لے آئیگی۔انکی اچانک موت نے مجھے بہت تنہا اور بے بس کر دیا۔یوں لگتا ہے جیسے میرے گھر کی دیواریں ڈھے گئی ہیں رات رات بھر نیند نہیں آتی یہ سوچ کر کہ میرے بعد ان بچوں کا کیا ہو گا۔ثمینہ آزردگی سے بولیں۔

تم پریشان مت ہو۔اللہ بہت بڑا ہے وہ ہر مشکل آسان کر دے گا۔اس بہانے ہی سہی تمھیں اپنی بہن کا خیال تو آیا۔انہوں نے بہن کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بھائی صاحب اور باقی سب کہاں ہیں ؟زینب کیسی ہے ؟ ثمینہ نے جھجکتے ہوئے زینب کے بارے میں استفسار کیا۔

وہ تو شہر ہی ہوتے ہیں،الیکشن کی وجہ سے بہت مصروف ہیں آجکل حویلی کم ہی آنا ہوتا ہے۔

خیر سے مکتوم شاہ ڈاکٹر بن گیاہے ،گاؤں میں ہی اس نے ہاسپٹل بنایا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اللہ اسے کا میاب کرے۔ثمینہ نے دل سے دعا دی۔معظم شاہ کا تو تمھیں پتا ہے وہ اپنے باپ کی طرح من موجی ہے نہ اس کے جانے کی کسی کو خبر ہوتی ہے نہ آنے کا پتہ ،وہ اپنی زندگی میں اپنی ماں کی بھی مداخلت بھی پسند نہیں کرتا۔

نا جانے دو دن سے کہاں ہے۔کبھی کبھی مجھے لگتا ہے میری موت کی خبر بھی اسے غیروں سے ملے گی۔

ارے آپا !مایوسی کی باتیں نہیں کریں۔اللہ نے چاہا تو سب ٹھیک ہوجائیگا۔ثمینہ نے انہیں تسلی دی۔

چلو ،تم لوگ فریش ہوجاؤ میں کھانا لگواتی ہوں۔رخسانہ آنسو پونچھتے ہوئے بولیں۔

نسرین !انہیں گیسٹ روم لے جاؤ۔انہوں نے پاس کھڑی ملازمہ کو حکم دیا۔

وہ تینوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ملازمہ کی رہنمائی میں گیسٹ روم کی طرف بڑھ گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

.....※.....

رات کے تین بجے اچانک عروش کی آنکھ کھلی تو پیاس سے اسکا

حلق خشک ہو رہا تھا۔

اس نے پانی کی تلاش میں ادھر ادھر نظر دوڑائی پھر مایوس

ہو کر بے خبر سوئی ہوئی ماں کی طرف دیکھا اور دوپٹہ سنبھالتی ہوئی دروازہ کھول کر باہر نکل آئی۔اتنی بڑی حویلی میں اس وقت ہو کا عالم تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترنے لگی اور جیسے ہی کچن کی طرف جانے والی راہ داری کی طرف مڑی بڑی زور سے کسی سے ٹکرائی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے۔

اس نے بڑے طیش کے عالم میں عروش کا بازو پکڑا اور دوسرے ہاتھ سے اسکی ٹھوڑی دبوچ کر اس کی آنکھوں میں دیکھ کر غرایا۔

کون ہو تم ؟اور یہاں کیسے آئی۔۔۔بولو ؟وہ عروش پر جھکا ہوا تھا۔

وہ دن بعد آج ہی شکار سے واپس آیا تھااور اس وقت اپنے خاص مہمانوں سے فارغ ہو کر ڈیرے سے لوٹا تھا۔رات کے اس پہر عروش کی موجودگی اسے حیران کر گئی تھی۔

عروش کی جھیل جیسی آنکھوں سے موتیوں کی صورت ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے۔اس نے بھلا کب اتنی سختی جھیلی تھی۔ماں اور باپ دونوں نے ہی اسے کبھی پھول کی چھڑی بھی نا چھوائی تھی۔

اس کے منہ سے اٹھتی ناگوار بو سے عروش کے حواس معطل ہونے لگے۔

یہ ڈرامہ بند کرو اور جواب دو۔۔۔؟کون ہو تم ،اور اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو۔کس نے بھیجا ہے تمھیں ؟وہ آنکھوں سے عروش کے آنسوؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بد لحاظی سے بولا۔

وہ۔۔۔وہ میں۔۔۔مس مسرور غزینی کی بیٹی ہوں۔ہم آج ہی شہر سے آئے ہیں۔یہ میری خالہ جان کا گھر ہے۔عروش نے اٹکتے ہوئے رندھی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

مسرور غزنی کا نام سنتے ہی معظم شاہ کی آنکھیں مزید سرخ ہوگئیں اور عروش پر اسکی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔رونے سے اسکا ڈمپل نمایا ہورہا تھا۔شاہ نے انگشت شہادت سے دھیرے سے اس کے ڈمپل کو چھوا اور اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا۔

موقع پاتے ہی عروش الٹے پاؤں سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے بھاگ گئی۔

شاہ کی نظروں نے اوپر تک اس کا پیچھا کیا پھر پیشانی مسلتے ہوئےاس نے مسرور غزنی کا نام دہرایا۔مسرور غزنی مطلب تیمور علی غزنی کی بیٹی۔۔۔

اس نام نے اسکا سارا نشہ ہرن کر دیا تھا۔میر نگر والوں سے بدلا چکانے کا ایک اہم اور نازک مہرہ خود چل کر اسکے گھر آگیا تھا یہ سوچ اسے اندر تک سرشار کر گئی تھی۔

اپنی دلکش موچھوں پر انگلیاں گھماتے ہوئے شاہ کے چہرے پر بڑی خوبصورت مگر خطرناک مسکراہٹ ابھری تھی۔

عشاہ کی اذان اس کے کانوں میں پڑی تو عروش ایک جھرجھری لے کر خیالوں کی دنیا سے باہر آگئی۔

مس عروش ! آپکو زرا سا بھی احساس ہے آپ سے کتنی بڑی کوتاہی ہوئی ہے۔آپ کی وجہ سے میری کمپنی کو کتنا بڑا نقصان ہو سکتا تھا۔میر سبطین نہیایت غصے میں اس سے مخاطب تھا لیکن پھر بھی اسکی آواز دھیمی اور انڈر کنٹرول تھی۔

سر ایکسٹریملی سوری !آپ کے سائین لینے کے بعد میں نےوہ فائل اپنی ٹیبل پر ہی رکھ دی تھی ، پھر پتا نہیں کیسے میں وہ فائل بینک بھجوانا گئی۔عروش نے شرمندگی سےانگلیاں مروڑتے ہوئے اپنا سر جھکا لیا۔

اسکی آنکھوں میں تیترتی نمی نمایاں تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سبطین نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔اور بالوں میں انگلیاں پھنساتے ہوئے خود کو ریلیکس کرنے کی کوشش کی۔

اوکے۔۔۔آپ جاسکتی ہیں۔اور آئندہ خیال رہے اس قسم کی غلطی نہ ہو۔اس نے مزید سرزنش کرنے کا ارادہ ترک کردیا پھر بھی دھیمے لہجے میں عروش کو تنبیہہ کی۔

اوکے سر۔آئندہ ایسی غلطی نا ہو میری پوری کوشش ہوگی۔وہ بمشکل صرف اتنا ہی کہہ سکی اور کمرے سے نکل گئی۔

سبطین نے اپنے رویے پر تاسف سے سر جھٹکا۔اور موبائل پر کال ملانے لگا۔

عروش اپنے کیبن میں آئی ،چیئر پر بیٹھتے ہوئے اس نے آنکھوں کی نمی کو جلدی سے حلق میں اتار لیا۔

ٹھیک ہے، غلطی میری ہی تھی۔مجھے اتنا لا پرواہی نہیں کرنی چاہئے تھی۔اس نے خود کو سمجھایا۔اس انسلٹ پر وہ روہانسی ہوگئی تھی۔

وہ بھی کیا کرتی جس دن سے معظم شاہ اچانک ان کے گھر آیا تھا اس دن سے وہ کوئی بھی کام ٹھیک سے نہیں کر پا رہی تھی۔

شاہ کی آنکھوں میں لو دیتی جذبوں کی آنچ سے ،اس کے من میں خوف نے ڈیرے ڈال کئے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب سے وہ حویلی ہو کر آئی تھی وہاں کی شان و شوکت اور امارات کے آگے اسے اپنا آپ بہت کم تر لگ رہا تھا۔

اس پر خالو جان کا سرد مہر رویہ اسے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر رہا تھا۔وہ ان کے حویلی میں قیام پر خوش نہیں تھے۔وہ کوئی خوابوں میں رہنے والی لڑکی نہیں تھی۔

حقیقت سے نظریں چرانا اس کی سرشت میں نہیں تھا ، والدین نے اسکی تربیت بھی اسی انداز میں کی تھی کہ وہ بیس سال کی عمر میں اپنی عمر سے زیادہ بردبار اور حقیقت پسند ہوگئی تھی۔

شاہ کی آمد کا مقصد وہ اچھی طرح جانتی تھی۔حویلی میں اتنے دن گزارنے کے بعد وہ اتنا تو سمجھ ہی گئی تھی کہ وہ بے مطلب کسی کو اہمیت دینے والوں میں سے نہیں۔لیکن عروش کا دل اسے اجازت نہیں دے رہا تھا کہ وہ شاہ کی پیش قدمی کو خیر مقدم کرے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ک

یہی سوچ اسے اتنا الجھا گئی تھی کہ وہ گھر تو کیا آفس میں بھی غائب دماغی سے کام لے رہی تھی جس کی وجہ سے آج اسے اچھی خاصی جھاڑ پڑی تھی۔

وہ دوبارہ ایسی کسی کوتاہی کی متحمل نہیں ہوسکتی تھی ،اس لئے ہر سوچ کو اپنے ذہن سے جھٹک کر سامنے پڑی فائل پر جھک گئی۔

.....※.....

میر جعفر صبح کا اخبار پڑھ رہے تھے۔جب انکی نظر کل یونیورسٹی میں ہونے والے الیکشن میں دو گروہ کے تصادم اور اس میں ہونے والی

فائرنگ کے ذکر پر پڑی تو وہ دندناتے ہوئے بیٹے کے کمرے کی جانب بڑھے۔

میر سجاول نک سک سے تیار ہوکر آئینے میں اپنا جائزہ لیتے ہوئے دوسرے ہاتھ سی موبائل کان سے لگائے محو گفتگو تھا۔جب وہ بنا دستک دیئے اندر داخل ہوئے۔

اس نے آئینے میں باپ کو چہرے پر سخت تاثرات لئے دیکھا۔

میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں۔اس نے فوراً فون بند کردیا۔

میں نے تمھیں سمجھایا تھا کہ یو ں سرِ راہ الجھنا چھوڑ دو ورنہ اس بار

اگر تم پھنسے تو میں بھی تمھیں نہیں بچا سکوں گا۔لیکن تم کچھ سمجھنے کی کوشش کرو تب نا۔وہ خاصے جھنجلائے ہوئے تھے۔

بابا ! میں سب سمجھتا ہوں اور اپنے دشمنوں سے نمٹنا بھی مجھے اچھی طرح آتا ہے اور آپ بے فکر رہیں میں نہیں پھنسوں گا۔پھنسے گا تو

وہ اور دنیا دیکھی گی کہ میں معظم علی شاہ شیرازی کو کیسا مزہ چکھاتا ہوں۔

آنکھوں میں نفرت لئے اس نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

کہیں ایسا نا ہو اسے مزہ چکھانے کے چکر میں تم خود معظم شاہ کا نوالہ بن جاؤ۔تمھیں اسکی طاقت کا اندازہ نہیں ہے۔اس بار بھی صفدر کے ایم۔این۔اے بنے کے فل چانسز نظر آرہے ہیں۔وہ فکر مندی سے بولے۔

وہ کامیاب کئیمپن کر سکیں گے تو جیتیں گے نا۔آپ دیکھئے گا میں کس طرح قدم قدم پر انہیں دھول چٹاتا ہوں ، کیمپئین میں ہی اس طرح کا اسکینڈل بنواؤنگا کے ان کا ووٹ بینک ہی نہیں رہے گا۔

میر سجال اپنے بنائے گئے منصوبے پر فاتحانہ انداز سے مسکرایا۔

اسکی بات سن کر جعفر صاحب کے دل کو کچھ سکون ملا۔

اور اگر وہ طاقت ور ہیں تو ہم بھی ان سے کم تر نہیں ، جو آپ مجھے

بذ دلی کا سبق دے رہے ہیں۔دولت ،اسٹیٹس اور رتبے میں ہم انکی برابری کا درجہ رکھتے ہیں اس نے کافی ناراضگی سے کہا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا بس مجھے تمھاری فکر ہے۔میں کسی بھی صورت تمھیں کھونا نہیں چاہتا۔میر پرویز کے بچھڑنے کے بعد اب مجھ میں تمھاری جدائی سہنے کا حوسلہ نہیں ہے۔

بیٹے کی ناراضگی کا خیال ہی انہیں بے چین کر گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

.....※.....

میر غضنفر اور رانیہ جب میر حویلی پہنچے تو میر جعفر نے بڑی گرمجوشی سے انکا استقبال کیا۔ان کے بہ نسبت فائزہ بیگم کا انداز ہمیشہ کی طرح سرد مہری لئے ہوئے تھا۔

اس عمر میں بھی انکے مزاج میں کسی قسم کی نرمی یا لچک نہیں آئی تھی۔وہ آج بھی اتنی ہی مغرور اور انا پرست تھیں۔

سائیں ! بڑے دنوں بعد چکر لگایا آپ نے۔اتنے عرصے تک آپ لندن میں رہے اور اب بھی آپ نے گاؤں کی بجائے شہر کو ترجیح دی یہ سراسر نا انصافی ہے۔انہوں نے بڑی محبت سے بھائی سے شکوہ کیا تو

فائزہ نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

بس اس ماحول میں مجھے گھٹن محسوس سی ہوتی ہے۔جب تک یہاں رہتا ہوں بے چین ہی رہتا ہوں ۔اگر مہربانو کی زندگی نے وفا کی ہوتی تو میں اب بھی واپس نا آتا لیکن ان کے انتقال نے مجھے توڑ دیا اور میں یہاں آنے پر مجبور ہو گیا۔غضنفر صاحب بیوی کا ذکر کرتے ہوئے

افسردہ ہو گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہر کام میں اللہ سائیں کی مصلحت ہوتی ہے۔جس کی جتنی زندگی ہے وہ اتنی ہی جیۓ گا۔جعفر صاحب نے بھائی کا ہاتھ تھام کر کہا۔

اب آپ کچھ دن یہیں ہمارے ساتھ رہیں گے۔آپ کاساتھ مجھے بابا سائیں کی شفقت کی یاد دلا تا ہے۔ویسے بھی ان تین سالوں میں دو بار ہی آپ گاؤں آئے ہیں۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

سائیں !میں کھانے کا انتظام کرتی ہوں۔فائزہ بیگم نے مداخلت کی

اور وہاں سے واک آؤٹ کر گئیں۔دونوں بھائیوں کی محبت ان سے حضم نہیں ہو رہی تھی۔اتنا عرصہ اس خاندان میں گزارنے کے باوجود بھی ان کے دل میں کسی کے لئے بھی گنجائش نہیں تھی۔

رانیہ وہاں سے اٹھ کر گھر کے اندرونی حصے کی طرف آگئی۔اسکی نظریں یہاں وہاں نگین کو تلاش کر رہی تھیں۔جب وہ اسے نظر نہیں آئی تو وہ اپنے کمرے میں آگئی۔

بیڈ پر بیٹھ کر وہ شوز اتار رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس"کم ان۔نگین دروازہ کھول کر اندر آگئی۔

ارے نگین !میں ابھی تمھیں ہی ڈھونڈ رہی تھی۔رانیہ اسے دیکھ کر کھڑی ہوگئی۔

مجھے ابھی خبر ملی کے شہر سے رانیہ بی بی اور بڑے صاحب آئے ہیں تو سب کام چھوڑ کر آپ سے ملنے چلی آئی۔نگین نے خوش ہوتے ہوئے بتایا اور آکر اس سے لپٹ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اونچی پونی والی نازک سی گڑیا جیسی یہ مالکن اسے بہت پسند تھی۔اس بے تکلفی میں پورا ہاتھ رانیہ کا تھا جو حویلی کی مالکوں میں سے اور لندن میں پرورش پانے کے باوجود بھی کسی بھی قسم کے احساس برتری سے پاک تھی۔وہ اپنے خاندان کی اکلوتی بیٹی تھی۔

لندن میں ماں کے گزرنے کے بعد ایک بہن کی کمی کا احساس شدت اختیار کر گیا تھا۔

نگین اسے پہلے ہی ملاقات میں بہت اپنی اپنی لگی تھی۔وہ حویلی کی ملازمہ تھی لیکن اپنے رکھ رکھاؤ اور ظاہری حلیے سے وہ کہیں سے بھی ملازمہ نہیں لگتی تھی۔اور پھر اسکی پیاری باتوں نے رانیہ کو اس سے اور بھی قریب کر دیا تھا۔

یہ دیکھو میں تمھارے لئے کیا لے کر آئی ہوں۔

رانیہ نے شال اور سوٹ کے شاپرز اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

نہیں بی بی ! یہ میں کیسے لے سکتی ہوں۔اگر بڑی بی بی کو پتا چل گیا تو وہ بہت غصہ کریں گی۔نگین سچ مچ گھبرا گئی۔

کسی کو کچھ بھی پتا نہیں چلے گا۔تم فوراً یہ سب اپنے کواٹر میں لے جاؤ۔رکھ لو پلیز!میں بہت دل سے تمھارے لیئے لے کر آئی ہوں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شکریہ۔۔۔نگین نے رانیہ کی اپنے لئے محبت دیکھی تو مسکراتے ہوئے

شاپرز تھام لئے۔

سنو !اگر میں تمھیں اپنے ساتھ شہر لے جاؤں تو تم چلوگی؟وہ جانے کے لئے مڑی تو رانیہ نے اس سے سوال کیا۔

بڑی بی بی اجازت دیں گی تو کیوں نہیں جاؤنگی۔نگین نے معصومیت سے کہا۔

ٹھیک ہے ،تم جاؤ،میں بابا سے بات کر لونگی۔رانیہ نے کچھ سوچتے ہوئے سر ہلایا۔

نگین کے لئے یہ خبر بڑی پر مسرت تھی۔وہ بچپن سے ہی شہر میں رہی تھی لیکن کچھ عرصہ پہلے شہر میں ہونے والی بارش سے اس کے گھر کی چھت گرِ گئی جس میں اس کے والدین ہلاک ہوگئے ۔وہ دادی کے پاس گاؤں آئی ہوئی تھی اس لئے بچ گئی اور پھر وہ دادی کے پاس گاؤں میں ہی رہنے لگی۔

یہاں مالکوں کی غلامی پر اسے کوئی اعتراض نہیں تھا کیونکہ اس کے آباؤاجداد پیڑھیوں سے اس خاندان کے یہاں چاکری کر رہے تھے اور وہ خود بھی بڑی محنتی لڑکی تھی مگر فائزہ کا ہتک آمیز رویہ اس کے لئے نیا اور ناقابلِ برداشت تھا۔اس اچانک رہائی کی خبر پر وہ اندر تک سرشار ہوگئی تھی۔

****

عروش گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ایان کی ٹیوشن ٹیچر ،انکی والدہ اور ان کے ساتھ ایک اجنبی خاتون (جو ایان کی ٹیچر کی ممانی تھیں) کو بیٹھا دیکھا تو کچھ حیران ہو کر ماں کی طرف دیکھتے ہوئے ان سب کو سلام کیا۔

یہ میری بیٹی ہے عروش انہوں نے سامنے بیٹھی خاتون کو بتا یا تو انہوں نے کھڑے ہو کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتے کے ساتھ اسے لپٹا لیا۔

ماشااللہ بہت پیاری ہے ،جتنی تعریف سنی تھی اس سے بڑھ کر ہی پایا ہے۔ریحانہ بیگم نے معنی خیزی سے کہا تو عروش نے سوالیا نظروں سے ماں کو دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم فریش ہو جاؤ عروش ،تھک گئی ہو نگی۔جاؤ منہ ہاتھ دھو لو۔ثمینہ نے اسکی نظروں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسے اندر جانے کا اشارہ کیا تو عروش فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی۔

تھوڑی دیر بعد ثمینہ ان لوگوں کو رخصت کر کے اس کے پاس آئیں تو اس نے فوراً دریافت کیا۔

امی ! یہ لوگ ہمارے گھر کیوں آئیں تھیں اور ان کے ساتھ وہ آنٹی کون تھیں؟

بیٹا!یہ اریبہ کی ممانی تھیں۔اس دن جب تم ان کے گھر گئیں تو ان کے بیٹے نے تمھیں پسند کر لیا اور لاہور سے اپنی ماں کو بلا بھیجا۔وہ اسی سلسلے میں آئیں تھیں۔کہہ رہی تھیں ان کا بیٹا یہاں جاب کرتا ہے اور مستقبل میں یہیں اپنا گھر بسانے کا ارادہ رکھتا ہے۔اس لئے ہم اس بارے میں سنجیدگی سے سوچ کر جواب دیں،شاید تم نے اس لڑکے کو دیکھا بھی ہے ان کے گھر۔۔۔اریبہ بتا رہی تھی جس دن تم ان کے گھر گئی تھیں وہاں وہ بھی موجود تھا۔

اریبہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

اگر فیملی اچھی ہے ،اور میں باسط صاحب سے کہہ کر تھوڑی چھان بین بھی کر والوں گی تو اس رشتے میں کوئی قباحت نہیں ویسے بھی

وہ لوگ بڑی چاہ سے مانگ رہے ہیں تمھیں۔ثمینہ نے اپنے پڑوسی باسط صاحب کا حوالہ دیتے ہوئے کہا جن کی فیملی سے ان کے گھر جیسے ہی تعلقات تھے۔

امی ! ہم اتنی جلدی کیسے انجان لوگوں پر بھروسا کر سکتے ہیں مجھے کچھ بھی ٹھیک نہیں لگ رہا۔ویسے بھی میں اتنی جلدی آپ کو تنہا چھوڑ کر نہیں جا سکتی کم از کم ایان کے میٹرک کرنے تک تو بلکل نہیں۔عروش نے صاف جواب دیا۔اسے حماد کا لوفرانہ رویہ بھی یاد آگیا تھا۔

اس دن اریبہ کے گھر ہونے والی اس ملاقات میں اسے حماد کی آنکھوں میں اپنے لئے ہوس کا بخوبی اندازہ ہو گیا تھا اور خود پر چبھتی ہوئی نظروں نے اسے اچھا خاصا بے چین کر دیا تھا۔وہاں دو گھڑی بیٹھنا اس کے لئے دوبھر ہو گیا تھا کجا کے اس کے رشتے کو امی اتنا سیریس لے رہی تھیں اس بات پر وہ جھنجلا کر رہ گئی تھی۔

ثمینہ اس کے دو ٹوک جواب پر خاموش ہو کر رہ گئیں۔حماد کی اچھی جاب کا سن کر وہ اس رشتے کے لئے سنجیدہ ضرور ہو گئ

تھیں ، وہ عروش کی شادی جلد سے جلد کرنے کی خواہش مند بھی

تھیں۔چاہتی تھیں کے انکی ذ ندگی میں ہی عروش اپنے گھر کی

ہوجائے بحرحال اس معاملے میں وہ جلد بازی یا اپنی مرضی مسلط

نہیں کر نا چاہتی تھیں۔

**********※**********

پوری حوالی سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔جعفر صاحب اور فائزہ بیگم کسی ڈنر میں شرکت کے لئے گئے ہوئے تھے۔اور اب تک واپس نہیں لوٹے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ نے بیزاری سے ٹی ی آف کیا اور اٹھ کر میر غضنفر کے کمرے میں آگئی۔اس نے سوچا کہ کیوں نا کچھ دیر ڈیڈی کے ساتھ گپ شپ لگائے۔

دروازے پر دستک دیتے ہوئے وہ اندر آئی تو دیکھا کے غضنفر صاحب سینے پر ہاتھ رکھے کراہ رہے تھے۔وہ جلدی سے بھاگ کر ان تک پہنچی

ڈیڈی آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔وہ ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر سہلاتے ہوئے بولی چلیں ہمیں فوراً ہاسپٹل چلنا چاہئے۔

نہیں بیٹا!میں ٹھیک ہوں۔انہوں نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

مجھے آپ بلکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہے۔پلیز ! ضد مت کریں اس نے پریشانی سے کہا اور انہیں سہارا دیتے ہوئے اٹھانے لگی۔وہ انہیں لے کر باہر نکل آئی۔

نگین !نگین!ڈرائیور سے کہو جلدی سے گاڑی نکالے۔

نگین اس کے پکارنے پر لاؤنج میں آئی پھر الٹے قدموں بھاگتے ہوئے کار پورچ کی طرف چلی گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ بمشکل میر غضنفر کو لے کر گاڑی تک پہنچی اور پھر ڈرائیور کی مدد سے انہیں گاڑی میں بٹھایا، خود بھی ان کے برابر بیٹھتے ہو ئے ڈرائیور سے بولی۔جلدی سے ہاسپٹل لے چلو۔

لیکن بی بی ہاسپٹل پہنچنے میں تو بہت دیر لگ جائیگی۔ڈرائیور نے

آگاہ کیا۔

کیوں،کیا یہاں قریب میں کوئی بھی ہاسپٹل نہیں ہے ؟اس نے پریشانی سے استفسار کیا۔

بی بی !ہاسپٹل تو ہے مگر اس علاقے میں میروں کا جانا ممنوع ہے۔

مجھے کچھ نہیں پتا تم بس فوراً وہاں لے چلو۔باقی باتیں بعد میں دیکھ لیں گے۔اس نے انتہائی پریشانی کے عالم میں باپ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

مگر بی بی!وہاں جاناخطرے سے خالی نہیں۔آپ نہیں جانتی معظم شاہ شاہ کتنا سفاک انسان ہے غلطی سے بھی کوئی اس طرف چلا جائے تو اسے معاف نہیں کرتا اور میر نگر کے لوگوں کو تو وہ انسان ہی نہیں سمجھتا۔

ڈرائیور نے بے بسی سے کہا۔سچ تو یہ تھا کہ وہ خود بھی وہاں جاتے ہوئے گھبرا رہا تھا۔عام حالات میں تو وہ شاہ پور جانے والے راستے

سے گزرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ آج تک میر نگر سے

اگر کوئی بھٹک کر بھی اس طرف گیا تھا تو زندہ واپس نہیں آیا تھا۔

اور یہی بات اسے ہولائے دے رہی تھی۔

اس وقت میرے لئے ڈیڈی کی زندگی سے زیادہ کچھ نہیں اگر تمھیں اتنا

ہی ڈر ہے تو تم نیچے اتر جاؤ میں خود ہی ڈرائیو کرلونگی۔رانیہ تنگ آکر بولی۔

ٹھیک ہے بی بی !میں لئے چلتا ہوں۔ڈرائیور کو چار و ناچار ماننا ہی

پڑا نا ماننے کی صورت میں بھی اسی کا نقصان تھا کیونکہ پھر میر جعفر

علی کے غضب سے اسے کون بچاتا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ لوگ مکتوم شاہ شیرازی کے ہاسپٹل

میں موجود تھے۔

رات کے بارہ بج رہے تھے۔مکتوم شاہ اب گھر کے لئے نکلنے ہی والا

تھا کیونکہ اس وقت مریضوں کی آمد و رفت نا ہونے کے برابر ہی ہوتی تھی اور اس نے اسٹاف کو یہ ہدایت دی ہوئی تھی کے ایمر جنسی کی صورت میں بلا جھجک رات کے کسی بھی پہر اسے کال کر کے بلا لیا جائے۔

کیا ہوا ہے انہیں ؟ڈالٹر مکتوم شاہ نے فوراً انہیں اٹینڈ کیا۔یہ میرے ڈیڈی ہیں میر غضنفر علی ، ہارٹ پیشنٹ ہیں۔رانیہ نے روہانسی ہو کر مطلع کیا۔

ڈاکٹر مکتوم شاہ نے اس کے تعارف پر چونک کر اس کی طرف دیکھا

پھر اپنے تاثرات چھپاتے ہو ئے کہا۔آپ ٹینس نا ہوں میں ابھی چیک کر لیتا ہوں۔تب تک آپ باہر بیٹھ کر انتظار کریں۔مکتوم شاہ اسے باہر بھیج کر ابتدائی طبعی امداد دینے میں مصروف ہو گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر بعد فارغ ہو کر باہر نکلا تو وہ بے چینی سے کاریڈور میں ٹھل

رہی تھی۔اسے دیکھ کر جلدی سے اس کے پاس آئی۔

ڈیڈی کی طبیعت کیسی ہے اب ؟اس نے بے تابی سے سوال کیا۔

سیریس ہونے والی بات نہیں دھڑکن تیز ہوگئی تھی بی پی ہائی کی وجہ سے۔میں نے ڈوز دے دیا ہے کچھ دیر میں آپ انہیں گھر لے جا سکتی ہیں۔

اسکا جواب سن کر رانیہ نے اطمینان بھری سانس لی۔

ویسے پوچھ سکتا ہوں یہاں آنے کا مشورہ آپ کو کس نے دیا؟ مکتوم شاہ نے مسکراہٹ دبا کر سوال کیا۔

جی ؟اس نے ہونقوں کی طرح اسکی طرف دیکھا پھر خیال آنے پر خود ہی وضاحت دینے لگی۔

ڈرائیور نے تو منع کیا تھا مگر ڈیڈی کی حالت دیکھ کر میں بہت گھبرا گئی تھی اس لئے جو مجھے سہی لگا میں نے وہ ہی کیا۔

کیا آپ بھی خاندانی دشمنیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے علاج کرتے

ہیں؟اس نے الٹا اس پر ہی سوال داغ دیا۔

نہیں ،میں انسانیت کو مد نظر رکھتا ہوں اور مجھے میرا پیشہ یہ اجازت نہیں دیتا کہ میں علاج کرتے ہوئے دوست یا دشمن کے فرق کو سامنے رکھوں۔میرے لئے سب انسان برابر ہیں اور ویسے بھی میں اس دشمنی کو بے معنی سمجھتا ہوں۔

اس کے جواب پر رانیہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نے چھب دکھائی۔جسے مکتوم شاہ نے بڑی دلچسپی سے دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

****

آج پھر وہ اس کا راستہ روکے کھڑا تھا اور زرتاج ڈری سہمی سی اس کی نظروں کے حصار میں تھی۔

آج رات تم مجھ سے ملنے آؤ گی نہر کے پیچھے والے کھیتوں میں۔آج دل کر رہا ہے فرصت سے سامنے بٹھا کر تمھارادیدار کروں ،یہ پل دو پل کی ملاقات تو کمبخت نہ دل کو سیراب کرتی ہے نہ آنکھوں کو۔میر سجاول اس کے نازک نقوش سے سجے چہرے کو نظروں میں سموئے

کذب کے عالم میں بولا۔

اس کی فرمائش پر زرتاج کی ٹانگیں کانپنے گئیں اور میر کی ذہنی حالت پر شبہ ہونے لگا۔اس نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔

میر پوری توجہ سے زرتاج کیطرف ہی دیکھ رہا تھا۔اسکی سوچ پڑھ کر اس نے ایک زبردست قہقہہ لگایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج تم جو بھی سمجھو مگر آج میں تمھیں بخشنے والا نہیں ،تم نے میری

نیند سکون سب کچھ برباد کیا ہوا ہے۔آج رات کی ملاقات ہماری محبت کی داستان کی کتاب میں سنہری حروف سے لکھی جائیگی۔

بولو جانم !پوری کروگی نا میری خواہش ؟اس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی رہی تھی۔

اس وقت وہ بلیک کلر کے شلوار سوٹ پر گلے میں اجرک لٹکائے ہوئے تھا۔گرمی کی حدت سے اسکی گلابی مائل سفید دمکتی رنگت سرخ پڑ رہی تھی۔زرتاج نے اسے نظر بھر کر دیکھا۔

اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟کیا بہت اچھا لگ رہا ہوں ؟ڈونٹ ور ی تمھارا ہی ہوں ،ذندگی بھر دیکھتی رہنا۔

اس کے اس طرح توجہ سے دیکھنے کو میر سجاول کی تیز نظروں نے فوراً نوٹ کیا۔وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔

میر سائیں !مجھے معاف کر دیں، میں ایسا کچھ نہیں کر سکتی۔مجھے اتنی بڑی آزمائش میں مت ڈالیں۔ آپ کے گھر میں بھی ماں بہن ہیں ،عزت سب کی سانجھی ہوتی ہے۔میرے ماں باپ کے پاس عزت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

پلیز !ہم پر رحم کریں۔بے بسی سے کہتے ہوئے زرتاج کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

عزت ہی تو بنانا چاہتا ہوں تمھیں اگر صرف دل لگی کی ہوتی تو

کب کا اٹھا کر لے جاتا۔میر نے برہمی سے کہا شدتِ جذبات

سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔زرتاج کے آنسو اس سے برداشت

نہیں ہو رہے تھے۔

زرتاج نے لرز کر اسے دیکھا۔آپ محلوں میں بسنے والے اور میں

آپ کے قدموں کی خاک برابر بھی نہیں ،آپ کا اور میرا کوئی جوڑ

نہیں ہے۔آخر آپ سمجھتے کیوں نہیں؟زرتاج نے بہت سنبھل کر

باپنی بات پوری کی،مشکل تو یہ تھی کے وہ برہم بھی نہیں ہو سکتی

تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دیکھو زری ! میں سمجھنے سمجھانے کے موڈ میں بلکل نہیں ہوں۔

تمھیں کہہ دیا رات کو آنا ہے تو آنا ہے۔اینی ہاؤ۔۔۔اگر تم نہیں آئیں تو یاد رکھنا جو میرے دل میں آئے گا میں وہی کرونگا۔اور مجھے کوئی نہیں روک سکتا یہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔اس کا اشارہ

معظم شاہ شیرازی کی طرف تھا۔وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔اسکا موڈ یکدم ہی بدل چکا تھا۔

یہ کہہ کر وہ رکا نہیں فوراً ہی گاڑی بڑھا لے گیا۔

زرتاج کی سوچ اس بات سے آگے ہی نہیں جارہی تھی کہ میر سجاول اور اس کے خاندان میں زمین آسمان کا فرق ہی کیوں ناہو مگر یہ فرق کوئی معنی نہیں رکھتا اس حقیقت کے سامنے کے کہ وہ شاہ پور کی

باسی تھی اور معظم شاہ ،"میروں "کے لئے موت کی علامت تھا۔

****

کمرے میں مکمل اندھیرا چھایا ہوا تھا۔معظم شاہ بے سدھ سو رہا تھا،جب موبائل کی رنگ مسلسل بجنے سے اسکی نیند میں خلل پیدا ہوا اوراس نے بیزاری سے کروٹ بدل کر سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھا

تھا۔اسکرین پر جگمگاتا نمبر دیکھ کر اسے مجبوراً کال اٹینڈ کرنا پڑی۔

"ہیلو" انتہائی بگڑے ہوئے تیوروں کے ساتھ کہتے ہوئے معظم شاہ نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔دوسری طرف کال پر جو کوئی بھی تھا،اس

کی بات سن کر اسکے ماتھے پر لا تعداد شکنیں پڑ گئیں۔رات کی ڈرنک

سے اس کا سر بھاری ہورہا تھا ،اس خبر نے تو اس کا دماغ ہی گھما

دیا۔

یہ خبر اسکی سماعتوں پر بجلی بن کر گری تھی کہ مکتوم شاہ نے میر

حویلی میں بسنے والوں کا علاج کیا تھا جن کا وجود بھی وہ بڑی مشکل

سے اس زمین پر برداشت کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اپنے ہی بھائی کی بوٹی بوٹی کر دے

وہ تو گاؤں میں اس کے ہاسپٹل کھولنے کے ہی خلاف تھا اس پر

اس خبر نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔اس نے فون بند کر کے

ٹائم دیکھا تو صبح کے چھ بجے تھے۔شاہ نے اسی وقت گاؤں روانہ

ہونے کا فیصلہ کیا اور کمفرٹر ہٹا کر بیڈ سے اتر آیا۔

وہ شاور لے کر باتھ روم سے نکلا تو بیزاری سے بیڈ پر سوئے

ہوئے وجود پر نظر ڈالی اور شیشے میں بال بنا کر پلٹا۔

اٹھو !شاہ کے کندھا ہلانے پر اس وجود نے کسمسا کر آنکھیں کھولیں

مجھے گاؤں کے لئے نکلنا ہے اسی وقت،تم جلدی اٹھ کر تیار ہوجاؤ

اور جہاں جانا چاہتی ہو ڈرائیور تمھیں وہاں ڈراپ کردیگا۔

اس نے سائیڈ ٹیبل سے چیک بک اور پین نکالا اور وہیں کھڑے

کھڑے چیک سائین کر کے اس کی طرف بڑھایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ !یہ کیا۔۔۔آپ نے تو وعدہ کیا تھا آج ہم لنچ بھی ساتھ

کرینگے لیکن آپ نے تو ہمیشہ کی طرح صبح ہوتے ہی آنکھیں بدل

لیں ،وہ چیک ہاتھ میں پکڑ کر بڑی ادا سے شاہ کے گلے میں

بانہیں ڈال کر آنکھیں مٹکاتے ہوئے بولی۔شاہ نے بڑی بے دردی

سے اسے خود سے دور جھٹک دیا۔شاہ کا رات والا خمار اب اتر چکا

تھا۔

جتنا کہا ہے اتنا کرو ،ہری اپ۔۔۔رہی بات لنچ کی وہ پھر کسی

اور دن پر رکھ لینگے۔شاہ نے نہایت سرد مہری سے کہا اور فوراً ہی دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

کیا مطلب ہے آپ کا کہ ان لوگوں نے صاف انکار کر دیا،کیا میں نے

اس لئے آپ کو لاہور سے بلوایا تھا کہ آپ یوں ہاتھ جھاڑ کر بیٹھ جائیں

حماد کمرے میں ادھر سے ادھر ٹہلتے ہوئے ماں پر برس رہا تھا۔

ریحانہ بیگم نے جونہی اسے ثمینہ بیگم کی طرف سے ملنے والے صاف جواب سے آگاہ کیا تو وہ آپے

سے باہر ہونے لگا۔

تو کیا کروں ،ان کے گھر جا کر منتیں کروں یا ہاتھ پکڑ کر لے آؤں اس لڑکی کو۔۔۔۔

اور وہ لوگ بھی کوئی بے وقوف نہیں کے نا جان نا پہچان اور اپنی لڑکی اٹھا کر ہمیں دے دیں گے

۔رشتے اس طرح نہیں ہوتے ،جہاں تک میرا خیال ہے انہوں نے سہی کیا۔

میں نے تمھیں یہاں اسٹے کرنے کے لئے اس لئے کہا تھا تاکہ تم اریبہ

میں انٹریسٹ لو اور تم پتا نہیں کہاں الجھ بیٹھے ہو۔ریحانہ نے بیزاری سے کہا۔

امی !آپ اپنی یہ فلاسفی اپنے پاس رکھیں۔میں کچھ نہیں جانتا ،آپ ایک بار پھر ان لوگوں کے پاس جائینگی اور ہاں کروا کر ہی واپس آئینگی۔اب یہ میں نہیں جانتا کہ یہ سب آپ کس طرح کریں گی ۔وہ اپنی بات پر با ضد تھا۔

دماغ خراب ہو گیا ہے تمھارا ،میں اب وہاں نہیں جاؤں گی۔بس زرا خوبصورت ہے عروش تو کچھ نہیں ان لوگوں کے پاس کنگال ہیں وہ لوگ ہمیں کیا دیں گے۔ریحانہ نے نخوت سے منہ بنایا۔

تم اسکا خیال دل سے نکال دو اور اریبہ کے بارے میں سنجیدگی سے سوچو۔اس میں ہم سب کا فائدہ ہی فائدہ ہے۔ریحانہ رازداری سے بولیں۔

اریبہ اور فریحہ دو ہی بہنیں تھیں اور نندوئی کے بعد ساری جائیداد کی

وارث وہ دونوں بہنیں ہی تھیں۔اس لئے ریحانہ بیگم چاہتی تھیں

کسی بھی طرح اریبہ ان کی بہو بن جائے لیکن بیٹا انہیں ہاتھ سے

نکلتا نظر آرہا تھا اور اس کے ساتھ اریبہ کی جائیداد بھی۔

جانتا ہوں میں آپ کی لالچی فطرت کو لیکن آپ بھی یہ بات اپنے

ذہن میں بٹھا لیں کے میں شادی صرف عروش سے ہی کرونگا۔

کیسے کرنی ہے یہ مجھے پتا ہے۔وہ کمینگی سے مسکرایا۔

****

مکتوم شاہ اپنے کمرے سے تیار ہوکر باہر نکلا تو سامنے سے رخسانہ بیگم چلی آرہی تھیں۔

گڈمارننگ ! مکتوم شاہ نے ماں کے پاس جاکر انہیں گلے لگایا۔میں تمھیں ہی بلانے آرہی تھی۔چلو ناشتہ کرلو۔صبح کو ڈائینگ ٹیبل پر اکثر رخسانہ بیگم اور مکتوم شاہ ہی ساتھ ہوتے تھے۔معظم شاہ اگر حویلی میں موجود بھی ہوتا تو وہ زرا لیٹ اٹھنے کا عادی تھا۔صفدر شاہ شازونادر ہی حویلی میں پائے جاتے تھے ورنہ ان کا بسیرا ذیادہ تر شہر یا پھر اسلام آباد میں ہوتا تھا۔وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے ڈائننگ روم میں پہنچ گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رات تم بہت دیر سے گھر لوٹے تھے ،نسرین بتا رہی تھی شاید دو بجے کا وقت تھا۔وہ رات دیر تک گھر سے باہر رہنے کا عادی نہیں تھا،رخسانہ بیگم کے لئے یہ کچھ اچھنبے کی بات تھی اس لئے پوچھ بیٹھیں۔

جی !رات ایک ایمر جنسی کیس آگیا تھا جس کی وجہ سے لیٹ ہوگیا۔آپ تو جانتی ہیں مجھے رات گئے تک باہر رہنے کا کوئی شوق نہیں ،ہاں کوئی مجبوری ہوجائے تو وہ الگ بات ہے۔

ہوں۔۔۔رخسانہ نے بیگم مطمئین سی ہو کر چائے کا کپ لبوں سے

لگایا۔

ابھی وہ ناشتے سے فارغ ہوئے بھی نہیں تھے کہ باہر گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔

یہ اس وقت کون آیا ہے۔مکتوم شاہ نے وال کلاک کی طرف دیکھا جہاں صبح کے دس بج رہے تھے۔

تمھارے بابا تو اسلام آباد کل ہی گئے ہیں ،یہ وقت بے وقت کی آمد معظم کے سوا کس کی ہو سکتی ہے۔یقیناً وہی آیا ہو گا۔

رخسانہ بڑبڑانے کے انداز میں گویا ہوئیں۔تبھی معظم شاہ دندناتا ہوا ڈائننگ روم میں داخل ہوا۔

اس نے ایک طائرانہ نظر رخسانہ پر ڈالی اور انہیں بلکل نظر انداز کرتا ہوا مکتوم شاہ دہاڑا۔

کس کی اجازت سے تم نے ہمارے دشمنوں کی مدد کی ؟میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم اس معاملے میں اپنے خاندان کی عزت اور وقار کو کیوں بھول جاتے ہو۔شاہ ماں کی موجودگی کا بھی لحاظ کئے بغیر بھائی پر چڑھ دوڑا۔

مکتوم شاہ نے تحمل سے اس کی بات سنی اور پھر رسان سے جواب دیا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ انسانیت کی خدمت کرنے کے لئے مجھے کسی کی بھی اجازت کی ضرورت نہیں ،دنیا کا کوئی بھی مذہب اور قانون کسی مرتے ہوئے انسان کو تڑپتے ہوئے چھوڑ دینے کا سبق نہیں دیتا۔

وہ مصیبت میں تھے اور میں نے انکی مدد کی۔دیٹس اٹ۔ تمھیں اتنا ہائیپر ہونے کی ضرورت نہیں۔

اوہ مائی فٹ ! یہ سبق مجھے مت پڑھاؤ۔انسانیت اور خدمت کے لیکچر جا کر تم اپنے ہاسپٹل میں دینا۔یہاں صرف میری مرضی چلے گی۔وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔اس نے انگلی اٹھا کر برہمی سے کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم نے ان لوگوں کی مدد کی ہے اس لئے آج کے بعد میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں۔میرا کوئی بھائی نہیں ہے۔غصے سے اسکا چہرہ لال بھبھوکا ہورہا تھا اور آنکھیں دھک رہی تھیں۔

مجھے بھی تو کوئی کچھ بتائے ،آخر تم دونوں کس بات پر جھگڑ رہے ہو۔رخسانہ اپنا سر تھامے پوچھ رہی تھیں۔دونوں بھائیوں کو اس طرح جھگڑتے ہوئے دیکھ کر وہ کانپ اٹھیں تھیں۔

معظم ! تم پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔دیکھو!امی کی طبیعت پہلے ہی ٹھیک نہیں رہتی۔ان کا بی پی ہائی ہو جائے گا۔مکتوم شاہ نے ماں کو کاندھوں

سے تھامتے ہوئے چیئر پر بٹھایا۔

معظم سائیڈ ٹیبل پر رکھے گلدان کو ایک ہاتھ مارتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔گلدان کرچی کرچی ہو کر زمین پر بکھر گیا تھا۔

اسے دیکھو وہ کہاں جارہا ہے۔کس کی مدد کی ہے تم نے؟امی وہ کہیں نہیں جائے گا،ابھی غصے میں ہے غصہ اتر جائے گا تو ٹھیک ہو جائے گا۔میں آپ کو سب بتادونگا۔پلیز!آپ ریلیکس ہو جائیں۔

اس گھر میں ہونے والے آئے دن کے جھگڑے کسی دن میری جان لے لیں گے۔رخسانہ سخت دلبرداشتہ تھیں۔

تم سب یہاں کھڑے کیا تماشا دیکھ رہے ہو ،جاؤ سب اپنا کام کرو۔

مکتوم شاہ نے تمام ملازمین کو مجمع لگائے کھڑا دیکھا تو برہم ہو گیا۔

نسرین !یہ سب صاف کرو جلدی ،لیکن خیال سے کانچ نا چبھے جائے

وہ ملازمہ کو ہدایات دیتا ہوا رخسانہ بیگم کو لے کر ان کے کمرے کے

جانب بڑھ گیا۔

****

جیسے جیسے شام کے سائے گہرے ہوتے جارہے تھے۔زرتاج کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔وہ جلے پیر کی بلی طرح ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہی تھی۔

زرتاج کی ماں بہت دیر سے اس کی بے چینی اور غائب دماغی محسوس کر رہی تھیں۔

میری سوہنی دھی !کیا ہوا۔۔۔کیوں اتنی پریشان ہے؟تیری طبیعت تو ٹھیک ہے؟انہوں نے پاس جا کراس کے ماتھے کو چھوا۔زرتاج ان کی اکلوتی بیٹی تھی جو بڑی منت مرادوں سے پیدا ہوئی تھی اور انکی تمام تر توجہ کا محور تھی۔

وہ جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی ایک دم ہی اچھل پڑی کچھ نہیں،اماں بس یونہی۔۔۔طبیعت کچھ بوجھل سی ہے۔

آج اسکول میں کچھ ذیادہ ہی مصروفیت تھی ،اس وجہ سے تھک گئی ہوں۔اس نے بے دلی سے بہانہ بنایا۔

پگلی ہے تو !کتنا سمجھایا ہے تیرے بابا نے ،چھوڑ دے یہ دردسری ،کل کو بیاہ کر چلی جائیگی۔خواہ مخواہ اپنی جان گھلا رہی ہے۔

اماں درس و تدریس کوئی خواہ مخواہ کام نہیں۔اس نے فوراً برا مانا۔

اچھا چل ،جیسی تیری مرضی۔زرتاج کا منہ بنتا دیکھ کر اسکی ماں نے جلدی سے بات ختم کی۔

میں روٹیاں ڈالتی ہوں ،تیرا بابا بھی جب تک آجائیگا۔پھر کھانا کھا کر جلدی سوجانا تاکہ تھکن اتر جائے۔

ماں کی بات پر زرتاج نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔یہ ٹھیک ہے جلدی سے سوجاتے ہیں، صبح جو ہو گا دیکھا جائے

گا۔

****

رات گزرتے گزرتے اپنے آخری مراحل میں داخل ہوئی تو میر سجاول کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔اب تک اس کے خاص بندے کی کال نہیں آئی تھی جس کو اس نے زرتاج کے نہر والے راستے پر پہنچنے کی اطلاع دینے کی زمیداری سونپی تھی۔

میر سجاول اپنے ڈیرے پر بیٹھا اب تک ناجانے کتنے سگریٹ پھونک

چکا تھا۔ہاتھ میں پکڑے گلاس سے وہ گھونٹ گھونٹ وہسکی اپنے حلق سے اتار رہا تھا۔

زرتاج سے ملاقات کی تڑپ بڑھتی ہی جا رہی تھی ،اس بے بسی پروہ بری طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا۔اب اسے زرتاج کے نا آنے کے آثار صاف نظر آرہے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں کیوں اس کے لئے تڑپ رہا ہوں ؟میر سجاول چاہے تو اک پل میں اسے حاصل کر سکتا ہے۔ یکدم اس کے اندر کے خود سر اور

بے رحم انسان نے سر اٹھایا۔

دل جس سے محبت کا دعوی دار ہو اس پر من مانیاں نہیں چلتی۔

دل نے اس کی سوچ سے بغاوت کی تو اس نے سر جھٹک دیا۔

گلاس سامنے پڑی ٹیبل پر پٹخ کر انگلیوں میں دبا سگریٹ ،اس نےایش ٹرے میں مسل دیا۔جو کہ تقریباً بھر چکا تھا۔اپنی دھمکی کو سچ ثابت کرنے کے لئے ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور باہر نکل کر ڈرائیور کو گاڑی نکالنے کا حکم دیا۔

اس وقت اسے زرتاج پر سخت غصہ آرہا تھا جس نے اس کی بات نا مان کر گویا میر سجاول کی توہین کی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

**********※**********

رانیہ اور غضنفر صاحب آج ہی شہر پہنچے تھے۔صبح ہوتے ہی انہوں نے شہر واپس جانے کا اعلان کر دیا تھا۔میر جعفر اور رانیہ نے انہیں بہت سمجھایا تھا کہ وہ کچھ دن یہاں ریسٹ کرلیں مگر میر غضنفر جلد سے جلد یہاں سے جانا چاہتے تھے۔وہ جانتے تھی یہاں رہ کران کی طبیعت نہیں سنبھل سکتی۔

میر سبطین ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیٹھا تھا۔رانیہ نے اسے خبر نہیں لگنے دی تھی جب گاؤں میں انکی طبیعت خراب ہوئی تھی۔اب اسے پتا چلا تو وہ بہت پریشانی کے عالم میں انکی خیریت دریافت کر رہا تھا۔

رانیہ تم مجھے ایک کال تو کر سکتی تھیں۔میں فوراً وہاں پہنچ جاتا۔وہ خفگی سے بولا۔

بھائی!میں آپ کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی اور ویسے بھی وہاں ڈیڈی کا اچھا ٹریٹمنٹ ہوگیا تھا۔ آپ کو پتا ہے ڈاکٹر مکتوم شاہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں اور ایم۔بی۔بی۔ایس کرنے کے بعد انہوں نے بجائے شہر میں ہاسپٹل بنانے کے گاؤں میں ہی خدمات انجام دینے کو فوقیت دی ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ڈالٹر مکتوم شاہ کے ذکر پر سبطین نے سوالیہ نظروں سے رانیہ کو دیکھا۔

رانیہ نے اسکی حیرانگی کو سمجھتے ہوئے وضاحت کی ڈاکٹر مکتوم شاہ کا تعلق ڈیڈلی دشمن فیملی سے ہے۔

اس نے گول گول اپنی آنکھیں گھمائیں ،وہ ان لوگوں سے بلکل مختلف ہیں ،انہوں نے بہت اچھی طرح ٹریٹ کیا۔

میں تو بہت گھبرائی ہوئی تھی لیکن ڈاکٹر مکتوم شاہ کی پرسانلٹی بہت کول ہے۔رانیہ نے دل سے اس کی تعریف کی۔

میر سبطین کو مکتوم شاہ کے غائبانہ تعارف پر حیرانی تو ہوئی مگر اسے یہ

سن کر اچھا لگا کہ شیرازیوں میں بھی اچھائی اور انسانیت باقی ہے۔

پھر تو ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔جنہوں نے دشمنی کو نظر انداز

کر کے بر وقت ہماری مدد کی۔سبطین نے غضنفر صاحب کا ہاتھ تھام کر محبت سے کہا۔اسی دوران اس کا موبائل بجنے لگا۔اسکرین پر حنین کا نمبر دیکھ کر اس نے فوراً اوکے کیا اور فون کان سے لگایا۔دوسری طرف حنین چہکتی ہوئی آواز میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہیلو! بگ برادر! اپنی گرل فرینڈ کی کال کا ویٹ کررہے تھے جوپہلی بیل پر ہی کال اٹینڈ کرلی۔

ہاہا۔۔تم نہیں سدھروگے۔یہ بتاؤ ایگزامز کیسے رہے۔سبطین نے خوش دلی سے کہا۔

بہت زبردست ،اور نیکسٹ ویک میں پاکستان واپس آرہاہوں۔آئی مس مائی فیملی بیڈلی۔اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا۔سبطین جتنا سنجیدہ اور خاموش مزاج تھا،حنین اتنا ہی چلبلا اور شرارتی تھا۔

اوہ موسٹ ویلکم۔تم واپس آجاؤ ہم سب بھی تمھیں بہت مس کر رہے ہیں۔تمھارے آنے کی خوشی میں شاندار پارٹی دونگا۔

حنین کی واپسی کی خبر نے سبطین کو خوش کر دیا تھا۔

رئیلی پھر تو میں نیکسٹ ویک کا ویٹ بھی نہیں کرتا اور کل ہی کی سیٹ کنفرم کروالیتا ہوں حنین مزہ لیتے ہوئے بولا۔

اس کی بات پر سبطین نے زبردست قہقہہ لگایا۔

تم رانیہ سے بات کرو۔اس نے کہتے ہوئے موبائل رانیہ کی طرف بڑھایا۔

ہیلو حنین!کیسے ہو تم ؟تمھاری واپسی کی نیوز نے ساری بوریت دور کردی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں ٹھیک ہوں ڈیئر !جب میں وہاں آؤنگا تو تم پہلے کی طرح مجھ سے تنگ ہوجاؤگی۔یہ سچ تھا کہ حنین اسے بہت ستاتا تھا۔اور دونوں کی ایک پل بھی نہیں بنتی تھی اس کے باوجود وہ دونوں ایک دوسرے کے بنا رہ بھی نہیں سکتے تھے۔

حنین ! ایسا نہیں ہے ،سچ میں نے تمھیں یہاں بہت مس کیا ہے۔

اب میں تم سے بلکل بھی نہیں جھگڑوں گی۔پرامس۔۔۔رانیہ کا انداز

بلکل بچکانا تھا۔حنین سن کر وہاں محفوظ ہوا اور یہاں غضنفر صاحب

اور سبطین کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ بکھر گئی۔

رانیہ اسے اپنے سامان کی لسٹ بتانے لگی تو غضنفر صاحب سبطین سے بزنس کے متعلق ڈسکس کرنے لگے۔

********※********

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کھانے سے فارغ ہوکر زرتاج نے عشاء کی نماز پڑھی پھر تینوں کے پلنگ ایک ساتھ لگائے اور اپنے پلنگ پر چادر تان کر لیٹ گئی۔

نیند کی وادیوں میں اترنے تک اس کے ذہن میں میر سجاول کی دی ہوئی دھمکی گردش کر رہی تھی ۔"یاد رکھنا اگر تم نہیں آئیں تو پھر جو میرے دل میں آئے گا وہی کرونگا۔"

رات کا تیسرا پہر تھا جب زرتاج کو اپنے چہرے پر کسی نرم گرم لمس کا احساس ہوا۔اس نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں اور میر سجاول کو اپنے چہرے پر جھکے پایا۔بے اختیار اس کے حلق سے چیخ برآمد ہوئی جس کا گلا میر سجاول نے اپنا بھاری ہاتھ اس کے لبوں پر رکھ کر گھونٹ دیا۔

خبردار ! اگر ایک بھی لفظ اپنے منہ سے نکالا۔تمھارے ماں باپ کو ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سلادوں گا اور اس کے بعد اپنی رسوائی کی زمہ دار تم خود ہوگی۔میر سجاول اس پر جھکا اس کے کان میں دھمکی نما سرگوشی کر رہا تھا۔

زرتاج نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا۔

میر سجاول نے اس کی طرف سے پُراطمینان ہوکر اپنا ہاتھ ہٹایا اور دونوں ہاتھوں میں اس کو اٹھا کر کمرے کی جانب لے گیا۔کھلے دروازے سے وہ اسے اپنے بازوؤں میں اٹھائے اندر داخل ہوا اور بڑی احتیاط سے اسے اتارا ،پھر پلٹ کر دروازہ بند کرنے لگا۔

سائیں !یہ کیا کر رہے ہیں آپ ،پلیز!ایسا مت کریں۔زرتاج نے ملتجی انداز میں آواز دبا کر کہا۔

میر سجاول اس کی التجا پر خاموش رہا اور پلٹ کر اس کے بال اپنی مٹھی میں جکڑ لئے۔چند لمحے اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر بولا۔۔۔

کہا تھا نا میں نے اگر تم نہیں آئیں تو میں وہی کرونگا جو میرا دل چاہے گا۔پھر یہ التجا کیوں ؟وہ طیش کے عالم میں غرایا۔اسکی آنکھوں کی وحشت سے زرتاج دہل کر رہ گئی۔

اگر میں چاہوں تو اسی وقت تمھیں یہاں سے لے جاسکتا ہوں مگر میں ایسا نہیں چاہتا لیکن تم مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کر رہی ہو۔میر سجاول نے زور سے اسے اپنی بانہوں میں جکڑ لیا۔

زرتاج پھڑ پھڑا کر رہ گئی ، وہ اس کے لمبے چوڑے توانا وجود کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔ماں باپ میں سے کسی کے جاگ جانے کے احساس سے اس کی جان نکلی جارہی تھی۔اور اس سے بھی بڑھ کر اسے یہ خوف مارے ڈال رہا تھا کہ اگر شیرازیوں کو اس کی یہاں موجودگی کی زرا سی بھی بھنک پڑ گئی تو ایک قیامت برپا ہو جائیگی۔

میر سجاول کے پرفیوم کی خوشبو اس کے حواسوں پر چھانے لگی۔مگر اس سوچ نے جلد ہی زرتاج کو اس خوشبو کے سحر سے باہر کھینچ نکالا ،اس نے تڑپ کر میر سجاول کی گرفت سے نکلنا چاہا لیکن میر سجاول نے اسے خود سے اور قریب کر لیا۔

اس وقت جان ہتھیلی پر رکھ کر آیا ہوں ، کوئی خراجِ تحسین پیش نہیں کروگی ؟اس نے زر تاج کی ناک کو اپنی ناک سے چھوتے ہوئے مخمور اور دلفریب لہجے میں کہا۔

زرتاج کی لمبی گھنی پلکیں جھک کر لرزنے لگیں۔

میر سجاول کی والہانہ نظریں اس پر ٹھہری ہوئیں تھیں۔اس کے لبوں کی لرزش کو میر سجاول نے بغور دیکھا ،اور جھک کر اس کے ہونٹوں پر اپنی محبت کی مہر ثبت کی تو زرتاج کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک قطار نکل کر اس کے بالوں میں جذب ہونے لگے۔

میر سجاول کی دیوانگی کا طوفان تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔زرتاج نے اپنی پوری قوت لگا کر اسے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی تو میر سجاول نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر دیا ،مگر فوراً ہی بازوؤں سے تھام کر اسے سامنے پڑے پلنگ پر بٹھایا اور خود اس کے قدموں میں بیٹھ گیا، اپنی جیب سے

پازیب نکالی اور اس کاپاؤں اپنے گھٹنے پر رکھ کر اس کے مخملی پاؤں میں پہنا دی پھر جھک کر اس کے پاؤں پربوسہ لیا۔

میر سجاول نے نظر اٹھا کر دیکھا تو وہ سامنے دیوار کوگھور رہی تھی خفگی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

میری جان ! اتنی بے رخی اچھی نہیں۔جو پہلے سے ہی آپ پر مرتا ہو،اسے اس طرح بے رخی سے نہیں مارتے۔

اس نے زرتاج کے برابر بیٹھتے ہوئے اسکا رخ اپنی جانب موڑا تو وہ کھسک کر اور پیچھے ہو گئی۔

میر سجاول اسکی معصوم مگر خفگی بھری اس ادا پر نثار ہونے لگا۔اس کے چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ ابھر آئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چلو تمھاری آزمائش ختم کر دیتے ہیں۔لیکن دھیان رہے آئندہ اگر میرے کسی حکم کو ٹالنے کی جرأت کی تو یاد رکھنا ! یوں ہی بن بلائے چلا آؤنگا

اور اگر اس آمد و رفت میں میری جان چلی گئی تو تم بھی ساری عمر پچھتاؤگی۔یہ میرا دعوی ہے۔

اس نے جاتے جاتے بھی زرتاج کو اچھا خاصا بدحواس کر دیا تھا۔زرتاج نے دہل کر اس کی طرف دیکھا لیکن وہ پلٹ چکا تھا۔

وہ دروازہ کھول کر باہر نکلا اور سامنے کی دیوار کو پھلانگ کر نظروں سے اوجھل ہوگیا۔چند لمحوں بعد گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی تو زرتاج نے سکون کا سانس لیا۔

اس نے جھک کر اپنے پاؤں میں پہنی پازیب پر ہاتھ پھیرا تو میر سجاول

کے لمس کے احساس نے اسے جھری جھری لینے پر مجبور کر دیا۔

اس نے پازیب اتاری اور جلدی سے اٹھ کر الماری میں اپنے کپڑوں کی تہہ کے نیچے چھپا دیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پھر پلٹ کر پلنگ پر بیٹھی گہرے گہرے سانس لینے لگی ،جیسے اس ملاقات کے اثر کو زائل کرنے کی کوشش کر رہی ہو۔

****

میر سبطین لنچ کے بعد سے اب تک میٹنگ میں مصروف تھا۔عروش آفس ٹائمنگ آف ہونے کے باوجود بھی اس کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھی ،مبادہ بغیر انفار کئے چلے جانا بھی انسلٹ کا سبب نا بن جائے۔

میر سبطین اپنے روم سے باہر نکلا تو عروش کو اپنے کیبن میں بیٹھا دیکھ کر حیران ہوا پھر اس کے پاس چلا آیا۔

مس عروش !آپ اب تک گھر نہیں گئیں ؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سر!میں میٹنگ ختم ہونے کا ویٹ کر رہی تھی۔اس دن کے واقعے کے بعد عروش کافی محتاط ہوگئی تھی۔

کافی لیٹ ہوگیا ہے،آپ کو چلے جانا چاہئے تھا۔اینی ویز ،چلئے میں آپ کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں۔

سبطین نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

سر میں خود چلی جاؤں گی۔عروش نے گڑبڑا کر اسکی طرف دیکھا سبطین نے نظر اس پر ہی تھیں پھر سنجیدگی سے بولا۔

میں گاڑی میں آپ کا انتظار کر رہا ہوں ،پانچ منٹ میں آپ نیچے آجائیں۔سبطین نے اسکے بات کو نظر انداز کرتے ہوئے جانے کے لئے قدم بڑھادیئے۔وہ جز بز سی ہوگئی۔

کچھ دیر بعد کچھ سوچتے ہوئے اس نے اپنا بیگ اٹھایا اور دوپٹہ درست کرتے ہوئے سست قدموں سے چلتی ہوئی پارکنگ ایریا کی میں آگئی۔

سبطین گاڑی اسٹارٹ کئے اسکا انتظار کر رہا تھا۔اسے دیکھتے ہی فرنٹ ڈور کھول دیا۔وہ گومگو کی کیفیت میں سمٹتے ہوئے بیٹھ گئی۔عروش کو اس کی موجودگی میں بہت عجیب سا لگ رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سبطین نے خاموشی سے گاڑی آگے بڑھادی۔وہ چپ چاپ بیٹھی اپنی گود میں رکھے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

سبطین نے ایک نظر مرر میں اسے دیکھا پھر گلا کھنکارتے ہوئے بولا تو جامد خاموشی کو اسکی آواز نے توڑا اور عروش ایکدم چونک گئی۔

عروش !اس دن کے اپنے رویے پر میں آپ سے معذرت کرنا چاہتا تھا لیکن موقع ہی نہیں ملا۔میں کچھ ذیادہ ہی اوور ہو گیا تھا۔اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔وہ حقیقتاً اپنے اس دن کے رویے پر بہت شرمندہ تھا،اور اب مداوا کرنا چاہتا تھا۔

کچھ بھی تھا اسے عروش سے اس لہجے میں بات نہیں کرنی چاہئے تھی جبکہ وہ اس کے لئے اپنے دل میں نازک جذبات رکھتا تھا وہ اس کی محبت تھی۔

عروش نے حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

اٹس اوکے سر!غلطی میری ہی تھی۔مجھے اتنی لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہئے تھا۔عروش نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دے کر اسے شرمندگی سے نکالنا چاہا۔

سبطین نے اس کے گال کے ڈمپل کو بغور دیکھا۔

ڈھلتے سورج میں اس کے اداس حسن پر یہ ڈمپل قیامت ڈھا رہا تھا۔

عروش کی نظریں ونڈ اسکرین پر تھیں پر وہ بخوبی محسوس کر رہی تھی کہ سبطین بیک ویو مرر میں اسی کو دیکھ رہا ہے۔عروش کے دل میں بے نام سی ہلچل مچ گئی تھی۔

اس کے بعد تمام راستہ خاموشی میں کٹ گیا لیکن گھر کے نزدیک پہنچنے پر سبطین نے اسے مخاطب کیا۔

اس سنڈے کو گھر پر ایک پارٹی رکھی ہے اگر آپ اس میں شرکت کریں گی تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔

عروش نے تعجب سے سبطین کو دیکھا کیونکہ اس کے لئے بات عجیب تھی کہ آفس میں کام کی بات بھی بہت مختصر کرنے والا باس آج اسے معذرت بھی کر رہا ہے اور تو اور اپنے گھر ہونے والی پارٹی میں بھی انوائیٹ کر رہا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سر ! کیا میں پوچھ سکتی ہوں ،اس پارٹی میں آپ نے آفس کے باقی اسٹاف کو بھی انوائیٹ کیا ہے؟اس نے جھٹ سوال کیا۔

دیکھیں عروش!یہ پارٹی ایک فیملی گیدرنگ ہے جس میں میرے کچھ فیملی فرینڈز اور ریلیٹوز شرکت کریں گے،میں آپ کو کلئیر کر دیتا ہوں کے میں آپ کو اپنی فیملی سے ملوانا چاہتا ہوں، اب اتنا تو آپ سمجھ ہی گئی ہونگی کے میں اپنے اسٹاف کو تو فیملی گیدرنگ میں انوائیٹ نہیں کر سکتا۔سبطین نے کچھ دیر توقف کے بعد تفصیلی جواب دیا تو اس کی بات پر عروش کے نے ایک بیٹ مس کی۔

آج تو اس کے تیور ہی بدلے ہوئے تھے۔عروش نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔

سبطین نے اس کے گھر سے کچھ فاصلے پر گاڑی روک دی۔مجھے پوری امید ہے آپ ضرور آینگی ۔آٹومیٹک لاک ہوتے ہوئے بھی اس نے خود عروش کے لئے زرا سا جھک کر ڈور کھولا۔عروش نے بے حد قریب سے اس کے چہرے کو دیکھا سبطین کے چہرے پر سچے جذبوں کے رنگ نمایاں تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں پوری کوشش کرونگی ،یہ کہتے ہوئے وہ گاڑی سے اتر گئی۔پیچھے مڑ کر دیکھا تو سبطین کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی عروش کے چہرے پر دھنک رنگ اترے تھے جو سبطین سے پوشیدہ نہ رہ سکے۔

تھوڑے فاصلے پر کھڑے حماد کے لئے یہ منظر ناقابل برداشت تھا۔

غصے سے اس کی مٹھیاں بھینچ گئیں۔وہ گھر سے کسی کام سے نکلا تھا

لیکن یہ نظارہ دیکھ کر پیر پٹختا ہوا واپس لوٹ گیا۔

رات نے گہری سیاہی کی چادر اوڑھی ہوئی تھی چاروں سو سناٹے کا راج تھا۔گاؤں کے آوارہ کتے بھی اب شاید تھک ہار کر بیٹھ گئے تھے۔

زرتاج بڑی سی کالی چادر میں خود کو چھپائے ، ڈری سہمی سی چھپتی چھپاتی نہر کنارے پہنچی تھی۔

یہ نہر شاہ پور ،اور میر نگر کی سرحد بندی کے سنگم پر تھی۔

نہر کے پاس کھڑے درخت سے ٹیک لگا کر اس نے گہرے گہرے سانس لئے تب ھی دور سے آتی گاڑی کی ہیڈ لائیٹس سے اس کے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چہرے پر روشنی پڑی۔اس نے کہنی سے چہرے کو چھپا لیا۔

گاڑی اس سے زرا فاصلے پر آکر رک گئی۔میر سجاول نے اسے سر کے

اشارے سے نزدیک آنے کو کہا اور فرنٹ ڈور کھول دیا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی گاڑی تک پہنچی۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

سرکار !آج تو اپنے تابعداری کے سارے ریکارڈ توڑ کر دل خوش کر دیا۔

اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ مستقبل میں آپ ایک فرمانبردار بیوی ثابت

ہونگی۔میر سجاول نے دل پر ہاتھ رکھ کر شوخی سے کہا۔

سائیں ! جلدی بتائیں ،کیا بات کرنا تھی۔مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے ،پہلے بیٹھو پھر بتا تا ہوں۔

نا ں سائیں ! آپ نے کہا تھا نہر کنارے ملوں تو میں آگئی لیکن پلیز!

اب مہربانی کریں مجھے جانے دیں۔

ایسے کیسے جانے دوں ،ابھی تو جی بھر کے دیدار بھی نہیں کیا۔پہلے آنکھوں کو کچھ سیر اب تو کرنے دو۔میر سجاول نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اندر کھینچ لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نازک اندام سی زرتاج ایک جھٹکے میں کھینچی چلی گئی۔میر سجاول کی اس حرکت سے وہ بری طرح خوف زدہ ہوگئی تھی۔

سائیں ! یہ آپ کیا کر رہے ہیں ؟میں آپ کے ساتھ کہیں نہیں جاؤنگی

پلیز ! مجھے میرے گھر جانے دیں۔وہ خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی

آنسو لڑھک کر گالوں پر بہنے لگے۔

اتنا کیوں ڈرتی ہو مجھ سے ،اغوا کر کے نہیں لے جارہا تمھیں ، پوری شان سے بیاہ کر لے جاؤں گا۔۔۔۔بے فکر رہو۔میر سجاول کے لہجے میں اپنی امارات کا زعم تھا۔اس نے زرتاج کے آنسوں اپنی انگلیوں کے پوروں میں سمیٹ لئے۔

کچھ ہی دیر میں گاڑی پکی سڑک پر دوڑنے لگی۔پھر تھوڑی دور لے جاکر اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی اور انجن بند کر کے اطمینان سے اسکی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔زرتاج کا نرم ملائم ہاتھ میر سجاول کے ہاتھ میں دبا ہوا تھا جسے وہ دھیرے دھیرے دبا رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یوں روز روز چھپ چھپ کر ملنے کا بھی اپنا ہی مزہ ہے لیکن اس کیفیت سے لطف وہی لے سکتے ہیں جو محبت کی تڑپ کو جانتے ہوں

تم جس دن مجھ سے محبت کرنے لگو گی تو خود اس تڑپ کو سمجھ جاؤ گی

کیسے ملن کی آس ، محبوب کے دیدار کی طلب دل سے ہر خوف کو مٹا دیتی ہے ، حتی کے موت کے خوف کو بھی۔

یہ محبت ہی جو آدھی رات کو میر سجاول ، تنِ تنہا دشمنوں کے علاقے

میں دشمنوں کے گاؤں کی لڑکی کے دیدار کے لئے بے خوفِ خطر چلا آتا ہے۔وہ ایک جذب کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

زرتاج سانس روکے اسے سن رہی تھی۔پھر وہ اپنی ہی بات پر زوردار قہقہہ لگا کر ہنسنے لگا۔اسکی روشن روشن ڈارک براؤن آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

سائیں! محبت اور دوستی اپنے برابر والوں کے ساتھ ہی سجتی ہے۔

دنیا اسے بڑی ہی طنزیہ اور تمسخر بھری نظروں سے دیکھتی ہے اور

اسی لئے یہ زیادہ دن قائم بھی نہیں رہ پاتی۔

سنو ! ایک بار میری بن جاؤ میرا وعدہ ہے تم سے عمر بھر یوں ہی چاہوں گا تمھیں۔میر نے اسکا ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا۔

دنیا والوں کی باتوں اور نظروں کی پرواہ میر سجاول کبھی نہیں کرتا نہ
کسی میں اتنی جرأت ہے کہ کوئی میرے سامنے میری خلاف کوئی بات
کر سکے۔اس نے سگریٹ سلگاتے ہوئے نخوت سے کہا۔

تمھیں مجھ سے محبت نا سہی ،مجھے تو تم سے عشق ہے ،اور چاہنے والوں کی قدر کرنی چاہیئے۔تم تو بہت ناشکری ہو۔اس نے زرتاج
کی خوبصورت ستواں ناک کو دو انگلیوں سے کھینچا۔اور پھر کھینچ کر
اسے گلے سے لگا لیا۔زرتاج پر اسکی محبت پھوار بن کر برس رہی
تھی اور وہ پور پور اس میں بھیگی جارہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! ناشکری کہیں یا بے قدر کہہ لیں لیکن جو میں دیکھ رہی ہوں وہ آپ دیکھنا نہیں چاہتے ۔بڑی حویلی والے مجھے کبھی قبول نہیں کریں گے۔خاص طور پر بڑی بیگم صاحبہ (میر سجاول کی ماں
)۔

میں بس اپنے ماں باپ کو بے عزت ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔میں نہیں

چاہتی میری وجہ سے ان کی رسوائی ہو۔کچھ وقت گزرنے کے بعد وہ بمشکل میر سجاول کوخود سے الگ کرتے ہوئے بولی۔

زرتاج بڑی بیگم کے مزاج سے بخوبی واقف تھی۔وہ ان کے گاؤں کی نہیں تھی نہ ہی کبھی بڑی حویلی گئی تھی لیکن گاؤں کے کمیوں کے ساتھ ان کا تحقیر آمیز رویہ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں تھا ۔وہ بے ساختہ

ہنس پڑا۔

اچھا تو تم اماں سے خوفزدہ ہو۔۔۔ان کی فکر تم مت کرو، ان میں حویلی والیوں کا رعب و دبدبہ ضرور ہے مگر وہ دل کی بری نہیں ہیں میر سجاول انکا اکلوتا بیٹا ہے اور اس کی من چاہی دلہن کو وہ سر آنکھوں پر بٹھائیں گی اور باقی سب سنبھالنا میرا کام ہے۔پھروہ یکدم بولا۔

زری !تم میرا انتظار تو کروگی ناں۔۔۔؟کسی اور کی تو نہیں ہوجاؤ گی ؟

میر نے اپنی ہلکی سی سرخی سے سجی ڈارک براؤن مخمور آنکھیں اس

پر مرکوز کیں۔جذبوں کی شدت سے اس کی آواز بوجھل ہورہی تھی۔

زرتاج نے کچھ دیر سوچا ،پھر بولی۔ہو بھی سکتی ہوں۔اسکی آنکھوں

میں شرارت تھی۔مگر میر سجاول خطرناک حد تک سنجیدہ ہوگیا۔

اگر تم نے کسی اور کے بارے میں سوچا بھی تو گلا دبا کر مار دوں گا۔

اس نے بڑی بے رحمی سے زرتاج کی کلائی پکڑی اور دوسرے ہاتھ سے اس کا گلا دبوچ لیا۔

کانچ کی چوڑیاں ٹوٹ کر زرتاج کی کلائی اور میر سجاول کی انگلیوں میں

چبھ گئیں۔

زرتاج کی آنکھیں ابلنے لگیں اور منہ سے گھٹی گھٹی سسکی برآمد ہوئی مگر میر سجاول کی گرفت ڈھیلی نہیں پڑی۔البتہ گلے پر دباؤ کم کردیا تھا۔

میں مذاق کر رہی تھی۔کیا میں چھوٹا سا مذاق بھی نہیں کر سکتی۔

زرتاج کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہوگئیں۔

میر سجاول پر متلق بھی اثر نہیں ہوا۔

آئندہ ایسا کچھ مذاق میں بھی مت بولنا ورنہ انجام بہت برا ہو گا۔

میر سجاول کا لہجہ درشت اور خطرناک ہو گیا تھا۔اس نے زرتاج کی طرف دیکھے بغیر ونڈ اسکرین پر نظر جمائے تنبیہہ کی۔یہ بھی اس کی سخت

ناراضگی کے اظہار کا ایک انداز تھا۔

زرتاج کو اس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتے غصے اور صبیح ماتھے پر

پڑے بے شمار بلوں سے اس کے غضبناک موڈ کا احساس ہو گیا تھا۔وہ دل ہی دل میں شرمندہ ہو گئی مگر کچھ بھی کہنے کی جرأت نہیں کی اور خاموشی سے سر جھکا گئی۔

میر سجاول نے فوراً ہی گاڑی اسٹارٹ کر کے واپسی کے راستے پر ڈال

دی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

****

واپسی کے سفر میں میر سبطین کا موڈ بے حد خوشگوار تھا۔اس نے موبائیل سے ایک نمبر ملایا۔

ہیلو !ڈاکٹر مکتوم شاہ اسپیکنگ۔دوسری طرف کال اٹینڈ کر لی گئی تھی۔

میر سبطین بات کر رہا ہوں۔اس نے تعارف کروایا۔

میر سبطین صاحب !کہیں کیسے یاد کیا ؟مکتوم شاہ کی آواز میں خوشی اور

حیرانی کا ملا جلا تاثر تھا۔

اس دن آپ نے میری سسٹر کی ہیلپ کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔میں نے سوچا کیوں نا آپ کاشکریہ ادا کیا جائے اس سنڈے میں نے ایک پارٹی رکھی ہے،میں چاہتا ہوں آپ ضرور شرکت کریں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ اس احسان کا بدلہ تو نہیں لیکن میری طرف سے دوستی کی ایک پیشکش ہے۔

مکتوم شاہ اس کی بات اور انداز پر کھل کر مسکرایا۔

کیوں نہیں،مجھے آپکی پیشکش بہت پسند آئی ،چلیں کوئی تو ہے جو دشمنی کی اس جنگ میں دوستی کی پہل کرنا چاہتا ہے۔مکتوم شاہ نے خوشدلی سے کہا۔

آپ کے بارے میں میری رائے غلط نہیں تھی بلا شبہ آپ معظم شاہ کے مقابلے میں سمجھدار انسان ہیں۔ہو سکتا ہے ہماری یہ دوستی اس دشمنی کی آگ کو بجھانے کے لئے مددگار ثابت ہو گی۔

ٹھیک ہے !سنڈے کو ملاقات ہو گی ،آپ کی آمد کا انتظار رہے گا۔میر سبطین نے اپنے دل کی بات کرتے ہوئے بات سمیٹی۔

اوکے ،اللہ حافظ۔مکتوم شاہ نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

****

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم علی شاہ شہر جانے کے لئے تیار ہو رہا تھا جب رخسانہ بیگم اس کے کمرے میں چلی آئیں۔

شاہ ! تم شہر جارہے ہو تو مجھے بھی ساتھ لے چلو۔ثمینہ ایک بار جو مل

کر گئی ہے دوبارہ نہیں آئی۔شاید جھجک رہی ہو ،کیونکہ اس کے اتنے

اصرار پر بھی میں اب تک اس کے گھر نہیں جا سکی۔رخسانہ نے اپنی

بات مکمل کر کے اس کی طرف یوں دیکھا جیسے وہ ابھی کہہ دیگا کہ میں نہیں لے جاسکتا ،آپ بلال شاہ کے ساتھ چلی جائیں۔وہ ہمیشہ اسکی باپ جیسی اکھڑ مزاجی سے خائف رہتی تھیں۔

انکی بات پر اسکی آنکھوں میں عروش کا عکس جھلملایا۔کافی دن ہو گئے تھے معظم شاہ نے اس کی طرف چکر نہیں لگایا تھا۔

آپ تیار ہو جائیں میں بس تھوڑی دیر میں نکلنے لگا ہوں۔خلافِ توقع وہ فوراً ہی مان گیا تو رخسانہ نے بڑی حیرانی سے اس کی طرف دیکھا اور بولیں۔۔۔

مجھے کیا تیار ہونا ہے۔۔۔تم اپنی تیاری مکمل کرلو ،بس مجھے راستے سے عروش اور ایان کے لئے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔

ٹھیک ہے ! آپ چلیں میں کچھ دیر میں آتا ہوں۔وہ بنا کسی تردد کے بولا۔رخسانہ حیران سی کمرے سے باہر نکل آئیں۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں شہر کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔عروش کے لئے شاپنگ کے نام پر معظم شاہ نے تقریباً پورا شاپنگ مال خریدنے کی

ٹھان لی تھی۔وہ ایک کے بعد ایک ڈریس خریدتا گیا۔پہلے پہل تو رخسانہ نے کوئی نوٹس نہیں لیا لیکن جب میچنگ جیولری ، سینڈل اور دیگر چیزیں خریدنے میں اس کی دلچسپی دیکھی تو سوچ میں پڑ گئیں اس نے تو کبھی اپنی ماں ، بھائی یہاں تک کے جان چھڑکنے والے باپ کے پرسنل معاملات میں بھی دلچسپی نہیں لی تھی وہ آج کیسے بنا کسی پس و پیش کے پوری اپنائیت کے ساتھ شاپنگ کرنے میں ان کی مدد کر رہا تھا۔۔مگر انہوں نے اسے ٹوکا نہیں مبادا اسکا موڈ بگڑ جائے اس لئے خاموش ہی رہیں۔

شاپنگ سے فارغ ہو کر جب وہ لوگ عروش کے گھر پہنچے تو سات بج چکے تھے۔

آپا ! مجھے تو لگا تھا آپ مجھ غریب کے گھر کبھی نہیں آئیں گی۔ثمینہ نے بہن کو دیکھا تو خوشی سے کھل اٹھیں اور گلے لگ کر شکوہ کیا۔

اس بات پر معظم شاہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا ،اور یوں ظاہر کیا جیسے اس نے یہ بات سنی ہی نا ہو۔

امیری غریبی کھوئے ہوئے رشتوں سے بڑھ کر نہیں ہوتی۔اتنے عرصے

تک تم نے خود کو مجھ سے دور رکھا ورنہ میں یہ فاصلہ بھی درمیان میں

کبھی نہیں آنے دیتی۔رخسانہ محبت بھرے لہجے میں بولیں۔

تبھی انکی آوازیں سن کر عروش کمرے سے نکلی اور خالہ کو سلام کر کے ان سے گلی ملی۔معظم شاہ کو اس نے نظروں سے سلام کیا تھا

جس کا جواب اس نے سر کے اشارے سے دیا۔

آپا ! یہ سب کیا ہے ،اتنا تکلف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔آپ کسی

غیر کے گھر تو نہیں آرہی تھیں۔ثمینہ ان کے لائے ڈھیر سارے تحائف دیکھ کر جز بز ہو گئیں۔

یہ تو کچھ بھی نہیں ہے میری عروش کے سامنے ،میرا بس چلے تو میں

دنیا کی ہر خوشی اس کے لئے چرا لاؤں۔رخسانہ نے عروش کا چہرہ

دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔

تمھاری اولاد کی کتنی آرزو تھی مجھے مگر تم نے مجھے اس خوشی سے برسوں محروم رکھا۔رخسانہ

نہایت جزباتی ہوکر بولیں تو ثمینہ انکی بات پر کھل کر مسکرا دیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ، ثمینہ اور رخسانہ کمرے بیٹھی باتوں میں مشغول تھیں جب اسے مہمانوں کی خاطر تواضع کا خیال آیا وہ غیر محسوس طریقے سے

کمرے سے نکل آئی۔

سامنے چیئر پر معظم شاہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے سگریٹ انگلیوں میں دبائے

جیسے اسکی آمد کا منتظر تھا۔اسے دیکھتے ہی سگریٹ نیچے پھینک کر پاؤں

سے مسل دی۔

عروش نظریں جھکائے کچن میں چلی گئی۔ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے

جب وہ کچن کے دروازے کے باہر دونوں ہاتھ دیوار پر دائیں بائیں جمائے ایستادہ تھا۔

عروش ! لگتا ہے تم ہماری پہلی ملاقات کو لے کر اب تک خفا ہو۔۔۔؟ معظم شاہ نے اپنی گمبھیر آواز میں اس سے استفسار کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ایسی تو کوئی بات نہیں۔۔۔مجھے تو یاد بھی نہیں۔عروش نے مختصر

جواب دیا۔

بائی گاڈ !اس دن کے رویے پر میں بہت شرمندہ ہوں۔میں واقعی

نہیں جانتا تھا تم کون ہو۔۔۔اور میرے گھر میں کسی انجان لڑکی

کی موجودگی مجھے حیران کر گئی تھی۔

مانا کہ میں اجنبی تھی اور اچانک آپ مجھے دیکھ کر حیران ہو گئے لیکن کسی بھی لڑکی سے بات کرنے کا وہ انداز مہذبانہ تو نہیں تھا۔عروش دوبدو بولی۔

معظم شاہ نے اس کی بات پر ایک زبردست قہقہہ لگایا۔اس کی ہنسی بھی اس کی طرح بہت خوبصورت تھی۔عروش بھی نظر بھر کر دیکھنے پر مجبور ہوگئی۔

معظم کو اپنی دلکشی کا بخوبی اندازہ تھا تبھی تفاخر سے مسکرایا۔

عروش مڑ کر چائے کا پانی رکھنے کے لئے چولہا جلانے لگی۔

ہمارا تو یہی انداز ہے اب دیکھنا ہے سامنے والے میں کتنا دم ہے۔

لیکن مجھے امید ہے تم میرا انداز سہہ جاؤ گی۔معظم نے معنی خیزی سے کہا۔پھر بولا۔۔۔یہ تو ایک مذاق تھا،اب کچھ کام کی بات ہو جائے

میں چاہتا ہوں تم لوگ جلد سے جلد حویلی یا پھر شہر میں موجود میرے بنگلے میں شفٹ ہو جاؤ۔۔۔میں تمھیں یہاں اس محلے میں اور یہ سب فضول کام کرتے ہوئے برداشت نہیں کر سکتا۔ وہ چولہے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

عروش نے کوئی جواب دیئے بغیر حیرانی سے اس کی طرف دیکھا۔

تم خالہ کو سمجھاؤ اور تیاری کر لو ،میں کچھ دن تک تم لوگوں کو لینے آؤنگا۔معظم شاہ کی نظر میں ان لوگوں کی مرضی کی کوئی اہمیت ہی نہیں تھی وہ تو بس اپنی کہنے کا عادی تھا۔

ہم اس طرح اپنا گھر چھوڑ کر نہیں جا سکتے ،اور ہمیں یہاں کوئی پریشانی نہیں ہے پھر ایان کے اسکول کا بھی مسئلہ ہے۔عروش نے رسان سے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ سب باتیں میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتیں ،ایان کے اسکول کا کوئی مسئلہ نہیں۔میں جہاں چاہوں گا اسکا ایڈمیشن ہوجائیگا۔اس نے بے نیازی سے کہا۔

****

عروش اٹھ جاؤ بیٹا چھ بج رہے ہیں۔عصر کی اذان ہوگئی ہے نماز قضا

نہ ہوجائے۔ثمینہ نے کمرے میں داخل ہوکر لائٹ آن کردی۔

وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئی۔نماز اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد وہ

پوری دوپہر سئی رہی تھی۔ہفتے میں سنڈے کے دن ہی اسے آرام کے لئے ملتا تھا۔ثمینہ کی آواز پر وہ فوراً بال سمیٹتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔

بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بناتے ہوئے وہ تذبذب کا شکار تھی کی کس طرح

ماں سے شام ہونے والی پارٹی میں جانے کی اجازت لے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ثمینہ بیگم کو پلٹتا دیکھ کر اس نے جلدی سے انہیں مخاطب کیا۔

امی !ایک منٹ زرا رکیں ،مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔ثمینہ

اس کے نزدیک آگئیں اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگیں۔

امی ! آج میرے باس کے گھر پارٹی ہے۔ان کے بھائی انگلینڈ

سے تعلیم مکمل کر کے واپس آئے ہیں۔اس خوشی میں انہوں نے پارٹی رکھی ہے۔انہوں نے مجھے بھی انوائیٹ کیا ہے۔

اس نے جھجکتے ہوئے ماں کو تفصیل سے آگاہ کیا۔

کیا تمھارا اس پارٹی میں جانا ضروری ہے ؟ثمینہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔

جانا ضروری تو نہیں لیکن ناجانے سے میری جاب پر کوئی منفی اثر پڑ سکتا ہے۔عروش نے قصداً جھوٹ بولا۔

کب جانا ہے ،اور کیسے جاؤگی ؟ثمینہ نے سوال جواب کا ارادہ ترک کرتے ہوئے پوچھا کیونکہ اس کی جاب ہی ان کے لئے گھر کا نظام چلانے کا واحد زریعہ تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سات بجے ،ڈرائیور آئے گا مجھے پک کرنے۔اس نے مختصراً کہا۔

ٹھیک ہے تم تیار ہوجاؤ۔رات کے کھانے پر صرف میں اور ایان ہی ہونگے میں کچھ ہلکا پھلکا بنا لیتی ہوں۔ثمینہ اٹھتے ہوئے بولیں۔

عروش اپنے لئے کوئی مناسب لباس تلاش کرنے لگی۔

سات بجے ہلکے پھلکے میک اپ کے ساتھ وہ تیار کھڑی تھی۔اس نے بلیک کلر کا لباس زیب تن کیا تھا جس پر وائٹ ریشم اور موتیوں سے نازک سا کام ہوا تھا۔کھلے بالوں میں وہ ایک خوبصورت تصویر لگ رہی تھی۔

ڈرائیور کی کال پر وہ ماں کو خدا حافظ کہتی گھر سے باہر نکل آئی۔

سبطین نے ڈرائیور کو گاڑی گلی سے باہر کھڑی کرنے کی ہدایت دی تھی۔

عروش چلتے ہوئے گاڑی میں آکر بیٹھ گئی تو ڈرائیور نے گاڑی آگے بڑھادی۔

جس وقت عروش "میر ہاؤس "پہنچی ،کافی مہمان جمع ہوچکے تھے۔

www.kitabnagri.com

پارٹی بہت بڑے پیمانے پر نہیں تھی لیکن ارینجمنٹ بہت خوبصورت

انداز میں کیا گیا تھا۔

میر سبطین انٹرینس پر ہی نظریں جمائے اس کا منتظر تھا۔اس پارٹی کا

اصل مقصد حنین کی واپسی تو تھی ہی لیکن وجہ خاص عروش بھی تھی۔

میر سبطین اس موقع پر اسے سب سے ملواکر اور اس کے بارے میں

سب کی رائے جاننا چاہتا تھا۔اسے دیکھتے ہی آگے بڑھا۔

ہیلو عروش ! مجھے یقین تھا آپ ضرور آئیں گی۔سبطین نے اس کے دلکش سراپے کو نظروں ہی نظروں میں سراہا۔وہ خود بھی اس وقت

بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس اسمارٹ اور ہینڈسم لگ رہا تھا۔یہ ایک خوبصورت اتفاق ہی تھا کہ وہ دونوں ہم رنگ کپڑوں میں ملبوس تھے۔

عروش جواب میں صرف مسکرا کر رہ گئی۔

وہ اسے لے کر رانیہ کی طرف چلا آیا جو حنین سے کسی بات پر الجھ رہی تھی۔

www.kitabnagri.com

بھائی ! دیکھیں نا حنین کہتا ہے یہ کلر مجھ پر بلکل بھی سوٹ نہیں کر رہا۔رانیہ اسے دیکھتے ہی چلائی لیکن اس کے ساتھ عروش کو دیکھ کر یکدم جھینپ گئی۔

رانیہ ! یہ عروش ہیں ،میرے آفس میں کام کرتی ہیں اور عروش !یہ رانیہ ہیں مائی لٹل سسٹر۔۔۔یہ حنین ہے جو حال ہی میں اسٹڈیز کمپلیٹ کر کے انگلینڈ سے لوٹا ہے۔

سبطین نے سب سے اس کا تعارف کروایا۔

ہیلو عروش !رانیہ نے بڑھ کر اس سے ہاتھ ملایا اور پھر بے اختیار بولی۔

بھائی !یہ تو بہت پیاری ہیں جتنی آپ نے تعریف کی تھی اس سے بھی ذیادہ اورپھر کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

سبطین اس غیر متوقع جملے پر گڑبڑا گیا پھر گھور کر رانیہ کو دیکھا تو وہ اپنی زبان دانتوں تلے دبا گئی۔اس منظر کو دور کھڑے مکتوم شاہ نے دلچسپی سے ملاحظہ کیا۔عروش بلش کرنے لگی۔

حنین نے بھی پسندیدگی کی نگاہ سے عروش کو دیکھا پھر سبطین کے کان میں سرگوشی کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پرفیکٹ کپل۔۔۔

سبطین ہولے سے ہنس دیا۔

رانیہ عروش کا ہاتھ پکڑ کر ایک کونے میں چلی آئی جہاں نگین سکڑ سمٹی صوفے پر بیٹھی تھی۔وہ عجیب سے احساسِ کمتری میں مبتلا تھی۔آج سے پہلے اس قسم کی پارٹی میں شرکت کے بارے میں اس نے کبھی خواب میں بھی تصور نہیں کیا تھا۔

رانیہ گاؤں سے واپسی پر اس اپنے ساتھ ہی لے آئی تھی اور وہ بہت خوشی خوشی یہاں رہ رہی تھی۔سب کا رویہ اس کے ساتھ بے حد مخلصانہ تھا اور سب نے ہی اسے گھر کے فرد کی سی حیثیت دی تھی۔ حنین کی چھیڑ سے چھاڑ سے شروع میں تو وہ بہت نروس ہوئی تھی لیکن پھر اس کی عادت سمجھ کر محفوظ ہونے لگی۔کیونکہ اپنی بہن کے ساتھ بھی اسکا رویہ مختلف نا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نگین !ان سے ملو یہ عروش ہیں ،بھائی کے ساتھ آفس میں ہوتی ہیں۔

رانیہ کہتے ہوئے عروش کو ساتھ لئے صوفے پر براجمان ہوگئی۔نگین نے مسکرا کر تھوڑا جھجکتے ہوئے عروش سے ہاتھ ملایا۔

عروش یہ نگین ہیں ،میری بہت پیاری بہن اور ساتھ ہی دوست بھی۔

رانیہ نے بولتے ہی اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیا۔

رانیہ کے اتنے پیارے انداز میں اسکا تعارف کروانے پر نگین نے محبت سے رانیہ کو دیکھا اور اسکا ہاتھ تھام لیا۔

میر سبطین ،مکتوم شاہ کے ساتھ محو گفتگو تھا جب میر سجاول محفل میں داخل ہوا اور ایک طائرانہ نظر پورے ماحول پر ڈالی ، تبھی اس کی نظر میر سبطین پر سے ہوتی ہوئی ،مکتوم شاہ شیرازی پر ٹھہر سی گئی۔اس کی وہاں موجودگی میر سجاول کو اپنی بصارت کا دھوکہ لگا۔لیکن مکتوم شاہ کی وہاں موجودگی حقیقت تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے اندر شدید غصے کی ایک لہر اٹھی ،اس غصے کے لاوے کے پھٹنے سے پہلے ہی وہ جن قدموں پر آیا تھا انہی پر ہی واپس لوٹ گیا۔

میر غضنفر کی نظر اس پر پڑ چکی تھی۔وہ میر سجاول کے واپس پلٹ

جانے کی وجہ سے بخوبی واقف تھے ،اس لئے تیز تیز قدم بڑھاتےہوئے لان کے پچھلے حصے سے مین گیٹ کی طرف بڑھے۔

میر سجاول کھولتا ہوا آندھی طوفان کی طرح اپنی لینڈ کروزر تک پہنچا تھا۔

ڈرائیور اور گارڈ جو بڑے آرام دہ انداز میں گاڑی میں بیٹھے خوش گپیوں

میں مصروف تھے ،اسے سامنے سے آتا دیکھ کر ایک جھٹکے سے باہر

نکلے اور مؤدب انداز میں ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے۔

اس نے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولا ہی تھا کہ میر غضنفر نے اس کے نزدیک پہنچ کر کاندھے پر ہاتھ رکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول !اس طرح کیوں جارہے ہو ؟کم از کم ہماری بات تو سن

لو۔

میر سجاول نے بنا پلٹے انکا ہاتھ اپنے کاندھے سے جھٹک دیا۔مجھے کچھ سننے کی ضروت نہیں ،میں خود سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ہمارے دشمنوں سے ہمارے ہی خا ندان والے راہ وراسم بڑھا رہے ہیں تو ایسے نام نہاد رشتے داروں کی محفل میں ہمارا کیا کام۔

میر سجاول نے ان کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا اس وقت اس کے تن بدن میں آگ لگی ہوئی تھی۔

دیکھو ! اس دشمنی سے ہمیں آج تک کچھ حاصل نہیں ہوا ہے سوائے نقصان کے اگر اس کو ختم کرنے کی کوئی راہ نکلتی ہے تو یہ ہمارے اور ہماری آنے والی نسل کے لئے ایک فائدہ مند ہو گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مکتوم شاہ بھی اسی خاندان کا حصہ ہے ،وہ چاہتا تو میرا علاج کرنے سے صاف انکار دیتا لیکن اس نے ہر رنجش کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہماری مدد کی۔تم بھی اس بات کو سمجھو اس مارا ماری میں کچھ نہیں رکھا،تم ان کے دو بندے مارتے ہو۔۔۔وہ تمھارے چار مارتے ہیں۔

اس سب سے سوائے قیمتی جانوں کے ضیاع کے کچھ حاصل نہیں۔

جانے والے واپس نہیں آتے ،لیکن جو ہمارے ساتھ موجود ہیں ہمیں ان کی زندگی کی حفاظت کرنی چاہیئے۔زندگیاں اتنی بے مول نہیں کے انہیں آپسی دشمنی نبھانے میں ضائع کر دیا جائے۔

میر غضنفر نے تفصیلاً اسے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ تو یہ سب سن کر اور بھڑک گیا۔

چاچا سائیں !آپ یہ چاہتے ہیں ہم ان کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں ،جنہوں نے آپ کے بھائی کو قتل کر دیا ،آپ کی بہن کا گھر برباد کر کے اس سے زندگی ہی چھین لی۔ہم سب سے ہماری خوشیاں چھین لیں۔یہ سب کچھ آپ بھول سکتے ہیں میں نہیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس نے آپ کی جان بچائی ،اپنی موت کے خوف نے آپ کو کمزور کر دیا ہو گا لیکن میں کمزور اور بزدل نہیں اور مجھ میں اتنا دم ہے کہ میں

تنہا ہی اس دشمنی کو نبھا سکتا ہوں۔مجھے آپ جیسے بزدل سہاروں کی ضرورت نہیں۔وہ نفرت اور غصے میں سارے لحاظ بھلا بیٹھا تھا۔دروازہ کھول کر وہ گاڑی میں بیٹھ گیا۔اس نے بیٹھتے ہی ڈرائیور کو چلنے کا اشارہ۔ڈرائیور نے گاڑیوں کی لمبی قطار میں سے بڑی مہارت سے گاڑی نکالی۔

میر غضنفر نے اسے دوبارہ مخاطب نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے اس
کے غصے اور اس دشمنی کو ہوا دینے والے خود ان کے ہی بھائی
میر جعفر تھے۔جو خود نہیں چاہتے تھے کہ کبھی یہ دشمنی ختم ہو۔

عروش کیبن میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر مصروف تھی ، تبھی اس کے موبائل پر میسج ریسیو ہوا۔اس نے مصروف سے انداز میں ہاتھ بڑھا کر موبائل اٹھایا اور ٹیکسٹ میسج پر نظر پڑتے ہی بھیجنے والے کے نام پر اس کے ہونٹوں کو نرم سی مسکراہٹ نے چھوا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش !آف کے بعد میں پارکنگ میں آپ کا ویٹ کروں گا۔اگر آپ
مائنڈ نا کریں تو ہم کچھ وقت ساتھ گزار سکتے ہیں۔۔۔؟اس کے ٹیکسٹ
پر عروش سوچ میں پڑ گئی۔کیونکہ وہ جانتی تھی ، آفس ٹائمنگ کے بعد زرا سی بھی لیٹ ہونے پر امی کس قدر پریشان ہوجاتی تھیں۔بحرحال
میر سبطین نے پہلی بار اسے آؤٹنگ پر لے جانے کے لئے کہا تھا۔

اسے نظر انداز کرنا عروش کو مناسب نہیں لگا۔اوکے۔۔۔کا مسیج سینٹ کرنے کے بعد وہ کہنی ٹیبل پر جمائے ایک ہاتھ گال پر رکھے امی کی متوقع پریشانی اور اس کے حل کے بارے میں سوچنے لگی۔

آفس کا کام ختم کر کے وہ پارکنگ میں پہنچی ، میر سبطین گاڑی سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا۔اسے دیکھتے ہی فرنٹ ڈور کھول دیا۔پھر خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

اس نے برابر میں بیٹھی عروش پر ایک نظر ڈالی۔وہ بے حد خوش اور فریش لگ رہی تھی۔عروش نے بھی میر سبطین کی نظروں کی حدت محسوس کی اور رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھا۔دونوں کے ہی چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ تھی۔وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ پر بہت خوش اور پر سکون تھے۔

عروش !میری فیملی سے مل کر آپ کو کیسا لگا ؟میر سبطین نے اس سے استفسار کیا۔

بہت اچھا لگا۔اسپیشلی رانیہ بہت لوونگ اور کیوٹ ہے۔ڈیڈی کو تو میں پہلے سے ہی جانتی ہوں ،وہ بہت نائس ہیں۔اس نے کھلے دل سے سب کی تعریف کی۔

رانیہ کے بارے میں عروش کی رائے اس کے لئے سب سے اہم تھی میر سبطین کو سب سے زیادہ اس بات نے متاثر کیا۔وہ رانیہ کو لے کر بہت حساس تھا،اسے اپنی اکلوتی بہن جان سے بھی زیادہ پیاری تھی۔ اس کی یہی خواہش تھی کہ جو بھی لڑکی اس کی بیوی بن کر اس کی زندگی میں آئے ،اسے رانیہ سے خصوصی لگاؤ ہو۔عموماً اس رشتے میں تناؤ اور کنجائش بہت کم ہوتی ہے۔اسی بات کو سوچ کر وہ ہمیشہ پریشان ہو جاتا تھا۔مگر اب عروش کے خیالات نے اسے مطمئین کر دیا تھا۔اس کے چہرے پر آسودہ سی مسکراہٹ ابھری۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین عروش کو ساحلِ سمندر پر لے آیا تھا۔ہاتھ میں ہاتھ ڈالے وہ دونوں گیلی نرم ریت پر قدم سے قدم ملائے چل رہے تھے۔

عروش کے سلکی خوبصورت بال ساحل کی ہوا سے لہرا رہے تھے ،

چند لٹوں نے اڑ کر میر سبطین کے چہرے کو چھوا تو اس نے مسحور ہو کر ایک لٹ کو اپنی انگلی پر لپیٹ لیا۔عروش جھینپ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

عروش ! ہمیشہ سے مجھے سمندر کی خوبصورتی نے اٹریکٹ کیا ہے۔میں جب بھی بہت اداس یا بہت خوش ہوتا ہوں ،یہاں ضرور آتا ہوں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

گیلی ریت پر چل کر مجھے بہت سکون ملتا ہے اور میں خود کو بہت فریش محسوس کرنے لگتا ہوں۔

آج تم سے پہلی ملاقات کے لئے میں نے اس جگہ کو اس لئے چوز کیا ہے تاکہ شادی کے بعد ہم جب بھی یہاں آئیں ، مجھے ہماری یہ پہلی ملاقات ضرور یاد آئے کیونکہ یہ جگہ اور یہ وقت میرے حافظے میں

ہمیشہ محفوظ رہے گا۔میر سبطین کے لہجے میں بھی محبت کا ایک سمندر موجزاں تھا۔عروش کے چہرے پر شرمگیں سائے لہرائے۔

تھینکس سر ! اپنے احساسات میں مجھے شامل کر نے کے لئے،یہ لمحات اور ملاقات میرے لئے بھی بہت قیمتی اور انمول ہیں مگر آپ نے جس طرح اس جگہ سے اپنی وابستگی باہر ہے ، میرے لئے بھی اس جگہ کو اتنا ہی اہم بنا دیا ہے جتنی آپ کے لئے ہے۔اب یہ میرے حافظے میں بھی ہمیشہ کے لئے محفوظ ہوگئی ہے۔عروش نے اسی کے انداز میں کہا اور کھکھلا کر ہنس پڑی۔اس کا ڈمپل بہت گہرا ہوگیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین نے اس کے اس طرح کہنے پر فلک شفاف لگایا۔

پلیز !اب یہ سر کہنا بند کرو ،شادی کے بعد بیڈروم میں بھی اسی طرح سر کہوگی تو مجھے آفس اور گھر کا فرق کیسے پتا چلے گا۔سبطین نے لطیف سے انداز میں اس کی سرزنش کی۔

تو پھر کیا کہہ کر آپ کو پکاروں۔۔۔؟عروش نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

جان بولوگی تو مجھے بہت اچھا لگے گا۔۔۔سبطین نے جان بوجھ کر

اسے چھیڑا۔عروش یکدم اچھل پڑی اور نفی میں سر ہلانے لگی۔

میر سبطین بے اختیار ہنس پڑا۔

سبطین۔۔۔۔صرف سبطین۔۔۔میر سبطین نے اسے مشکل سے

نکالا۔

اوکے !کوشش کرونگی۔اب چلیں مجھے دیر ہورہی ہے ،امی پریشان

ہو رہی ہونگی۔سر۔۔۔۔عروش نے اسے تنگ کرنے کے لئے سر

کہہ کر پکارا۔پھر اس کے خطرناک تیور دیکھ کر زبان دانتوں تلے

دبا کر ناک چڑھائی۔

میر سبطین نے اسکی شرارت پر بڑھ کر اس کی نازک سی ناک کو انگلیوں سے دبا دیا۔

“”””””””””””””””””””””※”””””””””””””””””””””

میر سجاول نے گھر میں قدم رکھا تو وہاں ایک ہنگامہ برپا تھا۔

ہال کے بیچوں بیچ ملازم رحیم بخش ہاتھ جوڑے پڑا تھا اور میر جعفر

اس کی درگت بنانے میں مصروف میں تھے۔

بابا سائیں ! یہ سب کیا ہو رہا ہے ،کیوں مار رہے ہیں اسے ؟اس نے

کڑے تیوروں سے رحیم کو گھورتے ہوئے استفسار کیا۔میر سجاول کی آواز رحیم بخش کے کانوں میں پڑی تو اس کی روح فنا ہوگئی۔وہ جانتا

تھا اب اس کی جان کے لالے پڑ جائیں گے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسلام آباد جانے سے پہلے پچیس لاکھ کی رقم میں نے اس حرام خور کے ہاتھ سے ہی ڈریسنگ روم کے لاکر میں رکھوائی تھی۔اب میں نے

اس سے وہ رقم نکالنے کو کہا ، نمک حرام کہتا ہے رقم وہاں نہیں ہے۔غائب ہوگئی ہے۔

اس نمک حرام کے سوا کسی اور ملازم کو میرے کمرے میں قدم نہیں

رکھنے کی اجازت نہیں،کسی ملازمہ کی اتنی جرأت نہیں کہ وہ حویلی میں ہاتھ صاف کرے یہ اس خبیث کی ہی کارستانی ہے۔

میر جعفر نے جوتا زمین پر پھینک کر پہنتے ہوئے قہر برساتی نگاہ رحیم پر ڈالتے ہوئے تفصیل بیان کی

۔

میر جعفر آج صبح ہی اسلاآباد سے سینیٹ کے اجلاس میں شرکت کے

بعد گاؤں پہنچے تھے اور بد نصیب رحیم بخش کی شامت آگئی تھی۔

چھوٹے میر سائیں ! اللہ سائیں کی قسم ،میں نے چوری نہیں کی۔میری

پشتوں نے اس حویلی میں غلامی کی ہے ،اگر میں چوری کروں گا تو ان

سب کی روحیں تڑپیں گی۔میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔رحیم بخش

نے میر سجاول کو ہاتھ میں چمڑے کا پٹہ لئے بڑھتا دیکھا جو اس کے اشارے پر ملازم دوڑ کر استبل سے لایا تھا۔وہ ہاتھ جوڑ کر گھگیانے لگا۔

میر سجاول کے کانوں میں رحیم بخش کی کوئی فریاد کوئی دہائی اثر نہیں

کر رہی تھی۔اس چمڑے کے پٹے سے رحیم بخش کی کھال ادھڑتی

جا رہی تھی۔تمام ملازم لائن سے کھڑے تھر تھر کانپ رہے تھے۔

فائزہ بیگم دور پڑے صوفے پر بیٹھیں یہ تماشہ سکون سے ملاحظہ کر رہی

تھیں۔

سوہنا سائیں !بس کر دو ،کیوں اس حرام خور کے لئے خود کو ہلکان کر

رہے ہو۔اس کو نورے کے حوالے کرو ،وہ خود ہی اس سے سچ اگلوا لیگا۔جب میر سجاول کا جنون حد سے سوا ہونے لگا تو وہیں سے بیٹھی

بلند آواز میں بڑے لاڈ سے میر سجاول کو قابو کرنے کی کوشش کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رقم تو وہ پہلے ہی بڑی صفائی سے لاکر سے نکال کر اپنے بھائی کو روانہ

کر چکی تھیں۔گاہے بگاہے موقع دیکھ کر وہ میر جعفر کی نظر بچا کر اس

کی مدد کرتی ہی رہتی تھیں۔وہ بھی چند دنوں میں رقم اڑا کھا کر ، پھر سے بہن کے سامنے دستِ سوال ہوجاتا تھا اور فائزہ بیگم اپنے اوباش بھائی کی محبت میں میر جعفر کی دولت بے دریغ لٹا دیتیں

مگر اس بار زرا جلد بازی میں رقم میر جعفر کی نظروں میں آگئی اور رحیم بخش پھنس گیا۔کیونکہ میر جعفر کے تقریباً کاموں کی زمہ داری رحیم بخش پر ہی تھی۔

نورے ! اس نمک حرام کو کواٹر میں لے جاؤ اور ایسی مرمت کرو کے

یہ خود اگل دے۔اس سے رقم برآمد کرو اور پھر تھانے پہنچا دینا۔

باقی کا کام تھانیدار خود سنبھال لے گا۔میر سجاول نے حقارت سے

کہتے ہوئے رحیم کو ایک لات رسید کی۔

رحیم بخش کی چیخ و پکار آہ و بقا کو خاطر میں نا لاتے ہوئے نورا اسے گھسیٹتا ہوا حویلی کے پچھلے حصے

کی طرف لے جارہا تھا۔اسے ہڈیوں کا

سرمہ بنانے میں کمال حاصل تھا۔

“”””””””

موسم بہت خوشگوار ہو رہا تھا۔دن بھر چلچلاتی دھوپ پڑنے کے بعد شام میں اچانک ہی بادلوں نے آسمان کو ڈھک دیا تھا۔رانیہ لان میں بیٹھی نگین کا انتظار کر رہی تھی جو موسم کی رنگینیوں کو دیکھ کر پکوڑے

بنانے کے لئے کافی دیر سے کچن میں تھی۔

نگین ٹرالے ہاتھ میں لئے کچن سے نکل رہی تھی جب اچانک ہی حنین

نے پیچھے سے اس کی چٹیا کھینچی۔اور نگین کے میں سے متوقع چیخ برآمد

ہوئی جس پر حنین دل کھول کر ہنسا۔

نگین کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی لیکن وہ اس کی شرارت سمجھ کر فوراً ہی سنبھل گئی۔

او،ہو،موسم انجوائے کرنے کی بھرپور تیاری کی گئی ہے۔اکیلے اکیلے ہی مزے اڑائے جارہے ہیں ۔ظالموں ! ہمیں بھی انوائیٹ کرلیتے۔وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے بولا۔

تمھیں انوائیٹ کر کے ہمیں اپنی درگت نہیں بنوانی تھی۔رانیہ چیخ کر

بولی ،وہ نگین کی چیخ کی آواز سن چکی تھی۔

ہاہاہا۔وہ تو میں ویسے بھی بناؤں گا۔کیوں نگین۔۔۔وہ شرارت سے کہہ کر نگین کی طرف مڑا اور جھٹ سے ٹرے میں سے پکوڑا اٹھا کر منہ

میں رکھ لیا۔

نگین اور رانیہ مسکرا کر رہ گئیں۔

اچھا سنو ! مووی دیکھنے چلتے ہیں ،اب تو میں بور ہو گیا ہوں۔لندن میں تو فرصت ہی نئیں ملتی تھی اور یہاں فارغ رہ رہ کر بور ہو گیا ہوں وہ

بیزار سا منہ بنا کر بولا۔

گڈ آئیڈیا۔۔۔۔کیوں نا ہم اس پروگرام میں عروش اور بھائی کو بھی شامل کر لیں۔بہت مزہ آئیگا ،اس طرح بھائی اور عروش کو بھی کچھ ٹائم مل جائیگا ایک دوسرے کے لئے۔رانیہ جھٹ سے بولی۔

میں شیور ہوں کے بھائی نے اب تک عروش کو ایک ڈنر بھی نہیں کروایا ہو گا۔حنین نے رانیہ کو سراہتے ہوئے کہا۔

ہمم،تو پھر ٹھیک ہے میں بھائی کو کال کرکے راضی کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔وہ اتنے اچھے تو ہیں نہیں کے فوراً ہی مان جائیں۔رانیہ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نے خدشہ ظاہر کیا۔

تم رکو ،میں خود کال کرتا ہوں۔مجھے پتا ہے وہ میری بات نہیں ٹالیں

گے۔حنین کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہو۔لیکن اسکی آنکھوں میں شرارت

ناچ رہی تھی۔

پودوں کو پانی دیتے ہوئے مالی کے ہاتھ سے اس نے پائپ لیا اور اس کا رخ ان دونوں کی جانب کر کے باقاعدہ ان پر چھڑکاؤ کرنے لگا۔

خود کو پانی سے بچانے کی سعی میں وہ دونوں پورے لان میں دوڑیں لگا رہی تھیں۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

زرتاج کی دوست کی شادی تھی۔میر سجاول جانتا تھا کہ زرتاج اس شادی میں ضرور شرکت کرے گی اس لئے اس نے صبح زرتاج کو راستے میں روک کر تاکید کی تھی کہ آج رات وہ میک اپ اتارے بنا اسی لباس میں اس سے ملنے آئیگی جو اس نے شادی میں زیب تن کیا ہو گا۔

زرتاج اس کی انوکھی ،نرالی فرمائشوں پر بوکھلا کر رہ جاتی تھی مگر ناچاہتے ہوئے بھی اس کا دل میر سجاول کی حکم نما فرمائش کو پوراکرنے کے لئے مچل سا جاتا تھا۔وہ دھیرے دھیرے اس کے خوف اور دہشت سے نکل کر اس کی محبت کے حصار میں جکڑی جا رہی تھی۔

یہ سب کیوں اور کیسے ہوگیا تھا یہ تو وہ نہیں جانتی تھی مگر میر سجاول کی چاہت کا احساس تھا بہت دلفریب اور مسحور کن وہ اس کی طرف کھینچی چلی جارہی تھی۔چاہے جانے کا احساس اسے سب میں منفرد اور معتبر بنا گیا تھا۔

اب اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ کیسے اتنے لوگوں کی موجودگی میں

میر سے ملنے کے لئے نکلے۔پھر وہ کچھ سوچتے ہوئے مطمئین سی ہو کر

بیٹھ گئی اور گھر واپس جانے کا انتظار کرنے لگی۔لڑکیاں مہندی کے

گانے گا رہیں تھیں ڈھولک بج رہی تھی مگر وہ کسی اور ہی دنیا میں پہنچی ہوئی تھی۔

مہندی کی تقریب ختم ہوئی تو سب اپنے اپنے گھروں کے لئے روانہ

ہونے لگیں ،زرتاج بھی اپنی اماں کے ساتھ گھر کے لئے نکل پڑی

سب سے زیادہ جلدی اسے ہی تھی گھر پہنچنے کی۔

وہ دونوں گھر میں داخل ہوئیں تو اس کا بابا بے خبر سورہا تھا،اس نے شدید نیند اور تھکن کا بہانہ بنا کر ،کپڑے تبدیل کئے بغیر ہی بستر سنبھال

لیا۔ماں نے بھی اس خیال سے نہیں ٹوکا کہ وہ اسکول سے واپس آکر

بھی نہیں سوتی تھی اور اب بھی کچھ دیر بعد ہی اسے اسکول کے لئے

پھر سے جاگنا تھا۔

تھوڑی دیر گزرنے پر زرتاج نے ماں کے گہری نیند سوجانے کی تسلی کی

اور اپنے پیروں سے وہی پازیب اتار کر ہاتھ میں پکڑ لیں جو میر سجاول

اس رات اسے پہنا گیا تھا۔دھیرے سے دروازہ کھول کر ، بڑی سی

چادر میں خود کو لپیٹے اس کے قدموں رخ نہر کی جانب تھا۔

ڈری سہمی سی مسلسل دائیں بائیں دیکھتی ہوئی وہ نہر کنارے پوہنچی تو

درخت سے ٹیک لگائے سگریٹ کا کش لیتے ہوئے میر سجاول اس کے

انتظار میں کھڑا تھا۔اسے دیکھتے ہی میر سجاول کے چہرے پر بڑی دلکش اور حسین مسکراہٹ ابھری ۔اس نے سگریٹ نیچے پھینک کر

پاؤں سے مسل دی اور والہانہ اس کی طرف بڑھا۔

زرتاج شاکنگ پنک کلر کے جھلملاتے ہوئے سوٹ میں مٹے مٹے سے میک اپ اور ہلکی سی جیولری میں قیامت ڈھا رہی تھی۔اسکا ہوش

ربا حسن چاند کی روشنی میں چاند کو بھی مات دے رہا تھا۔

میرے سرکار !اتنی دیر لگادی ،قسم سے آنکھیں تھک گئیں راہ تکتے۔

میر نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑا اور گلے سے لگا کر خود میں سمو

لیا۔زرتاج اس اچانک حملے کے لئے تیار نہیں تھی۔اسکی بانہوں میں

مچل کر رہ گئی۔

میر سائیں ! آپ کو زرا سی بھی میری عزت اور اپنی جان کی پرواہ

نہیں ہے۔اتنی ضد بھی اچھی نہیں ہوتی۔آپ کو اندازہ نہیں آپ کی وجہ سے میں کتنی مشکل میں گھر جاتی ہوں۔اس نے دھیمے لہجے میں شکوہ کیا۔انداز روٹھا روٹھا سا تھا۔میر سجاول فدا ہوگیا۔

اس کی جگہ اگر کوئی اور میر سجاول سے یہ بات کہتا تو وہ اس کی زبان کھینچ لیتا مگر سامنے اس کی محبوب ہستی کھڑی تھی۔

میری جان ! تمھاری عزت کی مجھے بہت پرواہ ہے مگر میرا جو یہ دل ہے ناں۔۔۔یہ مجبور کرتا ہے تمھارے دیدار کے لئے ،مجھے بھی اور تمھیں بھی اور میری جان !میری جان کی پرواہ مجھے نہیں ، ایسی سو جانیں تمھارے دیدار کے لئے وار دوں۔وہ زرتاج کا ہاتھ اپنے سینے پر دل کی جگہ رکھتے ہوئے بولا۔اسکی آواز جذبات سے بوجھل ہورہی تھی۔زرتاج نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول کی جان لینے اور دینے کی باتوں سے اس کی جان نکل جاتی تھی۔میر سجاول نے بغور اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کا دیکھا۔

پھر اس کو خود سے تھوڑا دور جا کر واپس آنے کے لئے کہا۔

زرتاج ناسمجھی کے عالم میں چند قدم پیچھے چلی گئی۔اس کے حکم سے انحراف کرنا تو زرتاج کے لئے ممکن ہی نہیں تھا اور کیوں ،کیا جیسے سوالات کرنے کی جرأت بھی نہیں تھی۔وہ میر سجاول کے پل پل بدلتے موڈ سے تو ویسے ہی خائف رہتی تھی۔

میر نےپشت پر ہاتھ باندھے اسے سر سے پاؤں تک پر شوق نگاہوں سے دیکھا پھر سر کے اشارے سے واپس اپنے پاس بلایا۔وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی واپس آگئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

غلطی ہوگئی ،آج مولوی کو پکڑ کر ساتھ لانا چاہئے تھا۔دوبول پڑھواتا اور ساتھ لے جاتا۔میر سجاول سنجیدگی سے کہتے ہوئے تاسف سے سر ہلانے لگا مگر اس کی آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔زرتاج بری طرح جھینپ گئی۔

بس یہ الیکشن ہوجائیں ،اس کے بعد رشتہ نہیں ،بارات لے کر آؤں گا۔

میر کی اس بات پر زرتاج کا دل پوری قوت سے دھڑکا ،چہرے پر گلال بکھر گیا۔میر نے بڑی دلچسپی سے اس کے چہرے پر ابھرنے والے

تاثرات کو اپنی نظروں میں قید کیا۔وہ نیچے زمین پر بیٹھ گیا اور زرتاج

کو بھی کھینچ کر اپنے اوپر گرا لیا۔

سائیں ! اب میں جاؤں۔۔۔؟ اماں بابا میں سے کوئی جاگ گیا تو مصیبت ہو جائے گی۔وہ میر کی بات نظر انداز کرنے کے لئے

پریشان سی ہوکر بولی۔میر سجاول نے اس کے دودھیا ہاتھ پکڑ کر

لبوں سے لگائے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سوہنی پرنسز ! آنے سے پہلے ہی جانے کی رٹ لگا دیتی ہو۔یار!

سارا موڈ خراب کردیتی ہو۔میر بدمزہ ہوگیا۔وہ زرتاج کی گود میں

سر رکھے آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا ،اسکی بات پر آنکھیں کھول کر زرتاج کو گھورا۔زرتاج نے حیرانی سےاس کی طرف دیکھا۔پھر

اس کی نظروں سے خوفزدہ ہو کر پلکیں جھکا لیں۔

سائیں ! خدا کا خوف کریں اتنی دیر گزر گئی مجھے آئے ہوئے۔اب

تو جانے دیں۔کسی نے دیکھ لیا تو بہت برا ہو گا۔مجھے خود سے بھی

زیادہ آپ کی پرواہ ہے۔وہ بے بسی سے اس کی منت کرنے لگی۔

میر سجاول اس کی بے بسی پر جی بھر کر محفوظ ہوا۔اس کی مخمور

ہوتی نگاہیں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں۔

میر سجاول کے عشق اور زرتاج کے حسن کا جادو اس وقت اس کے سر پر چڑھ کر بول رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا رو مت ! چلی جانا ، پہلے ادھر آؤ۔میر نے ہاتھ اونچا کر کے

انگلیاں اس کے بالوں میں پھنسائیں اور اس کے چہرے کو اپنے

چہرے پر جھکا لیا۔

قسمت ان کے ملن پر دور کھڑی اداسی سے مسکرا رہی تھی۔

مووی کا کلائیمکس چل رہا تھا سب دلچسپی سے مووی دیکھنے میں مگن تھے جب میر سبطین نے آہستگی سے عروش کا نازک سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔

عروش کا ہاتھ میر سبطین کے ہاتھ میں کپکپا کر رہ گیا اس کے اندر مزاحمت کی بھی ہمت نہیں تھی ۔

میر سبطین نے بہت خوبصورت اور نفیس بریسلٹ کا لاک کھولا اور اس کے ہاتھ میں پہنا دیا۔جو اس نے نجانے کب سے عروش کے لئے خرید کر رکھا ہوا تھا لیکن وہ کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا، آج اسے یہ موقع مل گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تھینکس۔۔۔عروش نے اسکرین پر نظریں جمائے کہا۔اس میں میر سبطین کی آنکھوں میں دیکھنے کی سکت نہیں تھی جن میں بہت خوبصورت رنگ جھلملا رہے تھے۔

اسکی نظریں خود پر جمی محسوس کر کے عروش نے اپنا سر جھکا دیا،اس

کی مسکراہٹ واضح تھی اور اس مسکراہٹ سے اس کے گال میں پڑنے والا ڈمپل بھی۔

میر سبطین بڑی محویت سے اسے تک رہا تھا۔

مووی دیکھنے کے بعد وہ لوگ پارکنگ ایریا میں کھڑے ڈنر کے لئے جگہ

ڈیسائیڈ کررہے تھے ، جب عروش بیچ میں بول پڑی۔

پلیز ! مجھے گھر ڈراپ کردیں ڈنر میں بہت دیر ہو جائیگی ،امی پریشان ہو

رہی ہونگی۔وہ تفکر سے بولی۔

فان کلر کے اسٹائیلش ڈریس میں وہ عام دنوں سے کئ بڑھ کر پر کشش لگ رہی تھی۔

اریبہ کو کال کر کے وہ ماں کے لئے یہ پیغام بھجوا چکی تھی کہ آج اسے آفس سے واپسی میں تھوڑی دیر ہو جائے گی۔لیکن اب وقت کچھ ذیادہ ہی ہوگیا تھا جو اسے فکر میں مبتلا کر گیا تھا۔

عروش ! ابھی صرف آٹھ بجے ہیں ٹائم اوور نہیں ہوا ،ہم ایک گھنٹے

تک ڈنر سے فارغ ہو جائینگے پھر آپ کو گھر ڈاراپ کر دینگے۔رانیہ نے

اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

آپ نے آنٹی کو تو انفارم کر دیا ہے پھر کیوں پریشان ہو رہیں ہیں ؟

حنین نے سوالیہ نظریں اس پر ٹکائیں اس کا بلکل موڈ نہیں تھا کہ وہ

لوگ اتنی جلدی واپس لوٹ جائیں۔

حنین !عروش ٹھیک کہہ رہی ہے ،اس طرح دیر رات تک گھر سے باہر رہنا ٹھیک نہیں جبکہ اس کی آفس ٹائمنگ بہت دیر پہلے ختم ہو چکی ہے۔

میر سبطین اس کی پریشانی سمجھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔وہ عروش کے

چہرے پر نمایاں گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا اور وہ اسے اپنی وجہ سے

پریشانی میں مبتلا نہیں دیکھ سکتا تھا۔

حنین ! تم رانیہ اور نگین کو ڈنر کے بعد گھر لے جانا ڈرائیور تمھارے ساتھ رہے گا۔مجھے عروش کو ڈراپ کر کے ایک ضروری کام سے جانا ہے۔

اوکے بھائی ! حنین نے اس کی بات سے بنا کوئی اختلاف کئے حامی

بھری۔

میر سبطین عروش کو گاڑی میں بٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھ

گیا ،اور گاڑی اسٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔

عروش ! تم نے میرا بریسلٹ خود پہنا نا مائینڈ تو نہیں کیا۔۔۔؟میر سبطین نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

عروش نے دھیرے سے اپنا سر نفی میں ہلادیا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

تھینکس۔۔۔میر سبطین پرسکون ہوگیا پھر بولا۔میں چاہتا ہوں ہمارے درمیان اتنی انڈراسٹینڈنگ ہو جائے کہ ہم دونوں کو زندگی کی نئی شروعات کرنے میں کسی دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے۔اس کے بعد ہی میں ڈیڈی کو آپ کی مدر سے ملواؤں گا۔

عروش تم اس فیصلے پر دل سے راضی ہو ناں۔۔۔؟یا محض میرے

رتبے کا لحاظ کر رہی ہو۔میر سبطین آج اپنے تمام شکوک و شبہات

دور کرلینے کے موڈ میں تھا کیونکہ وہ بہت جلد عروش کو اپنی ذ ندگی میں شامل کر لینا چاہتا تھا۔

عروش اس کی محبت کی سچائی اور پاکیزگی سے اچھی طرح واقف ہو چکی تھی لیکن اپنے جذ بات کو لفظو ں میں بیان کرنے سے جھجک رہی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کن الفاظ میں انکی ترجمانی کرے کچھ فطری شرم اور کچھ رتبے کا لحاظ آڑے آرہا تھا اس لئے فقط اتنا ہی

کہہ پائی۔

میں نہیں جانتی یہ سہی ہے یا غلط ،محبت ایک پاکیزہ جذبہ ہے جسے اللہ

پاک ہی ہمارے دلوں میں پیدا کرتے ہیں اور اگر اللہ نے مجھے آپ سے ملوایا ہے تو میرے لئے کچھ اچھا ہی سوچا ہو گا۔میں نے اپنے مستقبل کے ہر فیصلے کا اختیار اللہ کے بعد اپنی امی پر چھوڑا ہے ،وہی

واحد رشتہ ہیں میرا اس دنیا میں ،وہ جو بھی فیصلہ کریں گی مجھے منظور

ہو گا۔عروش نے نہایت سادگی سے اپنے دل کی بات کہہ دی تھی اور

ساتھ ہی میر سبطین کو یہ بھی جتا دیا تھا کہ اسکا اپنی ماں سے کتنا مظبوط رشتہ ہے اور وہ انکی اجازت کے بغیر اپنی محبت کو پراون ہر گز نہیں چڑھائے گی۔

میر سبطین جو پورے انہاک سے اسکی طرف متوجہ تھا اسکی بات پر مطمئین سا ہو کر مسکرادیا۔اور عروش کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

عروش ! تمھیں کبھی مجھ سے مایوسی نہیں ہوگی۔میرے لئے تمھارا ہر فیصلہ قابل احترام ہوگا۔

میر سبطین بہت خوش تھا۔اس کی سادگی پر بھی اور فخر محسوس کر رہا تھا اپنی پسند پر جسے اس نے ایک نظر میں اپنا جیون ساتھی چنا تھا۔

****

میر سبطین نے گاڑی گلی سے زرا فاصلے پر روکی تھی۔عروش اسے گڈ

نائٹ کہہ کر گاڑی سے اتر آئی سبطین بھی اسے سی آف کرنے کے لئے با ہر نکلے دروازہ تھامے کھڑا تھا،جب دونوں کی نظر گلی سے نکلتی

بلیک لینڈ کروزر پر پڑی اوراس میں بیٹھے معظم علی شاہ شیرازی پر۔

اسی وقت شاہ نے بھی ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تو اس پر حیرت

کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

شاہ کچھ دیر قبل ہی عروش کے گھر پہنچا تھا۔عروش کو غیر موجود پاکر اس نے انتہائی کھر درے لہجے میں ثمینہ سے اس کے بارے میں استفسار کیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب ثمینہ نے نے اس کی جاب کے متعلق بتایا تو وہ تلملا کر رہ گیا تھا

اور اسے وقت اس نے عروش کے جاب چھوڑ دینے کا حکم جاری کیا

تھا۔ثمینہ بے چاری خاموشی سے سر ہلا کر رہ گئیں تھیں وہ اس کے حکم سے اختلاف کرنے قابل نہیں تھیں۔یوں چپ ہوکر رہ گئیں۔

شاہ گاڑی سے نیچے اتر ا اور زور دار آواز میں دروازہ بند کر کے ان دونوں کی طرف آیا۔

واٹ آ پلیزنٹ سرپرائیز ! تو عروش صاحبہ میر سبطین کے آفس میں جاب کر رہی ہیں،جاب کے ساتھ ساتھ رات گئے تک ان کے ساتھ سیر سپاٹے بھی کئے جا رہے ہیں۔اس نے طنزیہ انداز میں دھیرے سے تالیاں بجائیں۔جبکہ اس کے اندر غصے کا ایک جوار بھاٹا اٹھ رہا تھا۔

زبان سنبھال کر بات کرو ،معظم شاہ ! میں صرف مس عروش کو گھر ڈراپ کرنے آیا تھا۔میری سوچ تم جیسی گھٹیا نہیں ہے۔میر سبطین کا لہجہ برہم مگر آواز دھیمی تھی۔

میر سبطین کے یہ الفاظ سنتے ہی ، شاہ نے بڑھ کراس کا گریبان پکڑ لیا۔شاہ کے چاروں گارڈز گاڑی سے کود کر باہر آئے تھے اور سبطین پر گنز تان لیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تمھاری اتنی جرات کے تم میری سوچ کو گھٹیا کہو ، گھٹیا پن تمھارے خون میں شامل ہے ،میں چاہوں تو اسی وقت تمھیں اس دنیاسے فارغ کردوں لیکن میں تمھارے گھٹیا خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگ نا چاہتا۔جہاں تک بات عروش کی ہے تو وہ صرف میری ہے ،اور یہ بات میں بہت جلد اس سے شادی کر کے ثابت کردوں گا۔

عروش ان دونوں کے مشتعل انداز دیکھ کر لرز رہی تھی ،اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ دونوں ایک دوسرے کو کیسے جانتے ہیں اور ان

کے درمیان کیا تعلق ہے۔شاہ کی بات پر اس نے خوفزدہ ہو کر اس کی

طرف دیکھا۔

عروش اگر تمھاری کزن ہے تو وہ میری بھی کزن ہے ،بلکہ میرا اس کے ساتھ تم سے زیادہ گہرا رشتہ ہے۔

اس بات پر میں تم سے یوں سر راہ بحث نہیں کرنا چاہتا کیونکہ لوگوں

کی عزت اچھالنے تمھارا پرانا شیوہ ہے لیکن میں عروش کو تماشا بنتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔اس نے شاہ کے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکتے

ہوئے کہا۔

عروش نے چونک کر میر سبطین کو دیکھا۔یہ وہ کیا کہہ رہا تھا وہ اس کا کزن کیسے ہو سکتا تھا۔

کس کا رشتہ کتنا گہرا ہے یہ بہت جلد تمھیں پتا چل جائے گا۔لیکن تب

تک کے لئے میں تمھیں وارننگ دے رہا ہوں اگر تم نے دوبارہ عروش

سے رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی تو اس روئے زمین پر تمھیں مجھ سے

بچانے والا کوئی نہیں ہو گا۔شاہ گھوم کر عروش کے پاس گیا اور اس

کی کلائی پکڑ کر انتہائی سفاکی سے بولا۔

میر سبطین نے اپنے لب بھینچ لئے اور مزید اس سے الجھنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے گاڑی میں بیٹھنے لگا۔

شاہ نے ایک قہر برساتی نگاہ اس پر ڈالی اور تقریباً کھینچتے ہوئے عروش

کو لے کر گلی میں داخل ہو گیا۔

****

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دھاڑ سے دروازہ کھول کر معظم شاہ عروش کی کلائی تھامے گھر میں داخل ہوا۔ثمینہ جو پہلے ہی گم صم سی بیٹھی تھیں اس اچانک افتاد

پر اچھل پڑیں۔

تو آپ عروش کو اس کے بچھڑے ہوئے خاندان والوں سے ملوانے چلیں تھیں۔

یقیناً آپ نے ہی عروش کو پورا کراچی چھوڑ کر وہاں میر غضنفر انڈسٹریز میں نوکری کرنے کا مشورہ دیا ہو گا۔اپنے سسرال والوں کی طرح آپ کے اندر بھی لوگوں سے مکرو فریب اور دھوکے سے کسی اور کا مال ہتھیانے کا فن آ ہی گیا۔ٹھیک بات ہے ،خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑ ہی لیتا ہے۔

اتنے سالوں کی رفاقت تھی آپ کی مسرور صاحب کے ساتھ کچھ تو اثر

لینا ہی تھا۔

وہ ثمینہ اور اپنے رشتے کا لحاظ کئے بنا طنزیہ مگر برہم لہجے بولا۔

کتنے پیسے چاہئیں آپ کو ،میں دس لاکھ مہانہ دوں گا مگر آج کے بعد عروش جاب نہیں کرے گی بلکہ اس گھر سے باہر قدم نہیں رکھے گی اور اگر جائے گی تو صرف میرے ساتھ ،آپ کان کھول کر میری بات سن لیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دن تک میں عروش سے نکاح کرونگا اور تب تک یہ میری امانت ہے آپ کے پاس ،اور میری امانت میں خیانت کرنے والے کو میں

کبھی معاف نہیں کرتا۔وہ بے لچک لہجے میں کہہ رہا تھا۔

بیٹا! تم غلط سمجھ رہے ہو۔میں اس بارے میں کچھ بھی جانتی ہوں کہ

عروش کہاں جاب کر رہی ہے ،اس کے مالک کون ہیں۔میں ان پڑھ گنوار عورت مجھے ان سب باتوں کا تو خیال بھی نہیں آیا۔

شاہ کے اس انکشاف پر حیرت سے ان کی آنکھیں پھیل گئیں تھیں کہ عروش انجانے میں ہی سہی میر غضنفر کے دفتر تک جا پہنچی۔اور یہ فکر الگ ستانے لگی تھی کہ اب عروش ان سے ضرور اپنے اور میر غضنفر کے مابین تعلق کے بارے میں سوال کرے گی ،تب وہ اسے کیا

جواب دیں گی۔۔۔یا برسوں پرانی کہانی انہیں پھر دہرانی پڑیگی۔

بس ! بس ! بس کریں۔وہ ہاتھ اٹھا کر درشتگی سے بولا۔

خالہ میں اتنا بے وقوف نہیں اور نہ ہی کوئی ناسمجھ بچہ ہوں جو آپ کے ارادے نا بھانپ سکوں ۔یقیناً یہ آپ کی اور آپ کے مرحوم شوہر کی سازش ہے۔آپ دونوں نے یہی سوچا ہو گا کہ کسی بہانے ہی سہی عروش کو ان لوگوں کو سونپ دیں ،لیکن جب تک میں ذندہ ہوں ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔اس کے لہجے میں ارادوں کی پختگی تھی۔

کل میں آؤنگا اور عروش کو شاپنگ کے لئے لے جاؤنگا۔

عروش !شادی کی تیاری کے لئے جو بھی ضروری سامان تمھیں چاہئے

اس کی لسٹ بنا لینا۔اور یہ بات اپنے ذہن میں بٹھا لو کہ تمہاری شادی صرف مجھ سے ہو گی۔اس نے ماں کے پہلو میں کھڑی لب کاٹتی عروش سے براہ راست کہا۔

عروش نے بے بسی سے چپ چاپ سر جھکا دیا۔

معظم شاہ اپنا فیصلہ سنا کر جا چکا تھا اور اس کے جاتے ہی عروش

ماں سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

امی ! میں معظم شاہ سے شادی نہیں کروں گی۔میں اس جیسے سخت گیر انسان کے ساتھ ذ ندگی نہیں گزار سکتی۔ثمینہ دلاسا دینے کے انداز

میں اسکی پیٹ تھپکنے لگیں۔

عروش ! تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ تم میر غضنفر کے آفس میں جاب کرتی ہو۔ثمینہ نے کچھ دیر بعد آہستگی سے اسے مخاطب کیا۔

اماں آپ نے کبھی پوچھا نہیں اور میں نے بھی ضرورت محسوس نہیں کی لیکن اب آپ مجھے بتائیں ،میز غضنفر اور میر سبطین سے ہمارا کیا

رشتہ ہے۔۔۔؟اس نے فوراً ہی ان سے الگ ہوکر سوال کیا تو ثمینہ نے نظریں چرالیں۔

تمھارا اس سب سے کوئی واسطہ نہیں ،جب سہی وقت آئے گا تو میں تمھیں سب کچھ بتا دوں گی۔وہ نبریں چراتے ہوئے بولیں۔

امی ! آپ کو مجھے بتانا ہو گا آخر معظم شاہ یہ سب کیوں کہہ رہا تھا اور کیوں وہ میر سبطین کو دیکھ کر آپے سے باہر ہونے لگا ؟کیوں میر سبطین نے کہا کہ میں اس کی کزن ہوں۔۔۔۔؟

آپ نہیں جانتیں میں اس وقت کس ذہنی اذیت سے گزر رہی ہوں۔ وہ بے حد الجھی ہوئی تھی۔

ثمینہ نے نظر اٹھا کر اس کے ستے ہوئے چہرے کی طرف دیکھا پھر جیسے ہار مان کر صرف اتنا بولیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر غضنفر تمھارے ماموں ہیں ،کسی تناضے کی سبب ہم برسوں پہلے ان سب سے رشتہ ختم کر چکے ہیں ، اس سے زیادہ تم مجھ سے کچھ

نہیں پوچھو گی نا میں تمھیں کچھ بتاؤنگی۔وہ دو ٹوک انداز میں بات ختم کرکے وہاں سے اٹھ کر چلی گئیں۔

عروش کا وجود جیسے زلزلوں کی ضد میں آگیا تھا۔اتنے بڑے انکشاف

کے بارے میں تو اس نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

*********※*********

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم شاہ نے عروش کو اس کے گھر سے پک کیا اور لنچ کے لئے فائیو

اسٹار ہوٹل میں لے آیا۔اسکا ارادہ لنچ کے بعد شاپنگ کا تھا۔

عروش ٹیبل پر سر جھکائے بیٹھی گود میں رکھے اپنے ہاتھوں پر نظر گاڑے بیٹھی تھی۔

عروش ! آج میں لنچ تمھاری پسند سے کرنا چاہتا ہوں اس لئے ڈشز تم

سلیکٹ کروگی۔اس نے مینیو کارڈ اس کی طرف بڑھا کر عروش کی توجہ

اپنی جانب مبذول کرنے کی کوشش کی۔

عروش نے بنا کسی پس و پیش کے بے دلی سے مینیو کارڈ پکڑا اور دو

تین ڈشز کے نام اسے بتا دیئے۔

شاہ نے ویٹر کو آرڈر نوٹ کروایا اور خود چیئر پر مزید ایزی ہو کر بیٹھ گیا۔

اس کی نظریں مسلسل عروش کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔

عروش ! تم جانتی ہو ،جب میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا تھا اسی دن

مجھے تم سے محبت کا ادراک ہوا تھا۔اس سے پہلے میں نہیں جانتا

تھا محبت کس بلا کو کہتے ہیں۔لیکن تم سے مل کر میں نے جانا کہ

محبت بہت خوبصورت اور انمول احسات کا نام ہے اور اسی دن

میں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ میں ہر قیمت پر تمھیں اپنا بناؤں گا۔

یہ بھی ایک سچ تھا کہ پہلی نظر میں اس کے سازشی دماغ نے عروش کو صرف میر نگر والوں سے بدلا لینے کے لئے مہرے کی طرح استعمال کرنے کا پلان بنایا تھا لیکن پھر وہ خود ہی اپنے اس فیصلے پر قائم نہ رہ سکا کیونکہ اسکا دل اس سے بغاوت کر گیا تھا۔

عروش کے ملکوتی حسن اور سادگی نے اس کے دل کو اپنے سازشی دماغ کے آگے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا تھا۔

اس کی زندگی میں آنے والی ہر لڑکی یاتو بازاری تھی یاپھر ماڈرن سوسائیٹی کی پروردہ ، جو معظم شاہ جیسے امیرزادے کے ایک جنبش ابرو پر اپنی دوشیزگی سمیت سب کچھ نچھاور کر دیتی تھیں۔
شاہ کو کبھی بھی ان میں سے کوئی بھی اٹریکٹ نہیں کر سکی تھی جو اٹریکشن اس نے عروش کے معصوم حسن میں محسوس کی تھی۔

وہ پوری سچائی سے اپنی دلی کیفیت عروش پر عیاں کر رہا تھا مگر

عروش کسی اور ہی دنیا میں گم تھی۔

شاہ نے اسکی بے توجہی محسوس کی جو وہ بڑی دیر سے نظر انداز کر رہا

تھا ،یکلخت غصے سے ٹیبل کی سطح پر ہاتھ مارا جس سے جوس سے بھرا گلاس بھی چھلک پڑا۔عروش بری طرح سراسیمگی سے اسکی طرف

دیکھنے لگی تو وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگا۔

عروش ! تمھیں اگر مجھ سے محبت نہیں بھی ہے تو میں تمھیں خود سے

محبت کرنے پر مجبور کر دوں گا لیکن اگر تمھاری سوچ میں بھی میرے

سوا کسی اور کی پرچھائی مجھے نظر آئی تو میں وہ آگ لگاؤں گا جس میں

سب کچھ جل کر بھسم ہوجائے گا۔اس کا لہجہ دھیما مگر بے حد دہشت ناک تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس دن کا منظر وہ بھولا نہیں تھا ،عروش کا میر سبطین کی گاڑی سے

نکلنے کا منظر بار بار کسی فلم کی طرح اس کی نظروں کے سامنے چکراتا

رہتا ، بمشکل وہ خود پر کنٹرول کئے ہوئے تھا کیونکہ وہ عروش پر کسی بھی قسم کی سختی نہیں کرنا چاہتا تھا۔

تو کیا شاہ نے میری سوچ پڑھ لی یا میرا چہرہ۔۔۔کیا وہ چہرہ پڑھنے کے فن سے واقف ہے ؟عروش ہر گز نہیں چاہتی تھی کہ اس کے دل میں جو پیار میر سبطین کے لئے ہے وہ کسی بھی صورت شاہ پر آشکار ہو۔اس لئے شاہ کی تنبیہہ پر وہ اندر تک لرز کر رہ گئی۔

ویٹر لنچ سرو کرنے کے لئے آگیا تھا ، ان دونوں نے ہی اپنے چہرے کے تاثرات کور کر لئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ پوری توجہ سے لنچ کرنے میں مصروف ہوگیا۔اس نے دوبارہ عروش کو مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ، جبکہ عروش شاہ کے خوف سے زہر مار کر رہی تھی اسے زرا بھی بھوک محسوس نہیں ہورہی تھی۔

لنچ سے فارغ ہو کر شاہ اسے شہر کے سب سے مہنگے شاپنگ مال میں لے آیا تھا۔تین سے چار گھنٹے ہوگئے تھے انہیں شاپنگ کرتے ہوئے تقریباً شاپنگ شاہ نے اپنی مرضی اور پسند سے کی تھی۔عروش بس بے دلی سے ادھر ادھر رہی تھی۔شاہ نے بھی اس کی جھجک کو محسوس کرتے ہوئے زیادہ زور نہیں دیا تھا۔

ڈھیر سارے شاپنگ بیگز وہ گارڈ کے ساتھ گاڑی میں رکھوا چکا تھا پھر بھی کچھ شاپرز ہاتھ میں لئے ایک ہاتھ سے عروش کا ہاتھ تھامے ،باقی کی شاپنگ کل تک کے لئے ملتوی کر کے وہ اسے لئے پارکنگ میں چلا آیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ دونوں اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہے تھے جب میر سبطین کی نظر ان پر پڑی۔عروش کے چہرے سے ہوتی ہوئی شاہ کے ہاتھ میں دبے اس کے ہاتھ پر جا کر ٹھہر گئی۔وہ دونوں بھی اسے دیکھ چکے تھے۔

عروش نے شرمندگی سے سر جھکا لیا جبکہ شاہ کے ہونٹوں پر تفاخر بھری مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

میر سبطین کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئیں وہ اپنی آنکھوں میں بے پناہ جلن محسوس کر رہا تھا۔

شاہ کے جلتے سلگتے دل پر پھوار برسنے لگی ،بلکل ایسی ہی جلن اس نے عروش کو میر سبطین کی گاڑی سے اترتے ہوئے دیکھ کر محسوس کی تھی میر سبطین انہیں نظر انداز کر کے فوراً ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

شاہ کا موڈ یکدم ہی خوشگوار ہو گیا تھا۔اسٹیرنگ سنبھالتے ہوئے اس نے اپنا بازو برابر میں بیٹھی عروش کے گرد پھیلا لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

****

فیض علی ! کل ہونے والی صفدر شاہ کی الیکشن کیمپئین کی تیاریاں کیسی چل رہی ہیں۔۔۔؟میر سجاول بڑی شان سے صوفے پر بیٹھا ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر پھیلائے دوسرے ہاتھ میں موبائل تھامے نظریں اسکرین پر جمائے اپنے خاص ملازم سے مخاطب تھا۔

سائیں ! زبردست چل رہی ہیں ،بڑا شاندار پنڈال سجایا ہے اس بار۔فیض علی معنی خیزی سے مسکرایا ۔میر سجاول نےایک ٹانگ سامنے پڑی ٹیبل پر رکھی ہوئی تھی جبکہ دوسری فرش پر جسے فیض علی دل جمعی

سے دبا رہا تھا۔

ہوں۔۔۔اس نے پر سوچ انداز میں ہنکارا بھرا اور موبائیل آف کر

کے سائیڈ پر رکھ دیا۔

کل کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے ،اپنے بندوں کو سمجھا دیا ہے نا؟

زرا سی بھی گڑ بڑ نہیں ہونی چاہئے ،دھرنے والوں کو سمجھا دینا ذیادہ شور شرابا کرنے کی ضرورت نہیں ہے باقی کام میرے بندے سنبھال

لیں گے۔

فیض علی !قیمت سب کو منہ مانگی دینا مگر زرا سی بھی کوتاہی ہوئی کام

میں یا صفدر شاہ کی کیمپئین کامیاب ہوگئی تو فیض علی میں تیری کھال کھنچوا لوں گا۔اس نے جھک کر اپنی گن فیض علی کی کنپٹی پر رکھ دی۔

سائیں ! آپ نے جو بھی کام میرے زمہ لگایا ہے ، کبھی کوئی گڑ بڑ

نہیں ہوئی ہے تو اب بھی نہیں ہونے دونگا۔آپ بے فکر ہوجائیں

کل سب کچھ آپ کی خواہش کے مطابق ہو گا۔فیض علی پہلے تو سانس کھینچ گیا پھر ہاتھ جوڑ کر گھگیانے لگا۔

ٹھیک ہے ، ٹھیک ہے۔زیادہ ڈرامے نا کر ،جانتا ہوں تجھے۔میر نے

اسے ہاتھ اٹھا کر چپ کروا دیا۔فیض علی دوبارہ اسکی ٹانگ پہلے سے

بھی زیادہ دل جمعی سے دبانے لگا۔

یہ بتا ! زرتاج اسکول سے سیدھا گھر گئی تھی۔۔؟گاؤں کا کوئی آوارہ

چھوکرا اسے تنگ تو نہیں کرتا۔زرتاج کے بارے میں استفسار کرتے

ہوئے اس کی آواز یکدم ہی نرم پڑ گئی تھی ، داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے وجیہہ چہرے پر چاہت کے رنگ اترنے لگے۔

سائیں ! بی بی جب اسکول یا گھر سے نکلتی ہیں ،نورا ارد گرد ہی رہتا ہے۔اس لئے کسی کی بھی ہمت نہیں ہوتی کہ اس کے سامنے بدتمیزی کرنے کی کوشش کرے ۔فیض علی نے تفصیلاً جواب دیا۔

ہوں۔۔۔میر سجاول ہنکارہ بھر کر سگریٹ سلگانے لگا۔ایک کش لے کر وہ مزید ایزی ہو کر بیٹھ گیا۔کل کا دن اس کے لئے بہت اہم تھا مگر وہ اس وقت بھی فرصت سے زرتاج کے بارے میں سوچنے پر مجبور تھا۔وہ اب تک کل رات ہونے والی ملاقات پر مسحور تھا۔اس کے خوبصورت کٹاؤ والے ہونٹوں پر بہت دلکش مدھم مسکراہٹ تھی۔

صفدر شاہ شیرازی اور معظم شاہ شیرازی صبح سویرے الیکشن کیمپئین

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کے نکلے تھے ابھی وہ پنڈال سے کچھ فاصلے پر تھے جب شاہ کو یہ خبر

ملی کہ پنڈال تک جانے والی سڑک کو مظاہرین نے بلاک کیا ہوا ہے

جو ان کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

شاہ کی کشادہ پیشانی پر اس خبر سے تفکر کی لکیریں نمایاں ہوئیں۔اس

نے صفدر شاہ کو اس خبر سے آگاہ کیا جو دوسری گاڑی میں سوار تھے اور ساتھ ہی سب کچھ ہینڈل کرنے کی تسلی بھی دی۔

تھوڑی دیر میں ان کا قافلہ پنڈال تک جانے والی سڑک کے نزدیک پہنچ

چکا تھا۔مظاہرین دھرنا لگائے بیٹھے تھے۔اس نے ڈرائیور کو گاڑی سائیڈ میں لگانے کا حکم دیا اور خود نیچے اتر آیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ مضبوط قدم اٹھاتا ہوا مظاہرین تک پہنچا اسے دیکھتے ہی لوگوں نے

نارے بازی شروع کر دی۔

شاہ نے تحمل سے کام لیتے ہوئے ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی جو بلا جواز دھرنا لگائے بیٹھے تھے۔اور اس کی کوئی بات سننے کے لئے بھی راضی نا تھے۔انہوں نے ایک ہنگامہ برپا کیا ہوا تھا۔

شاہ نے اپنے اندر اٹھنے والی غصے کی لہر کو بڑی مشکل سے کنٹرول کیا۔

بالآخر اسے ان لوگوں کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کی مدد لینا پڑی۔

وہ ایس۔پی آفس کال کرنے کے لئے واپس اپنی گاڑی کی جانب آگیا،

تبھی مظاہرین پر اچانک فائرنگ ہونے لگی۔فائر ناجانے کس طرف سے کئے گئے تھے ،بحرحال چاروں طرف بھگدڑ مچ گئی۔

مظاہرین منتشر ہوچکے تھے اس نے ڈرائیور کو پنڈال لے جانے کا حکم دیا اور کچھ دیر بعد وہ لوگ پنڈال پہنچ گئے پارٹی ورکرز نے بھرپور طریقے سے انہیں ویلکم کیا۔

صفدر شاہ ڈائس پر کھڑے تقریر کر رہے تھے جب شاہ کو ایس۔پی کی کال موصول ہوئی۔

ایس۔پی شاہ کو آگاہ کر رہا تھا کہ مسئلہ کافی پیچیدہ ہو گیا ہے ،مظاہرین کا بیان ہے کہ ان پر حملہ معظم شاہ نے کروایا ہے۔

شاہ نے اس کی بات تحمل سے سنی مگر اس کا دماغ بہت تیزی سے کام کر رہا تھا۔

اس نے اسے ایس۔پی کو یہاں سے فارغ ہونے کے بعد ایس۔پی آفس پہنچ کر معاملے سے نمٹنے کی تسلی دی اور کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس طرح کے مسئلوں سے نمٹنے کے ہر داؤ پیچ میں معظم شاہ ماہر تھا۔

اور وہ اچھی طرح جانتا تھا یہ حرکت کس کی ہے۔اس نے پر سوچ نگاہیں سامنے تقریر کرتے صفدر شاہ پر مرکوز کر دیں۔

****

میر سبطین تین دن سے ذہنی کشمکش میں مبتلا تھا۔عروش اسکی کزن ہے اس بات کا انکشاف اس پر عروش کی ڈاکیومنٹس فائیل دیکھتے ہی ہو گیا تھاجب اس نے عروش کا پورا نام عروش مسرور غزنی پڑھاتھا۔

مگر اس مے عروش پر یہ حقیقت باہر نہیں ہونے دی تھی کہ وہ اس کے بارے میں جان گیا ہے ،لیکن اب معظم شاہ سے اسکی وابستگی اسے حیران کر رہی تھی۔سندس پھپو کی ڈیتھ کے بعد جس طرح مسرور غزنی اپنی فیملی کو لے کر لاپتہ ہو گئے تھے۔اس نے بچپن سے لے کر آج تک یہی سنا تھا کہ دوبارہ انہوں نے گاؤں کے کسی بھی رشتے دار سے رابطہ نہیں کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رخسانہ شاہ نے اپنی بہن اور سبطین کے ڈیڈی اور چاچا جعفر نے اپنی بھانجی کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن ان کا کہیں کوئی سراغ نہیں مل سکا اور پھر سب اپنی کوششوں میں تھک ہار کر بیٹھ گئے۔

تو کیا ثمینہ آنٹی معظم شاہ اور اس کی فیملی سے رابطے میں تھیں۔یہ سوچ اسے پریشان کئے دے رہی تھی۔پھر معظم شاہ کا کھلے عام عروش سے شادی کا اعلان عروش کی رضامندی کے بغیر تو ممکن نہیں تھا۔یقیناً عروش نے کوئی کمٹمنٹ کی ہو گی۔

شاپنگ مال میں معظم شاہ کے ساتھ شادی کی شاپنگ کرتے ہوئے ٹکرانا۔عروش کی بے وفائی کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

یہی بات میر سبطین کو عروش غزنی سے بد ظن کر گئی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں غلطاں تھا جب موبائل کی ٹون نے اسے چونکا دیا۔مکتوم شاہ کا نمبر دیکھ کر اس نے کال اٹینڈ کر لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہیلو ! میر سبطین یار کہاں گم ہو آجکل نا سلام نا دعا۔میں نے سوچا

آج خود ہی کال کر کے خیریت دریافت کر لوں۔

بس کچھ مصروفیت رہی پچھلے دنوں۔سبطین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

اچھا !کچھ خاص قسم کی مصروفیت تھیں۔۔؟مکتوم شاہ نے خوشگوار موڈ میں بات شروع کی۔اسکی کال کا مقصد کچھ اور تھا۔

کچھ خاص نہیں ،وہی آفس ورک لوڈ۔تم بتاؤ کہاں ہو۔کال کرنے

کے بجائے خود چلے آتے تو ہم ساتھ میں لنچ کر لیتے۔

لنچ کا ارادہ تو میرا بھی ہے مگر مصروفیت نے اجازت نہیں دی اور

گاؤں سے نکلنے کا موقع بھی نہیں مل سکا۔

ہوں۔۔جب فرصت ملے تب آجانا۔سبطین نے مختصراً کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار ! تمھارے متعلق ایک خبر گردش کر رہی ہے کچھ دنوں سے کہ تم نے معظم شاہ کے قافلے پر حملہ کروایا ہے۔

مجھے ایسے خرافات میں پڑنے کا کوئی شوق نہیں اور نا ہی میری معظم شاہ سے کوئی ذاتی دشمنی ہے۔ سبطین اسکی بات سے شاکڈ تو ہوا تھا۔ مگر اس نے مکتوم شاہ کو محسوس نہیں ہونے دیا تھا۔

لیکن اس نے ایف۔آئی۔آر تو تمھارے خلاف درج کروائی ہے ؟

جبکہ معظم شاہ خود بھی یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ کام میر سجاول کی سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مکتوم شاہ نے ایک بار پھر اسے حیران کر دیا تھا۔

اس بات کی وضاحت معظم شاہ ہی بہتر طریقے سے کر سکتا ہے ،میں نہیں جانتا اس نے ایسا کیوں کیا اور نا ہی جاننا چاہتا ہوں۔وہ سرد

مہری سے بولا۔

لیکن میں جانتا ہوں۔مکتوم شاہ نے ڈرامائی انداز اپنایا۔

میر سبطین خاموشی سے اس کی اگلی بات کا منتظر تھا۔

کہیں اس سب کے پیچھے وجہ مس عروش تو نہیں۔۔۔؟مکتوم شاہ صاف گوئی سے بولا۔

میرا مس عروش سے کوئی واسطہ نہیں۔اور نا میں اتنا جذباتی اور بے وقوف ہوں کے اس کے لئے یہ سب خرافات کرتا پھروں۔میر سبطین کے لہجے کی آنچ مکتوم شاہ پل بھر میں محسوس کر گیا لیکن اسے جتانے کی کوشش نہیں کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کر کے میر سبطین نے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔اور خود تھکے تھکے انداز میں بیڈ پر دراز ہو گیا۔

سائیڈ ٹیبل پر پڑے کافی کے مگ میں موجود کافی ٹھنڈی ہوچکی تھی۔

************※************

معظم شاہ کو گئے تین دن ہو چکے تھے لیکن وہ پلٹ کر نہیں آیا تھا۔

عروش نے موقع غنیمت جان کر آفس جانے کی تیاری کر لی۔

تیار ہو کر وہ ثمینہ بیگم کے پاس کچن میں پہنچی۔جو ایان کے لئے ناشتہ بنا رہیں تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

امی! میرے لئے بھی چائے بنا دیں ،آج میں آفس جارہی ہوں۔

پراٹھا پلٹتے ہوئے ثمینہ کا ہاتھ فضا میں ہی رک گیا ، انہوں نے بڑی حیران نظروں سے عروش کو دیکھا۔

امی ! ہم معظم شاہ کی باتوں کو سیریس لیں گے تو ہمارا گزارہ کیسے ہو گا

تین دن ہوگئے وہ پلٹ کر واپس بھی نہیں آیا۔اس کے خوف سے میں جاب تو نہیں چھوڑ سکتی ناں یہ جاب ہماری مجبوری ہے۔اس نے ماں کو سمجھانے کی کوشش کی۔

عروش بیٹا ! تمھاری بات اپنی جگہ ٹھیک ہے لیکن اگر اسے بھنک بھی پڑ گئی تو وہ ہمارا جینا حرام کر دے گا۔اس دن تم نے اسکا روپ دیکھا نہیں تھا۔۔۔کیسے بپھر رہا تھا وہ۔میں تو اس سے بہت خوفزدہ ہوگئی ہوں۔میری غلطی ہے جو میں تم لوگوں کو وہاں لے پہنچی اور ہم اس کی نظروں میں آگئے۔ثمینہ اب اپنے گاؤں جانے کے فیصلے پر پچھتا رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

امی !ڈرنے والوں کو دنیا اور ڈراتی ہے اور اب میں معظم شاہ سے بلکل نہیں ڈروں گی۔میں آج سے ہی آفس دوبارہ جوائن کرلوں گی۔آپ میرے لئے ناشتہ تیار کردیں۔یہ کہہ کر عروش صحن میں پڑی چیئر پر جا کر بیٹھ گئی۔ثمینہ ایان کی موجودگی کے خیال سے مزید کچھ نا کہہ سکیں۔

****

عروش نے میر سبطین کے آفس کے باہر پہنچ کر چند لمحے کھڑے رہ کر کچھ سوچا پھر دھیرے سے ناک کیا اور۔مے آئی کم ان سر کہتے ہوئے اندر چلی آئی۔

اسے دیکھ کر اتنے دن سے تڑپتے سبطین کے دل کو قرار مل گیا اور جذبات نے سر ابھارا لیکن فوراً ہی اس دن کا منظر اس کی نظروں کے سامنے گھوم گیا تو اس نے اپنے چہرے پر زمانے بھر کی لاتعلقی اور بے گانگی طاری کر لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اپنے مومی ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے وہ انہیں مسلسل مروڑ رہی تھی۔رائل بلیو کلر کے ڈریس میں اسکی دمکتی رنگت آنکھوں کو خیرہ کر رہی تھی۔لیکن سبطین کو اس وقت کچھ

بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔وہ کھڑی تھی ،میر سبطین نے اسے بیٹھنے کے لئے بھی نہیں کہا تھا۔

سر ! اس دن کے لئے میں بہت شرمندہ ہوں ،معظم شاہ نے اس دن جو کچھ بھی کہا اس میں میری رضا مندی شامل نہیں تھی۔عروش نے بنا کسی تمہید کے بات شروع کی۔میر سبطین اس کی بات کاٹتے ہوئے فوراً سے پیشتر بولا۔

مس عروش ! میں پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کے منگیتر نے آپ کو آفس جوائن کرنے کی اجازت دی ہے یا آپ اسے بھی دھوکہ دینے چلی آئی ہیں۔۔؟ اس نے عروش کے کردار پر کاری ضرب کی۔وہ چیئر سے اٹھ کر اس کے مقابل آگیا تھا۔

عروش ! میں نے تم پر اپنے قیمتی جذبے نچھاور کر کے اپنی زندگی کی

سب سے بڑی غلطی کی ہے۔اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اس معصوم چہرے کے پیچھے اتنا مکروہ اور دھوکے باز چہرہ چھپا ہے تو میں کبھی

تمھیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کے بارے میں سوچتا بھی نہیں۔

میر سبطین نے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر اسے جھنجوڑ ڈالا۔

سبطین ! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا ،جس کے لئے آپ مجھ پر اتنا بڑا بہتان لگارہے ہیں۔یکایک اس کی آنکھیں آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

مجھ پر اب تمھارے کسی جھوٹ اور مکاری کا کوئی اثر نہیں ہو گا میں

سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم شاہ کی تمھارے گھر میں موجودگی ،تم سے شادی کا دعوی ،تمھارا اس کے ساتھ شادی کی شاپنگ کرنا۔یہ سب کچھ اس بات کا ثبوت

ہے کہ تم ایک دھوکے باز ہو۔ایک ہی وقت میں تم یا تو معظم شاہ

کو بے وقوف بنا رہی تھیں یا پھر مجھے۔میر سبطین کا چہرہ غصے سے

سرخ ہورہا تھا۔

عروش نے بے یقینی سے اسکی طرف دیکھا۔اسے میر سبطین سے اس قدر بد گمانی کی امید نہیں تھی۔ذلت کے احساس سے اور اپنے اوپر لگنے والے بہتان سے وہ شرم کے مارے زمین میں گڑی جارہی تھی۔اسکا دل چاہ رہا تھا وہ یہاں سے بھاگ جائے اور کبھی میر سبطین کو اپنی صورت نا دکھائے لیکن وہ سبطین کو حقیقت سے آگاہ کئے بنا جانا نہیں چاہتی تھی ،اس لئے بڑی ہمت کر کے اس نے لب کشائی کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم شاہ سے میں نے کبھی کوئی عہد و پیماں نہیں کئے ، اس دن اس نے جو کچھ بھی کہا وہ یکطرفہ تھا۔اس میں میری کوئی رضامندی شامل نہیں تھی اور نا ہی اس نے میری رضامندی جاننے کی کوئی ضرورت محسوس کی۔

وہ کس قسم کا انسان ہے یہ مجھ سے بہتر آپ جانتے ہیں۔بابا کی ڈیتھ کے بعد ہم نے چند دن کے لئے گاؤں میں ان کے گھر میں قیام کیا تھا،جس کے بعد وہ میرے گھر آنے لگا۔میں نہیں جانتی تھی اس کے دل میں کیا ہے ،وہ میرا کزن ہے بس یہی میری بد قسمتی ہے۔

عروش نے ہتھیلی کی پشت سے گالوں پر بہنے والے آنسو صاف کئے اور دروازہ کھول کر روم سے باہر نکل گئی۔

میر سبطین اسکی طرف سے رخ موڑے کھڑا تھا۔دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر مڑ کر دیکھا پھر پلٹ کر اپنی چیئر پر آ بیٹھا اور کہنیاں ٹیبل پر جما کر اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ عروش کی بات پر یقین کرے یا معظم شاہ کے پراعتماد لہجے پر بحرحال اسوقت عروش کی باتوں نے اسے بے حد مضطرب کر دیا تھا۔

*******※*******

یار میر سجاول ! اب تم بھی شادی کر ہی لو۔باقی کا سرور تمھاری شادی کی ڈانس پارٹی میں لیں گے۔اس کے دوست بلال ملک نے

نشے کا سرور لیتے ہوئے سامنے تھرکتی ہوئی ڈانسر کو نظروں میں بھر

کر جھومتے ہوئے کہا۔وہ قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

ہنستی مسکراتی زرتاج نظروں کے سامنے آکھڑی ہوئی۔وہ خود بھی سرور

میں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے صفدر شاہ کی الیکشن کیمپئین بدمزہ کرنے کی خوشی میں

پارٹی دی تھی۔

یار ! ان شیرازیوں کو ناک سے لکیریں کھنچوا دوں اس کے بعد سب

سے پہلے شادی کروں گا ،بعد میں کوئی دوسرا کام لیکن میری شادی سے

ذیادہ ضروری شیرازیوں کی بربادی ہے۔اس نے لہجے میں زمانے بھر

کی نفرت سمو کر کہا۔

الیکشن کے بعد، میں شادی کرنے والا ہوں اور ایسی پارٹی دوں گا کہ تم سب زندگی بھر یاد رکھو گے۔اس نے سب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اوئے ،ہوئے۔اسکا مطلب ہے لڑکی بھی پسند کر لی ہے شہزادے

نے۔خرم نے سیٹی بجائی۔

ہاں ،لڑکی تو دل میں رہتی ہے ہر پل۔میر سجاول نے دل پر ہاتھ رکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار پھر جلدی سے سہرا باندھنے کی تیاری کرو ،ہم بھی کچھ ہلہ گلہ کریں۔بلال ڈانسر کو پکڑ کر ٹیبل کے پاس لے آیا اورمیر سجاول کے سر پر نوٹ لگانے لگا۔ڈانسر نے خوش ہوکر میر سجاول کے گلے میں بانہیں ڈال دیں جنہیں اس نے ناگواری سے جھٹک دیا۔

وہ نشے میں بھی پورے ہوش و حواس میں تھا اور زرتاج اس وقت

بھی اس کے دل و دماغ پر سوار تھی۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اسی وقت سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر گاؤں کے لئے روانہ ہوجائے اور اس رات کی طرح زرتاج کے گھر کی دیوار پھلانگ کر اس سے ملاقات کرے۔

ڈانسر نے میر سجاول کا اچھا بھلا موڈ بگاڑ دیا تھا۔وہ یکدم ہی جانے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس نے دائیں بائیں کھڑے اپنے گارڈز کو اشارہ کیا ،وہ فوراً ہی اس کے پیچھے چل دیئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پہلے اس نے سوچا تھا کہ شہر میں ہی بنگلے پر جا کر سو جائیگا لیکن اب اس کے سر پر زرتاج سے ملاقات کی دھن سوار ہوچکی تھی۔

دوست یار اسے روکتے رہ گئے لیکن اس نے کسی کی ایک بھی نا سنی

اور ڈرائیور کو گاؤں لے جانے کا حکم دے کر خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر آنکھیں موند لیں۔اس وقت وہ حال سے بے حال ہو رہا تھا۔

آنکھیں بند کرتے ہی ذہن کی اسکرین پر زرتاج کی تصویر نمودار ہوگئی۔

وہ تصور میں اسے سامنے بٹھائے اس سے دل کی باتیں کر رہا تھا اور

وہ شرم و حیا کی لالی سے لال ہورہی تھی۔

اچانک گاڑی سڑک پر بری طرح لہرانے لگی اور فائرنگ کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

دو بڑی بڑی لینڈ کروزر سامنے کے رخ سے آگئیں تھیں اور ان میں سے مصلح افراد اس کی گاڑی پر فائرنگ کررہے تھے۔

ڈرائیور ایک طرف کو لڑھک گیا اسکا پورا بدن خون میں تر ہو رہا تھا

ناجانے کتنی گولیاں میر سجاول کے جسم میں بھی پیوست ہوگئیں۔

زرتاج ہڑ بڑا کر نیند سے بیدار ہوئی ،اس کی دل کی دھڑکن بہت تیز چل رہی تھیں۔وہ سینے پر ہاتھ رکھ کر گہرے گہرے سانس لینے لگی۔نجانے کیوں اسکا دل بیٹھا جارہا تھا۔

میر سجاول نے پولیس کا سائرن اپنے بے حد نزدیک سناتھاپھر وہ ہوش سے بیگانہ ہوتا چلا گیا۔

عروش آفس سے نکل آئی تھی۔لفٹ سے باہر نکلنے تک وہ خود کو سنبھال چکی تھی۔میر سبطین کے لہجے اور طرزِ تخاطب نے اسے

بہت ذیادہ ہرٹ کیا تھا،اسے میر سبطین سے اس رویے اور اتنی بد گمانی کی امید ہر گز نہیں تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بلڈنگ سے باہر نکل کر وہ کیب کے انتظار میں کھڑی تھی ، جب

حماد نے اپنی کلٹس اس کے پاس آکر روک دی۔جو صبح سے

عروش کے پیچھے تھا اور اس کے انتظار میں آفس سے کچھ فاصلے

پر گاڑی پارک کئے کھڑا رہا تھا۔

عروش ! آپ کی امی کی طبیعت اچانک خراب ہوگئی ہے۔میں ان کو ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروا کر آیا ہوں۔انہیں شدید قسم کا ہارٹ اٹیک آیا ہے۔پھپو اور اریبہ ان کے پاس ہی ہیں۔

پھپو نے کہا میں تمھیں جا کر لے آؤں۔اس نے بڑی مکاری سے عروش کے گرد جال بنا۔

اس کی بات سن کر عروش کا سر چکرا گیا۔عام حالات میں تو وہ اس کے ساتھ بیٹھنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی تھی ،لیکن اس وقت وہ بنا کچھ سوچے سمجھے اس کی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

حماد نے دل ہی دل میں اپنی شاطر دماغی کو سراہا۔

امی ہوش میں تو تھیں ناں۔۔۔؟ ڈاکٹر نے کیا کہا۔۔۔وہ ٹھیک تو ہوجائیں گی ناں۔۔؟عروش نے ایک ہی سانس میں سارے سوال

پوچھ ڈالے۔وہ زارو قطار رو رہی تھی۔

عروش ! خود کو سنبھالو پلیز ! سب ٹھیک ہوجائے گا ،آنٹی کا ٹریٹمنٹ ہو رہا ہے۔حماد نے مکاری کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے اسے تسلی دی۔

عروش جواب میں خاموش رہی اور دل ہی دل میں ماں کی صحتیابی کے لئے رب سے دعا گو ہوگئی۔یہ وقت اس کے لئے قیامت سے کچھ کم نہ تھا۔ثمینہ بیگم اس کے لئے ایک مضبوط سائبان تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ان کے بغیر یہ دنیا اس کے لئے جنگل بیابان تھی۔آنے والے کسی بے رحم وقت کا خوف اسے ہولائے دے رہا تھا انہیں سوچوں میں گم ہونے کی وجہ سے اسے اس بات کا احساس ہی نہیں ہوسکا کہ

گاڑی کو چلتے ہوئے کافی دیر ہو چکی تھی اور اب وہ شہر کے جانے پہچانے راستوں سے نکل کر انجان اور سنسان راستے پر دوڑتی جارہی
تھی۔

یہ ہم کہاں جا رہے ہیں ؟ آپ نے امی کو کونسے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروایا ہے۔عروش نے ناسمجھی کے عالم میں اسکی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا جو خاموشی سے ڈرائیونگ کرنے میں مصروف تھا۔

میری جان ! ابھی پتہ چل جائیگا۔بس کچھ ہی دیر کی بات ہے ،اس کے بعد تم سب کچھ سمجھ ہوجاؤگی۔پھر تمھیں تمھاری امی سے
بھی ملوادوں گا۔حماد نے اپنی بات مکمل کر کے ایک مکروہ قہقہہ لگایا۔

عروش نے بے یقینی سے اس کی طرف دیکھا۔مجھے آپ کے ساتھ کہیں نہیں جانا۔گاڑی روکیں ۔۔۔عروش طیش میں صرف اتنا بولی اور پلٹ کر گاڑی کا لاک کھولنے کی ناکام کوشش کر نے لگی جو کہ آٹومیٹک تھا۔

اگر آپ نے گاڑی نہیں روکی تو میں شور مچاؤنگی۔عروش نے سسکتے ہوئے کمزور سی آواز میں اسے دھمکی دی۔اور ساتھ ہی اس پر مکے برسانے لگی۔

ذیادہ مت پھڑپھڑاؤ میری مینا۔اب تو تم مکمل میری گرفت میں ہو۔اس بڑھیا نے میرا رشتے ٹھکرا دیا تو کیا ہوا،مگر اب مجھ سے تمھیں کون بچائے گا۔شادی تو میں تم سے کر کے رہوں گا۔بہت رنگ رلیاں منا لیں تم نے اس فرنگی لندن پلٹ کے ساتھ (میر سبطین)۔آج ایسے پر کاٹوں گا کہ یاد رکھو گی۔حماد نے اسکی کلائی پوری طاقت سے دبوچ کر کمینگی سے کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش مسلسل مزاحمت کر رہی تھی مگر وہ ایک ہاتھ سے اسٹیئرنگ سنبھالے دوسرے ہاتھ سے عروش کو قابو کئے ہوئے تھا۔

.....※.....

پولیس کی پیٹرولنگ موبائل اس وقت گشت پر تھی ، جب میر سجاول

پر حملہ کیا گیا۔اور سائرن کی آواز پر حملہ آور فوراً ہی وہاں سے بھاگ نکلے۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

میر سجاول کے دونوں گارڈز موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے تھے جبکہ پولیس

کی بروقت مدد سے میر سجاول اور اس کے ڈرائیور کو ہاسپٹل پہنچا دیا گیا

تھا۔

میر کی حالت انتہائی نازک تھی۔اسے چار گولیاں لگیں تھیں۔دو سینے پر اور دو کندھے اور بازو پر۔ایک گولی اس کے بازو کو چیرتے ہوئے نکل گئی تھی۔تشویشناک حالت میں اسے ہاسپٹل لایا گیا تھا۔

اس کا آپریشن ہو چکا تھا، لیکن اس کے زندہ بچ جانے کے چانسز بہت کم تھے۔

فائزہ بیگم کی آہ و بقاء نے پورے ہاسپٹل کو سر پر اٹھایا ہوا تھا۔رانیہ انہیں سنبھالتے سنبھالتے ہلکان ہوئی جارہی تھی۔

میر غضنفر، سبطین اور رانیہ کچھ دیر پہلے ہی ہاسپٹل پہنچے تھے۔

میر جعفر سر جھکائے ایک طرف چیئر پر بیٹھے تھے۔انکی آنکھوں سے آنسو

رواں تھے ، غم کی شدت نے انہیں نڈھال کر دیا تھا۔اکلوتے جوان بیٹے کے خون میں لت پت وجود نے انکی گویائی سلب کردی تھی۔بیٹا بھی وہ جو ان کی طاقت ،ان کا بازو تھا۔اس کے رہتے کسی کی مجال

نہیں تھی ان کے خاندان کی طرف میلی نگاہ کرنے کی۔

وہ اندر ہی اندر خود کو کوس رہے تھے ،کیونکہ اس دشمنی کو سب سے

ذیادہ ہوا دینے والے اور میر سجاول کو بھڑکانے والے وہی تھے۔

وہ میر کو بھڑ کا کر شیرازیوں پر ہمیشہ حاوی رکھنا چاہتے تھے۔لیکن وہ

نہیں جانتے تھے کہ ماضی کی طرح اس بار بھی نقصان سب سے ذیادہ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ان کا ہی ہوگا۔اور آج ان کا اکلوتا لاڈلا بیٹا زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا تو اس کے زمہ دار بھی وہی تھے۔

ڈاکٹرز نے چوبیس گھنٹے کا وقت دیا تھا ،اگر اس دوران میر سجاول کو ہوش آجاتا تو اس کی زندگی بچ سکتی تھی۔مگر دن کے گیارہ بجنے والے

تھے ، میر سجاول کے اندر زندگی کی کوئی رمق پیدا نہیں ہوئی تھی۔

.....※.....

وہ رات بھر بے چین رہی تھی ،نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔جب اذان کی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو وہ اٹھ کر وضو کرنے چلی گئی پھر نماز سے فارغ ہو کر اس نے قران پاک کی تلاوت کی۔جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو خود بخود آنسو گالوں پر لڑھک آئے۔اس کے بے چین دل کو کہیں قرار نہیں مل رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب کپڑے تبدیل کر کے وہ اسکول جانے کے لئے وقت سے بہت پہلے چادر اوڑھے اپنے سادے سے حلیے میں صحن چلی آئی تو اس کی ماں نے حیرت سے اسے سر اٹھا کر دیکھا جو ناشتہ بنانے کے لئے لکڑیاں سلگا رہی تھی۔

زری !تو اتنی جلدی کیوں تیار ہوگئی۔پگلی ہوگئی ہے کیا ؟اتنی جلدی جا کر کیا کرے گی ؟اس کی ماں نے حیرت سے استفسار کیا۔

اماں !آج مجھے زرا جلدی جانا ہے ،اسکول میں کچھ ضروری کام ہے پرنسپل نے جلدی بلایا تھا۔وہ بہانہ بنا کر دروازے کی طرف بڑھ گئی ناشتہ تو کرتی جا ،سارا دن بھوکی رہے گی کیا۔اسکی ماں آوازیں دیتی رہ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بڑی خود سر ہوگئی ہے ،ہر بات میں من مانی کرتی ہے۔وہ بڑبڑاتے ہوئے لکڑیاں درست کر کے چولہے میں رکھنے لگی۔

میر سجاول پر ہونے والے حملے اس کے شدید زخمی ہوجانے کی خبر زرتاج پر بجلی بن کر گری تھی۔

بریک ٹائم میں جب وہ تمام ٹیچرز کے ساتھ اسٹاف روم کے نام پر ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے میں آکر بیٹھی تو سب سے پہلے یہی خبر

سننے کو ملی ،جس سے اس کے اوسان خطا ہوگئے۔وہ پتھرائی ہوئی

آنکھوں سے سب کچھ دیکھ اور سن رہی تھی لیکن بولنے کے قابل

بھی نہیں رہی تھی۔

مس غزالہ سب کو بتا رہی تھیں کہ چھوٹے میر سائیں پر رات کسی

نے حملہ کروایا تھا ،جس میں وہ شدید زخمی ہوئے ہیں۔بڑی حویلی

والے تو خبر ملتے ہی شہر کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔حویلی میں تو صبح

سے قرآن خوانی ہورہی ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شائلہ بولی ،میرا شوہر بھی بتا رہا تھا۔بڑی بری حالت ہے ،سنا ہے

چار گولیاں لگی ہیں چھوٹے میر کو ،ڈاکٹر نے چوبیس گھنٹے دیئے ہیں۔

اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے ،جتنا یہ لوگ غریبوں پر ظلم کرتے ہیں اللہ ان کا حساب خود لیتا ہے۔شائلہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولی۔

یاد ہے چاچا کرم دین کے بیٹا فصلوں کی کٹائی کے وقت بیمار پڑ گیا تھا اور کھیتوں پر نہیں جا سکا تھا تو چھوٹے میر نے دونوں باپ بیٹے کو اپنے سامنے کھڑے ہو کر کتنا پٹوایا تھا ،اس کے بعد چاچا کرم دین بے چارہ اللہ کو پیارا ہی ہو گیا مگر اپنی ٹانگوں پر نا چل سکا۔

غزالہ نے بھی میر سجاول کے ظلم کی داستان دہرائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج سے ان سب کی باتیں برداشت نا ہو سکیں غیر محسوس طریقے سے وہاں سے اٹھ کر خالی کلاس روم میں چلی آئی۔آنسوؤں کا گولہ اس کے حلق میں اٹکنے لگا۔

"زری !تم میرا انتظار تو کرو گی ناں ،کسی اور کی تو نہیں ہو جاؤ گی")۔

میر کی آواز اس کے کانوں میں گونجنے لگی ،اس نے اپنے ہاتھ کانوں پر رکھ لئے۔آنسوؤں کو بہنے کا راستہ مل گیا تو بے تحاشہ رونے لگی۔

میر سجاول کا بے باک رویہ ،اس کی زور زبردستی ،اس کا خوف ، دھمکیاں سب کچھ اپنی جگہ تھا مگر اس نے کبھی اس سے بے حد خوف زدہ یا بیزار ہو کر بھی اسے کوئی بد دعا نہیں دی تھی۔

وہ اسکی دیوانگی کی عادی ہوچکی تھی۔اس کے دل میں بھی سجاول کی محبت پنپنے لگی تھی دل انجانے میں ہی سہی اس کے ساتھ کا خواہاں ہو گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے زخمی ہونے کی خبر نے زرتاج کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔دل بے اختیار ہوگیا تھا ،اسکی ایک جھلک دیکھنے کے لئے مچل رہا تھا۔

زرتاج نے تڑپ کر اسکی زندگی کے لئے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔صرف ایک بار اسے پھر سے ہنستا مسکراتا دیکھنے کے لئے اللہ سے منتیں

کرنے لگی۔

اسکول سے طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے اس نے آف لیا۔اور گاؤں سے چند کلومیٹر دور واقع ایک مزار پر چلی آئی جہاں اسکی ماں ہر جمعرات حاضری دے نے جاتی تھی۔اس کا ماننا تھا کہ وہاں جو بھی جائز دعا صدقِ دل سے مانگی جائے ،پوری ہوجاتی ہے۔

اس نے گڑگڑا کر میر سجاول کی زندگی کے لئے دعائیں مانگیں۔پھول چڑھائے۔پھر پر امید ہوکر وہاں سے لوٹی تھی کہ اس کی دعا ضرور بارگاہِ الہی میں قبول ہوگی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

****

شاہ بہت خوشگوار اور مگن سے انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا۔میر سجاول

کے مرنے کی خبر تو اب تک اسے نہیں ملی تھی لیکن یہ خبر بھی اس کے لئے خوش کن تھی کہ وہ بہت سیریس ہے اور اس بچنے کے چانسز نا ہونے کے برابر ہیں۔

اس دن کیمپئین میں ہونے والے ہنگامے سے جو بدنامی ہوئی تھی اس نے شاہ کو اتنا مشتعل کر دیا تھا کہ اس نے اسی وقت میر سجاول لو دنیا سے رخصت کروانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔وہ اب اسے مزید کوئی موقع نہیں دینا چاہتا تھا کیونکہ میر سجاول ہر اس راہ میں کانٹا بن کر اٹک جاتا تھا جس پر شاہ قدم رکھتا تھا۔

کچھ دیر پہلے ہی شاہ کے آدمی نے میر کی تشویشناک حالت سے اسے آگاہ کیا تھا ،شاہ نے اسے مسلسل ان لوگوں کی نگرانی پر معمور کیا تھا اور وہ یہ کام بخوبی انجام دے رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

فیکٹری سے فارغ ہوکر اسکا رخ عروش کے گھر کی جانب تھا۔شاہ کا

ارادہ عروش کو پک کر کے شاپنگ پر لے جانے کا تھا اور پھر اس نے سوچا تھا کہ عروش کو بنگلے پر لے جائے گا جو اس نے خاص طور پر اس کے لئے خریدا تھا ،جہاں شادی کے بعد وہ عروش کے ساتھ رہنے

والا تھا۔

شاہ عروش کو گاؤں میں رکھنا نہیں چاہتا تھا کیونکہ صفدر شاہ اس رشتے کے حق میں بلکل راضی نہیں تھے۔وہ عروش کو ان کے سامنے رکھ کر اسے احساس کمتری میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسے ہنستی مسکراتی مکمل با اعتماد عروش کا ساتھ چاہیئے تھا۔جو اسکی غیر موجودگی میں عدم تحفظ کا شکار نا ہو۔

انہی سوچوں پر مسکراتا ہوا وہ عروش کے گھر پہنچ گیا۔گاڑی سے نکل کر اس نے دروازے پر دستک دی۔

ثمینہ بیگم جو عروش کا انتظار کرتے کرتے تھک گئیں تھیں ،اب سات بجنے والے تھے ،لیکن عروش اب تک نہیں لوٹی تھی۔

وہ باقاعدہ رو رہی تھیں۔اس طرح بنا بتائے اس نے کبھی اتنی دیر نہیں کی تھی۔

انہوں نے سوچا اریبہ کے گھر جا کر اس سے عروش کے موبائل پر کال کروائں۔ایان ابھی تک ٹیوشن میں ہی موجود تھا۔چادر اوڑھ کر وہ اریبہ کے گھر جانے کے لئے دروازے تک آئیں ،تبھی دروازے پر

دستک ہوئی انہوں نے جھٹ دروازہ کھول دیا۔سامنے معظم شاہ کھڑا

تھا۔اس کو دیکھ کران کا دل دھک سے رہ گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ سلام کر کے اندر چلا آیا۔

ثمینہ نے کمزور سی آواز میں اس کے سلام کا جواب دیا۔

کیسی طبیعت ہے خالہ جان آپ کی۔۔؟

میں ٹھیک ہوں۔ثمینہ کی آواز پر آنسو غالب آگئے۔

اچھا !عروش کو بلائیں ،میں اسے لینے آیا ہوں۔اس دن بہت سی چیزیں رہ گئیں تھیں۔آج کچھ فرصت ملی ہے تو شاپنگ فائنل کر لی

جائے۔یہ کہتے ہوئے وہ کمرے کی جانب بڑھا۔

کھلے دروازے سے اندر جھانکا تو عروش وہاں موجود نہیں تھی۔اس

نے پلٹ کر ثمینہ بیگم کی طرف دیکھا تو وہ چیئر پر بیٹھ گئیں اور بلک

بلک کر رونے لگیں۔

عروش کہاں ہے ؟شاہ نے غضبناک ناک لہجے میں پوچھا۔اسکی آنکھیں

لمحوں میں قہر برسانے لگیں تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ آج آفس گئی تھی لیکن اب تک واپس نہیں آئی۔میں دو گھنٹے سے

اس کا انتظار کر رہی ہوں۔ثمینہ بیگم نے بے بسی سے جواب دیا۔

شاہ موبائل پر عروش کو کال کرنے لگا۔لیکن اس کا نمبر آف جا رہا تھا۔

وہ بغیر ایک لفظ بھی منہ سے نکالے گھر کے کھلے دروازے سے نکل گیا۔چند لمحوں بعد گاڑی اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

****

حماد سے مزاحمت کرتے کرتے وہ تھک گئی تھی،خوف کی انتہا پر پہنچ کر اس کے حواس ساتھ چھوڑ گئے تھے۔بے ہوش ہوتے ہی اس کی گردن ایک جانب کو ڈھلک گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر کی مسافت اور طے کرنے کے بعد حماد اسے شہر سے بہت دور ایک ویران،نو تعمیر علاقے میں لے پہنچا تھا۔جہاں اس کے دوست کا پلاٹ موجود تھا۔پلاٹ کی مکمل تعمیر میں ابھی کچھ وقت اور درکار تھا۔قرب و جوار میں موجود تقریباً پلاٹ خالی تھے۔اکا دکا پلاٹ میں تعمیر کا کام جاری تھا گو کہ دور دور تک بندہ نا بندے کی زات والی مثال

تھی۔

حماد بڑی آسانی سے عروش کو گاڑی سے نکال کر کندھے پر ڈالے اندر

لے آیا۔

ایک کمرے پر مشتمل وہ جگہ کافی کشادہ تھی۔مین گیٹ سے آگے بڑا سا صحن اور اس کے آگے ایک کونے میں کمرہ موجود۔تھا ایک کمرے پر چھت نہیں تھی اور اس میں بجری ،سیمنٹ کی بوریوں کا ڈھیر لگا تھا۔

حماد نے عروش کو کمرے میں موجود پلنگ پر لٹا دیا۔عروش پر مکمل

بے ہوشی طاری تھی۔وہ عروش کے پاس ہی بیٹھ کر اس کے ہوش

میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔اس دوران وہ عروش کو اپنی ہوس بھری

للچائی ہوئی نظروں سے گھورتا رہا۔

جب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوگیا تو اس نے عروش کے گال کو دھیرے دھیرے سہلایا پھر مکمل اس پر جھک گیا۔اس پل عروش

ہڑبڑا کر نیند سے بیدار ہوگئی۔حماد سیدھا ہو گیا۔

عروش عجیب سی نظروں سے حماد کو دیکھنے لگی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔سر بری طرح چکرا رہا تھا۔کمرہ نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا جس کی وجہ سے اسے یہ سمجھنے میں مشکل ہو رہی تھی کہ وہ کہاں ہے۔

جب آنکھیں اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو گئیں تو حماد کے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ دیکھ کر وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔اسے سب کچھ یاد آنے لگا۔اس نے تیزی سے پلنگ سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن حماد نے اس سے بھی ذیادہ تیزی دکھاتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے خود پر گرا لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میری جان ! اب تم مجھ سے نہیں بچ سکتیں ،فکر مت کرو میں تم سے شادی بھی کروں گا لیکن پہلے تم پر اپنی مہر تو لگادوں تاکہ تم پھڑپھڑانا بند کردو۔اس نے ایک نازیبہ حرکت کی پھر خباثت سے

قہقہہ لگایا۔

عروش تڑپ کر اس سے خود کو چھڑانے کی سعی کرنے لگی۔اس

نے حماد کے چہرے پر حملہ کیا، اس کے ناخنوں سے حماد کے

پر خراشیں ابھر آئیں۔

حماد نے بنا کسی لحاظ مروت کے زناٹے دار تھپڑوں سے عروش

کا چہرہ لہو لہان کر دیا۔عروش کا نچلہ ہونٹ بری طرح پھٹ گیا، ناک سے بھی خون کی لکیر بہہ کر ٹھوڑی تک پہنچ گئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تمھیں اللہ کا واسطہ ہے مجھے چھوڑ دو۔میری شادی ہونے والی ہے میری امی اس صدمے کو برداشت نہیں کر پائیں گی۔وہ مر جائیں گی عروش تکلیف اور بے بسی سے تڑپ تڑپ کر رونے لگی۔اس

نے دونوں ہاتھ جوڑ کر حماد سے التجا کی۔

سیدھی طرح میری بات مان جاؤ پھر میں کل تک تم سے نکاح کر کے اس بڑھیا کے پاس لے جاؤں گا لیکن جب تک تمھیں میری بات ماننی پڑیگی۔اگر نہیں بھی مانو گی تو ہو گا وہی ،جو میں چاہوں گا۔وہ ذلالت اور کمینگی کی انتہاؤں پر تھا۔

عروش نے اس درندے کی گندی نیت اور غلیظ ارادوں کی خوفناکی محسوس کی تو اس کی روح تک کانپ گئی۔ تبھی اس کی نظر پلنگ کے نیچے پڑے اوزار پر پڑی۔وہ لوہے کی راڈ نما چیز تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش نے لپک کر وہ ہاتھ میں اٹھا لی اور اسے ہاتھ میں لئے تن کر کھڑی ہو گئی۔حماد نے اس کے خطرناک تیوروں کو خاطر میں نا لاتے ہوئے کمینگی سے قہقہہ لگایا۔

اگر اب تم نے اپنے ناپاک ہاتھوں سے مجھے چھونے کی کوشش کی تو میں یہ تمھارے سر پر دے ماروں گی۔وہ الٹے قدموں دروازے تک پہنچ گئی تھی۔حماد کے ہونٹوں پر کمینی مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

عروش نے اپنا دوسرا ہاتھ پیچھے کیا اور کنڈی ٹٹولنے لگی ،اسکی پل بھر کی غفلت سے حماد کو موقع مل گیا اور اس نے بڑھ کر عروش کا راڈ

والا ہاتھ جھپٹ لیا۔

اس کے ہاتھ سے راڈ چھین کر دور پھینکی اور اسے گھسیٹتے ہوئے پلنگ

پر لے آیا۔عروش نے اونچی آواز میں چلانا شروع کر دیا مگر حماد جانوروں کی طرح اس پر پل پڑا تھا۔عروش بھرپور مزاحمت کر رہی تھی۔اس کے کپڑے جگہ جگہ سے پھٹنے لگے۔اس نے شدت سے کسی کے وہاں آجانے یا اپنے مرجانے کی دعا کی۔

میر سائیں ! روز روز آدھی رات کو گھر سے نکلنے میں مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔اندھیرے اور سنسان گلیوں سے گزرتے ہوئےخوف سے میری جان نکلتی ہے۔زرتاج نے ڈرتے ڈرتے اپنی مشکل بیان

کی۔سردی کی شدت سے وہ گاڑی میں بیٹھے ہوئے بھی ٹھٹھر رہی تھی۔اس کی ہلکی سی شال اسے سردی سے محفوظ رکھنے میں ناکام تھی۔

اچھا ! میرے علاوہ بھی تمھیں کسی اور چیز سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔اسٹرینج۔وہ آئی برو اچکا کر قدرے سنجیدگی سے بولا مگر اس کا موڈ فل

شرارت بھرا تھا۔ڈارک گرے شلوار سوٹ میں رات کے اس پہر

بھی وہ نکھرا نکھرا سا پرنس چارمنگ لگ رہا تھا۔اس کی نفاست سے

تراشی ہوئی دلکش موچھوں تلے خوبصورت ہونٹوں پر مستقل شریر سی

مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! یوں کہو نا مجھ سے زیادہ شادی کی جلدی تمھیں ہو رہی ہے۔ہم دونوں کی یہ ادھوری سی لاقات تمھیں بھی کھلنی لگی ہے،تم بھی ہر پل ہر وقت ،ہر جگہ ،سوتے ،جاگتے میرا ساتھ چاہتی ہو۔

وہ بڑی ادا سے فلمی انداز میں بول رہا تھا۔

کیوں۔۔۔ صحیح کہہ رہا ہوں ناں ؟میر نے اس کو ٹھٹھرتا کانپتا دیکھا تو اپنے گلے میں لپٹی بھاری مردانہ شال اس کے گرد لپیٹتے ہوئے شرارت سے ایک آنکھ دبا کر پوچھا۔

میر نے اس کی ہی بات میں اس کو پھنسا کر ایک زبردست قہقہہ لگایا۔پھر بڑی معنی خیز مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اس کے چہرے کے بگڑتے ہوئے زاویے نوٹ کرنے لگا۔

سائیں ! میرا وہ مطلب نہیں تھا ،میں بس یہ چاہتی ہوں آپ روز روز

ملنے کی ضد نا کیا کریں۔میری جان مشکل میں آجاتی ہے۔زرتاج نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔میر کی بات پر وہ پہلے بری طرح جھینپ گئی،پھر اسے ناگوار تو گزری مگر اس نے فوراً ہی چہرے کے تاثرات بدل کر میر کو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا میری جان ! پھر تم ہی بتا دو ،کتنے دن بعد ملنے کی ضد کیا کروں۔۔۔؟وہ مسکراہٹ دبائے معصوم سی شکل بنائے پوچھ رہا تھا۔اس وقت وہ بلکل بھی سیریس موڈ میں نہیں تھا۔

افففف ! زرتاج نے بے ساختہ اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا۔

جانِ سجاول !اپنی قسمت کو کوس رہی ہو یا مجھے ،جس نے تم سے دل

لگا کر تمھیں مشکل میں ڈال دیا ہے۔میر سجاول نے ڈیش بورڈ پر رکھے

سرخ گلاب کو ہاتھ بڑھا کر اٹھا یا اور زرتاج کے بالوں میں سیٹ کرتے ہوئے شرارت سے گویا

ہوا۔

سائیں ! اللہ نہ کرے جو میں کبھی آپ کو کوسوں۔زرتاج نے معصومیت سے ہاتھ کانوں کو لگائے۔

اتنا چاہتی ہو مجھے۔۔؟میر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

زرتاج کے گالوں پر یکدم سرخی بکھر گئی ،ہونٹوں پر شرمگیں مسکراہٹ

نے چھب دکھلائی جسے چھپانے کے لئے وہ رخ موڑ کر باہر اندھیرے

میں دیکھنے لگی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر نے بڑی دلچسپی سے اس کا یہ روپ دیکھا پھراس کا رخ اپنی جانب گھما کر جھک کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا۔

زری ! اگر میں مرجاؤں تو تم مجھے بھول جاؤ گی ناں ؟بلکہ تم تو شکر مناؤ گی کہ اچھا ہوا مر گیا اور میری جان چھوٹ گئی۔زرتاج نے گھبرا کر اس کی طرف دیکھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو ،جانتا ہوں میں ایک پل میں بھول جاؤ گی مجھے اور شادی کر لو گی کسی اور سے۔میر نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے پیکٹ نکالا اور سگریٹ سلگا نے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! ایسی باتیں مت کیا کریں ، مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔میں تو ویسے بھی معظم سائیں اور آپ کی دشمنی اور آئے دن کے جھگڑوں سے خوف زدہ رہتی ہوں۔ہر وقت دھڑکا لگا رہتا ہے ناجانے کب کیا ہو جائے۔زرتاج کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو تیرنے لگے۔

چپ ! بلکل چپ ،دوبارہ کبھی میرے سامنے اپنی زبان سے معظم کا
نام لیا تو زبان کھینچ لوں گا۔میر نے انگلی اس کے ہونٹوں پر رکھی ،

دوسرےہاتھ سے اس کے بالوں کو جکڑ لیا۔زرتاج سہم کر خوف زدہ سی اس کو دیکھنے لگی۔زرتاج کو اب تک اس بات کی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کے منہ سے نکلنے والی کونسی بات میر سجاول جیسے سر پھرے کو مشتعل کردے گی۔

زرتاج ! میں اپنے سوا کسی اور کا نام بھی تمھاری زبان پر برداشت
نہیں کر سکتا اور وہ بھی میرے سب سے بڑے دشمن کا۔۔۔
میری برداشت کو اس طرح کبھی مت آزمانا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پھر کبھی تم نے اس (گالی)کا نام لیا تو میں اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھلا دوں گا اور تمھارا بھی یہی حشر ہو گا۔پھر چاہے بدلے میں میری جان ہی کیوں نا چلی جائے مگر میں اس معاملے میں کبھی رعایت نہیں کروں گا۔اس کا لہجہ دہشت ناک ہو گیا تھا۔

زرتاج کی پھیلی آنکھوں کو دیکھ کر میر اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کر رہا تھا مگر ضبط سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

میر سجاول نے ایک نظر زرتاج کے ڈرے سہمے چہرے پر ڈالی پھر یکدم موڈ بدل کر اس کے گرد اپنا مضبوط بازو پھیلا دیا اور جھک کر اپنے دھکتے ہوئے لب اس کے گال پر رکھ دیئے۔

زرتاج جو سردی سے برف ہوئی جارہی تھی ،در حقیقت میر کے سرد لہجے نے اسے اپنی جگہ منجمد کردیا تھا۔مگر پھر وہ میر کی پر حدت بانہوں کی گرمی میں پگھلنے لگی اور پر سکون ہوکر آنکھیں موند گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول گہری سانس بھر کر زرتاج کی خوشبودار زلفوں کی خوشبو اپنے اندر اتار رہا تھا،وہ اپنا سارا غصہ بھلائے اس خوشبو کو محسوس کر کے مدہوش ہوا جارہا تھا۔

زرتاج ! مغرب کا وقت ہورہا ہے ،درخت کے نیچے کیوں بیٹھی ہے

پگلی ہوئی ہے کیا۔زرتاج کی ماں نے دور سے مرغیوں کو پنجرے میں

بند کرتے ہوئے زرتاج کو ڈانٹا جو ناجانے کب سے درخت سے ٹیک

لگائے میر سجاول کے خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔

عصر سے کب مغرب ہوگئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ماں کی پکار پر ہڑبڑا کر ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی۔اس نے اپنے گال پر انگلیاں رکھ

کر میر سجاول کے لبوں کے لمس کو محسوس کیا۔آنسو پلکوں سے ٹوٹ

کر گالوں پر بہنے لگے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ اب اسے کیسے بتائے کے وہ اس کو بھولنا تو دور اس کے بغیر سانس بھی نہیں لے پا رہی ہے۔اس کی جدائی نے کسی اور کے ساتھ جینا تو

کیا اپنی زندگی سے بھی دور کردیا ہے۔وہ سانس تو لے رہی ہے مگر جی

نہیں رہی۔

اس پل شدت سے اس کے دل نے میر سجاول کی زندگی کے لئے دعا کی تھی۔

وہ مغرب کی نماز قضا نہیں کرنا چاہتی تھی ، چپکے سے اپنی ہتھیلیوں سے آنکھیں رگڑیں اور وضو کے لئے بے جان قدموں سے نل کی طرف بڑھ گئی۔

.....※.....

رانیہ سے ہونے والی پہلی ملاقات سے لے کر اب تک مکتوم شاہ اسے بھلا نہیں سکا تھا۔مکتوم شاہ کو وہ معصوم سی گڑیا جیسی لڑکی بہت پیاری لگی تھی۔لیکن وہ اپنے جذبوں کو کوئی نام نہیں دینا چاہتا تھا۔

وہ اپنے اور اس کے خاندان کے بیچ میں پڑی دیوار کو فراموش

نہیں کر سکتا تھا۔مگر اس دن کی پارٹی میں ہونے والی ملاقات کے بعد سے وہ مسلسل اس کے بارے میں سوچے جارہا تھا۔

ایسا کیوں ہورہا تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔مگر آج دل کی بے قراری عروج پر تھی۔بلآخر مجبور ہوکر آج وہ رانیہ کے نمبر پر کال کر رہا تھا۔جبکہ وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ بہت پریشان ہوگی۔وہ میر سجاول کے زخمی ہونے کی خبر سے آگاہ تھا۔اور اسے یہی مناسب وقت لگا تھا رانیہ کو کال کرنے کا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس بہانے وہ اسے خود سے پہل کرنے کی شرمندگی سے بھی بچ جاتا۔

بیل مسلسل جارہی تھی لیکن دوسری طرف کوئی ریسپونز نہیں تھا۔

ہیلو!۔۔؟ چند لمحوں بعد رانیہ کی تھکی تھکی سی آواز موبائل میں ابھری۔ڈالٹر مکتوم شاہ کا نمبر دیکھ کر اسکی آواز زرا محتاط تھی۔

ہیلو ! رانیہ کیسی ہیں آپ ؟ مکتوم شاہ نے نرمی سے استفسار کیا۔

میں ٹھیک ہوں۔رانیہ اسکی کال پر کچھ حیران سی تھی۔

مجھے بس ابھی آپ کے کزن پر ہونے والے حملے کی خبر ملی ہے، میں نے میر سبطین سے خیریت دریافت کرنا چاہی ،لیکن ان کے نمبر پر کال

کنیکٹ نہیں ہورہی تھی تو میں نے سوچا آپ کا نمبر ٹرائے کروں۔

میر سجاول کی کنڈیشن کیسی ہے ؟ مکتوم شاہ مکمل انجان بنا پوچھ رہا

تھا،جبکہ وہ جانتا تھا کہ اس سب کے پیچھے کون ہے۔معظم شاہ اس

کا بھائی تھا اور وہ اپنے بھائی کی ہر ادا سے آشنا تھا۔

کیمپئین میں ہونے والی بدنامی اور بدمزگی کو وہ اتنے آرام سے نظرانداز

کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سجاول بھائی کی کنڈیشن کریٹیکل ہے ،اب تک انہیں ہوش نہیں آیا۔

رانیہ نے افسردگی سے جواب دیا۔

میں ہاسپٹل آنا چاہتا تھا لیکن جعفر شاہ اور انکی فیملی کو یہ بات ناگوار گزرے گی ،اسی لئے وہاں آنے کا ارادہ ترک لر دیا۔وہ بات کو طول دیے رہا تھا۔

جی ،آپ کا یہاں آنا مناسب نہیں ہو گا۔رانیہ نے صاف گوئی سے جواب دیا۔کیوں کہ فائزہ چچی وقفے وقفے سے شاہ پور والوں کو کوس رہی تھیں۔ایسے میں مکتوم شاہ کی آمد ہنگامہ برپا کر دیتی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ ! مجھے آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے ،مگر یہ وقت مناسب نہیں۔کچھ دنوں بعد میں آپ کو دوبارہ کال کروں گا۔آپ نے میرا کال کرنا مائینڈ تو نہیں کیا۔۔۔؟

نہیں۔۔۔رانیہ کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔پھر اس نے زبان

دانتوں تلے دبا لی۔

مکتوم شاہ اسکی حالت کو تصور کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا۔وہ اس کے

انداز پر خاصا محفوظ ہوا۔

اٹ مینز،آپ میری کال کا انتظار بھی کریں گی۔۔۔؟

جی ! رانیہ اسکی بات پر یکدم کنفیوز ہوگئی۔اسکی سمجھ میں نہیں آرہا

تھا کہ اس بات کا جواب ہاں میں دے یا ناں میں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں جانتا ہوں آپ ضرور انتظار کریں گی۔۔۔گڈ بائے۔مکتوم شاہ اس

کی کیفیت سمجھ کر خود ہی بولا پڑا۔پھر کال ڈسکنیکٹ کر کے موبائل کی اسکرین پر نگاہ ٹکا دی۔جیسے رانیہ کی تصویر اس میں جگمگا رہی ہو مگر رانیہ کی تصویر اس کے تصور میں روشن تھی۔

.....※.....

معظم شاہ نے وہاں سے نکلتے ہی اپنے زرائے استعمال کرنا شروع کر دیئے تھے اور اگلے ایک گھنٹے میں وہ عروش کی گمشدگی کی وجہ تک پہنچ چکا تھا۔لوکیشن بھی اسے فراہم کر دی گئی تھی۔

وہ دیوانگی کے عالم میں گاڑی خود ڈرائیو کر رہا تھا جو ہواؤں سے بات کر رہی تھی۔شاہ کے ساتھ اس کے چار گارڈز بھی موجود تھے۔جو دوسری گاڑی میں سوار تھے۔وہ تنہا ڈرائیو کررہا تھا۔اس کے سر پر وحشت سوار تھی۔شاہ کا بس چلتا تو وہ اڑ کر اس جگہ پہنچ جاتا جہاں حماد نے عروش کو اغوا کر کے چھپایا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جس شخص نے عروش کو اغوا کیا تھا اس کے بارے میں اب تک شاہ اب تک کوئی اندازہ نہیں لگا سکا تھا کہ اس نے کس کے حکم پر اتنی جرأت کی ہے۔

میر سبطین اور اس کے خاندان پر مسلسل اس کا آدمی نظر رکھے ہوئے تھا۔وہ تقریباً صبح سے ہی ہاسپٹل میں موجود تھا۔اگر شاہ کو اس کے اس کام میں ملوث ہونے کا زرا سا بھی شک ہوتا تو وہ اب تک میر سبطین کو اپنے ہاتھوں سے اذیت ناک موت دے چکا ہوتا۔

شاہ کی نظریں بار بار موبائیل اسکرین پر موجود لوکیشن کی ٹائمنگ پر بے چینی سے اٹھتیں۔اب صرف دس منٹ کی دوری پر تھی وہ جگہ۔اس کے دماغ کی رگیں مزید تن گئیں۔اس نے گاڑی کی اسپیڈ مزید بڑھا دی۔

دس منٹ سے بھی کم وقت میں وہ لوگ اس پلاٹ کے باہر موجود تھے۔خادم حسین اور باقی تینوں گارڈز پھرتی سے گاڑی سے باہر نکلے شاہ کے اشارے پر خادم حسین لپک کر پلاٹ کی تین سے چار سے چھ فٹ کی دیوار کود گیا اور دروازے کی کنڈی کھول دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ نے دروازے سے اندر قدم رکھا تبھی عروش کی منت سماجت بھری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔معظم شاہ کے پورے بدن

کا خون سمٹ کر چہرے پر آگیا۔وہ تقریباً بھاگتا ہوا کمرے کے دروازے تک پہنچا۔گارڈ نے بڑھ کر گن کے پچھلے حصہ سے

دروازے پر دو تین ضرب لگائی۔

خادم حسین ،نواز دروازہ توڑ دو۔کوئی فائر نہیں کرے گا مجھے یہ بندہ

زندہ چاہیئے۔معظم شاہ پوری قوت سے دھاڑا۔

عروش مسلسل مزاحمت سے ادھ موئی ہو کر مکمل حماد کے رحم و کرم

پر آگئی تھی۔حماد بھوکے کتے کی طرح اس پر جھکا اسے نوچ کھروچ

رہا تھا جب اسے دروازے پڑنے والی زور دار ضرب اور معظم شاہ

کی قہر برساتی آواز سنائی دی۔

وہ فوراً عروش کو چھوڑ کر کھڑا ہوگیا۔کسی کی یہاں آمد اس کے لئے بلکل غیر متوقع تھی۔نکاح کا کوئی بندوبست اس نے نہیں کیا تھا۔وہ تو بس اپنی حوس پوری کر کے عروش کو وہیں چھوڑ کر بھاگ جانے والا تھا۔معظم شاہ کے الفاظ نے اسے چکرا کر رکھ دیا۔

شاہ کی آواز سن کر عروش کے بے جان جسم میں جان پڑ گئی۔اس نے جلدی سے اپنا دوپٹہ ڈھونڈا اور اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ لیا۔

چاروں گارڈز پانچ منٹ میں لکڑی کا کھوکھلا دروازہ توڑنے میں کامیاب ہوگئے تھے۔شاہ گن تانے کمرے میں داخل ہوا۔باقی سب نے بھی اپنی گنز اٹھا لیں۔حماد کے ہاتھ میں موجود راڈ زمین پر گر پڑی۔

عروش بھاگ کر شاہ سے لپٹ گئی۔اس لمحے وہ سب کچھ فراموش کر گئی تھی۔سبطین کی محبت بھی اور شاہ کے زور زبردستی سے شادی کے لئے مجبور کرنے کے رویے کو بھی۔اس وقت اگر کچھ یاد تھا تو وہ بس یہ کہ شاہ اس کے لئے فرشتہ بن کر آیا تھا اور حماد جیسے شیطان صفت انسان کے ہاتھوں اس کی آبرو پامال ہونے سے بچا لی۔

شاہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اسکی کمر دھیرے سے تھپتھپائی اور اسے خود سے الگ کر دیا۔وہ دھیرے دھیرے حماد کی طرف قدم بڑھا رہا تھا۔

حماد دو قدم پیچھے ہٹتے ہی دیوار سے جگہ لگا۔شاہ کے چہرے پر پھیلا جلال حماد کے اندر کپکپی پیدا کر رہا تھا۔

عروش کے سر پر کر کوئی والی وارث نہیں یہی سوچ کر تو نے اسے اغوا کیا تھا ناں ،اب تیری یہی بھول تجھے جہنم تک پہنچا دیگی کیونکہ میں عروش کی طرف اٹھنے والی آنکھ نوچ لینا چاہتا ہوں لیکن تو نے تو اس کے دامن کو داغدار کر دینے کی کوشش جیسا گناہ کر ڈالا ہے۔تیری تو لاش کو بھی عبرت کا نشان بنا دوں گا۔شاہ کا دہشت ناک تھا۔

حماد کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہونے لگی۔عروش کو اغوا کر نے

کی غلطی پر وہ پچھتا بھی نہیں پایا تھا کہ شاہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ

اسے رسید کیا پھربڑھ کر حماد کا گلا دبوچ کر زمین پر گرادیا۔حماد کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں۔حماد کو اندازہ ہوگیا تھا کہ اس سے بہت بڑی

غلطی ہوگئی ہے۔

شاہ نے اس کا گلا چھوڑ دیا۔حماد سنبھلنے بھی نا پایا تھا وہ زور زور سے گلا پکڑے کھانس رہا تھا تب شاہ نے اس پر لاتوں اور مکوں کی برسات کردی۔

عروش خوف زدہ ہوکر کمرے سے نکل گئی۔

بہت دیر تک وہ اسے بے دردی پیٹتا رہا۔جب ہانپنے لگا تو اسے

چھوڑ کر جیب سے الیکٹرک وپین نکالا۔حماد نیم بے ہوشی کی

حالت میں بے سدھ پڑا تھا۔شاہ نے الیکٹرک وپین اس کو ٹچ کیا۔

حماد نے ایک جھٹکا لیا اور بے ہوش ہوگیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ نے کھڑے ہو کر اپنے کپڑے درست کئے ،بالوں پر ہاتھ پھیرا

اور خادم حسین کو مخاطب کیا۔

خادم حسین ! میں بی بی کو لے کر جا رہا ہوں۔تم اس کو اٹھا کر جگہ

پر لے کر پہنچو۔

جب تک میں واپس نا پہنچ جاؤں، اس کے ہوش میں آنے پر صرف اتنا مارنا کہ یہ مرنے نا پائے اور سب کچھ اگل دے۔ اسے کیا سزا

دینی ہے یہ میں خود طے کروں گا۔

حاظر سائیں ! خادم حسین نے فقط اتنا کہا۔وہ جانتا تھا اس کی سزا

موت کے سوا کچھ اور نہیں ہوسکتی۔مگر اس کی موت کا طریقہ کیا ہوگا یہ صرف شاہ جانتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ نے باہر نکل کر دیوار کے ساتھ کھڑی عروش کی طرف ہاتھ بڑھایا

اور اس کے کاندھے پر رکھ کر اسے ساتھ لئے گاڑی کے پاس پہنچا۔

شاہ نے فرنٹ ڈور کھول کر اسے بٹھادیا۔

**********※**********

میر سجاول کو ہوش آچکا تھا اور آج تو اسے آئی۔سی۔یو سے روم
میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔فائزہ بیگم خوشی سے نہال ہوکر بار بار اس
کے ماتھے کو چوم رہیں تھیں۔

وہ دن رات ہاسپٹل میں اس کے پاس موجود رہیں تھیں۔ایک بار بھی گھر نہیں گئیں تھیں۔حالانکہ میر جعفر نے کئی بار انہیں کہا کہ وہ کچھ دیر
کے لئے گھر چلی جائیں ، تھوڑا آرام کر لیں مگر فائزہ بیگم نے ان کی
ایک نا سنی تھی۔

وہ اپنے اکلوتے بیٹے سے اس حالت میں ایک پل کے لئے بھی دور
نہیں رہنا چاہتی تھیں۔انکی کل کائنات وہی تو تھا جس کو دیکھ دیکھ

کر وہ جیتی تھیں۔اس کے ہونے کے احساس سے انکی گردن فخر

سے تن جاتی تھی۔ان کے غرور و تکبر میں بے پناہ اضافہ ہوجاتا تھا۔

میر جعفر تو رنگین فطرت کے مالک تھے اور جب شادی کے تین سالوں

تک اللہ نے انہیں اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تو میر جعفر لمحوں میں

فائزہ بیگم کا حسن و جمال بھلا گئے جس کے وہ شادی کی پہلی رات سے دیوانے تھے اور دوسری شادی کے لئے پر تولنے لگے۔

ان کی ساس نے بھی بیٹے کی خواہش کی بھرپور حمایت کی ۔میر جعفر

کے دل میں بھی اپنی کسی کلاس فیلو کی دبی محبت جاگ اٹھی جو اب

تک ان کے عشق میں دیوانی تھی اور رابطہ رکھے ہوئے تھی۔

میر جعفر بھی سال میں ایک دو چکر اس کے پاس لگا ہی لیتے تھے۔اب تو انہیں شادی کرنے کا سنہرا موقع مل گیا تھا۔اسی دوران

فائزہ بیگم کو پریگننٹ ہونے کی خبر ملی۔میر جعفر خوش تو بہت ہوئے

مگر دوسری شادی کے ارمانوں پر اوس گر گئی۔

فائزہ بیگم کے یہاں بیٹے کی ولادت نے میر جعفر کو زنجیر پہنا دی اور

پھر وہ فائزہ بیگم کے ہی ہو کر رہ گئے۔میر سجاول جیسے خوبصورت

اور صحتمند بیٹے کو پا کر فائزہ کے پیر زمین پر نا پڑتے تھے۔

پچھلے دنوں میر کی جو حالت تھی ، اس نے فائزہ بیگم کا سارا غرور

اور طنطنہ مٹی میں ملا کر رکھ دیا تھا۔انہیں اپنی دنیا لٹتی ہوئی محسوس

ہو رہی تھی مگر اب وہ خاصی مطمئین ہو گئیں تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر ! میں نماز ادا کر کے آتی ہوں ،تم آرام کرو اور کسی بھی فضول سوچ میں اپنے ذہن کو مت الجھانا۔یہ تمھاری صحت کے لئے

فی الحال مناسب نہیں۔فائزہ بیگم نے اسے سمجھاتے ہوئے اس

کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

وہ جانتی تھیں کہ خود پر ہوئے حملے اور اس میں زخمی ہوجانے پر اپنی شکست محسوس کر کے وہ کس طرح خود کو قابو کئے ہوئے تھا۔

وہ اس کی ماں تھیں اور وہ بچپن سے باپ کے ساتھ ساتھ ماں کے دل کے بھی بے حد نزدیک تھا۔آنے والے کل سے بھی وہ بے حد خوف زدہ تھیں ، انہیں علم تھا کہ جب تک میر سجاول اس بات کا بدلہ نہیں لے گا سکون سے نہیں بیٹھے گا اور یہی بات انہیں مضطرب کئے ہوئے تھی۔

میر نے سر کے اشارے سے انہیں مطمئین کر دیا۔پھر بولا۔

ساجد کو میرے پاس بھیج دیں۔اس نے اپنے ملازم کا نام لیا۔

فائزہ بیگم نے سر ہلایا اور نماز ادا کرنے کی نیت سے دروازہ کھول کر باہر نکل گئیں۔باہر کھڑے حفاظت پر معمور اپنے ملازموں کو کچھ ہدایات

دیں اور ساجد کو میر کا پیغام دے کر ہاسپٹل کے اس حصے کی طرف چل پڑیں جو نماز ادا کرنے کے لئے مخصوص تھا۔

حکم سائیں !ساجد اندر داخل ہوا اور مودبانہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔

زرتاج کیسی ہے ؟ میرے بارے میں خبر تو مل گئی ہو گی اسے۔۔؟

میر نے سب سے پہلے اس کے بارے میں سوال۔

جی سائیں ! اس دن وہ اسکول سے "سائیں معصوم شاہ "کے مزار پر گئی تھیں۔

اس کے بعد سے اب تک گھر سے نہیں نکلیں۔میں نے پتا کروایا تھا

اپنی گھر والی سے ،وہ بہت بیمار ہیں۔ان کی اماں اور بابا بڑے

پریشان ہیں جی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ساجد کی فراہم کردہ اطلاعات پر میر سجاول کی آنکھیں مسکرائیں مگر

یکدم ہی اس نے اپنے لطیف جذبات کی لہر کو آنکھوں سے نکل کر چہرے تک آنے پر پہرہ لگا دیا اور بے تاثر لہجے میں بولا۔

فیض علی بھی زخمی ہے یا۔۔۔میر نے اپنے خاص ملازم کی بابت دریافت کیا اور قصداً جملا ادھورا چھوڑ دیا۔حملے کی رات وہی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔

سائیں ! وہ دو دن بعد چل بسا تھا۔ساجد نے سر جھکا کر جواب دیا۔

میر سجاول نے لب بھینچ کر نگاہیں چھت پر گاڑ دیں۔فیض علی بچپن سے اس کے ساتھ تھا۔اس کی وفاداری کی کوئی مثال نہیں ملتی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ایک گہری سانس بھر کر اس نے اپنے اندر اٹھنے والے غصے کے ابال کو اندر ہی دبانے کی کوشش کی۔

آج سے معظم شاہ کی ہر حرکت پر کڑی نظر رکھو۔اس بندے کو یہ کام سونپ دو جس پر تمھیں مکمل اعتماد ہو۔وہ کیا کرتا ہے ،کہاں

جاتا ہے۔پل پل کی خبر مجھے ملنی چاہیئے۔

یاد رہے ،ایک لمحے کی بھی غفلت کی سزا موت ہوگی۔اس نے دہشت ناک لہجے میں تنبیہہ کی۔

جی بہتر سائیں ! کوئی اور حکم ؟وہ میر کی آنکھوں میں اتری وحشت دیکھ رہا تھا ،ساجد کا دل گھبرانے لگا۔

میر سجاول نے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کے لئے کہا۔اس

کے جاتے ہی اس نے اپنا بازو آنکھوں پر رکھ لیا۔اس لمحے وہ شدت

سے زرتاج کو مس کر رہا تھا مگر لاکھ چاہنے کے باوجود بھی اس سے

ملاقات ممکن نہیں تھی۔

جب تک مکمل صحتیاب ہو کر وہ اپنے پیروں پر چل کر اس تک نہیں پہنچ جاتا ،تب تک اسے زرتاج کے دیدار سے محروم رہنا تھا اور یہی بات اسے کوفت میں مبتلا کر رہی تھی۔

ثمینہ بیگم جائے نماز پر بیٹھیں مسلسل رو رہی تھیں اور دعا مانگ رہی تھیں۔ایان انکی گود میں سر رکھ کر سوچکا تھا۔معظم شاہ کو نکلے ہوئے بھی دو سے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔مگر اب تک نہ عروش آئی تھی نہ اسکی کوئی خیر خبر ملی تھی۔ان کا دل اندیشوں سے بیٹھے جارہا تھا جب دروازے پر زور دار دستک ہوئی۔

وہ گرتی پڑتیں دروازے تک پہنچی تھیں۔اور بے تابی سے دروازہ کھولا تو سامنے عروش کو معظم شاہ کے ساتھ کھڑا پایا۔عروش لپک کر ماں سے لپٹ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش کے چہرے پر نشانات دیکھ کر ثمینہ بیگم کے قدموں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔اس کی حالت ابتر ہورہی تھی ،وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ثمینہ نے اسے خود سے لپٹالیا وہ خود بھی رو رہی تھیں۔آج کا دن انہوں نے کس اذیت میں گزارا تھا یہ وہی جانتی تھیں۔

معظم شاہ بھی اندر چلا آیا ،اس نے پلٹ کر دروازہ بند کردیا۔وہ پشت

پر ہاتھ باندھ کر بے تاثر چہرے کے ساتھ کھڑا تھا۔اس نے بیٹھنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔اس کے چہرے سے یہ اندازہ لگانا ناممکن تھا کہ اس وقت وہ کس موڈ میں ہے۔

دونوں ماں بیٹی مجرموں کی طرح سر جھکائے خاموش کھڑی تھیں۔پھر شاہ نے خود ہی یہ خاموشی توڑی اور براہ راست عروش کو مخاطب کر کے پوچھا۔

حماد کون ہے اور وہ تمھیں کیسے جانتا ہے۔۔۔؟ یہاں تک نوبت کیسے پہنچی کہ وہ تمھیں اٹھا کر لے گیا۔اس کا لہجہ دھیما مگر اس میں چٹانوں سی سختی تھی۔

ثمینہ کو اسکی بات پر کرنٹ لگا تھا۔انہوں نے پہلے شاہ کو اور پھر عروش کو بے یقینی سے دیکھا مگر عروش کی حالت شاہ کی کہی بات

کو سچ ثابت کر رہی تھی۔

عروش نے جھجکتے ہوئے ،اریبہ کے گھر حماد سے ہونے والی پہلی

ملاقات سے لے کر رشتہ بھیجنے سے انکار تک کی پوری کہانی دھیمی آواز میں اس کے گوش گزار دی۔ثمینہ نے اپنا سر تھام لیا۔

ہوں۔۔۔شاہ نے ہنکارا بھرا۔

خالہ جان ! میں نے کہا تھا ناں آپ سے ،اب عروش گھر سے

باہر قدم نہیں نکالے گی پھر کس کی اجازت سے یہ گھر سے نکلی تھی۔

کیا سوچ کر آپ دونوں نے اپنی من مانی کی تھی۔وہ بپھر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ثمینہ بیگم کے پاس اس کی بات کا کوئی جواب نہیں تھا وہ نادم سی

نظریں جھکا گئیں۔

آپ لوگوں پر میری بات کا اثر نہیں ہوا۔میری عزت کا جنازہ نکال دیا آپ کی اس بیٹی نے ،میری عزت دو کوڑی کی کردی ہے۔میرے ملازموں کے سامنے۔

معظم شاہ شیرازی کی ہونے والی بیوی کو کسی نے اغوا کیا ،پورا دن وہ اس کی قید میں گزار کر آئی ہے۔۔۔میرا سر شرم سے جھکا دیا ہے اس نے دل کرتا ہے گولی مار دوں آپ کی لاڈلی کو۔۔۔یا اس کی ٹانگیں توڑ کر ہمیشہ کے لئے گھر بٹھا دوں۔کرب اور غصے کی ملی جلی کیفیت میں گھرا بری طرح تلملا رہا تھا۔

ثمینہ بیگم نے دہل کر اس کی طرف دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اب مجھے آپ پر بلکل بھروسہ نہیں ،مزید ایک منٹ بھی اب مہلت

نہیں دونگا۔اسی وقت آپ لوگ میرے ساتھ چلیں گے۔میری

دی ہوئی ڈھیل کا بہت ناجائز فائدہ اٹھا لیا آپ دونوں نے ، آج

ہی میرا اور عروش کا نکاح ہو گا۔شاہ نے پشت پر ہاتھ باندھے نفی میں سر ہلاتے ہوئے ایک لمحے میں اپنا فیصلہ سنادیا۔

عروش کے سینے سے ایک ہوک سی اٹھی تھی۔اس کے دل کی سرزمین پر پہلا قدم رکھنے والا میر سبطین تھا۔

عروش نے اسکی ہمراہی کے خواب بھی سجالئے تھے مگر اس کے

خواب اتنی جلدی چکنا چور ہو جائینگے ،وہ یہ نہیں جانتی تھی۔

ثمینہ بیگم شاہ کے منہ سے نکلے الفاظوں پر ایک لمحے کے لئے ٹھٹکیں ضرور مگر انہیں شاہ کے فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔عروش کے

ساتھ آج جو کچھ بھی ہوا ،وہ سننے کے بعد تو بلکل بھی نہیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس طرح عروش اور ایان کا مستقبل بھی محفوظ ہوجاتا ویسے بھی ان

میں شاہ کے فیصلے سے اختلاف کی جرأت بھی نہیں تھیں۔

وہ ہر گز نہیں چاہتی تھیں برسوں پہلے گزری کہانی پھر دہرائی جائے۔

ایک بار پھر ان سب پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑے جس سے تین خاندان تنکوں کی طرح بکھر گئے تھے ، جن کی دوستی کی مثالیں دی جاتی تھیں۔

اگلے ایک گھنٹے میں وہ تینوں اپنے ضروری سامان کے ساتھ معظم

شاہ کی گاڑی میں سوار اس کے نئے بنگلے میں شفٹ ہونے جارہے

تھے جو شاہ نے عروش کے لئے خریدا تھا۔

ثمینہ بیگم ،عروش اور ایان تینوں بیک سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔شاہ

نے بیک ویو مرر سے ایک خفگی بھری نظر عروش پر ڈالی ،اس کے چہرے پر زخموں کے نشانات دیکھ کر شاہ کو نئے سرے سے غصہ چڑھنے لگا۔

اب حماد کا وہ کیا حشر کرنے والا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔

****

آفس کی ٹائمنگ ختم ہوئے گھنٹوں گزر چکے تھے ،پورا اسٹاف جا چکا تھا مگر وہ اب تک ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا نا جانے کس ادھیڑ بن میں مصروف تھا۔تبھی اس کا موبائل بج اٹھا،اس نے ٹیبل پر پڑے موبائل پر نظر ڈالی اور رانیہ کا نمبر دیکھ کر کال اٹینڈ کی۔

ہیلو ! بھائی آپ اب تک گھر کیوں نہیں پہنچے ! ہم سب ڈنر پر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔

رانیہ بیٹا ! آپ لوگ ڈنر کریں مجھے گھر پہنچنے میں دیر ہو جائیگی۔اس نے آہستگی سے جواب دیا۔

بھائی ! اینی پرابلم۔اس کی آواز کا بوجھل پن محسوس کر کے رانیہ نے استفسار کیا۔

ایوری تھنگ از آل رائٹ ،میں تھوڑا بزی ہوں کچھ دیر تک فری ہو کر گھر پہنچتا ہوں۔اس نے رانیہ کو ٹال دیا۔

لیکن ڈیڈی کتنی بار آپ کا پوچھ چکے ہیں۔۔۔رانیہ نے پریشانی سے کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم انہیں کھانا کھلا کر میڈیسن دو ،میں گھر پہنچ کر ان سے مل لونگا۔میر

سبطین نے کہتے کے ساتھ ہی کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

مجھے عروش کے ساتھ مس بی ہیو نہیں کرنا چاہئے تھا ،وہ جو کچھ بھی بول رہی تھی یقیناً جھوٹ نہیں بول رہی ہو گی۔۔۔مجھے اس کی بات کو

سمجھنا چاہئے تھا۔

معظم شاہ جیسا انسان جو ہر کسی پر اپنی دھونس جماناجانتا ہو ،ہر بات میں اپنی مرضی کرنے کا عادی ہو۔۔۔اس کے لئے عروش جیسی دبو لڑکی کو اپنے اشاروں پر چلانا کونسا مشکل کام ہے۔اس نے عروش کو بھی مجبور کیا ہو گا۔

میں کیوں اس سے بدگمان ہو گیا۔۔۔ناجانے وہ میرے بارے میں کیا

سوچ رہی ہو گی کہ میری سوچ اتنی سطحی ہے۔نہیں ،مجھے اس سے فوراً کانٹیکٹ کرنا چاہئے۔میر سبطین دونوں

ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں پھنسائے سوچ رہا تھا ،موبائل اٹھا کر اس

نے عروش کو کال ملائی۔دو تین بار ٹرائے کرنے پر بھی عروش کا نمبر آف جارہا تھا۔

اس کا نمبر کیوں آف ہے۔۔۔سوئی تو نہیں ہو گی۔کچھ سوچ کر وہ اپنی جیکٹ ،موبائل اور کیز اٹھائے آفس سے باہر نکل آیا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

وہ بے مقصد سڑکیں ناپتا رہا پھر پر کچھ دیر ونڈ اسکرین پر نظر جمائے سوچنے کے بعد اس کی گاڑی کا رخ عروش کے گھر کے جانب تھا۔

تقریباً بیس منٹ بعد ریش ڈرائیونگ کرتے ہوئے وہ عروش کی گلی میں پہنچ چکا تھا۔

گاڑی سے اتر کر وہ عروش کے گھر کی طرف بڑھا مگر وہاں بڑا سا تالا پڑا ہوا اسے منہ چڑا رہا تھا۔میر سبطین نے تالا ہاتھ میں پکڑے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو کچھ فاصلے پر ایک خاتون کو گیٹ سے جھانکتا دیکھ کر ان کی طرف چلا آیا جو اس کی گاڑی کی آواز سن کر ہی دروازے تک آئی تھیں۔

آنٹی ! کیا آپ کو معلوم ہے یہ لوگ کہاں گئے ہوئے ہیں اور کب تک واپس آجائیں گے۔

بیٹا ! ان کے گھر پر تو دو تین دن سے تالا لگا ہوا ہے۔ویسے تو یہ لوگ کبھی کہیں نہیں گئے ایسا پہلی بار ہوا ہے۔خاتون نے تفصیلی جواب دیا۔

میر سبطین سر ہلا کر پلٹ گیا۔اس وقت وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہا تھا۔اسی بے بسی میں خود کو کوس رہا تھا کہ اسے اتنی جلد بازی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔

عروش تم کہاں چلی گئیں یار ! اب میں تمھیں کہاں ڈھونڈو۔وہ خود کلامی کے انداز میں بڑبڑایا۔اس نے غصے سے اسٹیئرنگ پر ہاتھ مارا۔وہ پھر سے عروش کا نمبر ٹرائے کر رہا تھا جو مسلسل آف جا رہا تھا۔

**********※**********

ان لوگوں کو معظم شاہ کے گھر میں ایک دن اور ایک رات گزر چکی تھی۔گھر کیا تھا جیسے محل تھا ۔اس کی شان و شوکت حویلی سے کچھ کم نہیں تھی۔جدید اور قیمتی فرنیچر سے آراستہ ،بہترین انٹیریر ڈیکوریٹنگ کا شاہکار۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ تینوں تو حق دق رہ گئے تھے۔شاہ نے ان لوگوں کو ملازمہ کے ساتھ سیدھا بیڈروم میں پہنچا دیا تھا اور خود باہر سے ہی جو گیا تھا تو اب تک واپس نہیں آیا تھا۔پوری رات عروش کی آنکھوں سے نیند دور رہی تھی۔وہ جو بے حال ہو کر دوپہر کو سوئی اب اٹھی تھی۔اپنے سامنے لگی شاہ کی تصویر کو گھورتے ہوئے اس کے ذہن میں کل گزرنے والا

واقعہ پوری جذائیت سے تازہ ہو گیا تھا ، وہ جھرجھری لے کر اٹھ بیٹھی۔

کمرہ بے حد کشادہ اور فل فرنیشڈ تھا۔ایک دیوار پر شاہ کی بڑی سی تصویر لگی ہوئی تھی۔چھوٹا سا روم فریج بھی موجود تھا۔

ثمینہ بیگم صوفے پر اجنبی سے انداز میں بیٹھی کسی سوچ میں گم تھیں تبھی عروش نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔

امی ! مجھے معظم شاہ سے شادی نہیں کرنی ،آپ کسی بھی طرح انہیں روک لیں۔میں اس نکاح کے لئے بلکل بھی تیار نہیں۔وہ عاجزی سے بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ! کیا چاہتی ہو تم بولو ، معظم سے نکاح نہیں کرنا تو کس سے کرنا ہے۔۔؟ ثمینہ ترکی بہ ترکی بولیں۔

عروش کی نظروں میں اس ستمگر کا چہرہ گھوم گیا جس نے ایک پل بھی نہیں لگایا تھا بد گمان ہونے میں ،وہ چاہ کر بھی اب میر سبطین کا نام نہیں لے سکتی تھی۔اس لئے خاموش نظروں سے ماں کو تکتی رہی۔

اتنی رسوائی ہوچکی ہے کافی ہے ،اس سے زیادہ کی متحمل میں نہیں ہوسکتی۔معظم جو کچھ بھی کر رہا ہے ٹھیک کر رہا ہے۔

کل جو کچھ بھی ہوا ہے اس نے مجھے سر سے پاؤں تک ہلا کر رکھ دیا ہے۔اگر معظم وقت پر نہ پہنچتا تو قیامت ٹوٹ پڑنی تھی۔شکر کرو ! جو اس نے تمھیں بچا لیا اور اس سب کے باوجود بھی تمھیں اپنانے کے لئے تیار ہے۔ثمینہ بیگم نے اسے اچھی طرح لتاڑا۔عروش لاجواب سی ہوکر رہ گئی۔اسی دوران دروازے پر دستک ہوئی۔

یس ! دونوں نے بے اختیار دروازے کی جانب دیکھا جبکہ جواب عروش نے دیا تھا۔

سر کا حکم ہے آپ لوگ ڈائینگ روم میں جا کر کھانا کھالیں ،وہ کسی

ضروری کام سے گئے ہوئے ہیں باہر ہی لنچ کر لیں گے۔ملازمہ نے مؤدبانہ شاہ کا پیغام ان تک پہنچایا۔

ٹھیک ہے ! تم جاؤ ،ہم کچھ دیر تک آتے ہیں۔ثمینہ نے جواب دیا۔

ملازمہ سر جھکائے واپس پلٹ گئی۔

عروش ! تم فریش ہوجاؤ اور نیچے جاکر ایان کے ساتھ ڈنر کر لو مجھے بھوک نہیں ہے۔وہ تھکے تھکے انداز میں بولیں۔

عروش خاموشی سے اٹھ کر واش روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ثمینہ بیگم نے صوفے کی پشت پر سر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔ان کے ذہن میں ماضی کے دریچوں کے در وا ہونے لگے۔

.....※.....

)ماضی(

بیس برس پہلے شیرازی ، میر اور غزینی یہ تینوں خاندان ایک ہی گاؤں سن پورہ میں ایک ساتھ رہتے تھے۔تینوں خاندانوں میں مثالی دوستی تھی۔خواتین بھی ایک دوسرے کے گھر بلا جھجک جایا کرتی تھیں۔

غزینی خاندان میں بس دو بھائی تھے بڑے بھائی مسرور غزینی اور ان کی بیوی ثمینہ بیگم ، وہ دونوں شادی کے اتنے برس بیت جانے کے بعد بھی اولاد کی نعمت سے محروم تھے۔چھوٹا بھائی تیمور علی غزینی جو کہ لندن میں میر پرویز کا ہی ہم جماعت تھا۔مسرور غزینی اور ثمینہ کے لئے وہی ان کی کل کائنات تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسد شاہ شیرازی بھی اسی یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھا مگر ان دونوں سے دو سال سینئیر ہونے کی وجہ سے تعلیم مکمل کر کے پاکستان

واپس لوٹ چکا تھا اور اب زمینداری اور بزنس دونوں سنبھال رہا

تھا۔حیدر علی شاہ اور صفدر علی شاہ دونوں ہی اس کی قابلیت اور

ذہانت پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔

تینوں خاندان دولت و حشمت میں ایک دوسرے سے کم نہیں تھے تقریباً سبھی ایک سے بڑھ کر ایک تھے۔لیکن میر ظفر علی چونکہ گاؤں

میں سب سے ذیادہ بزرگ اور معتبر تھے ، اس لئے ان کا رتبہ بڑا مانا

جاتا تھا۔

پوراگاؤں اور باقی دونوں خاندان بھی ان کی رائے اور فیصلے کا احترام

کرتے تھے۔گاؤں اور خاندان کے کسی بھی چھوٹے بڑے مسئلے میں

ان کا ہی فیصلہ حتمی مانا جاتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر ظفر علی کے تین بیٹے میر غضنفر ،میر جعفر اور میر پرویز تھے۔دونوں

بڑے بیٹے شادی شدہ تھے۔میر غضنفر او مہر بانو کی تین اولادیں تھیں ،

میر سبطین علی، میر حنین علی اور رانیہ۔

میر جعفر اور فائزہ کو اللہ نے بڑی منت مرادوں کے بعد اولاد کی نعمت سے نوازہ تھا۔میر سجاول ان کا اکلوتا بیٹا تھا ، جبکہ گھر کا سب سے چھوٹا بیٹا میر پرویز تھاجس کو انہوں نے ہائر اسٹیڈیز کے لئے لندن بھجوایا تھا۔سندس ان کی اکلوتی بیٹی تھی جو کہ گھر بھر کی لاڈلی تھی۔

سندس تھی ہی اتنی پیاری ،سیدھی سادھی اور معصوم کے ہرایک کی زبان پر اسکا ہی نام رہتا تھا سوا فائزہ بیگم کے میر جعفر کی بیوی جو کہ سندس کی چھوٹی بھابی تھیں۔

بظاہر تو فائزہ بیگم کا رویہ بھی اس کے ساتھ باقی سب لوگوں کی طرح شفقت اور محبت لئے ہوئے تھا۔مگر اندرونی طور پر وہ اس سے بے حد حسد اور جلن رکھے ہوئے تھیں۔فائزہ بیگم اپنے سامنے کسی اور کی اہمیت یا برتری برداشت کر ہی نہیں سکتی تھیں۔اور یہاں میر حویلی والوں نے سندس کو سر آنکھوں پر بٹھایا ہوا تھا۔یہ بات ان کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

سندس سے جان چھڑانے کے لئے انہوں نے میر جعفر سے اپنے اوباش عیاش بھائی کے رشتے کی بات چلائی تو میر جعفر سمیت پورا گھر ہی ان پر سخت خفا ہوا۔میر جعفر نے تو بند کمرے میں ان کی اچھی خاصی کلاس لی تھی۔

فائزہ ! تمھارا دماغ تو ٹھکانے پر ہے ،کیا سوچ کر تم نے میری ہیرے جیسی بہن کے لئے اپنے آوارہ بھائی کے رشتے کی بات کی تھی۔وہ بھی براہ راست بابا سائیں سے۔۔۔؟ میر جعفر نہایت غصے میں ادھر سے ادھر ٹہل رہے تھے ،جیسے ہی فائزہ نے کمرے میں قدم رکھا میر جعفر نے اسے آڑے ہاتھوں لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! آپ کو مجھے جو کہنا ہے کہہ لیں مگر میرے بھائی کے خلاف میں ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرونگی۔اپنے لاڈلے بھائی کے لئے آوارہ کا لقب سن کر وہ بھڑک گئی تھی۔

ہنہہ۔۔۔آوارہ نا کہوں تو اور کیا کہوں ،آج تک اس سے کونسا عیب چھوٹا ہے۔میر جعفر نے نخوت سے سر جھٹکا۔

ایسا کونسا گناہ کر دیا میں نے ،اس گھر میں تو کسی سے بھلائی کرنا بھی گناہ ہے۔ایک تو میں آپ کی بہن کے لئے اچھا سوچ رہی ہوں ،راج کرے گی وہ میرے بھائی کے ساتھ۔بن ماں کی بچی ہے ،اپنوں میں ہی جائیگی تو آپ لوگوں کو بھی سکون رہے گا۔فائزہ نے انہیں جذباتی کرنے کی کوشش کی۔

سندس بن ماں کی ہے مگر اس کے باپ اور بھائی ابھی زندہ ہیں ،اس کی فکر ہم سب کو تم سے زیادہ ہے۔تم اپنی ہمدردیاں اپنے پاس رکھو

اور آئندہ اس قسم کی فضول بات اپنے منہ سے نکالنے کی ضرورت نہیں ہے۔میر جعفر نے اسے بری طرح جھڑک دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اپنے شوہر کی بہن کے لئے اس قدر حمایت نے فائزہ کو مزید سیخ پا کر دیا۔اس دن کے بعد سے تو سندس ہر پل ان کی نظروں میں کھٹکنے لگی۔

****

حیدر شاہ شیرازی کے دو بیٹے تھے۔سب سے بڑے صفدر شاہ جو شادی شدہ اور دو بیٹوں معظم شاہ اور مکتوم شاہ کے باپ تھے۔ان کے بعد اسد شاہ شیرازی اورسب سے چھوٹی زینب تھی۔

اسد شاہ میں حیدر شاہ شیرازی اور صفدر شاہ کی جان تھی۔وہ دونوں

اس کی ہر جائز ناجائز بات پر حمایت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ اسد شاہ حد سے زیادہ خود سر اور ضدی تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اپنے مزاج کے خلاف ایک بات بھی سننا پسند نہیں کرتا تھا۔حویلی

کے مکینوں سے لے کر پورے سن پورہ کی عوام پر اس کی حکمرانی تھی۔

بی بی جان ! جلدی کریں ناں پلیز! دیکھیں شام ہونے لگی ہے،ہم اتنی

دیر سے جائینگے تو مزہ بھی نہیں آئیگا سندس سے ملاقات کا ،کتنے دن ہوگئےاس سے ملے ہوئے۔مجھے اس سے ڈھیر ساری باتیں کرنی ہیں۔زینب پوری سج دھج سے تیار ہو کر بی بی جان کے سر پر کھڑی مسلسل بول رہی تھی۔

زینب ! بہت بولتی ہو تم ،میں نے کہا ہے ناں ،اسد شاہ آجائے ہم

اس کے ساتھ جائیں گے۔اسے بلکل نہیں پسند گھر کی عورتوں کا

ملازموں کے ساتھ گاڑی میں بیٹھنا۔بھائی کا بھی احساس نہیں تمھیں۔

بی بی جان نے اسے جھڑکا تو وہ منہ بسور کر رہ گئی۔

میر ظفر کی طبیعت پچھلے دنوں زرا سی کیا بگڑی ، انہوں نے گھبرا کر

میر پرویز کو لندن سے بلوا لیا۔کل رات کی فلائیٹ سے وہ ایمرجنسی

میں آیا تھا۔وہ لوگ اس سے ملنے ہی جارہی تھیں۔زینب یہ بھی جانتی تھی کہ گھر میں اس کے اور میر پرویز کے رشتے کی بات چل رہی ہے

میر پرویز لندن جانے سے پہلے ہی اپنے اور اس کے دل کو محبت کے

بندھن میں باندھ گیا تھا۔آنکھوں ہی آنکھوں میں پنپنے والی محبت اب

مضبوط رشتے میں بندھنے جارہی تھی۔

میر پرویز کے خاموش مگر واضح پیغام کو زینب نے پورے دل سے قبول

کیا تھا اور بڑی بے صبری سے اس کی واپسی کا انتظار کر رہی تھی۔مگر آج اس کی اچانک واپسی نے اس کے دل میں ہلچل مچادی تھی۔وہ جو سال بھر سے خود کو سنبھالے دل پر پہرے لگائے بیٹھی تھی،آج وہ بے قابو ہوا جارہا تھا۔

سال بھر جس بے تابی سے اس نے میر پرویز کی واپسی کا انتظار کیا تھا، کل رات اس کی اچانک واپسی کی اطلاع نے اس بے تابی کو

سوا کردیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سندس نے اسے رات ہی میر پرویز کی آمد کی خبر سنادی تھی،اور وہ

جب سے بڑی حویلی پہنچنے کے لئے بے قرار تھی۔

بی بی جان ! اگر ادا کی واپسی رات تک ممکن نا ہوئی تو کیا ہم آج

وہاں نہیں جائیں گے ؟ زینب کے دل میں اس اندیشے نے سر اٹھایا

تو اس نے جھٹ ماں سے سوال کیا۔

زینب ! آج جانا اتنا ضروری بھی نہیں ،اسد شاہ بھی زمینوں سے تھکا ہوا آئے گا پھر تمھیں لے کر جائے گا تو میر پرویز کے خاطر اسے رات کے کھانے تک وہیں ٹھہرنا ہو گا۔ایک کام کریں آپ لوگ کل صبح آرام سے چلی جایئے گا۔رخسانہ نے مسکراتی آنکھوں سے زینب کو دیکھتے ہوئے مشورہ دیا۔وہ اس کی دلی کیفیات سے واقف تھیں ،اس لئے اسے چھیڑ رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بھابھی !اگر ہم کل جائیں گے تو بڑی حویلی والوں کو برا لگے گا ناں۔
زینب نے رخسانہ کو آنکھیں دکھائیں۔اس کا اشاہ میر پرویز کی ناراضگی کی طرف تھا۔رخسانہ نے سمجھ کر بے ساختہ امڈ آنے والی ہنسی کو بی بی جان کی موجودگی کے خیال سے ہونٹوں میں ہی دبا لیا۔

خیر !جانا تو آج ہی ہے۔بی بی جان نے معظم شاہ کو رخسانہ کی گود سے
اپنی گود میں لیتے ہوئے کہا۔پھر کچھ سوچ کر بولیں۔

زینب !تم مردان خانے میں کسی کو بھیجوا کر پتا کرو،اگر صفدر شاہ موجود ہے تو ہم اس کے ساتھ چلے جائیں گے۔انہوں نے زینب کو مشورہ دیا تو وہ فوراً سے پیشتر بھاگی چلی گئی۔بی بی جان اور رخسانہ اس کی جلد بازی پر مسکرا کر رہ گئیں۔

صفدر شاہ نے گاڑی زنان خانے کے بلکل پاس لے جا کر روکی تھی۔
بی بی جان اور زینب اتر کر اندر چلی گئیں جبکہ صفدر شاہ کو میر پرویز
مردانے کے باہر ہی کھڑا نظر آگیا تھا۔اس نے صفدر شاہ کے نزدیک
پہنچ کر سلام کیا،دونوں بغل گیر ہوئے اور مردانے کی طرف بڑھ گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زینب ! کتنے دنوں بعد آئی ہو تم ،بڑی بے وفا ہو۔اتنے دنوں سے تمھیں
میری یاد نہیں آئی۔اب بھائی آئے ہیں تو کیسے دوڑی چلی آئیں۔سندس اسے لے کر اپنے کمرے میں چلی آئی اور خوب لتاڑا۔زینب اس کی بات پر کھلکھلا کر ہنسی۔

تمھارے اندر وہ بات نہیں ہے نا جو تمھارے بھائی میں ہے۔دیکھو!
کیسے دوڑی چلی آئی۔زینب نے شوخی سے کہا تو سندس پہلے حیران
ہوئی پھر شرارت سے بولی۔

ابھی تو بھائی سے تمھاری ملاقات بھی نہیں ہوئی پھر بھی اتنی بے باک
ہورہی ہو ملوگی تو ناجانے کیا کروگی۔زینب یکدم جھینپ گئی ،میر پرویز
سے روبرو بات کرنے کے خیال سے ہی اس کے من میں گدگی ہو رہی
تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سندس! ایک بات پوچھوں ،سچ سچ جواب دوگی۔تمھارے بھائی لندن میں کسی گوری میم کو تو اپنا دل نہیں دے آئے۔۔۔؟وہ سندس کو
چھیڑ رہی تھی ورنہ اسے میر پرویز کے وعدے اور اس کی ذات پر پورا بھروسہ تھا۔

میرے بھائی ایسے ویسے نہیں ہیں بلکہ فرنگی لڑکیوں سے تو وہ دور بھاگتے ہیں۔سندس نے حسب توقع برا مان کر اس کا ہاتھ جھٹکا اور خفگی سے رخ موڑ گئی۔پھر یکدم بولی۔ویسے مجھے کیا پتہ ،تم خود ہی پوچھ لو۔اس کی نظر اچانک میر پرویز پر پڑی تو شرارت سے کہا۔

زینب نے نظر گھمائی تو میر پرویز دروازے میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔اونچا

پورا ،صحتمند وہ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت ہو گیا تھا۔لندن کی آب و

ہوا اسے خوب راس آئی تھی۔زینب نے دل ہی دل میں اس کی نظر اتاری۔پھر اس کی والہانہ نظریں خود پر جمی دیکھ کر سندس کے پیچھے اوٹ میں ہوگئی۔

زینب ! میں بی بی جان کے پاس جارہی ہوں تم بھی وہیں آجانا۔وہ

ان دونوں کو پرائیوسی دینے کے خیال سے فوراً ہی کمرے سے نکل گئی۔زینب نے بھی اس کے کمرے سے نکلتے ہی پیچھے جانا چاہا مگر

دروازے میں کھڑے میر پرویز نے پاس گزرتے ہو ئےاس کی کلائی تھام لی۔

ہاں ،اب پوچھو کیا پوچھنا چاہ رہی تھیں تم۔۔۔؟میر پرویز اس کے

چہرے پر اترے دھنک رنگ پرشوق انداز میں دیکھ رہا تھا۔

یہی کہ لندن میں کسی میم سے دل تو نہیں لگا لیا۔زینب نے بڑی ادا سے منہ بنا کر اپنی بات دہرائی اور اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑانے لگی۔میر پرویز نے اس کی اس ادا کو بڑی دلچسپی اور قدرے حیرانی سے ملاحظہ کیا کیونکہ لندن جانے سے پہلے وہ اس سے بہت لیا دیا سا انداز اپنائے رکھتی تھی بلکہ چھپتی پھرتی تھی۔

جناب ! یہ ہاتھ میں نے چھوڑنے کے لئے نہیں تھاما۔اس لئے کوشش بیکار ہے ،میر پرویز نے اپنی گرفت اور مضبوط کی ، اور رہی بات گوری میم کی تو اگر تمھاری یاد کے سحر سے نکلتا تو کسی گوری میم سے دل لگاتا ناں۔تم نے تو ہمیں کسی قابل ہی نہیں چھوڑا۔وہ مذاق ہی مذاق میں اپنے دل کے حال سے اسے آگاہ کر رہا تھا۔زینب نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔

زینب !تمھاری بات قابلِ غور ہے ،میں سوچ رہا ہوں اس بار جاؤں

گا تو واپسی پر ایک میم لے ہی آؤنگا۔وہ شرارت سے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا۔زینب نے اسے گھور کر دیکھا۔

لے آیئے گا ! کس نے روکا ہے بلکہ ابھی بھی خالی ہاتھ کیوں آئے ہیں، اس بار ہی ساتھ لے کر آنا چاہیئے تھا۔زینب نے اس کا ہاتھ جھڑک دیا اور آنکھوں میں آئی نمی کو چھپانے کے لئے رخ موڑ گئی۔

یار ! ایک تو خود ہی مذاق کرتی ہو پھر خود ہی برا مان گئیں۔اتنے دنوں بعد مل رہی ہو ،اب اس طرح کروگی۔میر پرویز نے اسے کندھوں سے پکڑ کر اسکا رخ اپنی جانب کیا۔وہ پلٹتے ہی کمرے سے نکل گئی۔

یار سنو تو سہی ! تمھاری خدمت کرے گی ،تم غلط کیوں سمجھ رہی ہو۔ میر پرویز نے اونچی آواز میں کہا اور پھر ایک جاندار قہقہہ لگایا۔زینب سنی ان سنی کر تی ہوئی سیڑھیاں پھلانگ گئی۔

****

وہ لوگ ڈنر سے فارغ ہوئیں تبھی مردان خانے سے بھی بلاوا آگیا۔

زینب بی بی ! چھوٹے شاہ سائیں کا حکم ہی آپ لوگ جلدی آجائیں وہ گاڑی میں بیٹھے آپ کا انتظار کررہے ہیں۔ملازمہ نے پیغام ان تک پہنچایا۔

بی بی جان فوراً ہی اٹھ کھڑی ہوئیں۔

سندس !اب تم حویلی چکر لگانا ،بس میں ہی ہمیشہ آتی ہوں۔تمھیں تو کبھی زحمت نہیں ہوتی۔زینب نے سندس کو گلے لگا کر پیار بھرا شکوہ کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس لئے تو ہم سب سوچ رہے ہیں ، تمھیں ہمیشہ کے لئے اس گھر میں لے آئیں تاکہ روز روز کے ان چکروں سے تمھاری جان چھوٹ جائے۔

سندس شرارت سے گویا ہوئی۔

بلکل پاگل ہو تم ! زینب شرم سے سرخ پڑ گئی۔کچھ تو خیال کیا کرو اگر بی بی جان یا مہربانو بھابھی سن لیتیں تو۔بی بی جان اور مہر بانو کی موجودگی کے احساس سے گھبرا اس نے سندس کی کمر پر دھپ لگائی۔

سندس شرارت سے ہنس دی۔

پھر ان کے ساتھ زنان خانے کے باہر تک انہیں الوداع کرنے چلی آئی۔

صفدر شاہ انہیں چھوڑ کر جا چکے تھے اور اب اسد شاہ خود انہیں لینے آیا تھا۔

اس نے کبھی بھی میر حویلی کے زنان خانے میں قدم نہیں رکھا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہاں جانے پر اس کے لئے کوئی پابندی نہیں تھی لیکن وہ حویلی کے اصولوں کی پاسداری کرنے والوں میں سے تھا۔میر پرویز سے بھی وہ مردانے میں ہی ملا تھا اور ڈنر بھی اس نے میر پرویز کے ساتھ وہیں کیا تھا۔

سندس زینب کے ساتھ چلتی ہوئی زرا آگے بڑھ آئی تبھی اسد شاہ کی نظراس پر پڑی ،جوان ہونے کے بعد اس نے کبھی سندس کو نہیں دیکھا تھا۔وہ حویلی بھی آتی تھی تو چادر سے نقاب کیا ہوتا۔

اس نے بی بی جان کو کہتے سنا تھا کہ سندس جیسا حسن آس پاس کے دس گاؤں میں بھی کسی کا نہیں ہو گا مگر وہ اس درجہ حسین ہوگی یہ اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

اسد شاہ کی نظریں اس پر پڑیں تو پلٹنا بھول گئیں۔گہرے نیلے رنگ کے کڑھائی والے سوٹ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

بی بی جان کا اس کے بارے میں تجزیہ اسد شاہ کو سو فیصد درست

لگا۔

بی بی جان اور زینب گاڑی کا دروازہ کھول کر بیٹھ بھی گئیں مگر

اس کی محویت نہیں ٹوٹی ،دروازہ بند ہونے کی آواز پر وہ چونکا۔

اسد شاہ کے پہلی بار اس طرح دیکھنے کو سندس نے بھی حیرانی سے دیکھا کیونکہ آج سے پہلے تو اسد شاہ نے کبھی اس پر ایک نگاہِ غلط بھی نہیں ڈالی تھی یا شاید اس کی عادت ہی نہیں تھی مگر یہ آج اس طرح کیوں دیکھ رہا ہے وہ سوچتے ہوئے واپس اندر جانے کے لئے مڑ گئی۔

بی بی جان اور زینب کو گھر ڈراپ کر کے وہ ڈیرے پر آگیا تھا۔

اپنی گن ہاتھ میں پکڑے وہ اس پر انگلیاں پھیرتے ہوئے مسلسل

سندس کے بارے میں سوچ رہا تھا۔رات کے تین بج رہے تھے پورا

گاؤں اپنی آدھی سے ذیادہ نیند پوری کر چکا تھا مگر اس کی آنکھوں سے

نیند کوسوں دور تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زندگی میں پہلی بار وہ کسی لڑکی کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہا تھا۔اس سے پہلے بھی اس کی زندگی میں بہت سی لڑکیاں آئیں تھیں

لندن میں بھی اس کی گرل فرینڈز کی فہرست طویل تھی مگر سندس اسےایک نظر میں ہی ان سب سے مختلف لگی۔وہ اسد شاہ کے دل کو چھو گئی تھی۔

وہ سب بیوی بنائے جانے کے قابل نہیں تھیں اور سندس کو ایک

نظر دیکھتے ہی وہ اسے اپنا ہمسفر بنانے کا خواہش مند ہو گیا تھا۔

سندس سے شادی کوئی ناممکن بات تو نہیں ، جب زینب کا رشتہ میر

پرویز کو دیا جا سکتا ہے پھر ان لوگوں کو سندس کا رشتہ مجھے دینے پر بھلا کیا اعتراض ہو گا۔ویسے بھی جو اسد شاہ کی بیوی بنے گی دنیا اس پر رشک کرے گی۔وہ اپنی سوچ پر مطمئین سا ہو کر تفاخر سے مسکرایا،پھر کھڑا ہوا اور گن آسمان کی طرف تان کر کسی غیر مرئی نقطے پر نشانہ باندھا اور فائر کر دیا۔رات کے سناٹے میں دور تک فائر کی آواز گونجی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

*********※*********

میر ظفر شاہ نے اپنی معمولی سی بیماری کو کچھ ذیادہ ہی سیریس لے لیا

تھا۔اسی وجہ سے انہوں نے فیصلہ کیا کہ میر پرویز اور زینب کا نکاح

کر دیا جائے ،رخصتی اور ولیمہ میر پرویز کی تعلیم مکمل ہونے پر کر دی جائے گی۔

حیدر شاہ شیرازی کو ان کا پیغام ملا تو انہوں نے بنا کسی پس و پیش

کے حامی بھر لی۔

یوں آناً فاناً دونوں گھرانوں میں نکاح کی تیاریاں ہونے لگی۔میر پرویز

نے تیمور علی غزنی کو کال کر کے معاملے سے آگاہ کیا۔وہ بھی اس

فیصلے پر بہت خوش ہوا۔

تیمور ! صرف خوش ہونے سے کام نہیں چلے گا۔تمھیں نکاح میں شرکت کے لئے پاکستان آنا ہو گا

۔میر پرویز نے اصرار کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار ! تم جانتے ہو سمسٹر سر پر ہیں ،ایک تو تم نے وہاں نکاح کا پروگرام

بنا لیا اور اب مجھے بھی بلا رہے ہو۔تیمور نے میر پرویز کو چھیڑا۔میر

پرویز بے ساختہ ہنس دیا۔

بس یار ! بابا سائیں کو دعائیں دے رہا ہوں ،تم تو میری حالت

سے باخبر ہو۔میر پرویز مزے سے بولا۔

ہاں ،ہاں !مجھے پتا ہے تم نے ہی کوئی چکر چلایا ہو گا۔وہاں جا کر جو

بیٹھ گئے ہو زینب کو دیکھ کر تمھاری واپس آنے کی نیت ہی نہیں ہو

رہی ہو گی ۔تیمور غزینی دوبدو بول اٹھا۔

سچا پیار کرنے والوں کے راستے خود بخود آسان ہو جاتے ہیں ،میں

تو کہتا ہوں تم بھی آزما کر دیکھ لو۔بڑا سرور ہے اس میں۔میر پرویز

نے لگے ہاتھوں اسے بھی اکسایا۔تیمور کی آنکھوں میں سندس کا چہرہ

ابھر آیا۔

جب آزماؤں گا ،سب سے پہلے تمھیں ہی بتاؤں گا فی الحال میں یونیورسٹی کے لئے لیٹ ہو رہا ہوں

۔

اچھا ٹھیک ہے !میں تمھارا انتظار کروں گا ، جب تک تم نہیں پہنچوگے

میں نکاح کے پیپرز سائین نہیں کروں گا۔ٹیک کیئر۔اللہ حافظ۔میر پرویز کی آواز میں شوخی کا تاثر نمایاں تھا۔تیمور کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اللہ حافظ۔اس نے فون بند کر دیا۔ریسیور رکھ کر وہ سوچ رہا تھا کہ

اب تو جانا ہی پڑیگا۔

****

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار تیمور ! ایک کال ہی کر دیتے ہم تمھیں لینے ائیر پورٹ آجاتے۔اسد شاہ نے اس سے گرمجوشی سے ملتے ہوئے کہا۔

پرویز کو سرپرائز دینے کا ارادہ تھا ورنہ جب کال پر میں نے اسے بتایا کہ میں نہیں پہنچ سکوں گا تو اس کا منہ لٹک گیا تھا۔اس نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر میں نہیں پہنچوں گا تو یہ نکاح کے پیپرز سائین نہیں کرے گا۔میں نے سوچا کیوں نا کنوارے کی خواہش پوری کر دی جائے اور وہ بھی

سرپرائز کے ساتھ اگر انفارم کر دیتا تو اس کے چہرے پر یہ خوشی کیسے دیکھ پاتا۔ تیمور نے شائستہ لہجے میں محبت سے تفصیلی جواب دیا۔میر پرویز نے اسکی محبت پر مشکور ہو کر سر کو زرا سا خم دیا اور سلیوٹ کے انداز میں ہاتھ ماتھے تک لے گیا۔

مجھے کچھ ضروری شاپنگ کرنی ہے ،سوچ رہا ہوں شہر کا ایک چکر لگا لیا جائے۔کیا خیال ہے۔۔۔تم دونوں ساتھ چلو گے۔میر پرویز نے ایک ساتھ ان دونوں کو مخاطب کیا۔وہ تینوں تیمور غزینی کے ڈرائنگ روم بیٹھے ہوئے تھے۔

جیسی تمھاری مرضی ،میں تو بلکل فری ہوں۔ تیمور بے کندھے اچکائے۔

یار ! میں نہیں جا سکتا ،میرے کچھ دوست آئے ہوئے ہیں۔مجھے ان کے ساتھ شکار پر جانا ہے بلوچستان کی سائیڈ۔ صبح روانگی ہے۔اسد شاہ شیرازی نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے معذرت کر لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ دونوں باتوں میں لگ گئے اور اسد شاہ سگریٹ سلگائے اپنی ہی

سوچوں میں گم ہو گیا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ زینب کے نکاح کے ساتھ ہی اپنے اور سندس کے

نکاح کے لئے بابا سائیں کو راضی کرے مگر وقت بہت کم رہ گیا تھا۔

میر ظفر شاید اتنی جلدی راضی نا ہوتے اور اگر ان لوگوں نے انکار کر دیا یا اس معاملے کو بعد کے لئے ٹال دیا تو یہ سبکی بھی اس کی انا کو گوارا نہیں تھی۔وہ شدید کشمکش میں مبتلا تھا۔

وہ جلد سے جلد سندس کا نام اپنے نام کے ساتھ جوڑنا چاہتا تھا۔سندس کو دیکھنے کے بعد سے وہ اتنا بے قرار ہوگیا تھا کہ کسی کام میں بھی اس کا دل نہیں لگ رہا تھا۔شکار تو صرف بہانہ تھا وہ تو راہِ فرار

ڈھونڈ رہا تھا۔

ادھر تیمور غزنی یہ سوچے بیٹھا تھا کہ چپکے سے ثمینہ بھابھی کو اپنے دل

کی بات بتادے گا وہ خود ہی ادا سائیں کو بتا دیں گی اور وہ دونوں میر

ظفر سے اس کے اور سندس کے رشتے کی بات کر لیں گے۔

اس بار وہ اس معاملے کی طرف سے مطمئین ہو کر لندن جانا چاہتا تھا کیونکہ بھابھی کو اعتماد میں لئے بغیر جانا رسکی تھا۔میر پرویز باتوں باتوں

میں اشاراتاً ذکر کر چکا تھا کہ اس کے بابا سائیں اس کی شادی کے بعد

جلد از جلد سندس کے فرض سے بھی سبکدوش ہونا چاہتے ہیں۔یہ

فریضہ وہ اس کے ولیمے کی تقریب میں ہی انجام دیں گے۔

میر پرویز اور اس کی فیملی کی بھی دلی خواہش یہی تھی کہ تیمور غزینی

ہی ان کا داماد بنے۔اسدشاہ کی غصیلی فطرت اور سخت گیری سے

سبھی واقف۔اسکی تمام تر وجاہتوں اور شاندار پرسنیلٹی کے باوجود

بھی وہ لوگ نازک اور کومل سی سندس کے لئے اسے مناسب نہیں

سمجھتے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے با نسبت تیمور غزینی نہایت سلجھا ہوا، سمجھدار اور نرم خو نوجوان تھا۔اس لئے پوری فیملی کا جھکاؤ اسی کی جانب تھا۔

*********※*********

پوری حویلی برقی قمقموں سے سجی دلہن بنی ہوئی تھی۔آج میر پرویز کی مہندی تھی۔میر ظفر مہندی اور نکاح پر ہی سارے ارمان نکال لینا چاہتے تھے۔اس لئے حویلی کو بھی خوب سجوایا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہر طرف رنگ و نور کا سیلاب امڈا ہوا تھا۔سب لوگ مہندی لے کر "شیرازی ولا" جانے کے لئے تیار تھے۔مسرور غزینی اور تیمور غزینی لڑکے والوں کی طرف سے شامل تھے جبکہ ثمینہ بہن کی نند کی مہندی میں شیرازیوں کی طرف سے شرکت کرنے کے لیے صبح سے ہی شیرازی ولا چلی گئیں تھیں۔

تیمور غزینی کا گزر زنان خانے کی طرف سے ہوا تو اس کی نظر سجی سنوری سندس پر پڑی جو مکمل تیاری کے ساتھ بے حد حسین لگ رہی تھی۔وہ مبہوت رہ گیا۔پورے ایک سال بعد اسے اسے دیکھ رہا تھا،

اور اس ایک سال میں اس نے سندس کو بہت مس کیا تھا مگر کبھی

بھی اس پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا حالانکہ اکثر وہ میر ظفر علی کی خیریت

جاننے کے لئے حویلی فون کرتا رہتا تھا اور کئی بار یہ اتفاق بھی ہو کے

سندس نے خود کال اٹینڈ کی مگر اس نے کبھی بھی سندس پر اپنے جذبات عیاں نہیں ہونے دیئے تھے۔

مگر آج وہ چند قدم کا فاصلہ طے کر کے سندس تک پہنچ گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سندس ! کیسی ہیں آپ۔۔؟ تیمور نے سلام کے بعد اسے مخاطب کیا۔

سندس جو کسی کام سے وہاں کھڑی تھی اس کی آواز پر یکدم چونک گئی پھر سنبھل کر اس کے سلام کا جواب دیا۔

ادا تیمور ! آپ کب پاکستان پہنچے ،ہمیں تو پتا ہی نہیں تھا آپ بھی شادی میں شرکت کرنے والے ہیں۔۔۔؟اس نے خوشی اور قدرے

حیرانی سے استفسار کیا۔

جی ! چند روز پہلے ہی آیا ہوں۔۔۔میر پرویز نے بہت اسرار کیا تھا

اس لئے آنا ہی پڑا مگر اب سوچ رہا ہوں یہاں آنے کا فیصلہ بلکل

درست تھا۔تیمور نے اس کے سراپے پر بھرپور نظر ڈالتے ہوئے

معنی خیزی سے کہا۔اس کی بات کا مفہوم سندس کے سر سے گزر گیا

تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بہت اچھا کیا آپ نے ،ثمینہ بھابی بھی آپ کو بہت یاد کر رہی تھیں

وہ اکثر ہی آپ کا ذکر کرتی رہتی ہیں ،ادا پرویز بھی آپ کو بہت مس کرتے اور انجوائے بھی نہیں کر پاتے۔وہ سادگی سے بولی۔

تیمور غزینی اس کی سادہ لوحی پر مسکرا کر رہ گیا۔

میر پرویز کو چھوڑ کر تقریباً پورا خاندان ہی شیرازی ولا جانے کے لئے
گاڑیوں میں سوار ہو رہا تھا۔چند لمحوں بعد وہ لوگ روانہ ہوچکے تھے۔

"شیرازی "ولا پہنچنے پر ان کا زبردست استقبال کیا گیا۔ڈھیروں ڈھیر پھولوں لی پتیاں نچھاور کی جا رہی تھیں۔مگر اسد شاہ کو جس کا انتظار
تھا وہ اب تک نظر نہیں آئی تھی۔اتنے دنوں سے بڑی بے صبری سے
اس نے آج کے دن کا انتظار کیا تھا کیونکہ اس کے علاوہ سندس کے
دیدار کی اور کوئی تدبیر بھی اس کے پاس نہیں تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حیدر علی شاہ نے میر ظفر کو گلے لگایا پھر ان کے گلے میں شال پہنائی اسد شاہ نے بھی اسی طرح میر جعفر اور میر غضنفر کا استقبال کیا۔

تبھی عورتوں کے جھرمٹ میں اسے سندس کی جھلک نظر آئی اور وقت جیسے تھم گیا۔سندس باٹل گرین کلر کی فراک اور تنگ پائجامے میں ملبوس بنا نقاب کے ڈیپ ریڈ لپ اسٹک لگائے قیامت ڈھا رہی تھی۔

اسد شاہ بنا پلکیں جھپکائے اسے بے خودی کے عالم میں دیکھتا رہ گیا۔

اسد شاہ ! یونہی کھڑے رہوگے یا اندر بھی چلوگے۔صفدر شاہ کے ٹوکنے پر وہ گڑبڑا گیا۔سندس باقی سب کے ساتھ حویلی کے اندر جا چکی تھی۔

زرد جوڑے میں ملبوس ہاتھوں میں گجرے ، کانوں ،گلے اورماتھے پر پھولوں کے زیور پہنے زینب نظر لگنے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔مہر بانو بھابھی نے فوراً اس کی بلائیں لیں پھر اس کے ماتھے پر پیار کیا۔جبکہ فائزہ نظرانداز کر کے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔وہ بھلا اپنی سوا کسی کی تعریف کیسے برداشت کر سکتی تھیں۔

زینب ! آج اگر بھائی تمھیں دیکھ لیں تو کل ہی رخصتی کروا کر دم لیں

گے۔سندس جو اس کے پہلو سے چپکی بیٹھی تھی ،زینب کے کان میں

سرگوشی کی۔زینب کے چہرے پر گلال بکھر گیا۔اس نے سندس کو کہنی سے ٹہوکا دیا۔سندس کھلاکھلا کر ہنس پڑی۔

مہندی کی رسم اور کھانے سے فارغ ہونے کے بعد لڑکیاں ڈھولکی لئے

لہک لہک کر گانے گارہی تھیں۔تبھی کچھ لڑکیاں کھڑی ہوکر ڈانس بھی

کرنے لگیں۔ایک لڑکی نے ہاتھ پکڑ کر سندس کو بھی اٹھا لیا۔سندس پہلے تو زرا سا جھجکی پھر ان سب کے ساتھ شامل ہوگئی۔اس کا نرم

گداز جسم ڈھولک کی تھاپ پر لچک رہا تھا۔تیمور کی نظریں بار بار بھٹک

کر سندس پر ہی جا رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اوپر سے لان کا منظر بلکل صاف نظر آرہا تھا اور اسد شاہ اپنے کمرے میں کھڑا،دونوں ہاتھ کھڑکی پر جمائے بڑی دلچسپی سے یہ سہانہ منظر دیکھ رہا تھا۔اسے پورے لان میں سندس کے سوا اور کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔

اس نے انگلیوں میں دبے سگریٹ کو لبوں میں دبایا اور ایک گہرا کش

لیا۔

بی بی جان اپنی جگہ سے کھڑی ہوئیں اور سندس پر نوٹ واری لگیں۔

سندس نے یکدم جھینپ کر چہرہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔اسد شاہ اس کی

اس معصوم سے انداز پر جی جان سے فدا ہو گیا۔

سندس کو واش روم جانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو وہ حویلی کے

اندرونی حصے کی طرف چلی آئی۔وہ حویلی آتی رہتی تھی اس لئے اسے

واش روم کی سمت کا پتا تھا۔کچھ دیر بعد وہ واش روم سے نکلی اور

لان میں جانے والی راہداری کا رخ کیا تبھی کسی نے پیچھے سے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک ہاتھ اس کے منہ پر رکھ کر راہداری کے ساتھ بنے کمرے میں کھینچ لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

)ماضی(

اس اچانک افتاد پر سندس کی سانسیں تھم گئیں تھیں،ہاتھ پاؤں ڈھیلے

پڑ گئے۔بغیر کوئی مزاحمت کئے وہ کھینچی چلی گئی۔

اسد شاہ شیرازی نے کمرے میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور سندس کو دروازے کے ساتھ لگا کر اس کے منہ سے ہاتھ ہٹا دیا۔

آپ۔۔۔؟سندس کھانستے ہوئے حیران اور قدرے خوف زدہ ہو کر گویا ہوئی۔اسد شاہ اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے مسکرایا۔

اس کی بے حد خوبصورت مخمور آنکھیں سندس کے چہرے پر ٹھہری ہوئی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ کیا حرکت ہے۔۔۔آپ نے دروازہ کیوں بند کیا ہے؟کھولیں ، مجھے جانا ہے۔اس نے اسد شاہ کی نظروں سے خائف ہو کر پلٹنے کی کوشش کی مگر شاہ نے اس کی نازک کلائیاں مضبوطی سے تھام لیں۔

ہوں۔۔۔اس کے جواب میں اسد شاہ نے ہنکارہ بھرا پھر بولا۔

واپس یہاں آنے کے لئے تمھارا جانا بہت ضروری ہے مگر میرے

دل میں جو آگ تم نے لگادی ہے ،جس میں مسلسل پچھلی دس راتوں اور نو دن سے سلگ رہا ہوں ، ان کا احوال کون سنے گا۔۔۔؟ میری بے چینی اور بے قراری کا حساب دیئے بنا تم کیسے جاسکتی ہو ؟ دل تو

کرتا ہے ، آج ہی تم سے سارے حساب بے باک کر ڈالوں مگر فی الحال میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ۔اسد شاہ نے اس کے غضب ڈھاتے

ہوئے سراپے پر نظر ڈال کر معنی خیزی سے کہا۔

میں نے تو کچھ نہیں کیا۔۔۔آپ کیا کہہ رہے ہیں ؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں

آرہا۔اسد شاہ !مجھے جانے دیں۔سندس نا سمجھی کی کیفیت میں نہایت

پریشانی سے بولی۔اگر کسی کو پتا چل جاتا وہ اسد شاہ کے ساتھ تنہا اس

کمرے میں بند ہے تو۔۔۔اس سے آگے سوچنے کی بھی ہمت اس میں

نہیں تھی۔

سوہنی سونیا ! تمھارے سمجھنے کے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ جس رات میں نے تمھیں پہلی بار دیکھا تھا ، اسی رات سے میرا دل تمھارا طلب گار ہو گیا ہے۔میرے دل میں یہاں وہاں تمھارے نام کی ہلچل

مچی ہے۔مجھ سے کوئی کام نہیں کیا جارہا۔حتی کہ میں اپنی اکلوتی بہن

کی شادی میں بھی دلچسپی سے شامل نہیں ہوں۔

تم جانتی ہو۔۔۔یہ سب کیوں ہورہا ہے؟کیونکہ میری پوری توجہ اور

دلچسپی کا مرکز صرف تم بن گئی ہو۔۔۔صرف تم۔شاہ نے اس

کے ماتھے کو انگشت شہادت سے تھپ تھپایا۔سندس پوری آنکھیں

کھولے ،سانس روکے اسے سن رہی تھی۔شاہ کی آخری بات پر

اس کی پلکیں جھک گئیں۔اس نے نچلا لب دانتوں تلے دبایا تو گال

میں پڑنے والا ڈمپل گہرا ہو گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسد شاہ نے اس کے ڈمپل کو مبہوت سا ہو کر دیکھا پھر ڈمپل پر انگلی رکھ کر اس کی لرزتی پلکوں کو ہونٹوں سے چھولیا۔اس سے زرا فاصلے پر ہو کر پشت پر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔اس طرح جیسے اسے جانے کا راستہ دیا ہو۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

سندس کا دل اس کی گستاخی پر سینہ توڑ کر باہر نکلنے کو تھا۔اس نے جھٹ دروازے کا ہینڈل گھمایا تبھی پیچھے سے اسد شاہ کی بھاری گمبھیر آواز نے اس کے قدم روک لئے۔

سونیا میڈم!ابھی تو جارہی ہو مگر بہت جلد رشتہ بھیجوں گا۔اس کے

بعد ایک پل کے لئے بھی تمھیں خود سے جدا نہیں ہونے دوں گا۔

پھر موت ہی مجھے تم سے دور لے جا سکتی ہے۔تب تک خود کو سنبھال کر رکھنا ،تم امانت ہو میری۔ وہ پشت سے سندس کا آنچل تھامے کہہ رہا تھا۔

اس کی خوبصورت آواز سندس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔سندس نے اپنا دوپٹہ دھیرے سے کھینچا جو شاہ نے نرمی سے چھوڑ دیا۔وہ دھڑکتے دل کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر نکل گئی۔

کاریڈور سے گزرتے ہوئے اس نے اپنے سینے پر دونوں ہاتھ رکھ کر دھڑکنوں کا شور محسوس کیا جو بڑھتا ہی جا رہا تھا۔لان تک کا راستہ

طے کرتے ہوئے اس نے خود کو نارمل کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔پورا وقت تقریب میں وہ اسد شاہ کی شوخ نظروں چھپتی پھری تھی۔

****

اسد شاہ نے اس کے سر پر آسمان ہلا کر رکھ دیا تھا۔آج سے پہلے کبھی

ایک دوسرے سے ہم کلام ہونا تو درکنار ان دونوں کا براہ راست سامنہ

بھی نہیں ہوا تھا۔وہ جب بھی حویلی آتا مردانے سے ہی واپس لوٹ

جاتا تھا اور سندس جب بھی شیرازی ولا جاتی تھی ، مکمل نقاب کئے

ہوتی۔یوں کبھی اسد شاہ نے اس کا سامنا بھی کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔آج اس کے اس اظہارِ محبت اور اس پر ایسے بے رحم انداز نے سندس کو دہلا کر رکھ دیا تھا۔

نکاح کی تقریب بڑی دھوم دھام سے جاری تھی۔میر پرویز اور زینب

نکاح کے بندھن میں بندھ چکے تھے۔دونوں کو اب ایک ساتھ بٹھا دیا گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلہن بنی زینب پر خوب روپ آیا تھا ،وہ نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔میر پرویز بھی آف وائٹ شلوار سوٹ میں

ملبوس سر پر دستار باندھے شاندار لگ رہا تھا۔دونوں ہی بے حدخوش تھے ان کی محبت کو نکاح کی منزل جو مل گئی تھی۔

سندس کا سجا سنورا روپ بہت دلکش تھا۔اسد شاہ کی نظریں بار بار

اس کی طرف بھٹک رہی تھیں۔مگر آج اس نے سندس کو بد حواس کرنے یا اس کا راستہ روکنے کی کوشش نہیں کی تھی کیوں کہ وہ اپنے دل کی بات اس تک پہنچا کر مطمئین ہو چکا تھا۔

وہ خود بھی وائیٹ شلوار سوٹ پرویسٹ کوٹ پہنے کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔سندس نے ایک بار چپکے سے اس کی سمت نظر کی ،وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔سندس نے سٹپٹا کر نظر گھما لی۔اسد شاہ کھل کر دلکشی سے مسکرایا۔

سندس اپنی چوری پکڑے جانے پر بری طرح شرمندہ ہوگئی تھی۔

شرمندگی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شیرازی ولا سے سب لوگوں کی واپسی ہو چکی تھی اور تقریباً سب ہی

تھکے ہارے اپنے کمروں میں جا چکے تھے۔

سندس بیڈ پر لیٹی اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی۔اس کے ذہن کے پردے پر اسد شاہ کا خوبصورت چہرہ ابھرا تو اس کا دل زور سے دھڑکا

اپنی اس کیفیت سے وہ خود ہی محفوظ ہوئی اور مسکرا دی۔

سب لوگوں کے لئے جابر اور ظالم اسد شاہ کا انداز اس کے لئے چاہت کی شیرنی میں رچا بسا تھا ۔ناجانے اس کے لئے ہی ایسا تھا یا سب کی سوچ اس کے لئے غلط تھی بحرحال اسد شاہ کے اتنے کھلے انداز میں اظہارِ محبت نے اس کی زندگی بدل دی تھی۔وہ شاہ جیسے

شاندار مرد کی محبت پا کر خود پر بے حد نازاں تھی۔اس کے خواب اپنی آنکھوں میں سجا ہے وہ ہواؤں میں اڑ رہی تھی۔

****

محترمہ ! پچھلے دو گھنٹوں سے آپ کی کال کے انتظار میں اپنے سارے ضروری کام چھوڑ کر بیٹھا ہوں۔کوئی احساس ہے آپ کو میری پریشانی کا ؟دبی دبی آواز میں وہ نہایت غصے میں اس سے مخاطب تھا۔اس کے غصے کے جواب میں سندس کی مترنم ہنسی ماؤتھ پیس میں ابھری۔

شاہ ! فائزہ بھابھی لاؤنج میں بیٹھی تھیں ، اگر میں ان کی موجودگی میں کال کرتی اور وہ باہر والے ایکسٹینشن کا ریسیور اٹھا کر سن لیتیں تو

مصیبت آجاتی۔بھابھی کی فطرت سے تو آپ واقف ہیں۔سندس میر

پرویز کے روم میں لگے ایکسٹینشن پر اسد شاہ سے بات کر رہی تھی۔

اس کی وضاحت پر اسد شاہ نے گہری سانس کھینچی۔

تمھاری یہ فائزہ بھابھی کسی دن میرے ہاتھوں ضائع ہوجائیں گی۔وہ

چڑتے ہوئے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں ؟

یار! ہر وقت جو تمھارے ارد گرد منڈلاتی رہتی ہیں۔تمھیں ہوا بھی چھو

کر گزرے تو میرے دل میں آگ لگ جاتی ہے اور پھر یہ فائزہ بھابی

ان کا تو کچھ کرنا پڑیگا۔سندس کھلکھلا کر ہنسی۔شاہ کی اس قدر جذباتیت

پر اس کے من میں گدگدی ہورہی تھی۔

سنو ! کچھ دنوں تک مجھے ملک سے باہر جانا ہے اور میں تم سے ملے بغیر

نہیں جانا چاہتا ،اس لئے تمھیں کل حویلی آنا پڑیگا اور میں کوئی بہانہ نہیں سنوں گا۔شاہ نے حطمیہ انداز میں کہہ لر اسے تنبیہہ کردی۔

شاہ ! ایک ہفتے پہلے ہی تو ہم ملے تھے ،اتنی جلدی میں نہیں آسکتی کسی

کو شک نا ہوجائے ویسے بھی مجھے لگتا ہے فائزہ بھابھی کو شک ہوگیا ہے۔سندس پرسوچ انداز میں فکر مندی سے بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

افففففف! پھر فائزہ بھابی اگر اب تم نے ان کا نام لیا تو میں کل ہی ان کو غائب کروا دوں گا۔شاہ نے برہمی سے کہا۔

مہربانو بھابھی سے اجازت لے کر آنے کی کوشش کرونگی۔وہ آہستگی

سے بولی۔

سونیا ! پلیز ! کوشش نہیں ، کل تم ہر حال میں مجھ سے ملوگی ورنہ میں

خود حویلی آجاؤں گا اور سب کے سامنے سے تمھیں اٹھا کر لے آؤنگا۔

وہ نہایت جذباتی ہورہا تھا۔

شاہ ! ایسی باتیں تو مت کریں ، آپ کو میری قسم آپ کبھی ایسا کچھ

نہیں کریں گے۔پوری عزت سے بابا سائیں سے میرا ہاتھ مانگیں گے۔

اس نے گھبرا کر دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھ کر شاہ کو قسم دی۔اس بگڑے

شہزادے سے کوئی امید نہیں وہ جو کہہ رہا تھا کر بھی گزرتا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سونیا ! تمھاری عزت مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہے ، گھبراؤ

مت ، میں تمھیں پوری عزت سے اپنانا چاہتا ہوں۔میرے دل نے خواہش کی ہے تمھارے ساتھ پوری عمر گزارنے کی ، تمھیں زندگی بھر چاہنے کی ، تمھیں ہمیشہ اپنے دل سے لگائے رکھنی کی۔اسے میں باعزت

طریقے سے ہی پوری کروں گا۔بس تمھارے معاملے میں دل بہت جلدی بے قابو ہوجاتا ہے۔

وہ اس کی گھبراہٹ محسوس کر کے دھیمی مگر گمبھیر آواز میں سندس کے گرد اپنی چاہت کا حصار باندھ رہا تھا۔سندس کے یاقوت لبوں پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ ابھری تھی جس سے اس کے گال میں پڑنے والا ڈمپل گہرا ہو گیا تھا۔

میر پرویز کی واپسی پر پہلی فرصت میں بابا سائیں کو پیغام لے کر بھیجوں

گا اور ہمیشہ کے لئے تمھیں اپنے نام لکھوا لوں گا۔کم از کم دس بچے

ہونگے ہمارے ،دس سے ایک بھی کم پر سمجھوتا نہیں کروں گا میں۔کان کھول کر سن لو تم۔یکدم اس نے مسکراہٹ دبا کر رعب دار

آواز میں کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ کی اس فرمائش پر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا تھا۔جی ! سندس جو اس کی خوبصورت باتوں کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی ،بری طرح گڑبڑا گئی۔شرم سے اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا۔

پوری رات وہ دونوں ایک دوسرے کی محبت کا یقین دلاتے رہے۔

باتوں کا یہ سلسلہ اب چند گھنٹوں سے بڑھ کر پوری رات پر محیط ہوتا جارہا تھا۔سندس کی آنکھیں جاگتی آنکھوں سے خواب دیکھ رہی تھیں۔ملاقات اور ٹیلیفونک گفتگو پر ان کی محبت دن رات پروان چڑھ رہی تھی۔

****

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔میر پرویز اور تیمور غزنی تعلیم مکمل کر کے پاکستان واپس لوٹ چکے تھے۔

مسرور علی غزنی نے تیمور کے رشتے کی بات اس کے لندن جانے کے کچھ دنوں بعد ہی کی تھی۔ میر ظفر علی کے لئے تو جیسے من کی مراد پوری ہوگئی تھی مگر انہوں نے مسرور غزنی کو تیمور کی واپسی تک ان دونوں اس رشتے سے متعلق کسی کو بھی آگاہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔

وہ جہاندیدہ آدمی تھے۔فائزہ کی حاسد فطرت سے واقف ہوچکے تھے۔

اپنے بھائی کے لئے صاف لفظوں میں انکار پر ان کا تلملانا بھی گھر

والوں سے چھپا نہیں رہ سکا تھا۔دنوں وہ اس انکار پر اکھڑی اکھڑی

رہیں تھی۔ابھی سے یہ بات اس کے کان تک پہنچتی تو وہ ضرور کوئی

واویلا کرتی ،جبکہ تیمور کی واپسی میں ابھی پورا سال باقی تھا۔

سندس رات کے کھانے کے بعد بھتیجا بھتیجی کو اپنے بیڈ پر لے کر بیٹھی کہانی سنا رہی تھی ، مہربانو بھابی دستک دیئے اندر چلی آئیں۔

بھابی ! آپ نے کیوں تکلیف کی ،کوئی کام تھا تو مجھے بلا لیتیں۔سندس

جو چھوٹی سی رانیہ کو گود میں لئے بیٹھی تھی ،مہربانوکو دیکھتے ہی اسے گود سے اتار کر اٹھ کھڑی ہوئی

۔

سندس ! مجھے تم سے ضروری بات کرنی تھی ، تمھیں نیند تو نہیں آرہی ؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مہربانو نے اس کے بے آرامی کے خیال سے پوچھا۔

سندس بہت چھوٹی سی تھی جب وہ اس گھر میں بیاہ کر آئیں تھیں۔انہیں یہ چھوٹی سی گڑیا بہت پیاری لگی تھی ،جس پر ان کے شوہر میر غضنفر بھی جان چھڑکتے تھے۔بن ماں کی بچی کو انہوں نے ماں بن کر سنبھالا اور پیار دیا تھا۔اس لئے وہ انہیں بے حد عزیز تھی۔

بچوں ! چلو بھاگو۔۔۔باقی کی کہانی بابا سنائیں گے۔مہربانو نے بچوں کو وہاں سے ہٹانا چاہا کیوں کہ میر سبطین اور میر سجاول سمجھدار تھے۔ جبکہ حنین اور رانیہ ابھی نا سمجھ تھے اس لئے رانیہ کو انہوں نے گود میں لے لیا۔

میر سجاول اور سبطین فوراً بیڈ سے اتر کر چلے گئے ،مہربانو نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔

سندس ! ہم سب سوچ رہے ہیں کہ میر پرویز کے ساتھ ہی تمھاری شادی کا فرض بھی ادا کر دیا جائے۔مہربانو نے تہمید باندھی۔سندس کیا جواب دیتی شرما کر سر جھکا گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تیمور بھی لندن سے واپس آگیا ہے۔ادا مسرور نے بابا سائیں سے رشتے کی بات بہت دنوں پہلے ہی کرلی مگر بابا سائیں نے کسی کو بھی

بتانے سے منع کیا تھا۔

تم تو جانتی ہو ،فائزہ کی فطرت کیسی ہے وہ ضرور بتنگڑ بناتی۔لیکن اب

کوئی مسئلہ نہیں ہے کیونکہ بہت جلد بابا سائیں میر پرویز کے ساتھ ساتھ

تمھاری بھی شادی کی تاریخ طے کرنے والے ہیں۔مہربانو اس کے

چہرے کے بدلتے تاثرات پر غور کئے بغیر رانیہ کو گدگداتے ہوئے بولے چلی جا رہی تھیں۔

رشتے کی بات تو اشاروں کنایوں میں چا چا حیدر شاہ نے بھی کی تھی اسدشاہ کے لئے مگر بابا سائیں نے نظر انداز کر دیا۔وہ بھلا اسد شاہ کو

تمھارا ہاتھ کیسے دے سکتے ہیں۔اس کی گرم مزاجی اور سخت گیر

طبیعت سے سارا زمانہ واقف ہے۔تم بہت خوش قسمت ہو سندس

جو تیمور جیسا ہیرا تمھارے نصیب میں آیا ہے۔

سندس کے اندر چھنا کے کی آواز کے ساتھ کچھ ٹوٹا تھا۔آنسو آنکھوں کے کناروں سے نکل کر گالوں پر بہنے لگے۔مہربانو نے سر اٹھا کر دیکھا تو ششدر رہ گئیں۔

گڑیا ! کیا ہوا بیٹا۔۔۔تم رو کیوں رہی ہو ؟تمھیں تو خوش ہونا چاہیئے

مہر بانو حیران پریشان سی گویا تھیں۔

سندس اٹھ کر کھڑکی کے پاس چلی گئی۔اس کا دم گھٹ رہا تھا۔

کھڑکی سے ٹکرانے والا ٹھنڈی ہوا کا جھونکا بھی اسے جھلسائے دے

رہا تھا۔مہربانو سینے پر ہاتھ رکھے اسے دور سے بیٹھی دیکھ رہی تھیں۔

انہیں کسی انہونی کا احساس ہورہا تھا۔

مہربانو تیزی سے اٹھ کر اس کے پاس پہنچی تھیں اور بازو کھینچ کر اسکا

رخ اپنی جانب موڑا۔تواتر سے بہتے آنسوؤں سے اس کی شربتی آنکھیں دھک رہی تھیں۔

سندس میری گڑیا ! اس خوشی کے موقع پر ان آنسوؤں کا سبب مجھے

سمجھ نہیں آرہا۔تم مجھے جلدی بتاؤ ،آخر بات کیا ہے۔میرا دل بیٹھا

جا رہا ہے۔

بھابی ! میں تیمور سے شادی نہیں کروں گی ،مجھے برباد ہونے سے بچالیں

آپ بابا سائیں سے بات کریں ،وہ اپنا فیصلہ بدل دیں یا پھر مجھے زہر

لا دیں۔وہ مہربانو سے لپٹ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔

سندس ! کیا نام ہے اس کا ،جس کے لئے تم باغی ہو رہی ہو۔۔۔؟مہربانو سکتے کے عالم میں اسے خود سے لگائے کھڑی تھیں۔انہیں اپنی ہی آواز اجنبی سی لگی۔

اسد شاہ شیرازی۔۔۔سندس نے ہچکیوں کے درمیان جواب دیا۔

مہر بانو کو جیسے کرنٹ لگا تھا۔انہوں نے ایک جھٹکا کھا کر اسے خود سے

دور ہٹایا۔

سندس ! تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔تم جانتی بھی ہو کیسا انسان

ہے وہ۔۔۔آدمی کو آدمی نہیں بھیڑ بکری سمجھتا ہے۔وہ اتنا بے رحم

مغرور اور اکھڑ مزاج ہے ۔تم کیسے اس سے دل لگا سکتی ہو ؟تم نے

سوچ بھی کیسے لیا،بابا سائیں تمھیں اس کے ہاتھ سونپ دیں گے۔

بھابھی ! وہ بہت اچھا ہے۔آپ سب اسے غلط سمجھتے ہیں ،وہ مجھے

بہت خوش رکھے گا۔میری خوشی اسی کے ساتھ ہے ،تیمور کے ساتھ

میں نہیں۔مہربانو سر تھامے اس کی باتیں سن رہی تھیں۔انہیں سمجھ

نہیں آرہا تھا کب ان دونوں نے عہد و پیماں کئے ، کب بات یہاں تک پہنچ گئی اور اب اس مسئلے کا حل کیا ہے۔

سندس میری گڑیا ! میری بات مانو اور بھول جاؤ اسے جو کچھ بھی ہوا

ہے سب بھول جاؤ۔تمھاری تقدیر میں تیمور غزنی لکھا جا چکا ہے۔

تمھاری بہتری بھی اسی میں ہے۔

بابا سائیں مسرور غزنی کو زبان دے چکے ہیں اور تم یہ بات اچھی طرح جانتی ہو ہمارے جیسے خاندانوں میں زبان جان سے بڑھ کر ہوتی

ہے۔بابا سائیں یا تمھارے بھائی ،تمھاری جان تو قربان کر دیں گے مگر اپنی بات سے نہیں پھریں گے۔

تم میرے لئے رانیہ جیسی ہو میں نے رانیہ میں اور تم میں کبھی فرق نہیں سمجھا اگر تمھاری جگہ رانیہ بھی ہوتی تو میں اسے بھی یہی کہتی۔ اپنے باپ اور بھائیوں کی لاج رکھو،انہیں سر جھکانے پر مجبور مت کرو وہ سب تم سے بہت پیار کرتے ہیں ، تمھارے لئے غلط فیصلہ نہیں کریں گے۔اس بات کا احساس تمھیں آگے چل کر جلد ہی ہو جائے گا۔انہوں نے نرمی سے اسے سمجھانے کی کوشش کی جو ابھی سے اپنے دل کے ٹوٹنے کا ماتم منانے لگی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کی آنکھیں بین کر رہی تھیں مگر لبوں پر خاموشی کے قفل پڑ گئے تھے۔

)ماضی(

زینب کی طبیعت کچھ دنوں سے خراب تھی۔بخار اترنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔شہر سے ڈاکٹر کو بلوایا گیا ، اس نے چیک اپ کے بعد بتایا کہ اس کو ٹائیفائیڈ کی شکایت ہے۔مکمل صحتیاب ہونے میں دوماہ لگیں گے۔شادی کی تیاریاں چونکہ آخری مراحل میں تھیں اس لئے میر ظفر علی نے فیصلہ کیا کہ تیمور اور سندس کی شادی میں تاخیر نہیں کی جائے۔زینب کی رخصتی وہ اس کی صحتیابی کے بعد کروا لیں گے۔

سندس نے اپنے باپ بھائیوں کی لاج تو رکھ لی تھی مگر اپنے دل کی دنیا برباد کر لی تھی۔بابا سائیں کے فیصلے پر اس نے چپ چاپ سر جھکا لیا تھا۔

تیمور غزنی پوری شان و شوکت سے سندس کو بیاہنے آیا تھا۔میر ظفر نے بھرپور طریقے سے اسکا استقبال کیا تھا۔رخصتی کے وقت سندس

مہر بانو سے لپٹ کر بلک بلک کر روئی۔

مہربانو بھی اس کے دل کے ٹوٹنے اور خوابوں کے بکھرنے پر بہت افسردہ تھیں مگر وہ کچھ نہیں کرسکتی تھیں۔اگر اس موقع پر کوئی خوش تھا تو وہ فائزہ تھی جو مطمئین تھی کہ اگر سندس کی شادی اس کے بھائی سے نہیں ہوئی تو اسد شاہ سے بھی نہیں ہو سکی۔

اسد شاہ کی وجاہت اس کی دولت پر بھاری تھی۔اس پر من چاہا محبوب ،سندس اگر اس کی دلہن بنتی تو فائزہ سے بہت اوپر چلی جاتی۔

زینب کے نکاح میں وہ سندس اور اسد شاہ کی آنکھوں میں چاہت کے رنگ دیکھ چکی تھی۔

اسد شاہ کی نگاہوں میں سندس کے لئے وارفتگی اور دیوانگی فائزہ کو جلا کر رکھ گئی تھی۔وہ ہر گز یہ نہیں چاہتی تھی ان دونوں کے دل کی خواہش پوری ہو۔

اسد شاہ کا رتبہ کتنا اونچا تھا یہ پورا گاؤں جانتا تھا۔سندس اس کی من

چاہی دلہن بن جاتی تو فائزہ زندگی بھر اس کی برابری نہیں کر سکتی تھی۔

سندس رخصت ہونے کے بعد غزینی ہاؤس پہنچ چکی تھی اور تیمور غزینی کے شاندار کمرے میں اس کی دلہن بنا کر بٹھادی گئی۔کمرے کی سیٹنگ سے لے کر سیج کی سجاوٹ تک اسے کسی چیز میں دلچسپی نہیں تھی۔نا ہی کسی کی آمد کا انتظار تھا۔ثمینہ اور رخسانہ اسے جس پوزیشن میں بیٹھا چھوڑ گئیں تھیں وہ اب تک اسی طرح بیٹھی ہوئی تھی۔

سر جھکائے وہ صرف اسد شاہ کی یاد میں آنسو بھارہی تھی۔جس نے آخری بار اسے دیکھنے کے حق سے بھی محروم رکھا تھا۔شادی کے ہر تقریب میں اس کی نگاہیں اسد شاہ کو ہی تلاشتی رہیں مگر وہ کہیں نہیں تھا۔اس کی لاتعلقی سندس کے دل کو چیر رہی تھی۔

اسلام و علیکم ! تیمور غزینی دھیرے سے دستک دے کر اندر آگیا۔وہ اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔پھر ہاتھ بڑھا کر اس کا گھونگھٹ پلٹ دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آج تو لگتا ہے چاند آسمان سے اتر کر میرے بیڈ پر براجمان ہے۔

تیمور غزینی نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی کو چھوا۔سندس کے من میں

کوئی ہلچل نہیں مچی ،اس کے جذبات برف کی طرح سرد تھے۔

سندس ! میں آج اتنا خوش ہوں کہ اپنی خوشی شاید لفظوں میں بیان بھی نا کر سکوں۔تمھیں پانے کی دعائیں میں نے وہاں لندن میں بھی

صبح و شام مانگی تھیں۔میرے رب نے میری دعائیں رائیگاں نہیں ہونے دیں اور دیکھو ! آج تم مکمل میری دسترس میں ہو۔سندس

نے ایک بار بھی نظر اٹھا کر اس کے خوشی سے جھلملاتے چہرے کی

طرف دیکھنے کی کوشش نہیں کی۔

تیمور غزینی کی جسارتیں بڑھتی گئیں ،وہ مخمور سی آواز میں رات بھر اس کی سماعت میں اپنی بے پایاں خوشی ، اس کے حسن کے قصیدے اور شوخ جملے انڈیلتے رہا مگر سندس کے ہونٹوں پر پڑے قفل نا ٹوٹے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ بے بس سی آنسو بہاتی رہی اور اسد شاہ کی جدائی کا غم ہمیشہ کے

لئے اس کی زندگی پر طاری ہوگیا۔بلآخر تیمور تھک کر چند لمحوں میں ہی

نیند کی آغوش میں چلا گیا اور سندس گھٹنوں میں منہ چھپائے سسکتی

رہی۔

❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊❊

چھوٹے شاہ جی ! سنبھالیں خود کو ،یہاں آپ نشے میں دھت ہو کر خود
کو برباد کر رہے ہیں اور وہاں تیمور غزنی اور بڑی حویلی والے جشن منا
رہے ہیں۔کب تک آپ سوگ منائیں گے۔اس طرح خود کو سائیڈ
پر کرلینا آپ کی شان کے خلاف ہے۔علی گل جو اس کا سب سے
منہ چڑھا ملازم تھا مسلسل اسے بھڑکانے میں مصروف تھا۔

کچھ عرصہ پہلے گاؤں کے ہاری کی لڑکی کو کھیتوں میں تنہا پا کر اس نے دست درازی کی کوشش کی
تھی۔اسی لمحے تیمور غزنی کا وہاں سے گزر
ہوا اور اس نے موقع پر ہی علی گل کو رنگِ ہاتھوں پکڑ بھی لیا اور اس
کی اچھی خاصی مرمت کرنے کے ساتھ حیدر علی شاہ تک شکایت بھی
پہنچادی۔

اس دن تیمور غزینی اور اس کے بعد اسد شاہ کے ہاتھوں ہونے والی

ذلت نے اس کے دل میں تیمور غزینی کے لئے نفرت بھر دی تھی۔

سندس کا رشتہ تیمور غزینی کو دے دیا گیا ہے ،یہ خبر اسد شاہ کو بہت دیر سے ملی تھی۔

حیدر علی شاہ کے زریعے رشتے کی بات میر ظفر کے کان تک پہنچا کر وہ مطمئین بیٹھا تھا۔اس کو اپنے خاندانی وقار اور اپنی وجاہت پر اتنا زعم تھا کہ میر ظفر اسے رشتہ نا دیں یہ جیسے کوئی ناممکن بات ہو مگر اب اس اچانک ملنے والی اطلاع پر اس کا دماغ گھوم گیا تھا لیکن زینب میر پرویز کے نکاح میں تھی یہ بات بھول کر وہ لوگ میر ظفر یا ان کے خاندان سے کوئی باز پرس نہیں کر سکتے تھے۔

اس شادی میں شیرازیوں کو شرکت تو کرنی پڑی مگر اسد شاہ نے مکمل

بائیکاٹ کیا تھا۔ملک سے باہر ہونے کا بہانہ کر کے وہ پچھلے پندرہ دن

سے اپنے فارم ہاؤس پر نشے میں ڈوبا پڑا تھا۔

جس رات سندس کا نکاح ہوا تھا ،وہ بی بی جان سے لپٹ کر روپڑا تھا۔چھ فٹ کا کڑیل جوان ہوکر جب وہ بچوں کی طرح بلک رہا تھا۔

اس گھڑی بی بی جان کا دل کٹ کر رہ گیا تھا۔حیدر شاہ مٹھیاں بھینچے ضبط کے جن مراحل سے گزر رہے تھے یہ وہی جانتے تھے کیونکہ اسد شاہ کی کوئی ایسی خواہش نہیں تھیں جو انہوں نے سنتے ہی پوری نا کی ہو مگر اس کی زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری کرنے میں وہ ناکام ہوگئے تھے۔یہ ملال انہیں نڈھال کر رہا تھا اس لمحے اسد شاہ کی اس حالت نے ان کے دل میں میروں کے لئے نفرت ہی نفرت بھر دی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسد شاہ نے سندس کو دل کی گہرائیوں سے چاہا تھا ، اس سے جدائی شاہ کو موت سے بدتر اذیت دے رہی تھی۔محبت ہونے سے لے کر بچھڑنے تک کا سفر اس نے بڑی تیزی سے کیا تھا۔وہ بھی تب جب سندس کی محبت اس کے دل سے گزر کر روح میں سرائیت کر چکی تھی۔جب سندس سے چند دن کی دوری بھی اس کے لئے سوہانِ روح تھی۔

ان حالات میں بس ایک ہی چیز ایسی تھی جو اسے چند گھنٹوں کے لئے ہی سہی ان سب سوچوں سے غافل کر دیتی تھی۔جس کا استعمال ان دنوں وہ کثرت سے کر رہا تھا۔

شاہ کو نا دن کا ہوش تھا نا رات کی خبر۔یہ خیال ہی اسے مارے ڈال رہا تھا کہ وہ کسی اور کی ہوچکی ہے۔اس سوچ سے ہونے والی تکلیف کی شدت اس کی برداشت سے باہر ہورہی تھی۔اس پر احساس شکست نے اسے پاگل کر دیا تھا کہ میروں نے اس کے رشتے پر تیمور غزنی کو ترجیح دی تھی ۔طیش کے عالم میں اس نے شیشے کی ٹیبل اٹھا کر پلٹ دی۔

علی گل دور کھڑا تھر تھر کانپنے لگا۔اس نے جلدی سے بڑھ کر کانچ کے ٹکڑے سمیٹے مبادا اسد شاہ غصے اور نشے میں خود کو کوئی نقصان ہی نا پہنچا لے۔مگر وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے پھر سے غافل ہو چکا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

طویل بیماری سے گزر کر زینب صحتیاب ہوچکی تھی۔میر ظفر علی نے شادی کی تاریخ طے کر دی تھی۔دونوں گھرانوں میں شادی کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھیں۔

میر پرویز کی بری بنانے کی زمہ داری تناہ مہربانو پر تھی۔وہ بے چاری بچوں اور بازار کے چکروں میں گھن چکر بنی ہوئی تھیں۔فائزہ سے تو کسی بھی قسم کے تعاون کی امید نہیں تھی۔سندس بھی ان دنوں میکے

آئی ہوئی تھی مگر وہ پریگننٹ ہونے کی وجہ سے کسی بھی کام میں حصہ نہیں لے سکتی تھی۔ویسے بھی وہ دنیا داری کے جھمیلوں سے دور اپنی ہی ذات میں قید ہو کر رہ گئی تھی۔

وہ اسد شاہ کی محبت کے سحر میں بیٹے چند لمحات تیمور غزنی جیسے چاہنے والے بھرپور ، ملنسار اور خوش مزاج شوہر کا ساتھ پا کر بھی بھول نہیں سکی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مہربانو اس کی ظاہری اور باطنی دونوں حالتوں سے واقف تھیں۔اس

لئے جان بوجھ کر وہ اسے کسی بھی کام کے لئے نہیں کہتی تھیں اور

سارا بوجھ خود ہی اٹھا رہی تھیں۔

اس وقت بھی وہ زینب کے لئے خریدے ہوئے کپڑے اور جیولری

اس کے سامنے پھیلائے کپڑوں کے رنگ اور جیولری کے بابت استفسار کر رہی تھیں۔سندس ان کی باتوں کے جواب میں بس ہوں ہاں سے کام لے رہی تھی ،جب اچانک باہر اٹھنے والے شور پر دونوں

ہی چونک گئیں ، تبھی ملازمہ بدحواس سی دروازہ کھولے اندر چلی آئی۔

مہرو بی بی ! قیامت ٹوٹ پڑی ہے ، تیمور سائیں سے شیرازیوں کے بندے کا قتل ہو گیا۔ملازمہ کی آواز کپکپا رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بتول ! یہ تو کیا بکواس کر رہی ہے۔۔۔؟ مہربانو نے اٹھ کر اسے جھنجھوڑا جبکہ سندس کے ہاتھ سے زینب کا جھمکہ چھوٹ کر زمیں پر

گر چکا تھا۔

بی بی ! میں بکواس نہیں کر رہی ،پورے گاؤں میں شور مچ رہا ہے بڑے

میر سائیں بھی زمینوں پر گئے ہیں۔سنا ہے زمینوں پر تیمور سائیں اور

مہروز شیرازی کا جھگڑا ہوا تھا اور مشتعل ہوکر تیمور سائیں نے گولی چلا دی۔بتول نے سہم کر پوری تفصیل ایک ہی سانس میں مہربانو کے گوش گزار کر دی۔

یا اللہ ! ہماری مدد فرما ، تیمور کو اپنی حفظ و امان میں رکھنا۔مہر بانو سر تھامے صوفے پر ڈھے سی گئیں۔انہیں آنے والے وقت کی فکر لگ گئی تھی۔سندس دم سادھے بیٹھی تھی۔مہر بانو نے نظر اٹھا کر اس کے سپاٹ چہرے کی طرف دیکھا پھر اس کا سر تھپتھپا کر معاملے کی نوعیت جاننے کے لئے کمرے سے باہر چلی گئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””””””””””””””””※”””””””””””””””””””””

شاہ سائیں ! غضب ہوگیا ، تیمور غزینی کی جرأت دیکھیں اس نے معمولی سی بحث پر مہروز سائیں کا قتل کر دیا ہے اور اب جھوٹ

بول رہا ہے کہ گولی اس سے غلطی سے چل گئی تھی۔علی گل نے

مکمل غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے اسد شاہ کو بھڑکانے کی بھرپور

کوشش کی۔

اسدشاہ نیند بھری آنکھوں سےاس کی بات پوری توجہ سے سن رہا تھا۔وہ مہروز کے ساتھ کل رات ہی شہر سے آیا تھا اور بے خبر سورہا تھا جب علی گل نے نیند سے جگا کر اسے واقع سے آگاہ کیا۔

کسی اور کو اس کے کمرے میں قدم رکھنے یا نیند سے جگانے کی اجازت نہیں تھی حتی کے بی بی جان بھی اسے نیند سے جگانے کی غلطی نہیں کرتی تھیں مگر یہ علی گل ہی تھاجو منہ چڑھا ہونے کی وجہ سے اس کے

عتاب سے بچ جاتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس خبر پر اسد شاہ کی آنکھیں خون چھلکانے لگیں۔بڑی مشکل سے

اس نے خود کو سنبھال لیا تھا،سندس کی یادوں سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے اس نے دن رات خود کو مصروف کر لیا تھا۔اب

اس کا ذیادہ تر وقت شہر میں ہی گزرتا تھامگر تیمور غزنی نے سندس کو اس سے چھین کر اس کے اندر جو لاوا دھکایا تھا اس کہ پھٹنے کا وقت آگیا تھا۔کپڑے چینج کر کے وہ دندناتا ہوا جائے وقوعہ پر پہنچا تھا۔

مہروز کی لاش کو اس کے گاؤں پہنچانے کا انتظام کیا جارہا تھا۔

میر ظفر علی اور ان کے تینوں بیٹے بھی وہاں موجود تھے مگر حیدر علی شاہ اور ان کے دونوں بیٹوں کا رویہ ان لوگوں کے ساتھ انتہائی سرد تھا۔

دراڑ تو دونوں خاندانوں میں اس دن ہی پڑ گئی تھی جس دن سندس کی شادی تیمور سے کی گئی تھی اور اس دوری اور سرد مہری کو وہ لوگ بخوبی محسوس کر رہے تھے مگر نظر انداز کئے ہوئے تھے کیونکہ اس کے

سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا۔لیکن اس واقعے نے تو انہیں شیرازیوں کے

سامنے سر جھکانے پر مجبور کردیا تھا۔

ایک طرف داماد تھا تو دوسری طرف برسوں پرانی دوستی۔سمجھ نہیں

آرہا تھا کیسے اس معملے سے نمٹا جائے۔

بی بی جان نے گھر سے نکلنے سے پہلے اس کی بہت منتیں کی تھیں ،اسے سمجھایا تھا کہ وہ جذبات سے کام نہ لے جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔مہروز کی موت اسی طرح لکھی تھی۔

اس کی آنکھوں سے سرخی چھلک رہی تھی مگر وہ لب بھینچے خاموشی سے ان کی بات سن کر نکل آیا تھا لیکن وہ اسے جانتی تھیں کہ اس کی خاموشی کہ پیچھے بہت بڑا طوفان چھپا ہے۔سندس کا رشتہ اسے نہیں دیا گیا اس شکست پر تو وہ اب تک بپھرا ہوا تھا۔اپنی شکست کا بدلہ لینے کا موقع اسے اب مل گیا تھا اس بات سے وہ بے خبر نہیں تھیں۔وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھیں۔

“”””””””

میر سائیں ! جو کچھ بھی ہوا ہے انجانے میں ہوا ہے۔میں نے مہروز شاہ کو جان بوجھ کر یا جھگڑے کے دوران قتل نہیں کیا ہے۔گولی مجھ سے غلطی سے چلی تھی۔اس نے بے بسی سے اپنی صفائی پیش کی۔

تیمور ! ہم سب کچھ جانتے ہیں ،ہمیں تمھاری بات پر پورا یقین ہے مگر تمھیں صبر سے کام لینا ہو گا۔ابھی معا ملہ گرم ہے ، شیرازیوں کا بندہ قتل ہوا ہے جیسے بھی ہوا مگر وہ سچائی سے واقف نہیں ہیں۔ہمارے کسی دشمن نے یہ خبر پھیلا دی ہے کہ تمھارا اور مہروز کا زمینوں پر جھگڑا ہو ا تھا اور تم نے مشتعل ہوکر اسے گولی مار دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب تک اس بات کا سراغ نہیں مل جاتا کہ یہ افواہ کس نے پھیلائی ہے اور معاملہ رفع دفعہ نہیں ہوجاتا تمھیں تھوڑا احتیاط سے کام لینا ہو گا۔میر ظفر علی نے اسے مدبرانہ انداز میں سمجھایا۔وہ لب بھینچ کر

خاموشی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔میر ظفر نظریں چرا گئے۔

“”””

تیمور غزنی زمینوں پر چکر لگانے کے لئے نکلا ہوا تھا۔اپنی گاڑی میں بیٹھا وہ زمینوں کا جائزہ لے رہا تھا ، جب شیرازیوں کے باغ سے کچھ

فاصلے پر اسے اسد شاہ کا کزن مہروز گاڑی سے ٹیک لگائے کچھ مصروف سا نظر آیا۔

سلام دعا کی نیت سے اس نے گاڑی اس کے نذدیک لے جاکر روک دی۔

مہروز !کب آئے شہر سے ؟سنا ہے اسد شاہ کے ساتھ تم بھی گئے ہوئے تھے۔تیمور نے مہروز سے مصافحہ کرتے ہوئے استفسار کیا۔

کل رات ہی واپس لوٹے ہیں۔اسد شاہ نے فیکٹری خریدی ہے شہر

میں اسی سلسلے میں دو دن سے شہر میں ہی تھے۔مہروز نے گن ایک

ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے تیمور سے ہاتھ ملایا پھر دوبارہ گن کو الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا، کوئی مسئلہ ہے کیا۔۔۔؟تیمور نے اسے گن کے ساتھ الجھتے دیکھا تو جانچتی نظروں سے گن کا جائزہ لینے لگا۔

کافی دیر سے گولی اندر پھنس گئی ہے ،نکالنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر نکلتی ہی نہیں۔وہ اب کھنجلاہٹ کا شکار تھا۔

مجھے دکھاؤ ،میں کوشش کر کے دیکھتا ہوں شاید نکل جائے۔تیمور نے کہتے ہوئے گن اس کے ہاتھ سے لی اور چیک کرنے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ بار بار گن لوڈ ان لوڈ کرکے چیک کر رہا تھا اسی دوران گولی چلی اور چونکہ گولی کا رخ مہروز کی جانب تھا۔مہروز پیٹ پر ہاتھ رکھے زمین پر گرا تڑپنے لگا۔علی گل دور سے یہ کاروائی دیکھ رہا تھا۔الٹے

پیروں دوڑ گیا۔

تیمور نے مہروز کے گال تھپتھپائے مگر وہ نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔

ارد گرد کی زمین اس کے خون سے تر ہو رہی تھی۔تیمور نے اس کی

نبز پر ہاتھ رکھا مگر وہ خاموش ہو چکی تھی۔سکتے کی کیفیت میں تیمور کے

ہاتھ سے مہروز کا ہاتھ چھوٹ گیا۔

تیمور اپنی حویلی کے مردان خانے میں بیٹھا پوری کہانی میر پرویز کے سامنے دوبارہ دہرا رہا تھا۔میر پرویز کسی غیر مرئی نقطے پر نگاہ جمائے

خلا میں گھور رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مسرور غزینی تاسف سے ہاتھ ملتے ہوئے ادھر سے ادھر چکر کاٹ رہے

تھے جب اچانک فضا زبردست فائرنگ کی آواز سے گونجنے لگی۔

وہ تینوں بد حواس ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔تبھی مسرور غزینی نے باہر کے جانب قدم بڑھائے مگر تیمور نے دوڑ کر پیچھے

سے ان کا بازو تھام لیا۔

بھائی ! آپ ٹھریں ؟ میں دیکھتا ہوں اور کب تک میں نا کہوں آپ باہر نہیں نکلیں گے۔یہ کہتا ہوا وہ دیوار پر لٹکی ہوئی گن اٹھائے باہر نکل گیا۔مسرور اسے روکتے رہ گئے مگر وہ ان سنی کرتا نکلتا چلا گیا۔

میر پرویز اور تیمور سمجھ گئے تھی کہ شیرازیوں نے ان پر حملہ کر دیا ہے۔ایک گھنٹے سے وہ لوگ ایک دوسرے کا مقابلہ کر رہے تھے مگر میر پرویز اور تیمور کے پاس گولیاں ناکافی تھیں جبکہ اسد شاہ پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا۔پورا سن پورہ گولیوں کی آواز سے گونج رہا تھا۔کسی میں ہمت نہیں تھی کہ باہر نکل کر یہ خونہ ریزی روکنے کی کوشش کرے۔سب اپنی گھروں میں دبکے ہوئے تھے۔

تیمور بری طرح زخمی ہو چکا تھا۔میر پرویز کو بھی ایک گولی لگ چکی تھی مگرانہوں نے ہار نہیں مانی تھی۔وہ مسلسل اپنے بچاؤ کی کوشش کر رہے تھے۔

اسد شاہ آج ہی سارے بدلے چکانے آیا تھا۔درحقیقت وہ مہروز کے

قتل کا بدلہ نہیں اپنی محبت کے لٹ جانے کا حساب بے باق کر رہا

تھا۔اس وقت اسے اپنی زندگی کی بھی کوئی پرواہ نہیں تھی وہ بس تیمور

غزینی کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا۔مرنے سے پہلے وہ اپنے سلگتے دل کو طمانیت پہنچانے کی کوشش کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسکی سفید بے داغ قمیض خون کے دھبوں سے سرخ ہو چکی تھی مگر
اس کے سر پر خون سوار تھا۔وہ اور اس کے کارندے اندھا دھند

فائرنگ کر رہے تھے۔

ثمینہ بیگم اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے مسرور غزینی سے لپٹی ہوئی دھاڑیں

مار مار کر رورہی تھیں۔گولیوں کی آوازوں سے ان کا کلیجہ پھٹا جارہا تھا۔

بلاآخر مسرور غزینی خود پر اور جبر نا کر سکےاورحویلی کے اس احاطے کی طرف پہنچ گئے جہاں سے تیمور اور پرویز ان لوگوں سے مقابلہ کر رہے تھے۔انہوں نے تیمور کو خون میں لت پت گرا دیکھا تو لپک کر اس تک پہنچے۔اس کا سر اپنی گود میں رکھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اپنے ہاتھوں سے اس کے چہرے اور پیشانی سے بہتے خون صاف کیا۔تیمور بری طرح ہاتھ پیر پھینک رہا تھا۔ان کا لمس پا کر قدرے پرسکون ہوگیا۔وہ بمشکل آنکھیں کھولے انہیں دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا۔اور پھر چند لمحوں بعد ان کی گود میں سر رکھے دم توڑ گیا۔

مسرور غزینی کی دہاڑ نے حویلی کے دروبام ہلا کر رکھ دیئے۔میر پرویز بھاگ کر وہاں پہنچا مگر تیمور غزینی اس کے بچپن کا دوست اس کا اس کا رازدار ،اس سے ہمیشہ کے لئے بچھڑ چکا تھا۔مسرور غزینی بھائی کے سینے پر سر رکھے بلک بلک کر رو رہے تھے ،میر پرویز کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔

وہ اپنی گن سنبھالے یکدم اٹھا ،مسرور غزینی نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور نفی میں سر ہلا کر اسے مزید تباہی سے روکنے کا اشارہ کیا مگر وہ آپے سے باہر ہو چکا تھا۔اس نے دھیرے سے مسرور سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور مضبوط قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

دروازے کے باہر قدم رکھتے ہی میر پرویز نے اسد شاہ کے سینے کا نشانہ

لیا اور برسٹ کھول دیا۔اسد شاہ اس غیر متوقع حملے کے لئے تیار نہیں تھا ،ایک ساتھ ان گنت گولیاں اسد شاہ کو لہو لہان کر گئیں۔اس کے ہاتھ سے گن چھوٹ کر گر گئی اور ساتھ ہی وہ خود بھی زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔

اسد شاہ کے کارندوں نے جواباً میر پرویز پر اندھا دھند فائرنگ کی اور وہ دیوار سے لگ کر اوندھے منہ زمین پر جا گرا۔اس کے بعد فضا جامد

ہوگئی۔ہر طرف بارود کی بو پھیلی ہوئی تھی اوراس بو میں تین خاندانوں

کی دوستی ، رشتے داری اور پھر دشمنی کی داستان رقم تھی۔

پشتنی دوستی نے دشمنی کی جگہ لے لی تھی ، اپنے اپنے علاقوں پر بھی

حدود مقرر کر دی گئیں تھیں اور ایک علاقے کے رہائشی کا دوسرے

کے علاقے میں قدم رکھنے پر بھی پابندی تھی۔پابندی کا پاس نہ رکھنے

والے خاندانوں کو صفدر شاہ اور میر جعفر نے اتنی سخت سزائیں دیں

کہ دوبارہ پھر کسی نے یہ جرأت کرنے کی کوشش بھی نہیں کی۔

صفدر شاہ اور میر جعفر کے ساتھ اب یہ دشمنی میر سجاول اور معظم شاہ بھی بخوبی نبھا رہے تھے۔

)ماضی(

اسد شاہ ،میر پرویز اور تیمور غزینی کی موت پر تینوں گھروں اور پورے گاؤں میں قیامت برپا تھی ،ہر آنکھ اشک بار تھی۔صدیوں پرانی دوستی

اور رشتے داری کا اتنا بھیانک انجام ہو گا یہ کسی نے نہیں سوچا تھا۔

بی بی جان کو اپنا صدمہ سب سے بڑا لگ رہا تھا۔ان کا شیر جوان بیٹا

ان سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا تھا جس میں ان کی جان بستی تھی اور ان کی نازوں پلی بیٹی زینب جس کی زندگی ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی ،ابھی اسے زندگی کی کئی بہاریں دیکھنا باقی تھیں ،تقدیر نے بھری جوانی میں بیوگی کی چادر اڑھا کر اس کی زندگی سے سارے رنگ چرا لئے تھے۔

وہ اب تک سکتے کی کیفیت میں تھی۔اسے یقین نہیں آرہا تھا ،جس کا

انتظار وہ انگلیوں پر دن گن کر کر رہی تھی۔جو اس کی قسمت میں لکھ دیا جا چکا ہے وہ اس کا ہو کر بھی اس سے چھین لیا گیا ہے۔

وہ اب کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اس ملال نے اس سے قوتِ گویائی

چھین لی تھی۔

نہ وہ بی بی جان کی طرح بین کر رہی تھی نہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی بس ٹھس پتھر بنی ٹکر ٹکر سب کچھ دیکھ رہی تھی۔کب اسد شاہ کا جنازہ اٹھا کر لے جایا گیا،کب بی بی جان بے ہوش ہو کر گر گئیں۔کب رخسانہ اسے اٹھا کر کمرے لے گئیں اسے کچھ خبر نہیں تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پوری حویلی میں صفِ ماتم بچھی تھی۔بی بی جان سے لے کر گھر کے

ملازم تک ماتم کر رہے تھے۔اس گھر کا لاڈلا شہزادہ لحد میں اتار دیا گیا

تھا مگر حیدر علی شاہ کو لگی چپ نہیں ٹوٹی ،پھر یہی چپ انہیں بہت

ہی جلد اسد شاہ کے پاس لے گئی۔وہ اسد شاہ کی موت کا صدمہ زیادہ عرصہ جھیل نہیں سکے اور چند مہینوں کے وقفے سے بی بی جان اور حیدر علی شاہ دونوں ہی انتقال کر گئے۔

رخسانہ پوری حویلی میں بولائی بولائی پھرتیں ،زینب نے خود کو ایک کمرے میں مقید کر لیا تھا۔

میر اور غزینیوں سے دوستی کا تعلق ہمیشہ کے لئے توڑ دیا گیا تھا اس کی

جگہ خونی دشمنی نے لے لی تھی۔

************※************

سندس نا تیمور غزینی کی زندگی میں آسودہ تھی اور نا اس کے دن رات میں تیمور کی موت سے کوئی تبدیلی واقع ہوئی تھی۔اس کا دل ایک بار پھر اجڑ گیا تھا اور اس بار ایسا اجڑا تھا کہ اس کی روح تک ویران

ہوگئی تھی اس کی ذات میں موت کا سا سناٹا پھیلا ہوا تھا وہ قسمت کی اس ستم ظریفی پر اپنے رب سے شکوہ بھی نہیں کرنا چاہتی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تقدیر نے پہلے ہی اسد شاہ سے اسے جدا کر کے اس سے جینے کی وجہ چھین لی تھی مگر اس کی موت نے تو سندس کے حواس ہی چھین لئے تھے اس پر بیوگی کی تکلیف بھائی کی موت کا غم اور اسد شاہ کا آخری دیدار بھی اسے نصیب نا ہوا اس کسک نے اسے اندر سے کھوکھلا کر دیا تھا۔

رات کے کسی پہر اسکی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے پہلو میں شدید تکلیف

محسوس کی۔وہ بمشکل خود کو گھسیٹتی ہوئی ثمینہ بیگم اور مسرور کے کمرے کے دروازے تک پہنچی اور دستک دی۔چند لمحوں بعد ہی دروازہ کھل گیا۔

اس حادثے نے ثمینہ بیگم کی نیندیں بھی چھین لیں تھیں ،تیمور کی موت نے انہیں بستر سے لگا دیا تھا۔بے اولاد ہونے کی

وجہ سے وہ تیمور کو اپنا دیور نہیں بیٹا سمجھتی تھیں اور تیمور نے بھی ہمیشہ بیٹا ہونے کا فرض نبھایا تھا

۔

سندس ! اتنی رات کو یہاں ،تم ٹھیک تو ہو ؟ ثمینہ نے اس کے پسینے

میں شرابور چہرے پر نظر ڈالتے ہوئے استفسار کیا۔

بھابھی ! مجھے بہت تکلیف ہورہی ہے۔اس نے کراہتے ہوئے جواب

دیا۔

تم پریشان مت ہو ،میں تمھارے بھائی کو بتا کر آتی ہوں۔انہوں نے

فوراً ہی اس کی تکلیف کی نوعیت کا اندازہ لگا لیا اور اس کا ہاتھ تھام

کر تسلی دی۔پھر پلٹ کر مسرور غزینی کو مسئلے سے آگاہ کیا اور میر حویلی فون ملایا اس خیال سے کہ وہاں سے فائزہ یہاں پہنچ جائے اور سندس کے پاس موجود رہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ویسے تو فائزہ نے پہلے سے ہی اپنی حویلی کی سب سے پرانی ملازمہ

جہاں آرا جس نے سندس کی پرورش بھی اپنے ہاتھوں سے کی تھی اسے تیمور کی موت کے بعد سے مستقل سندس کے پاس بھیجا ہوا تھا۔

ملازمہ کی مدد سے ثمینہ اسے ایک کمرے میں لے گئیں۔سارا انتظام انہوں نے پہلے سے ہی کر رکھا تھا مگر سندس کی بگڑتی حالت ان کے ہاتھ پاؤں پھلائے دے رہی تھی۔وہ خود بھی بیماری کی وجہ سے کمزور ہو گئیں تھیں۔

سندس کی حالت سے مسرور کو آگاہ کرنے کے لئے وہ اپنے کمرے کی طرف گئی تھیں۔تبھی سندس نے بہت خوبصورت مگر کمزور سی جڑواں بچیوں کو جنم دیا مگر اس کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔اس نے

ہاتھ پاؤں چھوڑ دئے تھے۔

ملازمہ ایک بچی کو گود میں لئے ثمینہ کو سندس کی تشویشناک حالت کی خبر دینے کے لئے دوڑ گئی ۔جہاں آراجو کسی کام سے کچن کی طرف گئی ہوئی تھی کمرے میں داخل ہوئی۔

سندس نیم بے ہوشی کی حالت میں بستر پر پڑی تھی جبکہ ایک بچی اس

کے پہلو میں موجود تھی۔جہاں آرا نے ادھر ادھر دیکھا اور بچی کو گود

میں اٹھا کر کمرے سے نکل کر کچن کی طرف چل پڑی۔

کچن میں موجود کھڑکی کے پاس پہنچ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر بچی باہر کھڑے آدمی کو تھمادی اور اسے جلدی اس جگہ سے نکلنے کی تنبیہہ کر کہ واپس کمرے کی طرف چلی گئی۔

ثمینہ ،مسرور اور حویلی کی دوسری ملازمہ جب کمرے میں پہنچے تو سندس کی روح پرواز کر چکی تھی مگر دوسری بچی وہاں سے غائب تھی۔ثمینہ چکرا کر مسرور کے بازوؤں میں جھول گئیں۔

مسرور غزینی کو یقین ہوگیا کہ شیرازی ہی گھات لگائے بیٹھے تھے اور انہوں نے ہی تیمور کی اولاد کو غائب کروا دیا ہے۔اب ملازم بھی ان کے لئے قابل بھروسا نہیں رہے تھے۔

انہوں نے دونوں ملازماؤں کو سخت لہجے میں تاکید کی کہ سندس کے یہاں جڑواں بیٹیاں پیدا ہوئیں تھیں اس بات کی خبر حویلی کے اس

کمرے سے باہر نہیں نکلنی چاہیئے۔

مسرور غزینی دوسری بچی کو کسی بھی صورت کھونا نہیں چاہتی تھے وہ

ان کے چہیتے مرحوم بھائی کی آخری نشانی تھی۔انہوں نے اپنے قریبی

اور قابلِ بھروسہ دوست کو کال کی اور سندس کی تدفین تک عروش کو

اس کی بیوی کے حوالے کردیا۔

قسمت کی مہربانی سے عروش دشمنی کی بھینٹ چڑھنے سے وقتی طور پر تو بچ گئی تھی مگر وہ جانتے تھے وہ صفدر شاہ سے ذیادہ دیر تک اسے

نہیں بچا سکتے۔

جب وہ حویلی میں سے بچی کو غائب کروا سکتا ہے تو بھائی کی موت کا

بدلہ لینے کے لئے وہ کسی بھی حد تک جا سکتا ہے اور وہ اس بچی کو

بھی زندہ نہیں رہنے دیگا۔جب بھی اسے موقع ملے گا وہ ضرور وار کرے گا اور اب مسرور کوئی رسک نہیں لے سکتے تھے۔ویسے بھی ان

کے بعد عروش ہی اس خاندان کی واحد نشانی ہوتی۔

اسی خدشے کے پیشِ نظر مسرور نے سندس کی جڑواں بیٹیاں پیدا

ہونے والی بات اس کے گھر والوں سے بھی راز رکھی تھی۔

تیمور اور اپنے خاندان کی آخری نشانی کو وہ کسی بھی قیمت پر صفدر شاہ کے ہاتھوں مٹانا نہیں چاہتے تھے۔اس لئے انہوں نے ایک پل میں فیصلہ کیااورسندس کی تدفین کے ٹھیک ایک ہفتے بعدوہ اپنی آبائی حویلی ،زمینداری ،گاؤں ،رشتے دار اور تقریباً سب ہی کچھ چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگئے۔

****

فائزہ نے جہاں آرا کو یہ کام نہایت رازداری سے کرنے کے لئے سونپا تھا۔

فائزہ کا حکم تھا کہ سندس کے یہاں پیدا ہونے والے بچہ کسی بھی

صورت دنیا میں سانس نا لے سکے اور پیدا ہوتے ہی اس کا قتل کر دیا جائے۔

اس کی حریص اور لالچی فطرت نے اسے انتہا پسند بنا دیا تھا۔وہ ہرگز بھی حویلی اور زمین جائیداد میں سندس کی اولاد کی حصہ داری نہیں چاہتی تھیں۔اس کے بچے کو قتل کروا کر وہ کسی نا کسی طرح سندس کو بھی راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر چکی تھیں۔اسے اب حویلی اور

اس کے معملات میں کسی کی بھی شراکت یا مداخلت منظور نہیں تھی۔

میر غضنفر اور مہربانو کا کانٹا تو خود بخود ہی نکل چکا تھا۔میر ظفر علی کے انتقال کے بعد میر غضنفر اپنی پوری فیملی کے ساتھ لندن مقیم ہو چکے تھے۔

میر پرویز کی موت نے انہیں پوری طرح توڑ دیا تھا۔وہ مسرور سے بھی

مشاورت کر چکے تھے کہ سندس کی ڈلیوری کے بعد وہ اسے بھی لندن

لے جائیں گے تاکہ اس کی آب و ہوا بدلے اور وہ اپنے بارے میں کوئی فیصلہ کر سکے۔

مسرور کو بھی ان کے اس فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں تھا۔نہیں وہ

پست ذہنیت کے مالک تھے جو سندس کی دوسری شادی یا دوباری گھر

بسانے پر اعتراض کرتے بلکہ وہ تو خود چاہتے تھے کہ سندس اس ماحول

سے باہر نکل جائے۔مسرور نے سندس کے مستقبل کے کسی بھی فیصلے کا اختیار میر غضنفر کو سونپ دیا تھا۔

اس کام کے لئے اس نے جہاں آرا کو بہت بڑی رقم سے نوازہ تھا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی تھی کہ اگر اس نے کوئی چالاکی یا اس سے غداری کی تو وہ جہاں آرا کو اس کے بیٹے سمیت قتل کروا دے گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چونکہ اب حویلی کے اندرونی معاملات میں فائزہ کی ہی حکمرانی تھی۔

وہ حویلی کی کل مختار فائزہ بن چکی تھی۔جہاں آرا کو اس کی حکم عدولی یقیناً مہنگی پڑ سکتی تھی اس لئے اس نے اس وقت تو فائزہ کے حکم کے مطابق سندس کی بچی کو غائب کروا دیا تھا مگر اس کا ضمیر اسے اجازت نہیں دے رہا تھا کہ وہ اس معصوم کو موت کے گھاٹ اتروادے۔

جہاں آرا نے اس کام کے لئے اپنے بیٹے کو شہر سے بلوا لیا تھا جو شہر میں مقیم تھا مگر اسے ہدایت دی تھی کہ وہ بچی کو اپنی سرپرستی میں لے کیونکہ وہ شادی کے دس سال گزر جانے کے باوجود بھی بے اولاد تھا۔فائزہ کو اس نے یہی اطمینان دلایا تھا کہ اس کے شوہر نے بچی کو مار کر دفنا دیا ہے۔

جہاں آرا نے فائزہ کا ساتھ مجبوری میں دیا تھا۔وہ دل سے سندس یا اس حویلی کا برا نہیں چاہتی تھی مگر روزی روٹی کے خاطر مجبور ہو کر

رہ گئی تھی۔اس نے اپنے بیٹے کو اسی رات سندس کی بیٹی کو اس

کے ساتھ شہر روانہ کر دیا تھا اور فائزہ کو بھنک بھی پڑنے نہیں دی

تھی کہ سندس نے ایک نہیں دو بیٹیوں کو جنم دیا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دروازہ کھلنے پر تیز روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں ،اس نے اپنی آنکھیں زور سے میچ لیں پھر یکدم پورا کمرہ روشنی سے نہا گیا۔

کچھ دیر بعد اس نے بمشکل اپنی آنکھیں کھولیں تو شاہ اپنے چہرے پر

شیطانی مسکراہٹ سجائے صوفے پر براجمان تھا۔

حماد بندھے ہاتھ پیروں سمیت زمین پر پڑا ہوا تھا۔شاہ کو دیکھ کر حماد

کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہونے لگے۔رات بھر اس کے بندوں

نے حماد کو اذیت کے ایسے مراحلوں سے گزارا تھا کہ اب اس کے جسم میں جان نا ہونے کے برابر تھی۔شاہ صوفے سے اٹھا اور چل

کر اس نزدیک آیا پھر پنجوں کے بل اس کے پاس بیٹھ کر حماد کے بال

مٹھی میں جکڑ لئے۔

دیکھو! تم نے مجھے میرے گناہ سے بڑھ کر مجھے سزا دے دی ہے ،اب

میری جان بخش دو۔میں نے عروش کے ساتھ عزت و احترام سے رشتہ جوڑنا چا ہا تھا۔عروش کے نام پر شاہ نے ایک زناٹے دار تھپڑ اس کے زخمی چہرے پر مارا۔حماد اس کے ہاتھ میں گن دیکھ کر طوطے کی طرح بولنا شروع ہو گیا تھا۔

جب ان لوگوں نے انکار کر دیا اور میں نے عروش کو اس کے باس کے ساتھ گھومتے پھرتے دیکھا توجلن اور غصے میں یہ قدم اٹھایا مگر تم

جو کوئی بھی ہو اب مجھے معاف کردو ،میں جاب اور یہ شہر ہی چھوڑ کر

چلا جاؤں گا ۔وہ باقاعدہ روتے ہوئے گڑگڑا رہا تھا۔

میری ہونے والی بیوی ہے میری عزت ہے وہ ،جس کو تو اپنی ہوس کا نشانہ بنانے جارہا تھا۔تجھے معاف کر دیا تو میں خود کو کیسے معاف کر

سکوں گا۔تو نے میری عزت پر ہاتھ ڈال کر میری مردانگی کو للکارا ہے۔سبطین کے ذکر پر شاہ کا پارہ مزید ہائی ہوگیا تھا۔

اب تجھے یہ شہر چھوڑ کر نہیں یہ دنیا چھوڑ کر جانا ہوگا کیونکہ شاہ تو غیروں کی لڑکیوں کی عزت کو بھی اپنی عزت مانتا ہے یہاں تو سوال

میری بیوی کی عزت ہے۔وہ سرد اورخوفناک لہجے میں غرایا۔

شاہ نے حماد کے جسم سے بے حد نزدیک فائر کئے تھے۔حماد کی آنکھیں کھلیں رہ گئیں تھیں مگر اس کے خون کے چھینٹوں سے شاہ کے بے داغ کپڑے رنگ چکے تھے۔

~~~~~~~~~~~~~~~

لرزتے ہاتھوں سے اس نے نکاح کے کاغذات پر سائین کئے تھے۔نکاح کے کاغذات پر سائین کر تے ہوئے سارے خواب آنکھوں سے ٹوٹ کر اس کے دامن میں جذب ہورہے تھے۔نکاح کے دو بول نے اسے عروش غزینی سے عروش معظم شاہ بنا دیا تھا اور میر سبطین اس کی زندگی سے ہمیشہ کے لئے دور ہو گیا تھا۔مگر دل آج بھی اسی کے نام کی صدا لگا رہا تھا۔مہمانوں کے شور میں اس کے دل کی آواز دب کر رہ گئی تھی۔

وہ بت بنی اسٹیج پر بیٹھی ہوئی تھی۔بیش قیمت عروسی جوڑے میں ملبوس زیورات سے لدی پھندی وہ کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔اسے تیار کرنے کے لئے شاہ نے شہر کی سب سے ماہر بیوٹیشن کو بلوایا تھا۔اس کے ہاتھ کی مہارت سے زیادہ عروش کا قدرتی حسن دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ کررہا تھا۔

شاہ اس سب کے باوجود بھی عروش سے مکمل لا تعلقی اختیار کئے ہوئے تھا۔آج ان دونوں کا ولیمہ تھا مگراس دن شاہ کے گھر پہنچنے کے بعد سے اب تک معظم شاہ ایک بار بھی سامنے نہیں آیا تھا
~~~~~~~~~~~~~~~

۔نکاح کی رات جب رخسانہ اسے شاہ کے کمرے میں اس کے بیڈ پر بٹھا گئیں تھیں ،وہیں بیٹھے بیٹھے وہ کب سو گئی اسے پتا بھی نہیں چلا۔

صبح جب اس کی آنکھ کھلی وہ تب بھی کمرے میں موجود نہیں تھا۔ہاں مگر واش روم کا دروازہ کھولتے ہی اسے یہ معلوم ہوگیا تھا کہ وہ رات کمرے میں آیا ضرور تھا۔اپنی اس قدر بے قدری پر اس کے دل کو کچھ ہوا ضرور مگر وہ مطمئین بھی تھی کہ شاہ کا سامنا فی الحال کرنے کی ہمت اس میں نہیں تھی۔

ماشااللہ ! بہت پیاری لگ رہی ہو ،اللہ تمھیں زندگی کی تمام خوشیاں دیکھنا نصیب کرے، میرے معظم کی زندگی میں تم ایک مثبت تبدیلی ثابت ہو۔رخسانہ نے نم آنکھوں سے دعا دیتے ہوئے عروش کو خود سے لگا لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ جینٹس میں مصروف ہے ، تمھارے خالو نے مہمان بھی تو اتنے

ذیادہ اکھٹے کئے ہیں حالانکہ ابھی شہر میں ہونے والا ولیمہ باقی ہے مگر

ان کا اور شاہ کا حلقہ احباب بہت وسیع ہے ،اب دیکھو ! صبح سے

ایک بار بھی اسے حویلی کے اندر آنے کی فرصت نہیں ملی ہے۔

رخسانہ بیگم کو شاہ کی مسلسل غیر موجودگی اور سرد مہری کا احساس ہو چکا تھا اس لئے عروش کے سامنے جھینپ مٹانے کی کوشش کر رہی تھیں۔عروش خاموشی سے سر جھکائے بیٹھی تھی۔

عروش ! معظم شاہ بہت مشکل اور کٹھور انسان ہے ، تمھیں ہمت سے کام لینا ہو گا۔ کبھی اپنا دل چھوٹا مت کرنا اور نا ہمت ٹوٹنے دینا۔ مسلسل چوٹ سے پتھر بھی ٹوٹ جاتا ہے وہ تو پھر بھی انسان ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رخسانہ جانتی تھیں وہ جو کچھ بھی کہہ رہیں غلط ہے کیونکہ خود وہ بھی پچھلے پچیس سالوں سے صفدر شاہ جیسے سرد مہر انسان کے بدلنے کا انتظار کر رہیں تھیں مگر اب تک انہیں صرف مایوسی ہی ہوئی تھی وہ ان کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ان کے نہیں تھے لیکن پھر بھی وہ عروش کو حوصلہ دے رہی تھیں ،اس کی اداسی ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

ولیمے کی تقریب اختتام پزیر ہو چکی تھی ،ثمینہ اسے شاہ کے کمرے میں

پہنچا کر خود بھی آرام کرنے کی نیت سے اپنے میں چلی گئیں۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

عروش بیڈ کے کنارے پر ٹکی اپنی چوڑیاں اتار رہی تھی ،جب ہلکی سی

کلک کی آواز ہوئی اور شاہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

چوڑیاں اتارتے عروش کے ہاتھ اور اس کی سانسیں یکدم تھم گئیں۔

وہ بھاری قدم اٹھاتا ہوا اس کی طرف ہی آرہا تھا مگر اس کے سامنے

سے گزر کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔وہ بڑی خاموش نظروں سے عروش کی طرف دیکھ رہا تھا۔مگر دلہناپے کے روپ میں عروش کا ہوش ربا حسن بھی اس کے احساسات پر جمی برف پگھلانے میں ناکام ہوگیا۔وہ دھیرے سے کھنکھارتے ہوئے بے تاثر آواز میں بولا۔

تم میری زندگی میں میری مرضی سے شامل ہوئی ہوتیں تو اب تک میرے گھر کے ساتھ میرے دل ،میری روح پر بھی تمھاری حکمرانی ہوتی مگر اب تم میری مرضی نہیں صرف میری ضد بن کر میری زندگی

میں آئی ہو اور معظم شاہ اپنی ضد ہر قیمت پر پوری کرکے رہتا ہے چاہے اس کے لئے مجھے کسی کی بھی جان ہی کیوں نا لینی پڑے۔

وہ نہایت سفاکی سے کہہ رہا تھا۔

عروش پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔شاہ کے چہرے پر

خطرناک حد تک سنجیدگی اور آنکھوں سے چھلکتی نفرت نے اسے فوراً

نگاہیں جھکانے پر مجبور کر دیا تھا۔

عروش!میرے دل سے تم اسی دن اتر گئیں تھیں ،جس دن تم نے میرے منع کرنے کے باوجود گھر سے باہر قدم نکالا تھا۔یہ جرأت تمھیں کس کی شہہ نے دی تھی ،یہ بھی میں جانتا ہوں۔جتنی شدت سے میں

نے تمھیں چاہا تھا اب اتنی ہی شدت کے ساتھ تم سے نفرت کرتا ہوں۔

ایک اغوا شدہ لڑکی کے لئے میری ضد کے بدولت میرے کمرے میں تو جگہ ہو سکتی ہے مگر میرے دل میں کبھی نہیں ہوگی۔اس لئے کبھی اپنی اوقات بھولنے کی کوشش مت کرنا۔شاہ نے بے رحمی کی انتہا کر

دی تھی۔

اس کمرے میں ہمارے بیچ جو بھی تعلقات رہیں اس کی زرا سی بھی بھنک اس کمرے سے نکل کر گھر میں رہنے والے کسی بھی فرد تک پہنچی یا تم نے اپنے دکھ میری ماں یا اپنی ماں سے رونے کی

کوشش کی تو میں زندگی تم پر اتنی تنگ کردوں گا کہ تم موت کی بھیک مانگو گی اور میں تمھیں وہ بھی نہیں دوں گا۔وہ لفظوں سے عروش کو چھلنی کرنے کے بعد وہاں رکا نہیں تھا فوراً ہی اٹھ کر مضبوط قدموں اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔ان قدموں کے نیچے اس نے اپنے دل اور دل کے سارے ارمانوں کو بھی کچل ڈالا تھا۔

ریلنگ پر دونوں ہاتھ جمائے نیچے دیکھتے ہوئے اس نے فضا میں ایک گہرا سانس خارج کیا۔دل میں جلنے والی آگ کسی طور نہیں بجھ رہی تھی۔عروش کی ایک غلطی نے شاہ کے سارے ارمان مٹی میں ملا دیئے تھے۔اس دن کی تمنا اس کے دل نے بڑی شدت سے کی تھی۔

بڑی چاہت سے وہ عروش کو بیاہ کر لانا چاہتا تھا مگر اب جی بھر کر اسے دلہن بنا دیکھنے کی خواہش بھی دل کے کسی کونے میں جا سوئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

~~~~~~~~~~~~

میر سجاول زندہ سلامت ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے اس کے
~~~~~~~~~~~~

سامنے بانہیں پھیلائے کھڑا تھا۔زرتاج پر تو شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی۔وہ بے ساختہ اس کے چوڑے مگر زخمی سینے سے لپٹ گئی ،پہلی بار اس نے یہ جسارت خود سے کی تھی۔

درد کی ایک شدید لہر میر سجاول کے سینے سے اٹھی تھی مگر اس نے لاپرواہی سے زرتاج کے گرد اپنے مضبوط بازوؤں کا گھیرا تنگ کر لیا۔

میر سائیں ! مجھے لگا تھا اب میں آپ کو کبھی نہیں دیکھ سکوں گی۔

آپ مجھ سے ہمیشہ کے لئے دور چلے گئے ہیں ،ایک پل بھی سکون نہیں مل رہا تھا۔میں نے آپ کو بہت یاد کیا ہے۔وہ میر کے گلے سے لگے ہچکیوں سے روتے ہوئے بولے چلی جا رہی تھی اور میر خاموشی و حیرانی سے اسے سن رہا تھا۔آج سے پہلے کبھی زرتاج نے اس طرح اپنی احساسات کا اظہار نہیں کیا تھا۔

میں نے آپ کے زندہ سلامت لوٹ آنے کی جتنی دعائیں مانگی تھیں ، اللہ سائیں نے سب پوری کردیں ،اگر میری دعائیں قبول نہیں ہوتیں تو میں بھی ہر گز زندہ نہیں رہتی۔اس نے سر اٹھا کر جھر جھر بہتی آنکھوں سے میر کو دیکھا۔

صدقے ! مجھے اتنا سا بھی اندازہ ہوتا کہ میری یہ زرا سی تکلیف تمھیں

مجھ سے اتنا نزدیک اور یوں اظہار کرنے پر مجبور کر دے گی۔۔۔تو

تمھاری قسم !میں خود ہی اپنے لئے اس حملے کا بندوبست کر لیتا۔یہ

آئیڈیا مجھے پہلے کیوں نہیں سوجھا۔

میر سجاول نے ناخن سے شیو اسکریچ کی جو اتنے عرصے کی لاپرواہی سے خاصی بڑھ چکی تھی اور پرسوچ انداز میں اس کے یوں خود سے لپٹ جانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے شرارت سے کہا۔
زرتاج نے فوراً سنبھل کر دور ہونا چاہا مگر میر نے گھیرا اور تنگ کر دیا مگر اب زرتاج کے انداز سے خفگی چھلک رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا یار ! سوری۔۔۔سوری۔۔۔سوری۔۔۔کان پکڑ کر۔۔۔لیکن میرے نہیں تمھارے۔

میر نے شرارت سے اس کے کان پکڑ لئے۔زرتاج بے ساختہ مسکرادی۔

میر نے اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں تھام کر اس کی پیشانی پر پیار کیا۔

زری! میں نے بھی تمھیں بہت مس کیا۔ہوش میں آنے کے بعد سب سے پہلے تمھارا ہی سوہنا مکھڑا یاد آیا تھا۔ہاسپٹل شہر میں تھا اور اماں

ہر وقت وہاں موجود تھیں ورنہ اڑ کر یہاں پہنچ جاتا۔ابھی بھی اتنی دیر

تمھاری وجہ سے ہوئی ہے کیونکہ تمھارا دیدار بھی اماوس کے چاند کی طرح آدھی رات کے بعد ہی نصیب ہوتا ہے۔وہ یوں وضاحتیں دے

رہا تھا جیسے کسی گناہ کا اعتراف کر رہا ہو یا وہ کسی ضروری کام کی وجہ

سے زرتاج سے ملاقات نہیں کر سکا۔

تم جانتی ہو بھلا! اتنے دن میں تم سے دور رہ سکتا ہو۔وہ جذبوں سے

بھر پور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔زرتاج بھی بے خودی کے عالم

میں اسے دیکھے گئی۔اس کو دیکھتے ہوئے بار باراس کی آنکھیں بھر آرہی

تھیں۔

زری ! تم نے اپنی یہ کیا حالت بنا لی ہے ،میں مر تو نہیں گیا تھا۔

میرے زندہ بچ جانے کی خبر تو تمھیں گاؤں والوں سے مل گئی ہو گی

پھر خود کو کیوں اجاڑ بنایا ہوا ہے۔میر نے اس کے شکن زدہ لباس

اور آنکھوں کے گرد پڑتے سیاہ ہلکوں کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی

آنکھوں کو اپنی انگلیوں کی پوروں سے چھوتے ہوئے بولا۔

تمھاری آنکھوں سے مجھے کتنا پیار ہے اور میرے پیچھے تم نے انکا کیا

حشر کر لیا ہے۔دل تو کرتا ہے تمھارا گلا دبا کے مار دوں تمھیں۔اس

نے زرتاج پر آنکھیں نکالیں بہت جلد ہی وہ اپنے ڈیول والے اسٹائل میں لوٹ آیا تھا مگر اس بار بجائے ڈرنے کے زرتاج کھلکھلا کر مدھم سا ہنس پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ واپس آگئے ہیں ،اب ان آنکھوں کی رونق بھی لوٹ آئے گی۔ان میں چمک اور روشنی آپ کے ہونے سے ہے۔زرتاج دھیمی آواز میں اس کے چہرے پر نظریں جمائے بولی۔

اس نے ایک پل کے لئے بھی میر کے چہرے سے نظر نہیں ہٹائی تھی یوں جیسے وہ پلکیں جھپکے گی اور وہ غائب ہو جائے گا۔وہ اندر

سے اب تک خوف زدہ تھی۔

میر سجاول اس کے انداز پر اب حیران ہونے سے زیادہ نثار ہوا جا رہا تھا۔

اس نے جھٹ زرتاج کو دونوں بازوؤں سے پکڑ کر فٹا فٹ اس کے

دونوں گالوں پر باری باری پیار کیا۔

مائی سوئیٹ پرنسز ! میں نے تو سوچا تھا میں یہاں اچانک پہنچ کر سرپرائز

دوں گا مگر تم تو مجھے سرپرائزز پر سرپرائزز دیئے جا رہی ہو۔وہ خوشی سے

سرشار آواز میں بولا۔زرتاج نے جلدی سے اس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھ

دیا خوشی میں میر کی آواز قدرے بلند ہو گئی تھی۔ماں باپ کے بیدار

ہوجانے کے ڈر سے اس نے صحن میں کھلنے والی کھڑکی میں سے جھانک

کر جائزہ لیا۔

ڈونٹ وری سوئیٹی !بے خبر سورہے ہیں وہ دونوں ،تم یہ بتاؤ ،ہاسپٹل میں مجھ سے ملنے کیوں نہیں آئی۔۔۔؟تمھارا دل نہیں تڑپا مجھے دیکھنے

کے لئے ؟ میر نے پشت سے اس کے گرد حصار باندھتے ہوئے سوال

کیا۔

دل تو بہت تڑپا تھا مگر میں شہر اکیلی کیسے جاتی ،شہر میں مجھے بہت ڈر لگتا ہے اور مجھے ہاسپٹل کا نام بھی نہیں پتا تھا۔اس نے معصومیت سے

جواب دیا۔

اچھا ! "معصوم شاہ" کے مزار پر اکیلی جا سکتی تھی ،مجھ سے ملنے کے لئے شہر جاتے ہوئے ڈر لگ رہا تھا۔میر سجاول نے مسکراتے ہوئے

اس کے گال پر چٹکی بھری۔زرتاج نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ کو کیسے پتا ، آپ تو ہاسپٹل میں تھے۔۔۔؟بے وقوف سے زرتاج ہونق بنی پوچھ رہی تھی۔

دلبر سائیں! ہم تو دشمنوں کی بھی خبر رکھتے ہیں ،آپ تو پھر بھی یہاں رہتی ہیں۔میر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے دل پر رکھا۔

زرتاج کے معصوم سے چہرے پر حیا کی سرخی دوڑ گئی پھر وہ زرا توقف سے بولی۔

میر سائیں ! اللہ سائیں نے میری مراد پوری کردی ہے، میں نے "معصوم شاہ " کے مزار پر منت مانی تھی ،شادی کے بعد آپ میرے

ساتھ وہاں چلیں گے ناں ؟زرتاج نے معصومیت سے استفسار کیا۔

ہاں ! کیوں نہیں ،میں تو ابھی اسی وقت چلنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ

تم اپنے اندر تھوڑی سی ہمت پیدا کرلو۔وہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی

سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں نے ابھی کے لئے نہیں بولا ،شادی کے بعد کے لئے بولا ہے۔

اسے میر کا اس بات کو بھی مذاق میں اڑانا اچھا نہیں لگا۔منہ پھلائے گویا ہوئی۔

اچھا ! مجھے لگا یہ حکم ابھی کے لئے ہے،آپریشن کے بعد میں زرا اونچا سننے لگا ہوں۔اس نے جیب سے سگریٹ کا پیکٹ نکالتے ہوئے

سنجیدگی سے کہا۔اس وقت زرتاج کو تنگ کرنے میں اسے بہت مزہ آرہا تھا۔وہ بڑی دلچسپی سے اپنے جھوٹ پر زرتاج کے چہرے پر ابھرتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

سائیں ! سویرے اماں کو سگریٹ کی بو محسوس ہوجائے گی پلیز ! آج مت پئیں۔زرتاج نے کچھ جھجکتے ہوئے التجا کی مبادا وہ اس گستاخی پر بھڑک اٹھے مگر میر سجاول نے بڑی شرافت سے پیکٹ دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور اس کے سراپے پر ایک بھرپور نظر ڈالی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہاں آکر بیٹھو ،وہاں دور سے کھڑی رہ کر کیا حکم چلا رہی ہو۔اس نےڈپٹ کر حکمیہ زرتاج کو اپنے پاس بلایا۔اس کے اندر کاعاشق یکدم ہی انگڑائی لے کر جاگا تھا،اس لئے زرتاج کا دور کھڑے رہنا سخت ناگوار گزرا۔

وہ شاہانہ انداز میں پلنگ پر نیم دراز ہاتھ کا تکیہ بناکر دیوار سے ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ٹانگیں پلنگ سے نیچے لٹکائے اور ایک ٹانگ دوسری پر رکھے

پاؤں جھلا رہا تھا۔

اس بلاوے پر زرتاج کی جان پر بن گئی مگر حکم عدولی تو وہ کر نہیں

کرسکتی تھی خاص طور پر آج جب وہ اتنی منت مرادوں کے بعد

لوٹ کر آیا تھا ، اس لئے سر جھکائے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی

پلنگ تک پہنچ کر رک گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے اسے اپنے برابر گرا لیا۔

زرتاج نے میر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو مکمل اس پر گرنے سے

بچایا تھا۔میر نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

یہ دوا اگر ہاسپٹل میں ہی دستیاب ہوجاتی تو یقیناً میرے زخم بہت

جلدی بھر چکے ہوتے۔وہ اس کا ہاتھ زور سے دباتے ہوئے بولا۔

زرتاج کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔

میر نے اس کی جھولتی ہوئی لٹ انگشتِ شہادت پر لپیٹ کر دھیرے سے کھینچی پھر زرا سی کروٹ لے کر اسے اپنے بازوؤں میں بھر لیا۔وہ آج ہی کی رات میں مہینے بھر جدائی کسک کی مٹا لیناچاہتا تھامگر جلد ہی اس نے اپنے بپھرتے جذبات کو لگام ڈالی اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔

میر سائیں ! آج جانے سے پہلے ایک وعدہ کریں گے۔۔۔؟زرتاج نے

نے پر امید لہجے میں اسے مخاطب کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حکم کرو ! وہ فوراً سے پیشتر بولا۔

آپ اب کبھی اپنی جان جوکھم میں ڈال کر مجھ سے ملنے یہاں نہیں آئیں گے ، میری وجہ سے آپ کو کوئی نقصان پہنچے یہ میں کبھی برداشت

نہیں کر سکوں گی۔وہ اس کا ہاتھ تھام کر منت بھرے لہجے میں بولی۔

میر سجاول بے ساختہ ہنس پڑا۔

تمھاری یہ دل نشین ادائیں دیکھنے کے لئے تو میں اپنی جان بھی دینے کے لئے تیار ہوں مگر سوچ لو ، اگر میں یہاں نہیں آؤنگا تو پھر تمھیں آنا پڑیگا۔رات کے اندھیرے میں کتوں کے بھونکنے سے تمھیں ہی ڈر لگتا ہے پھر رونا مت اور نا ہی کوئی شکوہ کرنا کیونکہ میں بار باراپنی ہونے والی بیوی کی بات ماننے کا عادی نہیں ہوں۔وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے دونوں ہاتھ اٹھا کر صاف گوئی سے بولا۔

مجھے منظور ہے بس آپ یہاں کسی بھی صورت نہیں آئیں گے۔وہ دوبدو بولی کیونکہ وہ جانتی تھی اگر معظم شاہ کو میر سجاول کے یہاں اس سے ملنے کی بابت علم ہوگیا تو وہ جو حشر کرے گا اس سے سراسر نقصان زرتاج کا ہی ہونا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر نے اس کے جواب پر کندھے اچکائے اور اس کا گال نرمی سے

کھینچتے ہوئے آہستگی سے دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

اپنے روم سے نکل کر وہ کارچ پورچ میں آیا تھا۔الرٹ کھڑے ڈرائیور اور گارڈز اسے دیکھتے ہی پھرتی میں آگئے۔گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے

ڈرائیور کو شہر لے جانے کا حکم دیا۔

صبح بیڈ پر رونما ہونے والے قصے اور عروش کے ہاتھ میں میر سبطین

کے بریسلٹ نے اس کا موڈ انتہائی خراب کر دیا تھا۔اب تین چار دن اس کا گاؤں میں رہنے اور عروش کا سامنا کرنے کا قطعی موڈ نہیں

تھا۔

اسی بگڑے ہوئے موڈ میں اس نے بادل ناخواستہ نگار کی کال اٹینڈ کی

جس نے دو مہینے سے شاہ کو دن رات کالز کر کے پریشان کیا ہوا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں نے تمھیں سمجھایا تھا نا کہ میں ان دنوں بہت بزی ہوں مجھے ڈسٹرب مت کرنا پھر یہ بات تمھارے دماغ میں گھستی کیوں نہیں ہے ؟شاہ نے برہمی سے اسے بے نقط سنائیں۔

میں گاؤں آیا ہوں اور بہت بزی ہوں ، ایک ہفتے تک میرا کراچی آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔تم مجھے اب دوبارہ کال کر کے تنگ مت کرنا

مجھے جب فرصت ملے گی میں خود تمھیں کال کرلوں گا۔

شاہ !چھ مہینے ہو گئے نا آپ خود آئے ہیں نا آپ کا چیک آیا ہے۔یہ

تو میرے ساتھ ذیادتی ہے۔نگار نے کھنکتی ہوئی آواز میں شکوہ کیا۔

اس پر شاہ کی برہمی کا اثر تو ہوا مگر پھر بھی ڈھٹائی سے بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔ڈونٹ وری ! چیک تمھیں مل جائیگا لیکن کان کھول کر سن لو اب تم مجھے کال نہیں کروگی ۔شاہ نے شانِ بے نیازی سے کہتے ہوئے تنبیہہ کی۔

شاہ ! کہیں آپ نے شادی تو نہیں کرلی۔اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

تم بس یہی سمجھ لو۔معظم شاہ نے اسے کھل کر بتانے یا چھپانے کی

ضرورت محسوس نہیں کی۔عروش سے پہلی ملاقات کے بعد سے وہ اس قسم کے تعلقات اور ملاقاتوں کو خیر باد کر چکا تھا مگر یہ نگار کسی

صورت اس کی جان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔

اس کا موبائل پھر سے وائبریٹ ہونے لگا،اپنے خاص بندے کا نمبر دیکھ کر کال رسیو کر لی ورنہ اس وقت وہ کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔عروش کو ہرٹ کر کے وہ خود بھی بے حد مضطرب تھامگر اس کی انا اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یس ! اس نے موبائل کان سے لگا کر گمبھیر آواز میں کہا۔

سائیں ! پولیس کو حماد کی لاش مل گئی ہے لیکن ساتھ ایک گڑ بڑ بھی ہو

گئی ہے۔اس کی آواز میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

کیسی گڑبڑ۔۔؟ شاہ کی آواز بے تاثر تھی۔

سائیں ! حماد کے گھر والے اس کی موت کے ساتھ بی بی اور ان کے

خاندان کی اچانک گمشدگی کو جوڑ رہے ہیں۔انہوں نے ایف۔آئی۔آر

میں بھی نام لکھوایا ہے۔

ٹھیک ہے ، میں دیکھ لوں گا۔بس تم ان لوگوں پر نظر رکھو۔مجھے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہئے۔

حاضر سائیں!

شاہ نے اسکی کال ڈسکنیکٹ کی پھر ایک نمبر ملایا ،اپنے رسوخات استعمال کرتے ہوئے ایف۔آئی۔آر غائب کرنے اور کیس کو ختم کرنے کی ہدایت دیں۔کچھ دیر کال پر مصروف رہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔اس تمام دورانیے میں اس کی پیشانی پر گہری تفکر کی لکیروں کا جال پھیلا ہوا تھا ۔کال سے فارغ ہو کر اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نواز!

جی سائیں!

یہ میری طرف سے اپنی بیوی کو دی دینا۔اس نے پاکٹ سے بریسلٹ نکال کر اس کی طرف اچھا لا ۔ڈرائیور نے چمکتی آنکھوں سے

قیمتی بریسلٹ کو دیکھا اور پاکٹ میں ڈال لیا۔

مہربانی سائیں!

ہوں۔۔۔شاہ کو وہ بریسلٹ اپنے پہلو میں کسی زہریلے سانپ کی مانند

لگ رہا تھا۔اسے نکالتے ہی جیسے سکون سا مل گیا تھا۔وہ سیٹ کی

پشت سے ٹیک لگائے سگریٹ کے کش لیتے ہوئے مسلسل عروش کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا ۔گاڑی کی دبیز خاموشی میں اس کی دھیمی سی بڑبڑاہٹ گونجی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ڈمپل گرل!

“”””””””””””””””””””””””””

دلبر سائیں ! کیسے مزاج ہیں آپ کے ؟ گھر آنے پر تو آپ نے پابندی لگادی اور خود دو دن سے غائب ہیں۔۔۔۔۔کیا میں ساری قسمیں اور وعدے بھلا دوں؟لہجے میں دنیا بھر کا پیار سموئے میر سجاول کی آنکھوں سے غصہ چھلک رہا تھا۔اسکائے بلیو کلر سوٹ میں آنکھوں پر گلاسز چڑھائے وہ سخت تیور لئے استفسار کر رہا تھا۔

اماں کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی ،اس لئے گھر پر ہی تھی۔آج ہی اسکول جا رہی ہوں۔زرتاج نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

ادھر اُدھر کیا دیکھ رہی ہو ،میری طرف دیکھو ناں۔میر نے شوخی سے کہا۔زرتاج نے زرا سی نگاہ اس کے چہرے پر ڈالی ، میر دلکشی سے مسکرا دیا۔

جانتی بھی ہو ،ایک دن ناں دیکھوں تمھیں تو پاگل ہونے لگتا ہوں پھر بھی ظلم کرتی ہو۔زری ! تم بہت ظالم ہو۔

میں بھی گن گن کر بدلے لوں گا۔وہ غصہ دبا کر اب معصوم سی شکل بنائے شکوہ کر رہا تھا۔

سائیں ، مجبوری تھی ورنہ مجھے چھٹی کرنے کا کوئی شوق نہیں۔اب میں

جاؤں ؟دیر ہو رہی ہے۔زرتاج نے کہتے ہوئے جانے کے لئے قدم

بڑھائے اس نے ایکسیلیٹر دبا کر اس کا راستہ روک لیا۔

جانتا ہوں ، تمھیں لور لور پھرنے کا بہت شوق ہے۔شادی ہوجائے پھر حویلی سے باہر قدم نہیں رکھنے دوں گا۔بس میرے دل میں رہوگی۔اس نے زرتاج کی جاب پر طنز کرتے ہوئے دل پر ہاتھ رکھ کر یوں کہا جیسے سچ میں اسے دل میں ہی رکھنے کا ارادہ ہو۔

زرتاج کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ ابھری۔شرم سے گلابی رخسار سرخ ہوگئے۔گارڈز کے سامنے میر کی کھلے عام عاشقی پر وہ شرم سے زمین میں گڑ جاتی تھی۔وہ دو قدم پیچھے ہو گئی اور جانے کے لئے راستہ دیکھنے لگی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار سنو ! یہ میں تمھارے لئے لایا ہوں۔ایک خوبصورت پیکنگ میں پیکڈ گفٹ اور اس کے ساتھ ہی ایک سمپل کاغذ کا پیکٹ زرتاج کی طرف بڑھایا۔زرتاج نے زرا توقف کے بعد ہاتھ بڑھا کر تھام لیا اور پیکٹس کو دیکھنے لگی۔

سوئیٹی ! کھول کر دیکھو۔اس نے پیار بھرے لہجے میں سمپل پیکنگ والے پیکٹ کی طرف اشارہ کیا۔

زرتاج نے پیکٹ کھولا تو اس میں فریش موتیے کے گجرے تھے۔اس

نے خوشگوار حیرت سے میر کی طرف دیکھا ۔

اب اسے پہن کر دکھاؤ۔آنکھوں میں شرارت لئے سنجیدگی سے اس نے

فرمائش کی۔زرتاج کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

میر سجاول کی اتنی بے خوفی اور ایسی فرمائیشوں سے اس کی جان پر بن

جاتی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! کوئی دیکھ لے گا ، پلیز ! میں گھر جا کر پہن لوں گی۔ابھی

مجھے جانے دیں۔وہ بے بس سی ہو کر بولی۔

ہر گز نہیں ، ابھی پہن کر دکھاؤ گی۔ورنہ میں اسکول میں سب کے سامنے پہناؤں گا۔وہ ہٹ دھرمی سے ضدی لہجے میں بولا۔

زرتاج جانتی تھی ،اب وہ ٹلنے والا نہیں اور جو کہہ رہا ہے وہ بھی کر کے دکھائے گا۔اس لیے ہار مان کر کپکپاتے ہاتھوں سے جلدی جلدی گجرے پہنے لگی۔

گلاسز سر پر چڑھائے اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ کو میر سجاول بڑی دلچسپی سے دیکھا۔زرتاج کے گورے گلابی نازک ہاتھوں میں گجرے خوب سج رہے تھے۔

زرتاج نے گجروں والے ہاتھ اٹھا کر میر سجاول کی طرف یوں دیکھا ،جیسے کہہ رہی ہو ۔۔۔۔بس،خوش۔۔۔میر سرشاری سے کھل کر مسکرایا۔اس کی خوبصورت براؤن آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

بہت خوش۔۔۔وہ بڑبڑانے کے انداز میں بولا۔اس کی نظریں زرتاج کے ہاتھوں پر ٹھہر سی گئی تھیں۔

میر نے چاہت چھلکاتی نظروں سے اسے دیکھا پھر ہلکی رفتار میں گاڑی آگی بڑھا دی۔وہ سائیڈ مرر میں زرتاج کو دیکھتا ہوا جا رہا تھا۔

زرتاج نے گاڑی نظروں سے اوجھل ہوتے ہی گجرے اتار کر پرس میں رکھ لئے۔

"""""""""""""""""""""""""

پورا دن اس نے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تھا کہ وہ ڈپریس ہے، حتی کہ رانیہ پر بھی نہیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ کتنی ہی بار اس کے پاس آئی تھی مگر میر سبطین نے اس سے بلکل نارمل بی ہیو کیا تھا پھر وہ میر سجاول کے ساتھ زمینوں کا چکر لگانے چلا گیا شام گئے ان دونوں کی واپسی ہوئی تھی۔

سب کے ساتھ ڈنر کرنے کے بعد جب وہ کمرے میں پہنچا تو پھر وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکا۔

دونوں ہاتھوں میں سر تھامے صوفے پر ڈھے سا گیا۔عروش کی شادی
کے مناظر اس طرح اس کی نظروں کے سامنے تھے جیسے وہ خود وہاں
شریک رہا ہو۔

عروش اگر میں یہ مان بھی لوں کہ معظم شاہ نے تم سے زبردستی ہی شادی کی ہوگی مگر تم ایک بار مجھ سے رابطہ تو کر سکتی تھی۔تمھاری
یہ لاتعلقی تو تمھیں سو فیصد بے وفا ثابت کر رہی ہے ۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ، اگر تمھیں معظم شاہ میں دلچسپی تھی
تو پھر مجھے خواب کیوں دکھائے ،کیوں میرے جذباتوں کا مذاق بنایا ،
میرے ساتھ دھوکہ کر کے تمھیں کونسی تسکین مل گئی ہے۔یہ سب سوال اسے نڈھال کر رہے تھے مگر اب وہ چاہ کر بھی عروش سے رابطہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

عروش نے اسے بے وفائی کی ہو مگر وہ اس کی نئ زندگی میں زہر نہیں

گھولنا چاہتا تھا نا ماضی کی کہانی دھرانا چاہتا تھا۔صوفے کی پشت سے

سر ٹکائے وہ اپنے بالوں میں انگلیاں چلا کر خود کو ریلیکس کرنے کی بھر

پور کوشش کر رہا تھا مگر بے سکونی اور گھٹن بڑھتی ہی جا رہی تھی۔

میر سبطین نے اپنے سفری بیگ سے نیند کی ٹیبلیٹس نکالی اور دو ٹیبلیٹ

لے کر بیڈ پر لیٹ گیا۔اس نے فیصلہ کرلیا تھا کہ عروش سے وابستگی

کی کتاب آج رات ہی ہمیشہ کے لئے بند کر دیگا۔اس میں ہی سب کی بہتری تھی۔اس سوچ نے

اسے کافی حد تک پر سکون کر دیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

"""""""""""""""""""""""""

ہیلو ! ڈاکٹر صاحب ! کیا ہم اندر آسکتے ہیں۔۔۔؟میر سبطین زرا سا

دروازہ کھولے سر نکال کر اجازت طلب کر رہا تھا۔

اوہ۔۔۔واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز۔۔۔آج تو بڑے بڑے لوگ آئے ہیں

ہمارے غریب خانے پر۔مکتوم شاہ اپنی جگہ چھوڑ کر میر سبطین سے گلے ملا۔اس کے پیچھے رانیہ کو اندر آتا دیکھ کر سر کے اشارے سے سلام

کیا۔

یار ! تمھیں تو فرصت نہیں ملتی ہاسپٹل سے ، ہم نے سوچا کیوں نا خود

ہی چل کر تم سے مل لیا جائے۔

گڈ ! پچھلے کچھ دنوں سے مصروفیت کچھ ذیادہ ہی ہوگئی تھی۔تم سے بھی کوئی رابطہ نہیں ہو سکا۔وہ عروش اور معظم کی شادی کا ذکر کرنا نہیں چاہتا تھا اس لئے وجہ صاف چھپا گیا۔

آپ لوگ کب سے یہاں آئے ہوئے ہیں ؟ مکتوم شاہ نے سوالیہ نظروں سے ان دونوں کو دیکھا۔

اس بار ویک اینڈ گاؤں میں گزارنے کا پروگرام بنایا تھا،سوچا اس بہانے تم سے بھی ملاقات ہو جائیگی اور تمھارا ہاسپٹل بھی دیکھ لوں

گا۔میر سبطین گویا ہوا۔

رانیہ اس کے کیبن کا جائزہ لینے میں مصروف تھی۔لائیٹ پنک کلر کے اسٹائیلش ڈریس میں ہمیشہ کی طرح پونی ٹیل بنائے وہ دلکش لگ رہی تھی۔اس نے میر سبطین کی موجودگی میں بہت احتیاط سے رانیہ پر نظر ڈالی تھی۔یکدم بول اٹھی۔

چلیں پھر ہاسپٹل دکھا دیں پہلے باقی باتیں بعد میں ہونگی۔رانیہ نے میر

سبطین کی بات اچک لی تھی۔مکتوم شاہ چیئر چھوڑ کر اٹھ گیا۔

ایک ساتھ چلتے ہوئے ان لوگوں نے پورے ہاسپٹل کا دورہ کیا۔

رانیہ کو اس کا ہاسپٹل بہت پسند آیا تھا۔

ڈاکٹر مکتوم شاہ ! آپ کا ہاسپٹل لاجواب ہے ،بہت کم وقت میں آپ

نے بہت محنت بھی کی ہے اور ترقی بھی۔وہ جب لندن سے آئی تھی اردو کچھ اٹک اٹک کر بولتی تھی مگر اٹکتی تو تھی مگر اچھی اردو بول لیتی

تھی۔مکتوم شاہ کو اس کا تعریفی انداز بہت پسند آیا۔

تھینکس ! دراصل ہاسپٹل کا کام ابھی بھی مکمل نہیں ہوا ہے مگر مریضوں

کے لئے یہاں تقریباً ہر طرح کی سہولیات میسر ہیں۔اب کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں گاؤں والوں کو شہر جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔مکتوم شاہ بھرپور اعتماد کے ساتھ کہہ رہا تھا۔

گاؤں والوں کے لئے تم بہت محنت کر رہے ہو ، تمھارے اندر خدمت خلق کا جذبہ قابلِ تعریف ہے۔ورنہ ہماری جیسی سوسائیٹی

میں اس پیشے کو لوگ دولت کمانے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔میر سبطین

دل سے اس کے جذبے کا متعرف تھا۔

انہی باتوں کے دوران وہ لوگ واپس کیبن میں پہنچ گئے۔مکتوم شاہ نے چائے اور ریفریشمنٹ آرڈر کیا تھا جسے ملازم ٹیبل پر سیٹ کر رہا تھا۔تینوں نے چیئرز سنبھال لی۔

مکتوم شاہ ! ہماری اس ملاقات سے تمھیں کوئی پرابلم تو نہیں ہوگی ؟میر مطلب ہے کہ معظم شاہ تم سے باز پرس کرے۔میر سبطین نے خدشہ

ظاہر کیا۔

ہمم۔۔۔پرابلم تو انہیں پہلے بھی ہوئی تھی مگر میں اپنے معملات کا اختیار اپنے پاس رکھتا ہوں ، دخل اندازی کرنے کی تو ان کو عادت ہے مگر مجھے کوئی پرواہ نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں ہم اس دوستی کو مضبوط کریں۔

میں ایک بزنس اسٹارٹ کرنا چاہتا ہوں جس کے لئے مجھے اے ک پارٹنر کی ضرورت ہے اور آپ جیسے بزنس ٹائیکون سے بہتر مجھے کوئی اور

پارٹنر مل نہیں سکتا۔

کیا آپ میرے ساتھ پارٹنر شپ کریں گے ؟مکتوم شاہ نے مسکراتے

ہوئے میر سبطین کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

وائے ناٹ ! مجھے بہت خوشی محسوس ہورہی ہے ،یقیناًہم اچھے دوست ہونے کے ساتھ بہترین بزنس پارٹنر بھی ثابت ہونگے۔میر سبطین نے

بخوشی اس کی آفر قبول کی اور اس کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔رانیہ کے

چہرے پر بھی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

مکتوم شاہ یہ سب اسی کے لئے تو کر رہا تھا۔وہ رانیہ کو اپنی زندگی میں

شامل کرنے کے لئے راہ ہموار کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””””””””””””””””

معظم شاہ رات گئے حویلی لوٹ کر آیا تھا۔اسے یقین تھا کہ اب تک عروش بے خبر سو چکی ہوگی۔ روم کا دروازہ کھولا تو پہلی نظر بیڈ پر ہی گئی جہاں عروش بے ترتیبی سے سوئی ہوئی تھی۔اس کا دوپٹے سے بے نیاز دلکش وجود نیند میں اور بھی زیادہ دلکش لگ رہا تھا۔

معظم شاہ دھیرے دھیرے چلتا ہوا بیڈ کے سرہانے پہنچ کر کھڑا ہو گیا۔وہ بہکنے لگا تھا مگر یکدم ہی اس نے سنبھل کر نظریں چرالیں پھر کچھ سوچتے ہوئے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

شاور لے کر جب وہ باہر نکلا،عروش اس کی طرف کروٹ لے چکی تھی۔شاہ ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا بال بنا رہا تھا۔اس کی نظریں بار بار شیشے میں نظر آنے والی بے خبر سوئی عروش کے وجود پر بھٹک رہی تھیں۔برش رکھ کر اس نے اسپرے کیا پھر پلٹ کر آیا اور بیڈ پر بیٹھ گیا۔

سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کا پیکٹ اٹھایا اور سگریٹ سلگا کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے گہرے گہرے کش لینے لگا۔یکدم ہی اس نے انگلیوں میں دبے سگریٹ سمیت عروش کے گال کو اپنے ہاتھ کی پشت سے سہلایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

گہری نیند میں بھی کسی احساس کے تحت عروش کی آنکھ کھل گئی۔اس نے مندی مندی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش تو معظم شاہ کو اپنی

طرف دیکھتا پاکر اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔سانس جہاں کا تہاں رہ گیا۔

عروش کے جاگ جانے سے معظم شاہ خجل سا ہو گیا ،بوکھلاہٹ میں انگلیوں میں دبا سگریٹ عروش کی بیوٹی بون پر گرا ، عروش کے منہ سے بے ساختہ دبی سی سسکاری نکلی۔جلن کی شدت سے اس نے آنکھیں میچ لیں۔

اس کے چہرے پر تکلیف کی لہر نے شاہ کو ڈھیروں ڈھیر شرمندگی نے گھیر لیا اس نے فوراً ہی سگریٹ اٹھا کر ایش ٹرے میں مسل دیا مگر عروش کی بون پر اچھا خاصا داغ پڑ چکا تھا۔

ایم اکسٹریملی سوری ! یہ نادانستگی میں ہوا ہے ، میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔وہ عروش کا ہاتھ تھامتے ہوئے بولا۔چند لمحوں کے لئے وہ یہ بھی بھول چکا تھا کہ بارہا وہ عروش سے نفرت کا اظہار کر چکا ہے۔

پھر وہ بیڈ سے اتر کر ڈریسنگ روم میں گیا اور فرسٹ ایڈ باکس لے آیا۔

شاہ عروش کی بیوٹی بون پر انگلی کی مدد سے برننگ ٹیوب لگا رہا تھا۔عروش کی کیفیت کچھ ایسی ہو گئی تھی کہ جلن کا احساس بھی معدوم پڑ گیا تھا۔وہ سانس کھینچے لیٹی رہی۔

بہت جلن ہو رہی ہے۔۔؟شاہ نے ٹیوب کا کیپ لگاتے ہوئے ایک نظر اس کے گھبرائے ہوئے چہرے پر ڈالی۔

نہیں۔۔۔اب ٹھیک ہے۔عروش کہ منہ سے بمشکل آواز نکلی۔

یہ جلن کچھ دیر کم پڑ جائے گی۔اس نے عروش کا گال تھپتپایا۔

مگر جس جلن سے میں جل رہا ہوں اس کا کیا۔۔۔؟ یکدم ہی شاہ کا موڈ بدلا پیشانی پر بل پڑ گئے ۔عروش ہکا بکا اس کا منہ دیکھنے لگی۔

ابھی تو بڑا ہمدرد بن رہے تھے اچانک اصل روپ میں آگئے۔اس نے

بد دل ہو کر سوچا۔

شاہ ! میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جس کے لئے مجھے شرمندگی ہو ،جو کچھ بھی اس دن ہوا اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔وہ بس ایک ایکسیڈینٹ تھا یا پھر میری بد نصیبی، اس میں میری نیت کا کوئی عمل دخل نہیں تھا۔

اس لئے میں اپنی نظروں میں سر خرو بھی ہوں اور پر سکون بھی ہوں۔عروش نے آنکھوں میں نمی لئے اپنی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی۔

میر سبطین کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔۔۔؟شاہ نے اس کی ساری باتیں یکسر نظر انداز کردیں۔شعلہ بار نگاہیں اس پر جمائے سرد لہجے میں طنزیہ سوال کیا۔اس کی سوئی بس میر سبطین پر اٹکی ہوئی تھی۔عروش کا سر چکرا گیا۔

وہ صرف میرے باس تھے۔نتھنگ ایلس (اور کچھ نہیں) عروش نے نظر چراتے ہوئے فقط اتنا کہا۔شاہ نے بھنا کر ایک ہاتھ تکیے پر جمایا اور دوسرے ہاتھ سے عروش کا منہ دبوچ لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میری طرف دیکھو۔

وہ صرف باس تھا اس لئے تمھیں اپنی گاڑی میں گھر ڈراپ کرتا تھا،

تمھیں قیمتی بریسلٹ گفٹ کرتا تھا۔ویسے آپ کے معزز باس نے اپنے اسٹاف کی کتنی لڑکیوں کو ایسے گفٹس سے نوازہ تھا یا یہ نظر کرم صرف آپ پر ہی تھی۔۔۔؟ وہ غرایا۔

میں کچھ نہیں جانتی ،انہوں نے مجھے کوئی بریسلٹ نہیں دیا۔پلیز ! مجھے معاف کردیں۔میں آپ کے شکوک و شبہات مٹا نہیں سکتی کیونکہ میری کسی بھی بات کا اثر آپ پر نہیں ہوگا۔وہ شاہ کے جارحانہ رویے سے خوف زدہ ہوکر بلکنے لگی تھی۔

ہاں۔۔۔نہیں ہو سکتا مجھ پر اثر کیونکہ مجھے صرف تمھاری حرکتوں نے شکوک و شبہات میں مبتلا نہیں کیا ہے ، وہ تمھارا نام نہاد عاشق حماد (گالی) مرتے وقت اس کی زبان پر بھی تم دونوں کے ہی عشق کی داستان تھی۔

شاہ نے بیڈ کراؤن پر اتنی طاقت سے ہاتھ مارا کے مضبوط بیڈ لرز اٹھا

اور شاہ کی ہتھیلی بھی زخمی کر گیا۔

شاہ کے منہ سے گالی سن کر عروش کی ہتھیلیاں بھیگ گئیں ،وہ اتنا بپھر رہا تھا کہ خوف سے عروش کا دل بند ہونے لگا۔

لمحوں میں حماد کے الفاظ اور عروش کا میر سبطین کی گاڑی سے اترنے کا منظر اس کے ذہن میں بیدار ہوا اور جنونی کیفیت میں اس نے عروش کو بے دردی سے پیٹنا شروع کر دیا۔

عروش کے حواس شاہ کے دو چار بھاری ہاتھوں کے سامنے جلد ہی جواب دے گئے ،وہ بے جان سی ہو کر ایک طرف ڈھلک گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم شاہ کا جنون اور جلال پل بھر میں جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

شاہ نے اس کے گال تھپتھپائے پھر اس کا ہاتھ تھام کر نبض چیک کی جو سرد پڑ چکا تھا۔

شٹ۔۔۔وہ سر جھٹک کر عروش کو ہوش میں لانے کی تدبیر کرنے لگا۔

_____-

میر سبطین کو کچھ دیر قبل ہی معظم علی شاہ اور عروش کی شادی کی خبر ملی تھی۔وہ رات ہی ویک اینڈ پر رانیہ اور نگین کو لے کر گاؤں پہنچا تھا۔

عروش ! تمھیں سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کر دی میں نے ،کاش تم سے شادی کا فیصلہ میں نے اتنی جلد بازی میں نا کیا ہوتا۔کرب سے سوچتے ہوئے اس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں۔یکدم ہی اس کا دل ہر چیز سے اچاٹ ہو گیا تھا۔

ادا سبطین ! آپ چائے پئیں گے ؟ وہ لیونگ روم میں صوفے کی پشت پر سے سر ٹکائے خیالوں کی دنیا میں گم تھا۔کچن میں جاتے ہوئے نگین

کی نظر اس پر پڑی تو وہ پوچھے بنا نہیں رہ سکی۔اسے بھی رات گاؤں پہنچتے ہی معظم شاہ کی شادی کی خبر مل چکی تھی۔عروش سے سبطین کی وابستگی کا ذکر بھی وہ کئی بار رانیہ کے منہ سے سن چکی تھی۔اس لئے میر سبطین کی حالت کا اندازہ تھا۔

ہوں۔۔۔نہیں۔مجھے طلب نہیں ، تھینکس۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور سامنے سے آتی ہوئی فائزہ بیگم پر نگاہ پڑی تو اٹھ کھڑا ہوا۔

میر سبطین ! تم یہاں بیٹھے ہو ، تمھیں بھی جلدی اٹھنے کی عادت ہے۔بھئی ! ہماری حویلی میں تو صبح بارہ بجے کے بعد ہی ہوتی ہے ،وہ کیا ہے نا میر سجاول زرا دیر سے اٹھنے کا عادی ہے۔وہ اسے ہاتھ سے بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئیں۔

اے چھوکری ! یہاں کھڑی کیا ہماری باتیں سن رہی ہے ،چل دفع

ہو ۔میر سبطین ! تم لوگوں نے بھی بہت منہ لگا لیا ہے اسے ،ان کم ذاتوں کو زرا سی ڈھیل دو تو یہ سر پر چڑھ جاتے ہیں۔فائزہ بیگم نے نگین کو دھتکارنے کے ساتھ لگے ہاتھوں میر سبطین کو بھی لپیٹ لیا۔نگین کھلے عام بے عزتی پر آنکھوں میں آئی نمی لئے فوراً ہی وہاں سے بھاگ گئی۔

میر سبطین کو فائزہ بیگم کا یوں نگین کو بے عزت کرنا سخت ناگوار گزرا مگر وہ ضبط کرتے ہوئے پہلو بدل کر رہ گیا۔

میری طبیعت رات کچھ بہتر نہیں تھی اس لئے تم لوگوں سے ملاقات نہیں ہو سکی۔رانیہ بھی شاید ابھی تک سو رہی ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جاگ رہی ہے ،ہم سب کی صبح زرا جلدی ہو جاتی ہے۔میر سبطین نے انہی کے انداز میں جتایا۔وہ بھلا کب پیچھے رہنے والوں میں سے تھا۔

میر سبطین ! رانیہ کے بارے ادا غضنفر اور تم نے کیا سوچا ہے۔۔؟

فائزہ بیگم جلد ہی مطلب کی بات پر آگئیں تھیں۔

کس بارے میں ؟

اس کی شادی کے بارے میں ،ماشااللہ سمجھ دار ہے۔ لکھی پڑھی ہے

اس کی شادی نہیں کرنی کیا ؟ لڑکیوں کی شادی وقت پر ہی ہو جانی چاہئے۔

جی ! آپ بلکل سہی کہہ رہی ہیں ،ہمیں بھی اس کی فکر ہے۔ڈیڈی نے ایک دو جگہ اس کے رشتے کی بات چلائی ہے۔اس نے سنجیدگی

سے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔وہ بمشکل فائزہ کے سوالوں کے جواب دے رہا تھا وگرنہ اس وقت وہ جس ذہنی اذیت میں مبتلا تھا اس میں فائزہ بیگم کی گفتگو اس کے سر پر ہتھوڑے برسا رہی تھی۔

رانیہ کے لئے میر سجاول سے بہتر رشتہ تمھیں کہیں نہیں ملے گا۔بہت

جلد میں اور تمھارے چاچا سائیں رشتہ لے کر ادا غضنفر کے پاس جانے والے ہیں۔فائزہ بیگم نے اس کے سر پر دھماکہ کر دیا۔

میر سجاول جیسے بگڑا ہوئے اور خود سر انسان اور رانیہ کا کوئی جوڑ نہیں بنتا تھا۔فائزہ بیگم کی بات نے اس کا دماغ گھما دیا۔

مگر میں رانیہ کے لئے لڑکا پسند کر چکا ہوں اور بہت جلد ہم یہ رشتہ فائنل کرنے والے ہیں۔اس نے ضبط کی انتہاؤں پر پہنچ کر فائزہ بیگم کو صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں ،میر اسجاول میں کیا کمی ہے جو تم لوگوں نے لڑکی باہر دینے کا فیصلہ خود ہی کرلیا۔اتنی بڑی جاگیر کا کلوتا وارث ہے میرا بیٹا۔

فائزہ بیگم نے تفاخر سے کہا۔

میں مانتا ہوں ،میر سجاول بہت بڑی جاگیر کا اکلوتا وارث ہے مگر اس میں اخلاقیات کی بہت بڑی کمی ہے۔آپ کے بگڑے رئیس زادے

کے ہاتھ میں اپنی رانیہ کا ہاتھ میں کبھی نہیں دوں گا۔میر سبطین نے

غصہ ضبط کرتے ہوئے تحمل سے فیصلہ کن انداز میں جواب دیا۔اس

کے بعد وہ وہاں رکا نہیں تھا لمبے ڈگ بھرتا ہوا فوراً ہی لیونگ روم چھوڑ گیا تھا۔

اس کی اس قدر صاف گوئی پر فائزہ بیگم کا منہ کھلا رہ گیا پھر یکدم ہوش

میں آکر وہ تلملاتے ہوئے قدرے بلند آواز میں بولنے لگیں۔

میرے بیٹے کے لئے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے ،ایک سے بڑھ کر ایک لڑکی اور گھرانہ پڑا ہے جو میر سجاول اپنا داماد بنانے کے لئے ہاتھ پیر

جوڑنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

ہونہہ۔۔۔ہے کیا اس چھٹانک بھر کی رانیہ میں ،میں تو اس لئے کہہ

رہی تھی گھر کی لڑکی گھر میں ہی رہ جائے گی۔درحقیقت وہ کہنا چاہتی

تھیں گھر کی دولت گھر میں ہی رہ جائیگی مگر کہہ نہیں سکتی تھیں۔

میر سبطین کو ان کی آواز اوپر کمرے میں پہنچنے تک سنائی دی تھی مگر اس نے کمرے میں داخل ہو کر کھٹاک سے دروازہ بند کر دیا۔

عروش کی شادی کی خبر نے ویسے ہی اس کا دل بوجھل کر دیا تھا اور اب فائزہ بیگم کی بات پر وہ مزید مضطرب ہو گیا تھا۔اس نے سائیڈ ٹیبل سے گلدان اٹھا کر دیوار پر مارنا چاہا مگر پھر ناجانے کیا سوچ کر واپس رکھ دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

فائزہ بیگم صوفے پر بیٹھی مستقل بڑبڑا رہی تھیں جب میر سجاول نک سک سے تیار ہوا ، ڈارک براؤن شلوار سوٹ میں ملبوس فریش موڈ میں اندر داخل ہوا۔

میر سجاول ! آجاؤ یہاں میرے پاس بیٹھو۔ناشتہ لگواتی ہوں تمھارے لئے۔نگین ! زہرا ! ہاجراں ! کہاں مر گئیں سب کی سب۔انہوں نے بلند آواز میں ملازماؤں کو پکارا۔

جی بڑی بی بی ! زہرا گرتی پڑتی ان کے پاس پہنچی اور ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو گئی۔

جلدی سے ناشتہ لگواؤ۔کہاں مری رہتی ہو ، میر سجاول تیار بھی ہو گیا ہے اور تم میں سے کسی کو ہوش نہیں کہ اس کے لئے ناشتہ تیار کرنا ہے۔وہ بری طرح ملازمہ پر برس رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں ! کول ہو جائیں ،مجھے ابھی بھوک بھی نہیں ہے۔آپ یہ بتائیں صبح صبح اتنی گرم کیوں ہو رہیں ہیں۔۔؟بابا سائیں سے جھگڑا ہوا ہے کیا ؟وہ ماں کی اتنی فکر اور پیار پر ان کا گال چومتے ہوئے گویا ہوا۔

ان سے کیا جھگڑا ہونا ہے ،وہ گھر میں رہیں گے تو جھگڑا ہو گا ناں۔چھ بجے تو وہ شہر کے لئے روانہ ہوگئے تھے۔وہ برا سا منہ بنا کر بولیں۔

میر سبطین سے اس کے رشتے پر ہونے والی منہ ماری وہ یکسر چھپا گئیں تھیں۔

میر سجاول مبہم سا مسکرایا۔ایک ہاتھ ماں کے شانے پر رکھے دوسرے ہاتھ سے موبائل یوز کرتے ہوئے وہ اسکرین پر نظر دوڑا رہا تھا۔

میر سائیں ! بس بہت من مانی اور موج مستی کر لی تم نے،اب میں جلد سے جلد تمھاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔تمھارے بچے کھلانا چاہتی ہوں۔وہ قطعی انداز میں کہہ رہی تھیں کیوں کہ ہر بار میر انہیں اس ذکر پر ٹال دیتا تھا۔

ہمم۔۔۔اب میں بھی یہی چاہتا ہوں ،آپ تیاری شروع کر دیں۔

اس نے سنجیدگی سے پرسوچ انداز میں کہا۔دل و دماغ پر ایک پل میں

گھبرائی شرمائی سی زرتاج چھا گئی۔اس کی سوچ کے رنگ اس کے خوبصورت چہرے کو اور بھی خوبصورت بنا رہے تھے۔

تم سچ کہہ رہے ہو ،وہ بے یقینی سے بولیں۔

ہوں۔۔۔میر سجاول نے ہنکارہ بھرا۔

اب دیکھنا کیسی سوہنی دلہن ڈھونڈ کر لاتی ہوں تمھارے لئے ،تم سے جلنے والوں کا منہ کالا ہو جائیگا۔وہ میر سبطین کے کمرے کی طرف نگاہ کرتے ہوئے بولیں۔میر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا ! کون جلتا ہے مجھ سے۔۔۔؟اس نے مزہ لیتے ہوئے استفسار کیا۔

سب ہی جلتے ہیں میرے شہزادے سے ،چھوڑو تم۔یہ بتاؤ کیسی دلہن

چاہیئے تمھیں۔۔۔؟وہ بڑے شوق سے پوچھ رہی تھیں۔

اماں ! دلہن تو میں نے ڈھونڈ لی ہے ، اور وہ بھی اتنی سوہنی کہ اس کے جیسی پورے گاؤں تو کیا شہر میں بھی کوئی نہیں۔اس کی آنکھوں میں زرتاج کا دلکش عکس جھلملا رہا تھا۔

ہیں۔۔کیا وہ اسی گاؤں کی ہے ؟مگر گاؤں میں کوئی ایسی لڑکی یا ایسا گھر تو میری نظر سے نہیں گزرا۔وہ ہونٹوں پر انگلی رکھے پر سوچ انداز میں کہہ رہی تھیں۔

اماں ! کیسے گزرے گی ،آپ کے پاس میر سجاول والی نظر جو نہیں۔

وہ شرارتاً بولا۔

نام بتاؤ مجھے ؟میں ان کے گھر جاؤں ،دیکھوں تو سہی۔

چلی جایئے گا ،مگر ابھی نہیں کچھ دن بعد ،جب میں آپ کو جانے کے لئے کہوں گا۔وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے اٹھ گیا۔

فائزہ بیگم سر ہلا کر رہ گئیں ،میر کی کسی بھی بات سے وہ انکار نہیں کرتی

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تھیں۔

اماں ! اگر میں کہوں کہ اب میں بھی شادی کے لئے سیریس لی سوچ رہا ہوں تو آپ کا ری ایکشن کیا ہو گا۔مکتوم شاہ نے رخسانہ بیگم کے

دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھام کر کہا۔

مکتوم شاہ رخسانہ بیگم کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔جب بھی وہ فری

ہوتا یونہی سارا دن ماں کے گھٹنے سے لگا رہتا۔رخسانہ بیگم نے چونک کر اس کی آنکھوں میں دیکھا۔

مکتوم شاہ ! تم سچ کہہ رہے ہو ،تم شادی کے لئے تیار ہو۔۔۔؟رخسانہ

بے یقینی سے گویا ہوئیں۔معظم شاہ کی شادی کے فوراً بعد مکتوم شاہ

کے منہ سے یہ بات سن کر ان کو دوگنی خوشی ہوئی تھی۔

جی اماں ! میں نے لڑکی بھی پسند کر لی ہے ،ہو سکتا ہے آپ کو اس کے بارے میں سن کر کچھ عجیب لگے مگر میں نے بہت سوچ سمجھ کر

یہ فیصلہ کیا ہے۔اس نے تمہید باندھی۔

شاہ ! میں تو اس بات پر ہی راضی ہوں کہ تم دونوں کہ گھر میری ذندگی میں ہی بس جائیں اور میں دونوں کی خوشیاں اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔معظم شاہ کی طرف سے تو میں اب بھی مطمئیں نہیں ناجانے اس کے دل میں کیا ہے مگر تم پر میں اپنا تھوڑا بہت حق سمجھتی ہوں کیونکہ تم اس سے اور اپنے باپ سے بلکل مختلف ہو۔

زینب کے نکاح کے بعد اب اس گھر نے عروش کی صورت میں خوشی دیکھی ہے۔میری آنکھیں ترس رہی ہیں تھیں تم دونوں کی شادی اور بچوں کی کلکاریوں کی آواز سننے کے لئے۔رخسانہ بیگم کہتے ہوئے آبدیدہ ہو گئیں۔

اماں ! آپ کا تھوڑا سا نہیں ،پورا پورا حق ہے مجھ پر اور پہلے میں اپنی

اسٹڈیز کی وجہ سے آپ کی خواہش رِد کئے ہوئے تھا مگر اب ایسی کوئی مجبوری نہیں جو میں اپنی پیاری سی ماں کو دکھی رکھوں۔اس نے کہتے ہوئے رخسانہ کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔

اچھا ! پھر جلدی سے بتاؤ ،کون ہے وہ لڑکی میں آج ہی تمھارے بابا سے بات کروں گی تا کہ ہم جلد ہی اس کے گھر جا سکیں۔رخسانہ کافی بے صبر ہو رہی تھیں۔

خیر اماں ! اتنی جلدی تو آپ نہیں جا سکتیں ،اس سب میں ابھی کچھ وقت درکار ہے مگر مجھے رب پر پورا یقین ہے۔وہ کوئی نا کوئی راستہ ضرور نکال دیں گے۔

مکتوم شاہ ! بھلا ایسا بھی کیا ہے جو تم اس طرح کہہ رہے ہو۔رخسانہ کچھ الجھ سی گئیں۔

اماں ! رانیہ دراصل ، میر غضنفر علی کی بیٹی ہے۔جن کا علاج کرنے

پر معظم شاہ نے مجھ سے جھگڑا کیا تھا۔اسی دن پہلی بار رانیہ سے میری ملاقات ہوئی تھی۔مکتوم شاہ نے تھوڑا جھجکتے ہوئے ماں کو تفصیل بتائی۔

مکتوم شاہ ! تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے ،جس خاندان سے تمھارے

باپ اور بھائی کو خدا واسطے کے بیر ہیں۔جن سے ہمارا ہر رشتہ اور

تعلق برسوں پہلے ختم ہو چکا ہے۔دونوں خاندان ہر پل ایک دوسرے

کے خون کے پیاسے بنے رہتے ہیں ،بابا تمھارا رشتہ اس گھر میں لے

جانے کے لئے راضی ہو جائیں گے۔۔۔تم نے سوچ بھی کیسے لیا؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں ! پلیز !کام ڈاؤن۔۔۔اللہ سائیں کے ہر کام میں مصلحت ہوتی

ہے۔کیا معلوم یہ رشتہ برسوں سے چلی آرہی دشمنی کا خاتمہ کر دے

اور پہلے کی طرح سب ایک ساتھ ہو جائیں۔

مکتوم شاہ ! ایسا کبھی نہیں ہو گا ،جس دشمنی کو صفدر شاہ نے اپنے خون سے سینچا ہے وہ اتنی آسانی سے اسے ختم نہیں ہونے دیں گے۔

آج بھی وہ اسد شاہ کی یاد میں پہلی رات کی طرح تڑپتے ہیں۔رخسانہ

بیگم نے حتی الامکان کوشش کی تھی مکتوم شاہ کے بڑھتے ہوئے قدموں

کو روکنے کی۔

اماں ! آپ ریلیکس ہوجائیں ،ہم اس ٹاپک پر کسی اور دن ڈسکس کریں

گے۔اس نے ماں کے ہاتھ تھپتھپائے۔رخسانہ بیگم کے چہرے کی

بدلتی ہوئی رنگت نے اسے ٹاپک چینج کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ کلاس لے کر فری ہوئی تو اپنی کلاس فیلو کے ساتھ کیفے ٹیریا میں چلی آئی۔اسے چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ایک سپ لیتے ہی

اس کے موبائل پر کال آگئی۔کپ رکھ کر اس نے اتھل پتھل ہوتے

دل کے ساتھ کال رسیو کی۔

ہیلو ! رانیہ کیسی ہیں آپ۔۔۔؟مکتوم شاہ نے کال اٹینڈ ہوتے ہی استفسار کیا۔

میں ٹھیک ہوں ،آپ کیسے ہیں۔۔۔؟رانیہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

می ٹو۔۔۔اس وقت آپ کہاں ہیں۔۔۔؟ مکتوم شاہ نے مختصراً کہا

اور پھر سوال کیا۔

وہ میں۔۔یونیورسٹی میں ہوں ،لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔؟

رانیہ نے کچھ اٹکتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ ! اس دن میں نے آپ سے کہا تھا ،میں دوبارہ کال کرونگا مگر حالات کچھ ایسے ہوگئے تھے کہ میں بات نہیں کر سکا مگر آج مجھے آپ

سے لازمی بات کرنی ہے۔

کیا آپ تھوڑا سا ٹائم نکال کر مجھ سے مل سکتی ہیں۔۔۔؟اب میں

آپ سے فیس ٹو فیس بات کرنا چاہتا ہوں۔مکتوم شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

میں تو یونیورسی میں ہوں ،آپ سے کیسے مل سکتی ہوں۔۔۔؟رانیہ نے

الجھتے ہوئے جواباً کہا۔

آپ اجازت دیں تو میں کچھ دیر میں آپ کو یونیورسٹی سے پک کر لیتا ہوں۔۔۔؟مکتوم شاہ نے پر
امید لہجے میں اجازت طلب کی مگر دوسری

جانب مکمل خاموشی چھا گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ ! آپ مجھ پر ٹرسٹ کر سکتی ہیں۔مکتوم شاہ نے اس کی خاموشی کی وجہ محسوس کر لی تھی۔

ڈاکٹر مکتوم شاہ ! میں بھائی اور ڈیڈی کی اجازت کے بغیر کہیں بھی نہیں

جاتی اور ابھی بھی ڈرائیور میرے ساتھ موجود ہے۔اس لئے میں نہیں مل سکتی۔رانیہ نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے ملنے سے معذوری ظاہر کر دی۔

ٹھیک۔۔۔کیا آپ یونیورسٹی میں ملاقات کر سکتی ہیں ،میں آپ کا ذیادہ وقت نہیں لوں گا۔کم از کم اس پر تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

اوکے۔۔۔ایک گھنٹے تک میں فری ہو جاؤنگی ،آپ کتنی دیر میں یہاں پہنچ جائینگے ؟رانیہ نے سوچتے ہوئے اسے اجازت دے دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ کے فری ہونے تک میں وہاں پہنچ جاؤنگا۔مکتوم شاہ نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

رانیہ فون بند کر کے مسلسل یہی سوچ رہی تھی کہ آخر مکتوم شاہ یہ سب کچھ کیوں کرنا چاہتا ہے ،جبکہ وہ دونوں خاندانوں کے مابین تعلقات سے بھی واقف ہے۔اسے کچھ غلط ہونے کا اندیشہ ہورہا تھا۔

میر سائیں ! بڑی اہم خبر لے کر آیا ہوں ،اگر اجازت دیں تو عرض کروں۔۔۔؟ساجد نے پھولی سانسوں کے درمیان جملہ مکمل کیا۔

میر سجاول بلیک سوٹ میں ملبوس نفاست سے بال بنائے ڈارک گلاسز کے ساتھ اس خوبصورت موسم کا ہی حصہ لگ رہا تھا۔اس نے کارل میں کھڑے اپنے عزیز از جان گھوڑے کی پشت پر ہاتھ پھیر تے ہوئے بے ساختہ نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس وقت ساجد کی مداخلت اسے سخت ناگوار گزری تھی۔پیشانی پر ڈھیروں بل پڑ گئے مگر "اہم خبر " کے ذکر نے تھوڑا تجسس پیدا کیا تو ساجد کی خیر ہوگئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کہو۔۔۔میر نے مختصراً کہا۔

خبر ملی ہے معظم شاہ ایک ہفتے بعد بیرون ملک جارہا ہے ، اس کی فلائیٹ صبح چھ بجے کی ہے۔جس کے لئے وہ رات بارہ بجے شہر کے

لئے روانہ ہو گا۔ساجد نے کہتے ہوئے داد طلب نظروں سے اس کی طرف دیکھا ،آخر وہ میر سجاول کے مطلب کی خبر لایا تھا۔

میر سجاعل گھوڑے کی گردن اور سر سہلاتے ہوئے بظاہر بے نیاز سا بنا وہ بغور ساجد کو سن رہا تھا ۔یکدم چونک کر ساجد کی طرف دیکھا۔

خبر پکی ہے۔۔۔؟ اس نے استفسار کیا۔

بلکل سائیں ! سو فیصد پکی ہے ،غلط نکلی تو جو چور کی سزا وہ میری۔

ساجد نے پورے وثوق سے کہا۔اس کے پر اعتماد انداز پر میر سجاول نے یقین کرتے ہو ئے ہنکارہ بھرا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔خبر تو واقعی اہم ہے۔میر کے چہرے پر دلکش مگر خطرناک سی مسکراہٹ پھیل گئی۔

ساجد !تم زبردست بندوبست کرنے کی تیاری کرو۔اس سے اچھا موقع مجھے پھر نہیں ملے گا کیونکہ معظم شاہ رات میں شہر تک کا سفر بہت کم کرتا ہے۔

اس پر اٹیک کرنے کا یہی صحیح وقت رہے گا۔۔۔اور ہاں ،جب وہ گاؤں کی حدود سے بلکل باہر نکل جائے ،حملہ اس پر اسی وقت کرنا ہے تاکہ اسے دور دور تک مدد نا مل سکے۔وہ بلا تاخیر پلان ترتیب دے رہا تھا۔

میں اب اسے تھوڑی سی بھی مہلت نہیں دینا چاہتا۔اپنے بندوں کو یہ سب باتیں اچھی طرح سمجھا دینا۔اگر تمھاری طرف سے اس کام میں زرا سی بھی لاپرواہی ہوئی اور وہ زندہ بچ گیا تو تمھیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔میر سجاول نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔

ساجد جو بغور اسے سن رہا تھا ،آخری بات پر ہڑبڑا کر میر کی طرف دیکھا

اور سر ہلانے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ موقع میرے ہاتھ سے جانا نہیں چاہئے ،اور دیکھو اس کام کے لئے گاؤں سے باہر کے بندوں کا انتظام کرو ،جو ماہر ایکسپرٹ ہوں۔جن کا نشانہ کبھی نا چوکا ہو ،جنھیں اپنے کام میں مہارت حاصل ہو کسی بھی قسم کی سچوئیشن ہینڈل کر سکیں۔معظم شاہ کے گارڈز کا بھرپور مقابلہ کریں۔

یہ بھی پتا لگانے کی کوشش کرو کہ وہ کس سلسلے میں جارہا ہے ،اکیلا ہے یا کوئی اور بھی اس کے ساتھ جائے گا۔میر گمبھیرتا سے ہدایات

دے رہا تھا جو ساجد پورے انہماک سے ذہن نشین کر رہا تھا۔

سائیں ! میں دیکھتا ہوں ،یہ تو آرام سے پتا چل جائے گا وہ کیوں جارہا ہے اور آپ بلکل بے فکر ہوجائیں ،ایسے ہی کچھ بندے ہیں میری نظر

میں جو آپ کو ضرور خوش کریں گے۔میں کل ہی ان کو گاؤں بلوا کر آپ کی ملاقات کروا دیتا ہوں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ساجد نے اسے مطمئین کرنے کی بھرپور کوشش کی۔میر سجاول نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش کر وادیا۔

صبح جو کام تمھیں دیا تھا ،اس کا کیا بنا۔۔۔؟ میر سجاول اب اپنے گھوڑے کو رائڈنگ کے لئے کورل سے باہر نکال رہا تھا۔

جی سائیں ! آپ کا پیغام بی بی تک پہنچا دیا تھا۔ساجد کے منہ سے زرتاج کا نام نکلتے نکلتے رہ گیا تھا ،جس پر وہ دل ہی دل میں شکر منانے لگا ورنہ میر نے اس کی زبان کھینچ لینی تھی۔ایک بار پہلے بھی وہ اسی

غلطی پر میر کے ہاتھوں بری طرح پٹ چکا تھا۔

ہوں۔۔۔میر نے ہنکارہ بھرا پھر ایک ہی جست میں گھوڑے پر سوار

ہو گیا۔آنکھوں پر ڈارک گلاسسز چڑھائے ، گھنی مونچھوں اور قدرے بڑھی ہوئی شیو میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج سے ملنے کا وقت اس نے شام چار بجے طے کیا تھا اور ابھی دن کے بارہ بجے تھے ،باقی چار گھنٹے کا طویل انتظار اسے انتہائی صبر آزما لگ رہا تھا مگر آج کے سہانے موسم میں اس کے دل نے شام میں ہی ملاقات کی خواہش کی تھی۔

اس لئے بڑی بے صبری سے وہ وقت گزارنے کی کوشش کر رہا تھا ورنہ وہ صبح سویرے ہی زرتاج کی دید سے سیراب ہوجاتا لیکن آج وہ زرتاج کے ساتھ بھرپور طریقے سے موسم انجوائے کرنا چاہتا تھا یوں مجبوراً خود پر جبر کئے ہوئے تھا۔

معظم شاہ پچھلے پندرہ منٹ سے واش روم میں بند شاور لے رہا تھا۔

عروش اس کے بیدار ہونے سے پہلے ہی فریش ہوکر بیٹھ گئی تھی۔پوری رات اس کے لئے پریشان ہونے کے باوجود شاہ نے اٹھنے کے بعد اس سے معذرت کرنا تو دور ایک نگاہِ غلط بھی اس کے چہرے پر نہیں ڈالی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہو کر اس نے چہرے پر ابھر آنے والے زخموں پر انگلیاں پھیریں تو بے اختیار اسے رونا آگیا۔آنسوؤں

کا گولا اس کے حلق میں اٹکنے لگا۔

اس چہرے کے ساتھ میں خالہ جان کا سامنہ کیسے کرونگی ،انہیں کتنا دکھ ہو گا مگر ایک ہی گھر میں رہتے ہوئے چھپایا بھی تو نہیں جاسکتا۔اس نے بے بسی سے سوچا۔

یا اللہ ! آپ نے مجھے کس آزمائش میں ڈال دیا ہے۔۔۔؟ میں اس قابل نہیں ہوں کہ آزمائی جاؤں ۔مجھے ناکردہ گناہ کی سزا مل رہی ہے۔پلیز ! شاہ کے دل میں میرے لئے رحم پیدا کردیں۔اس نے روتے ہوئے دعا مانگی اور آنسو صاف کرتے ہوئے دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آئی۔

شاہ کے لئے کپڑے وہ پہلے ہی نکال چکی تھی اور ناشتے کے متعلق شاہ نے کوئی فرمان جاری کیا نہیں تھا ، جس کا مطلب تھا کہ وہ ناشتہ سب کے ساتھ ڈائینگ روم میں ہی کرے گا۔

عروش سر پر دوپٹہ جمائے سست قدموں سے چلتے ہوئے ڈائینگ روم میں داخل ہوئی اور دھیمے سے لہجے میں سلام کر کے ایک چیئر گھسیٹ کر

بیٹھ گئی۔مکتوم شاہ زینب اور رخسانہ بیگم نے بیک وقت سلام کا جواب دیا جو پہلے سے وہاں موجود تھے۔

رخسانہ بیگم نے والہانہ اس کی طرف دیکھا مگر اس کا ستا ہوا چہرہ اور گالوں پر تازہ ترین انگلیوں کے نشانات دیکھ کر حق دق رہ گئیں۔

ان کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا تھا، چند لمحے وہ حیرت اور صدمے سے کچھ بول ہی نہیں سکیں۔مکتوم شاہ کی آنکھوں میں بھی تاسف کی لہریں ابھری تھیں ،اسے معظم شاہ پر سخت غصہ آرہا تھا۔زینب عروش کے برابر والی چیئر پر بیٹھی تھیں ،نرمی سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

عروش ! یہ سب کیسے ہوا ، کیوں مارا ہے اس نے تمھیں۔۔۔؟کس بات پر لڑائی ہوئی ہے تم دونوں کی۔۔۔؟ رخسانہ بیگم کے لہجے میں غصہ نمایاں تھا مگر آواز نہایت کمزور تھی۔

خالہ جان ! دراصل میں واش روم میں گر گئی تھی ،جس کی وجہ سے چوٹ لگ گئی۔انہوں نے کچھ نہیں کیا ہے ،ہماری کوئی لڑائی بھی نہیں ہوئی۔عروش نے ٹھہر ٹھہر کر دانستہ جھوٹی بات بنائی کیونکہ اگر وہ سچ بولتی تو لڑائی کی وجہ بھی بتانی پڑتی۔

عروش ! بیٹا مجھ سے جھوٹ مت بولو ،میں جانتی ہوں یہ سب کس نے کیا ہے۔میرے ہوتے ہوئے تمھیں اس سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔وہ اس طرح میری موجودگی میں تم پر ظلم نہیں کر سکتا۔بتاؤ ، کیوں مارا ہے اس نے تمھیں۔۔۔؟انہوں نے نرمی اور

پیار سے اس کی ہمت باندھنی چاہی۔

اماں ! آپ کو اس سے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے ، اب وہ آپ کی بھانجی نہیں ،میری بیوی ہے اور میں اپنی بیوی کے ساتھ جو مرضی کروں ، مجھے ٹوکنے کا حق کسی کو نہیں ہے۔عروش تذبذب کا شکار تھی جب معظم شاہ نے ڈائینگ روم میں قدم رکھا اور گمبھیر لہجے

میں سنجیدگی سے کہتے ہوئے عروش کے عین سامنے والی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

پورا حق ہے میرا کہ میں عروش پر کی گئی تمھاری زیادتیوں کا جواب طلب کروں۔تمھاری ہمت کیسے ہوئی اس پر ہاتھ اٹھانے کی ، ایسا کیا

کر دیا تھا اس نے جو تم نے اسے وحشیوں کی طرح پیٹا ہے۔۔۔؟

رخسانہ غضبناک لہجے میں پوچھ رہی تھیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ۔۔۔یہ میرا اور میری بیوی کا پرسنل میٹر ہے ،میں کسی کو بھی انٹر فیئرنس کی اجازت نہیں دوں گا۔۔۔دوسری بات کچھ تو ایسا کیا ہو گا اس نے جو مجھے مشتعل کر گیا۔اس نے آہستگی سے کہتے ہوئے نظریں عروش کے چہرے پر گاڑ دیں۔عروش نے سٹپٹا کر نظریں جھکا لیں۔

دماغ خراب ہوگیا ہے تمھارا۔۔شاہ !تم کیا سمجھتے ہو تم میری بچی پر یوں ظلم کروگے اور میں چپ رہوں گی۔سڑک سے اٹھا کر نہیں لائے ہو تم اسے ،بھانجی ہے وہ میری۔آئیندہ اگر تم نے اس پر ہاتھ اٹھایا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ایک منٹ عروش کو تمھارے ساتھ نہیں رہنے دونگی۔سمجھے تم!

اس میں تمھارا بھی کوئی قصور نہیں ہے ، تمھارے باپ نے زندگی بھر بیوی کو پاؤں کی جوتی سمجھا ہے۔تم ان سے مختلف سوچ کیسے رکھ سکتے ہو۔برہمی سے کہتے ہوئے انہوں نے منہ پھیر لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ رخسانہ شاہ ہی تھیں جو اس پر گرج برس رہی تھیں ورنہ وہ تو کسی کی اونچی آواز بھی برداشت نہیں کرتا تھا مگر اب لب بھینچے خاموشی سے سن رہا تھا۔ماں بیٹے کی تکرار میں مکتوم شاہ اور زینب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔

اٹھو تم۔۔۔کمرے میں جاؤ۔خبردار ! تم نے اگر میری اجازت کے بغیر کمرے سے قدم بھی باہر نکالا تو میں تمھیں شوٹ کردوں گا۔

شاہ انگلی سے عروش کو اوپر جانے کا اشارہ کرتے ہوئے دہاڑا۔رخسانہ بیگم سے ملنے والی ذلت کی بھڑاس اس نے عروش پر نکال دی۔عروش بدحواس ہوکر فوراً ہی اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑی ہوئی ،چیئر پیچھے دھکیل کر تقریباً بھاگتے ہوئے ڈائینگ روم کا دروازہ عبور کر گئی۔

شاہ ! یہ کیا حرکت ہے ، اس نے ابھی ناشتہ بھی نہیں کیا تھا۔رخسانہ بیگم نے افسوس سے اسے جاتے ہوئے دیکھا۔

اماں ! ایک دن ناشتہ نہیں کرے گی تو مر نہیں جائیگی۔وہ سنجیدگی سے کہتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا چائے کا کپ ٹیبل پر رکھ کر چیئر دھکیل کر کھڑا ہوگیا۔

مکتوم شاہ نے ملامت بھری نظر معظم شاہ کے بے تاثر چہرے پر ڈالی۔رخسانہ بیگم نے اپنا سر تھام لیا۔

ڈائینگ روم سے نکل کر وہ مردانے کی طرف جا رہا تھا،ملازمہ پر نظر پڑی تو اسے آواز دے کر روک لیا۔

نسرین!

جی شاہ سائیں ! ملازمہ پلک جھپکتے میں اس تک پہنچی اور سر جھکا کر مودبانہ کھڑی ہوگئی۔

ناشتے کی ٹرے تیار کرو اور اوپر میرے روم میں پہنچا دو۔ہری اپ۔

ملازمہ کو حکم دے کر اس نے مردانے میں جانے کے بجائے لان کا رخ کیا۔ملازمہ سر ہلا کر کچن کی طرف چل پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

موسم صبح سے ہی بے حد خوبصورت تھا ،پورا آسمان ابر آلود ہو رہا تھا۔ہلکی ہلکی پھوار برس رہی تھی جو وقفے سے دھواں دھار بارش میں بدل جاتی۔اور بھلا یہ کیسے ممکن تھا کہ اتنے حسین موسم میں میر سجاول کو زرتاج کی یاد نا ستائے ، دل اس سے ملاقات کے لئے نا مچلے۔

حسبِ توقع میر کا پیغام اسے اسکول میں ہی مل چکا تھا کہ شام چار بجے شہر جانی والی سڑک کنارے وہ اس کا انتظار کرے گا۔ساتھ حکم بھی تھا اور دھمکی بھی کہ کسی بھی طرح زرتاج اس سے ملنے کے لئے پہنچے

ورنہ وہ خود آجائیگا۔

اس کی یہ دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی اور اب زرتاج کافی دیر سے صحن میں بیٹھی بے چینی سے پہلو پر پہلو بدل رہی تھی اور ماں کو موسم کے پکوان بناتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

زرتاج ! آج آرام نہیں کرے گی۔۔۔؟آج تو بارش کی وجہ سے بچے بھی پڑھنے نہیں آئیں گے ۔اس کی ماں نے اسے اس وقت بیٹھے دیکھا تو ٹوکنا ضروری سمجھا کیونکہ اسکول سے آنے کے بعد وہ پوری دوپہر سو کر گزارتی تھی۔

پتا نہیں کیوں۔۔۔آج مجھے نیند نہیں آرہی ،شاید آپ کے پکوڑوں کی خوشبو کی وجہ ہے۔زرتاج نے کھنکتی ہوئی آواز میں ہنستے ہوئے ماں سے کہا۔یکدم ہی اس کو میر سے ملنے جانے کا بہانہ مل گیا۔

اماں ! میں یہ پکوڑے نازی کے گھر لے جاؤں ،اسے آپ کے ہاتھ کے پکوڑے بہت پسند ہیں۔وہ اکثر مجھ سے کہتی رہتی ہے کہ اماں

جب پکوڑے بنائیں تو مجھے ضرور کھلانا۔اس نے بات بنائی۔

ہیں۔۔۔اس نے کب کھائے ؟ اس کی ماں اچھنبے سے بولی۔

اس نے ایک بار کھائے تھے ،برسات میں۔آپ کو یاد نہیں ،بہت پرانی بات ہے۔زرتاج جھٹ سے بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا ،ٹھیک ہے لے جا۔میں پلاسٹک کی تھیلی میں باندھ دیتی ہوں تاکہ

بھیگ نا جائیں۔وہ کہتے ہوئے شاپر ڈھونڈھنے لگی۔زرتاج کمرے میں

بھاگ گئی۔

جلدی سے آئینے میں دیکھ کر بال سنوارے ،آنکھوں میں کاجل ڈالنے سے ہی اس کا حسن دو آتشہ ہوجاتا تھا ،اسے خود کو نمایاں کرنے کے لئے کسی بھی قسم کے میک اپ یا قیمتی کپڑوں کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔سادگی میں بھی جہاں جاتی چھا جاتی تھی۔

وہ باہر نکلی تو ماں نے اسے شاپر تھمایا اور سنبھل کر جانے کی تاکید کر کے اپنے کام میں مگن ہوگئی۔

زرتاج سر ہلا کر ماں کو خدا حافظ کہتی ہوئی گھر سے باہر نکل آئی ،شاپر کو چادر کے پلو میں دبائے وہ گھر سے نکل کر چور نظروں سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔بارش کی وجہ سے گلیاں قدرے سنسان پڑی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شہر کی طرف جانے والی سڑک کا راستہ اس کے گھر سے کافی دور تھا مگر اچھا خاصہ راستہ وہ تیز قدموں کے ساتھ طے کر چکی تھی۔سڑک بھی دور سے ہی دکھائی دینے لگی تھی جب سامنے سے

آتی ہوئی معظم شاہ کی گاڑی پر اس کی نظر پڑی اور زرتاج کے بڑھتے قدم وہیں رک گئے۔اس کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔

رانیہ کیفے ٹیریا کے باہر بینچ پر بیٹھی ہوئی تھی جب اس کی نظر سامنے سے آتے ہوئے مکتوم شاہ پر پڑی۔وہ دوپٹہ درست کرتے ہوئے کھڑی ہوگئی۔

ہیلو ! آپ کو زیادہ انتظار تو نہیں کرنا پڑا۔۔۔؟ مکتوم نے نزدیک پہنچنے پر سوال کیا۔

نہی ، کیونکہ آپ وقت سے پہلے ہی پہنچ گئے ہیں۔رانیہ دھیمے سے مسکرائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیونکہ میں آپ کو انتظار نہیں کروانا چاہتا تھا پہلے ہی بہت دیر ہوچکی ہے۔مکتوم شاہ برجستہ بولا۔

رانیہ سر جھکا کر اپنے پیروں کو دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنے لگی۔

رانیہ ! آپ نے مائینڈ تو نہیں کیا ، میں نے آپ سے ملنے کے لئے اسرار کیا۔اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

مائینڈ میں تب کرتی جب آپ باہر ملنے پر اسرار کرتے۔آپ میرے لئے

اجنبی نہیں ہیں مگر پھر بھی میں اپنے پیرنٹس کے اعتماد کو ٹھیس نہیں

پہنچانا چاہتی۔آئی ہوپ۔۔۔آپ نے بھی مائینڈ نہیں کیا ہو گا۔رانیہ نے صاف گوئی سے کہا۔

گڈ۔۔۔یہ بہت اچھی بات ہے ،اسی لئے میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔مکتوم شاہ نے اسے سراہتے ہوئے تمہید باندھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ ! آپ کے لئے میری پسندیدگی اب چھپی ہوئی تو نہیں ہے ، مگر میں پھر بھی میر سبطین سے بات کرنے سے پہلے آپ کی رضامندی چاہتا ہوں اگر آپ کو اعتراض نا ہو تو میں اپنی فیملی کو آپ کے گھر

بھیجنا چاہتا ہوں مگر آپ کی مکمل رضا مندی کے بعد۔

مکتوم شاہ دھیمے لہجے میں اپنی بات مکمل کر گیا اور رانیہ بری طرح جھینپ گئی۔اسے مکتوم شاہ سے اس قدر بے تکلفی کی امید نہیں تھی۔مکتوم شاہ دلچسپی سے اس کے بدلتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

آپ کیا کہہ رہے ہیں ، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔وہ کافی گھبرا گئی تھی قدرے توقف سے بمشکل بولی ۔مکتوم شاہ بے ساختہ ہنس پڑا۔

رانیہ ! میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر آپ بھی انٹریسٹڈ ہیں تو میں اپنا پرپوزل بھیجتا ہوں اگر آپ نہیں چاہیں گی تو میں آپ کو فورس نہیں کروں گا۔مکتوم شاہ نے سادگی سے کہتے ہوئے فیصلے کا اختیار اس پر چھوڑ دیا۔

آپ میری اور اپنی فیملی کے درمیان کشیدگی کو جانتے ہوئے بھی ایسا کیوں سوچ رہے ہیں۔۔۔؟شاید آپ کو اندازہ نہیں یہ امپاسیبل ہے۔رانیہ نے اسے حقیقت سے آگاہ کیا۔

نتھنگ از امپاسیبل۔۔۔میں ہر پہلو پر سوچ چکا ہوں اور اگر آپ ساتھ دیں گی تو میں اس کشیدگی کو ختم کرنے کے لئے بھی اسٹیپ لوں گا۔اس کے بعد ہی میں اپنے پیرنٹس سے بات کروں گا۔وہ پر امید تھا۔

اس معاملے میں میری رائے سراسر مختلف ہے،سجاول بھائی اور معظم شاہ اس کشیدگی کو کبھی ختم نہیں ہونے دیں گے۔۔۔وہ دونوں اس راستے سے نہیں گزرتے جس سے پہلا گزر جائے کجا وہ اس رشتے کے لئے راضی ہو جائیں اور دشمنی ختم کردیں۔وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے بولی۔

بڑوں سے زیادہ تو ان دونوں نے دشمنی کو انا کا مسئلہ بنا لیا ہے ،جعفر انکل اور آپ کے بابا ان دونوں کا بھرپور ساتھ دیتے ہیں۔ایسے حالات میں آپ تنہا ہی ایسی کوئی کوشش کریں گے بھی تو کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔رانیہ مایوسی سے کہہ رہی تھی اور جو وہ کہہ رہی تھی وہ کچھ غلط بھی نہیں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آئے تھنک ،ایک نیک کام کے لئے کوشش کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔ان دونوں اجڈ انسانوں کی شہہ پر کم عمر لڑکے بھی خود کو بہت بڑا غنڈا سمجھتے ہیں۔

گاؤں میں معمولی سے جھگڑے پر قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں،چھوٹی سی بات پر گھر کے گھر اجڑ جاتے ہیں۔معصوم لڑکیوں کی عزتیں محفوظ نہیں ہیں جن کا اس لڑائی سے کوئی لینا دینا بھی نہیں ہے۔

اس خونی کھیل کو روکنے کے لئے کسی کو تو کوشش کرنی ہوگی اگر یہ کارِ خیر میرے ہاتھوں ہو تو میں خود کو دنیا کا خوش قسمت ترین انسان سمجھوں گا۔۔۔رہی بات آپ سے شادی کی خواہش کی اگر وہ

نصیب میں ہوئی تو اس دشمنی کے باوجود بھی ہو کر رہے گی مگر آپ کی

رضامندی کے بعد ،میں زور زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔آخر میں وہ مبہم سا مسکرایا۔

آپ کے ارادے جتنے مضبوط ہیں ،اللہ نے چاہاتو آپ کو کامیابی ضرور ملے گی جس طرح آپ نے غریبوں کی مدد کے لئے سب کی مخالفت کے باوجود ہاسپٹل تیار کیا ہے۔۔۔اب مجھے لگنے لگا ہے کہ آپ یہ محاظ بھی سر کر لیں گے۔رانیہ نے ہار مانتے ہوئے ہتھیار ڈال دیئے۔

وہ خود بھی دل سے مکتوم شاہ جیسے سلجھے ہوئے سمجھدار انسان کے ساتھ کی متمنی تھی۔

رانیہ نے اس کی قوتِ ارادی پر یقین کرتے ہوئے دوبارہ اس کے قدم کے ساتھ قدم ملادیئے۔

*********※**********

شاہ کی آنکھ کھلی تو سیدھی نظر عروش کے سوئے ہوئے وجود پر پڑی،

وہ کہنی کے بل اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔وہ چاہ کر

بھی اپنی نظر عروش کے چہرے سے ہٹا نہیں پا رہا تھا۔وہ پوری رات ڈیرے پر گزار کر صبح پانچ بجے روم میں آیا تھا۔

عروش نے کسمسا کر انگڑائی لی ، اس کا ایک ہاتھ اٹھا اور معظم شاہ

کے سینے پر لگا۔شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور زور دار جھٹکے سے دور

پٹخ دیا۔عروش ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی۔

شاہ خونخوار نظروں سے اسے گھور رہا تھا۔عروش نے جلدی سے اپنا دوپٹا اٹھایا اور گلے میں اٹکالیا۔

اس بے ڈھنگے پن سے سونا ہے تو اپنا ٹھکانا دوسرے روم میں کر لو ورنہ آئندہ اس حرکت پر تمھیں اٹھا کر کمرے سے باہر پھینک دوں گا۔ اس میں تمھاری ہی رسوائی ہوگی۔گھر والوں کو جواب تمھیں دینا پڑیگا مجھے نہیں۔وہ ماتھے پر ڈھیروں بل ڈالے کہہ رہا تھا۔عروش کی آنکھیں یکلخت آنسوؤں سے بھیگ گئیں۔وہ بغیر کوئی جواب دیئے بیڈ سے نیچے اتر گئی۔

وائیٹ سوٹ نکال کر ریڈی کرو ،میں شاور لے رہا ہوں۔پندرہ منٹ بعد بریک فاسٹ کروں گا ،جو تم خود تیار کروگی۔اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر حکم صادر کیا۔اس کا رخ واش روم کی طرف تھا۔

عروش کے دل میں آیا کہہ دے ،میں آپ کی نوکر نہیں ہوں یہ سارے کام کرنے کے لئے آپ کے گھر میں ملازموں کی فوج موجود ہے ، ان

سے کروالیں مگر اسے شاہ سے کوئی بعید نہیں تھی اتنی جرأت پر صبح ہی صبح ٹھکائی نا لگادے۔اس لئے چپ چاپ سلیپر میں پیر ڈال کر

ڈریسنگ روم میں آگئی۔اس کے لئے ڈریس سلیکٹ کر کے وہ کچن

میں چلی آئی۔

ناشتہ ٹرالی میں سجائے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئی تو شاہ مکمل

تیاری کے ساتھ سلیو کے بٹن بند کرتا صوفے پر آبیٹھا۔

عروش جھک کر اسے بریک فاسٹ سرو کر رہی تھی۔یکدم شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔وہ اس کے بریسلیٹ کو بغور دیکھ رہا تھا۔شاہ نے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دو انگلیاں بریسلٹ میں پھنسا کر کھینچا اور نازک سا بریسلٹ ٹوٹ کر

اس کے ہاتھ میں آگیا۔عروش کا بڑی زور سے دھڑکا۔

تمھارے ہاتھ کو اب اس بریسلٹ کی ضرورت نہیں ہے۔اب اسے بھی تمھاری زندگی سے نکل جانا چاہئے۔طنزیہ لہجے میں کہتے ہوئے اس نے بریسلٹ اپنی سائیڈ پاکٹ میں ڈال لیا۔

عروش کی پلکیں جھکی ہوئیں تھیں مگر شاہ اس کی آنکھوں میں دیکھے بنا بھی اس کی اندرونی حالت جانتا تھا۔عروش کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں فل اے سی روم میں بھی چمک رہی تھیں۔شاہ نے غیر محسوس انداز میں اسے جتا دیا تھا کہ وہ اس بریسلٹ کی حقیقت سے بے خبر نہیں۔

عروش کی فیملی کے جو مالی حالات تھے ان میں اس کے پاس اتنے

قیمتی بریسلٹ کی موجودگی کو شاہ کے شارپ مائینڈ نے ایک پل میں جان لیا تھا کہ وہ کس کی عنایت ہے۔اس کے اندر غصے کی ایک تیز

لہر اٹھی تھی جسے وہ بمشکل دبائے بریک فاسٹ میں مصروف ہو گیا تھا۔اس نے ایک بار بھی عروش کو اپنے ساتھ بریک فاسٹ میں شامل

ہونے کے لئے نہیں کہا تھا۔اس دوران عروش سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی۔

بریک فاسٹ سے فری ہو کر شاہ نے نیپکن سے منہ صاف کیا۔

شاہ ! میں شہر جانا چاہتی ہوں ،امی کی بہت یاد آرہی ہے۔اگر آپ

شہر جارہے ہیں تو مجھے بھی ساتھ لے چلیں۔عروش نے بڑی مشکل

سے اس کو مخاطب کیا تھا۔رات امی اور ایان کو اتنا یاد نا کیا ہوتا

تو وہ ہرگز اس سے ہمکلام نا ہوتی۔

لیکن میں نہیں چاہتا کہ تمھیں شہر جانا چاہئے ،تمھیں ان سے ملنا ہے تو

انہیں یہاں بلوایا جاسکتا ہے ، کل سنڈے ہے۔بلوا لونگا مگر اب شہر

کا نام تمھاری زبان پر نہیں آنا چاہئے۔

عروش ! میری برداشت کو مت آزماؤ میں تم پر سختی نہیں کرنا چاہتا مگر

تم نے مجھے مجبور کیا تو میں یہ بھول جاؤں گا کہ میں نے کبھی تم سے

محبت کی تھی۔وہ برہمی سے کہتا ہوا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عروش دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر روپڑی تھی۔میر سبطین کی جدائی سے زیادہ اسے شاہ کی بے

اعتباری اس کا سرد رویہ اس کی بے

توجہی تکلیف دے رہی تھی۔

****

اپنے روم سے نکل کر وہ کارچ پورچ میں آیا تھا۔الرٹ کھڑے ڈرائیور اور گارڈز اسے دیکھتے ہی پھرتی میں آگئے۔گاڑی میں بیٹھتے ہی اس نے

ڈرائیور کو شہر لے جانے کا حکم دیا۔

صبح بیڈ پر رونما ہونے والے قصے اور عروش کے ہاتھ میں میر سبطین

کے بریسلٹ نے اس کا موڈ انتہائی خراب کر دیا تھا۔اب تین چار دن اس کا گاؤں میں رہنے اور عروش کا سامنا کرنے کا قطعی موڈ نہیں

تھا۔

اسی بگڑے ہوئے موڈ میں اس نے بادل ناخواستہ نگار کی کال اٹینڈ کی

جس نے دو مہینے سے شاہ کو دن رات کالز کر کے پریشان کیا ہوا تھا۔

میں نے تمھیں سمجھایا تھا نا کہ میں ان دنوں بہت بزی ہوں مجھے ڈسٹرب مت کرنا پھر یہ بات تمھارے دماغ میں گھستی کیوں نہیں ہے ؟شاہ نے برہمی سے اسے بے نقط سنائیں۔

میں گاؤں آیا ہوں اور بہت بزی ہوں ، ایک ہفتے تک میرا کراچی آنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔تم مجھے اب دوبارہ کال کر کے تنگ مت کرنا

مجھے جب فرصت ملے گی میں خود تمھیں کال کرلوں گا۔

شاہ !چھ مہینے ہو گئے نا آپ خود آئے ہیں نا آپ کا چیک آیا ہے۔یہ

تو میرے ساتھ زیادتی ہے۔نگار نے کھنکتی ہوئی آواز میں شکوہ کیا۔

اس پر شاہ کی برہمی کا اثر تو ہوا مگر پھر بھی ڈھٹائی سے بولی۔

ہوں۔۔۔ڈونٹ وری ! چیک تمھیں مل جائیگا لیکن کان کھول کر سن لو اب تم مجھے کال نہیں کروگی ۔شاہ نے شانِ بے نیازی سے کہتے ہوئے تنبیہہ کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ ! کہیں آپ نے شادی تو نہیں کرلی۔اس نے خدشہ ظاہر کیا۔

تم بس یہی سمجھ لو۔معظم شاہ نے اسے کھل کر بتانے یا چھپانے کی

ضرورت محسوس نہیں کی۔عروش سے پہلی ملاقات کے بعد سے وہ اس قسم کے تعلقات اور ملاقاتوں کو خیر باد کر چکا تھا مگر یہ نگار کسی

صورت اس کی جان چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تھی۔

اس کا موبائل پھر سے وائبریٹ ہونے لگا ،اپنے خاص بندے کا نمبر دیکھ کر کال رسیو کر لی ورنہ اس وقت وہ کسی سے بھی بات کرنے کے موڈ میں نہیں تھا۔عروش کو ہرٹ کر کے وہ خود بھی بے حد مضطرب تھامگر اس کی انا اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

یس ! اس نے موبائل کان سے لگا کر گمبھیر آواز میں کہا۔

سائیں ! پولیس کو حماد کی لاش مل گئی ہے لیکن ساتھ ایک گڑبڑ بھی ہو گئی ہے۔اس کی آواز میں پریشانی کا عنصر نمایاں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیسی گڑبڑ۔۔؟ شاہ کی آواز بے تاثر تھی۔

سائیں ! حماد کے گھروالے اس کی موت کے ساتھ بی بی اور ان کے

خاندان کی اچانک گمشدگی کو جوڑ رہے ہیں۔انہوں نے ایف۔آئی۔آر

میں بھی نام لکھوایا ہے۔

ٹھیک ہے ، میں دیکھ لوں گا۔بس تم ان لوگوں پر نظر رکھو۔مجھے ایک ایک پل کی رپورٹ چاہئے۔

حاضر سائیں!

شاہ نے اسکی کال ڈسکنیکٹ کی پھر ایک نمبر ملایا ،اپنے رسوخات استعمال کرتے ہوئے ایف۔آئی۔آر غائب کرنے اور کیس کو ختم کرنے کی ہدایت دیں۔کچھ دیر کال پر مصروف رہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا۔اس تمام دورانیے میں اس کی پیشانی پر گہری تفکر کی لکیروں کا جال پھیلا ہوا تھا ۔کال سے فارغ ہو کر اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نواز!

جی سائیں!

یہ میری طرف سے اپنی بیوی کو دی دینا۔اس نے پاکٹ سے بریسلٹ نکال کر اس کی طرف اچھا لا ۔ڈرائیور نے چمکتی آنکھوں سے

قیمتی بریسلٹ کو دیکھا اور پاکٹ میں ڈال لیا۔

مہربانی سائیں!

ہوں۔۔۔شاہ کو وہ بریسلٹ اپنے پہلو میں کسی زہریلے سانپ کی مانند

لگ رہا تھا۔اسے نکالتے ہی جیسے سکون سا مل گیا تھا۔وہ سیٹ کی

پشت سے ٹیک لگائے سگریٹ کے کش لیتے ہوئے مسلسل عروش کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا ۔گاڑی کی دبیز خاموشی میں اس کی دھیمی سی بڑبڑاہٹ گونجی۔

ڈمپل گرل!

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

****

زرتاج لمحے کے ہزارویں حصے میں درخت کی اوٹ میں ہوگئی ،سر سے اوڑھی ہوئی چادر کو مزید نیچے کھینچ لیا مگر معظم شاہ کی نظر اس پر پڑی ہی نہیں تھی ،وہ زرتاج کے سامنے سے نکلتا چلا گیا۔

افففف۔۔۔۔زرتاج نے گہرا سانس خارج کیا اور وہیں کھڑی رہ کر سوچنے لگی کہ آگے جائے یا واپس گھر چلی جائے۔وہ اندر تک اتنی خوفزدہ ہوگئی تھی کہ دل چاہ رہا تھا واپس گھر لوٹ جائے مگر دوسری طرف میر سجاول کے غصے سے بھی خائف تھی۔اگر وہ نہیں جاتی تو

میر سجاول نے بنفسِ نفیس رات کو گھر پہنچ جانا تھا۔اسی خیال کے

تحت اس کے قدم خود بہ خود میر کی بتائی ہوئی جگہ کی سمت بڑھنے لگے

جہاں وہ بے صبری سے اس کا انتظار کر رہا تھا۔

میر سجاول کی نظر نے دور سے آتی زرتاج کو نقاب میں بھی پہچان لیا اور خوشی کے اظہار میں انڈیگیٹر(endigater) دینے لگا پھروہ یکدم باہر نکلا اور گھوم کر زرتاج کے لئے فرنٹ ڈور کھول کر کھڑا ہو گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر ! اگر تم آج نہیں آتی تو میں تمھارے گھر پہنچنے کے لئے رات کا بھی انتظار نہیں کرنے والا تھا ۔نذدیک پہنچنے پر اس نے بے اختیار زرتاج کو بازوؤں سے پکڑ کر گول چکر میں گھما ڈالا۔

زرتاج کا دل تو پہلے ہی پتے کی طرح لرز رہا تھا،میر سجاول کے اتنے

والہانہ استقبال پر وہ بے ہوش ہونے کو تھی۔میر نے زبردست قہقہہ

لگا کر اسے گاڑی میں بٹھا دیا۔

اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اپنے گیلے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے بھرپور نظر زرتاج کے بھیگے سراپے پر ڈالی۔بارش کی تیز بوچھاڑ نے ان دونوں کو بھگو دیا تھا۔

زری ! پریشان لگ رہی ہو۔۔۔سب خیر تو ہے ناں ؟ زرتاج کی آنکھوں میں لہراتے خوف کے سائے میر سجاول کو بے چین کر گئے۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر زرتاج کا نقاب ہٹا دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! مجھے بس جلدی جانا ہے۔۔۔شام ہو رہی ہے بابا بھی گھر پر ہیں اگر زیادہ دیر ہوگئی تو اماں انہیں مجھے بلوانے کے لئے بھیج دیں گی۔وہ معظم شاہ کا ذکر یکسر چھپا گئی ورنہ میر سجاول نے فوراً بھڑک جانا تھا۔

دیکھو دلبر ! میں ایک گھنٹے سے پہلے تمھیں ہر گز نہیں جانے دوں گا اگر ضد کی یا منہ بنایا تو تمھارا یہ موہنا سا منہ بھی توڑدوں گا اور ٹائم پیریڈ مزید ایک گھنٹہ بڑھا دوں گا۔اس نے دو ٹوک لہجے میں تمام تر لحاظ مروت بالائے طاق رکھتے ہوئے اسے ایک عدد دھمکی سے نوازا اور گاڑی اپنے ڈیرے کی طرف جانے والے راستے پر ڈال دی۔زرتاج نے گہری سانس کھینچ کر اس کی طرف دیکھا مگر وہ ونڈ اسکرین پر نظریں جمائے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔سامنے سے پڑنے والی تیز روشنی کی کرنیں اس کی ڈارک براؤن آنکھوں میں سنہرا پن پیدا کر کے انہیں مزید دلکش بنا رہی تھیں۔زرتاج نے دوپل نگاہ بھر کے دیکھنے کے بعد نظر چرالی۔

پہلے ہم ڈیرے پر پہنچ کر بارش میں بھیگیں گے پھر لنچ کریں گے۔۔۔تمھارے ساتھ لنچ کرنے کی خاطر میں ابھی تک بھوکا ہوں۔میر نے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بے چارگی سے کہا۔سخت پریشانی کے عالم میں بھی زرتاج کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

لیکن میں نے تو لنچ کر لیا ہے اور اب مجھے بھوک بھی نہیں۔۔۔آپ

نے میرا انتظار کیوں کیا۔۔۔آپ کھانا تو ٹائم پر کھا لیتے۔اگر میں نہیں

آتی تو کیا آپ رات تک بھوکے رہتے۔۔۔؟زرتاج نے معصومیت سے سوال کیا۔

میرے دل نے مجھ سے کہا تھا کہ آج لنچ دلبر سائیں کے ساتھ ہی کرنا ہے تو بس کرنا ہے ورنہ کچھ نہیں کھانا۔اس نے مخصوص ضدی لہجے میں کہتے ہوئے بیک سیٹ سے سرخ گلابوں کا بکے اٹھا کر زرتاج کی گود میں رکھ دیا۔زرتاج نے بکے چہرے کے قریب کیا اور گہری سانس کے زریعے اس کی خوشبو اندر جذب کرنے لگی۔میر جانتا تھا اسے فلاورز بہت پسند ہیں اس لئے ہمیشہ اس کی کوشش رہتی تھی کہ وہ بغیر فلاورز

لئے اس کے پاس نا جائے۔

میر سجاول نے مسکراتی آنکھوں سے اس کا فلاورز سے لگاؤ دیکھا تبھی

اس کی نظر زرتاج کے ہاتھ میں دبے شاپر پر پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر ! یہ تمھارے ہاتھ میں کیا ہے۔۔۔؟اس نے پوچھتے ہوئے خود ہی ہاتھ بڑھا کر شاپر کھولی تو پکوڑے دیکھتے ہی بولا۔

واؤ۔۔۔یہ میرے لئے لائی ہو ،یقیناً تم نے اپنے کومل ہاتھوں سے بنائے ہونگے۔اس نے فوراً ایک پکوڑا منہ میں رکھ لیا اور دوسرے ہاتھ سے ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔زرتاج خاموش رہی۔

ہمم۔۔۔دلبر سائیں ! آپ کے ہاتھ میں تو بہت ذائقہ ہے ،آپ تو پہلی فرصت میں حویلی کے تمام ککس کی چھٹی کروا دیں گی۔اس نے زرتاج

کا ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگایا۔

یہ میں نے نہیں اماں نے بنائے ہیں اور یہ میں آپ کے لئے نہیں نازی کو کھلانے بہانے لے کر نکلی تھی۔زرتاج نے پل بھر میں اس کی خوش فہمی دور کر دی۔میر نے منہ بنایا تو زرتاج بے ساختہ ہنس پڑی۔

وہ لوگ ڈیرے پر پہنچ چکے تھے ،میر نے گاڑی ڈیرے کے پچھلے حصے

میں لے جا کر روک دی پھر خود باہر نکلا اور زرتاج کا ہاتھ پکڑ کر اسے باہر نکالا۔

میر سائیں ! مجھے نہیں بھیگنا۔۔۔کپڑے گیلے ہو جائیں گے تو اماں بہت ڈانٹیں گی۔زرتاج نے التجا کی مگر میر اسے تقریباً کھینچتا ہوا شیڈ سے باہر

لے آیا۔

یار بات سنو ! مجھے بارش بہت پسند ہے اور اب میرے ساتھ تمھیں بھی پسند کرنا پڑیگی۔تم بار بار انکار کرکے موڈ خراب کر دو گی۔پلیز!

موسم کو انجوائے کرو میرے ساتھ ،تھوڑی دیر کے لئے اپنی فیملی کو

میری فیملی کو ،گاؤں والوں کو ، اس پوری دنیا کو بھول جاؤ اور صرف مجھے یاد رکھو۔اس نے زرتاج کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش

کروادیا۔

میر اس کے شولڈر پر اپنا بازو پھیلائے دور تک پھیلے سبزے کی طرف بڑھ رہا تھا۔بارش کے پانی سے سارا نظارہ دھل کر شفاف ہوگیا تھا۔

قدرت کے رنگ ہر سو بکھرے ہوئے تھے اور میر سجاول اپنے پسندیدہ

موسم میں زرتاج کے ساتھ پر دیوانہ ہورہا تھا۔

زری ! تم بوڑھی بھی ہو جاؤگی ،اسٹک کے سہارے چلو گی تب بھی ہم ہر برسات میں یہاں آکر اپنی اس ملاقات کی یادیں تازہ کریں گے۔

زرتاج نے سر اٹھا کر اسے زرا سا گھورا جو مسکراہٹ دبائے مزے سے نظریں چرا گیا تھا۔

صرف میں بوڑھی ہو جاؤں گی۔۔۔؟ زرتاج نے انگلی سے اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے میں کو کھینچا۔

ظاہر سی بات ہے ، تم نے کبھی سنا نہیں مرد کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔میر سجاول نے بڑی شان سے کہا۔

نہیں ، میں ایسی باتیں نہیں سنتی اور آپ مجھ سے پہلے بوڑھے ہو جائیں گے کیونکہ میں عمر میں آپ سے پورے سات سال چھوٹی ہوں۔وہ منہ

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پھلائے بولی۔میر سجاول کا خوبصورت زندگی سے بھر پور قہقہہ فضا میں

بکھرا۔

ہاں ، پھر جب تم اتنی بوڑھی ہوجاؤ گی کہ اسٹک کے سہارے چلنے لگو

گی تب میں دوسری یا پھر تیسری شادی کر لوں گا۔۔۔مگر میری محبت

صرف اور صرف تمھارے لئے ہی ہوگی۔ڈونٹ وری ! تم کبھی بھی

جیلس مت ہونا۔۔۔یہ مت سمجھنا کہ میر سجاول اب بدل گیا ہے۔

میرے پیار اور توجہ کا مرکز تم ہی رہوگی۔

میر بارش کی بوندوں پر نظر جمائے زرتاج کے چہرے پر پھیلتے تحیر کو مکمل نظر انداز کئے بولے جارہا تھا۔

زرتاج نے ایک جھٹکے سے اس کا بازو اپنے شولڈر سے ہٹایا اور بغیر کوئی جواب دیئے خاموشی سے چند قدم آگے بڑھ گئی۔

میر نے جھپٹ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سو سال کی بھی ہو جاؤگی تب بھی میں تمھیں یونہی چاہوں گا ،مرتے دم تک تمھارے لئے میری چاہت میں کمی نہیں آئیگی۔

دلبر ساۂیں ! تم میری پہلی اور آخری محبت ہو اور ہمیشہ رہوگی۔

اس نے یکدم ہی کہتے ہوئے زرتاج کو بازوؤں میں اٹھا کر زوردار چکر دے ڈالا بارش کی بوندیں زرتاج کے چہرے پر گر رہی تھیں اس نے آنکھیں میچ لیں۔میر نے پر شوق نظروں سے زرتاج کو دیکھا۔سر سبز نظارے سے زیادہ حسین رنگ میر کے چہرے پر بکھرے ہوئے تھے۔

بارش کی بوندیں زرتاج کے گلابی چہرے پر شبنم کے قطروں کی مانند چمک رہی تھیں۔میر سحاول مبہوت سا ہو کر اسے تکنے لگا۔

مگر وہاں کوئی اور بھی تھا جو کینہ طوز نظروں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا

اور شایدان دونوں کی محبت کے چاند پر گرہن ثابت ہونے والا تھا۔

سیڑھیوں کے آخری اسٹیپ پر قدم جمائے ایک ہاتھ سے ریلنگ پکڑے

نظر اٹھا کر وہ اوپر کی جانب دیکھ رہا تھا۔اسے وہاں کھڑے کافی دیر گزر چکی تھی پھر کچھ سوچتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم اٹھا تا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

اپنے بیڈروم کے باہر لاک پر ہاتھ رکھے چند لمحے کے توقف کے بعد اس نے ہینڈل گھمایا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

عروش گلاس وال کے سامنے کھڑی لان میں برستی بارش کو دیکھ رہی تھی۔دروازے کی آواز پر بھی اس نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔وہ جانتی تھی آنے والا شاہ کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

شاہ بے آواز قدموں سے چل کر اس کے برابر میں کھڑا ہو گیا۔

کیا سوچ رہی ہو۔۔۔؟

آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔۔۔کیا اب میری سوچوں پر بھی پابندی لگائیں گے۔۔۔؟عروش تنک کر بولی کیونکہ پہلے ہی وہ اس کے نیچے جانے پر پابندی لگا چکا تھا۔

اگر میں چاہوں تو لگا بھی سکتا ہوں ،مگر لگاؤں گا نہیں۔۔۔پوچھو کیوں۔۔۔۔؟اس نے سوالیہ نظریں عروش کے چہرے پر جما دیں۔

پوچھو ناں۔۔۔

کیوں۔۔۔وہ مبہم سا بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیونکہ میں چاہتا ہوں تم سوچو۔۔۔لیکن صرف میرے بارے میں اور کسی کے بارے میں سوچو گی بھی تو بہت پچھتاؤ گی۔اس کے ہونٹوں پر زہر خند مسکراہٹ تھی۔عروش نظریں چرا گئی۔

چھت پر چلتے ہیں۔۔۔بہت عرصے بعد بارش میں بھیگنے کا دل چاہ رہا ہے وہ بھی تمھارے ساتھ ۔۔۔آجاؤ۔شاہ نے عروش کا ہاتھ تھام کر

کہا تو عروش کا ہاتھ کپکپا گیا۔

لیکن میرا دل نہیں چاہ رہا، میری طبیعت بھی ٹھیک نہیں ہے۔ناجانے کیوں آج عروش اس کی ہر بات سے نفی کر رہی تھی۔شاہ نے لب بھینچ کر اس کی طرف دیکھا اور پھر اس کا ہاتھ کھینچ کر تقریباً گھسیٹتے ہوئے اسے چھت پر لے آیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ عروش کا ہاتھ پکڑے بہت دیر تک اس کے ساتھ بارش میں بھیگتا رہا۔وہ گہری نظروں سے عروش کے بھیگے سراپے کو تک رہا تھا۔عروش کو اس کی نظر عجیب سے خوف میں مبتلا کر رہی تھی ،وہ شاہ کے اس طرح دیکھنے سے بری طرح کنفیوز ہو رہی تھی۔

عروش ! تم سے پہلے برسات مجھے اتنی بھی پسند نہیں تھی مگر آج تمھارے ساتھ یہ موسم بلکل نیا ، بہت خوبصورت لگ رہا ہے ،شام اتنی گہری نہیں ہوتی تو ہم لانگ ڈرائیو پر چلتے لیکن اس وقت اس موسم میں لانگ ڈرائیو موضوع نہیں ہے۔

وہ بے حد خوشگوار موڈ میں تھا ، اس کا انداز عام دنوں کے با نسبت یکسر بدلا ہوا تھا۔وہ یوں بات کر رہا تھا جیسے ان دونوں کے مابین تعلقات ہمیشہ سے ہی خوشگوار رہے ہوں ، اس کی باتوں میں گزری تلخیوں کا شائبہ تک نہیں تھا۔

آپ کا موڈ تھا موسم انجوائے کرنے کا تو جلدی گھر آجاتے ، بارش تو صبح سے ہی ہو رہی ہے ۔عروش نے اس کے موڈ کو دیکھ کر تعلقات بہتر بنانے کے لئے نرمی سے کہا۔

ہوں۔۔۔موڈ تو تھا مگر کچھ ضروری گیسٹ آئے ہوئے تھے ، نکلنے کا تو بہت دیر سے سوچ رہا تھا مگر نکل نہیں سکا۔کوئی بات نہیں۔۔۔دو چار دن موسم ایسا ہی رہیگا ، تمھیں لانگ ڈرائیو پر کل لے چلوں گا۔

شاہ نے فوراً ہی پروگرام بتایا۔عروش سر ہلا کر رہ گئی۔

ہماری شادی جن حالات میں ہوئی ہے اگر یہ سب نہیں ہوتا تو میں نے

ہنی مون بھی پلینڈ کیا تھا۔ہم آؤٹ آف کنٹری جاتے وہاں کا موسم یہاں سے بھی زیادہ دلکش ہوتا ہے۔وہ ہاتھ پشت پر باندھے تاسف سے

بولا۔

شاہ ! اللہ کی مرضی میں بہتری ہوتی ہے ،یہ سب اسی طرح ہونا تھا اس لئے افسوس کرنے کا کیا فائدہ مگر ہم اب تو نارمل لائف گزار سکتے ہیں۔آپ سب کچھ بھول بھی تو سکتے ہیں ناں۔۔۔زندگی میں ہمیشہ آگے دیکھ کر چلنے سے ہی آسانیاں پیدا ہوتی ہیں ،پیچھے مڑ کر دیکھنے سے

تکلیف ہی ہوتی ہے۔

آپ کب تک مجھے اور خود کو بھی یوں تکلیف دیتے رہتے رہیں گے ؟

میں قسم کھا کر کہتی ہوں میری سوچ میں بھی آپ کے سوا کوئی اور نہیں ، میری سوچ آپ سے شروع ہو کر آپ پر ہی ختم ہوتی ہے۔

وہ نم لہجے میں شاہ کے دل سے اپنے لئے بدگمانی دور کرنے کی کوشش کر رہی تھی شاہ کے بدلے ہوئے لہجے نے اس کے اندر ہمت پیدا کی تھی مگر وہ بھول گئی تھی کہ وہ معظم شاہ تھا۔۔جس کی سوچ تک اس کی ماں کی بھی پہنچ نہیں تھی۔وہ کب کیا سوچے گا اور کب کیا کرے گا یہ کسی کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔اس کے دماغ بیٹھا شک کا کیڑا یکدم کلبلایا۔

عروش ! تم حرف بہ حرف بلکل ٹھیک کہہ رہی ہو مگر میں یہ کیسے بھول جاؤں کے مجھ سے پہلے تم اپنے دل کے سنگھاسن پر کسی اور کو بٹھا چکی تھی۔

میرے ساتھ پر اس موسم میں تمھارے چہرے پر خوشی کے وہ رنگ کیوں نہیں جو رنگ ساحلِ سمندر پر میر سبطین کے ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دیئے تمھارے چہرے پر تھے۔وہ دلفریب مسکراہٹ کیوں نہیں جو اس کی گاڑی سے اترتے وقت تمھارے چہرے پر تھی۔۔۔؟میرے ساتھ ہونے پر تمھاری آواز میں پژمردگی کیوں ہے۔۔؟یہ آنکھوں میں نمی کیوں۔۔؟چہرہ مانند کیوں پڑ گیا ہے۔۔؟ وہ عروش کو بازوؤں سے پکڑے جھنجھوڑ رہا تھا،شاہ کی انگلیاں اس کے بازوؤں میں پیوست ہو رہی تھیں مگر شاہ پر وحشت سوار ہو چکی تھی۔

میں کوشش کروں تب بھی اپنے دل میں تمھیں وہ مقام نہیں دے سکتا جو پہلی نظر میں دیا تھا ۔۔۔سچ تو یہ ہے تم اس کی حق دار ہی نہیں تھیں۔۔۔مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ معظم شاہ شیرازی پہلی بار کسی کو پہچاننے میں غلطی کر گیا اور اب اس غلطی کی سزا تم زندگی بھر بھگتو گی ۔۔۔عروش غزنی!

وہ نفرت سے کہتے ہوئے اپنا نام تک عروش کے نام سے الگ کر گیا تھا۔۔۔یہ شاہ کا عروش کے لئے نفرت کا واضح اشارہ تھا۔عروش اس کے اس قدر کٹھور پن پر سرد پڑ گئی تھی۔۔۔۔وہ ناجانے کب تک قسمت کی اس ستم ظریفی پر سن کھڑی آنسو بہاتی رہی۔شاہ اسے چھوڑ کر کب کا جا چکا تھا مگر عروش میں اس کے پیچھے جانے کی ہمت

باقی نہیں رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””””””””””””””””””””””””””””””””

کیا بکواس کر رہے ہو ، تم کیا سمجھتے ہو گاؤں میں دو ٹکے کے لوگوں کے لئے ہسپتال کھول کر بیٹھ جاؤ گے اور میں خاموش رہوں گا تو تم مجھ سے ہر وہ بات منوالو گے جس میں میرے خاندان کی اور میری شان گھٹ جائے ،ہماری ناک کٹ جائے۔

نہیں مکتوم شاہ ،ہر گز نہیں۔۔۔یہ تمھاری بھول ہے کہ میں تمھارا رشتہ لے کر میر غضنفر علی کی دہلیز پر جاؤں گا ،اس سے اس کی بیٹی کا ہاتھ مانگوں گا۔

میں تمھیں گولی مار دوں گا مگر یہ کام نا خود کروں گا نا تمھیں کرنے دوں گا۔اس خاندان سے قیامت تک بھی صلح نہیں ہو سکتی جس نے میرا

شہزادے جیسا بھائی مجھ سے چھین لیا۔صفدر شاہ کف اڑا رہے تھے۔

بابا سائیں ! اس میں غلط کیا ہے اگر ہم اس دشمنی کو بھلا کر پرانی دوستی کا آغاز پھر سے کریں ۔ہمارے اس اقدام سے جانے والوں کی روح بھی پر سکون ہوجائیں گی اور مزید جانیں ضائع ہونے سے بھی بچ جائیں گی۔یہ کوئی گھاٹے کا سودا نہیں ہے ،اس میں ہم سب کی بھلائی

ہے۔

جانتی ہو اس سب کی وجہ تم ہو ، تمھاری دی ہوئی سیکھ ہے یہ جو آج یہ میرے سامنے کھڑا ہوگیا ہے۔تم نے ہی درس دیئے ہیں۔تم نے ہی معظم شاہ کو میرے خلاف کر دیا۔۔۔۔میری اجازت

کے بغیر وہ میرے دشمن کی بیٹی کو گھر بیاہ لایا اور اب یہ بھی اس کے ہی نقشِ قدم پر چل رہا ہے ۔مجھے جھکانا چاہتا ہے ،میرے دشمنوں کے سامنے

تمھاری شہہ پر۔

نہ تم ایک اچھی بیوی بن سکیں ، نہ اچھی ماں بن کر بچوں کی تربیت کر سکیں۔صفدر شاہ یکدم ہی رخسانہ بیگم پر الٹ پڑے جو سائیڈ پر کھڑی تھر تھر کانپ رہی تھیں۔مکتوم شاہ کی حمایت کے لئے وہ اپنے شوہر کی کمرہ عدالت میں آ ئی تو تھیں مگر ایک لفظ نا کہہ سکیں الٹا مجرم

ٹھہرا دی گئیں۔

اماں کا اس بات میں کوئی عمل دخل نہیں ، یہ سراسر میرا ذاتی فیصلہ ہے۔آپ ان کو کیوں بیچ میں گھسیٹ رہے ہیں۔آپ ہمیشہ ان کو ہی کیوں موردِ الزام ٹھہراتے ہیں ، جبکہ ان کا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں۔مکتوم شاہ ماں کو صفدر شاہ کے عتاب کا نشانہ بنتے دیکھ کر تڑپ اٹھا۔

تم دونوں ماں بیٹے کی محبت رنگ لانی تھی۔معلوم تھا مجھے ایک دن تم دونوں مجھے رسوا کرواؤ گے ۔مجھے تم سے امید تو پہلے بھی کبھی نہیں تھی مگر تمھاری اس بات نے تو مجھے مایوسی کی آخری حدود

پر لا کھڑا کیا ہے ، تمھیں شادی کے لئے پوری دنیا کی لڑکیاں چھوڑ کر میر غضنفر کی ہی بیٹی ملی تھی ۔۔۔؟صفدر شاہ تاسف سے سر ہلانے لگے۔

معظم شاہ کو پتہ چلے گا تووہ الگ ایک ہنگامہ کھڑا کر دیگا۔

اس لڑکی کا خیال اپنے دل سے نکال دو ،سوچنا بھی مت کہ میں تمھیں اس خاندان سے رشتہ جوڑنے دوں گا۔انہوں نے انگلی اٹھا کر اسے تنبیہہ کی۔

اب دفع ہوجاؤ تم دونوں اس کمرے سے اور مکتوم شاہ اب تم مجھے اپنی شکل مت دکھانا ورنہ میں تمھیں عاق کردوں گا پھراپنے ساتھ اپنی ماں کو بھی یہاں سے لے جانا اور پھر کبھی اس حویلی میں قدم مت رکھنا۔میں سمجھ لوں گا میرا صرف ایک ہی بیٹا تھا۔وہ ان دونوں کو شعلہ بار نظروں سے گھورتے ہوئے پشت کر گئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مکتوم شاہ نے مزید ان سے بحث کا ارادہ ترک کردیا ،وہ جانتا تھا اس وقت وہ اس کی کوئی بات نہیں سنیں گے۔

وہ شکستہ قدموں سے ماں کو تھامے ان کے بیڈروم سے نکل گیا۔

“”””””””””””””””””””””””””””””””””””””

معظم شاہ کے خاص کارندے نے ڈیرے سے کچھ دور جھاڑیوں میں سے چھپ کر ان دونوں کو ایک ساتھ دیکھا تھا۔اس نے جلد سے جلد یہ خبر بڑھا چڑھا کر معظم شاہ تک پہنچانا اپنا اولین فرض سمجھا۔

شاہ سائیں ! میں حویلی سے کام ختم کر کے گھر جا رہا تھا تب راستے میں

میر سجاول ہمارے گاؤں کی ایک چھوکری کا راستہ روکے کھڑا تھا۔وہ بے چاری رو رہی تھی گڑگڑا رہی تھی مگر میر سجاول اس کے ساتھ بہت بدتمیزی کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مجھے تو بہت غصہ آیا مگر میں نے سوچا پہلے شاہ سائیں کو خبر کر دوں ،وہ

خود ہی اسے لگام ڈالیں گے۔اس نے ہاتھ باندھے مکاری سے یوں بات بیان کی کہ شاہ یکدم ہی بھڑک ہی اٹھا۔

اس حرامزادے کی اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ میرے علاقے کی لڑکی کو راہ میں روکے کھڑا تھا۔اس خبر پر شاہ بری طرح بلبلا گیا تھا۔اس نے کال ملائی اور فون کان سے لگائے ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا۔

افف ! آج لگتا ہے اپنی موت کو یاد کررہے تھے ،اس لئے مجھے کال کی ہے۔ویسے اپنی موت اور قبر کو یاد کرتے رہنا چاہئے ،وہ کیا ہے نا اس سے موت کی سختی سے ڈر نہیں لگتا۔میر سجاول نے کال اٹینڈ کرتے ہی تیر برسانا شروع کر دیئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول ! موت کو تو تم اپنی یاد کرلو بلکہ دن گننا شروع کردو ،پچھلی بار تو بچ گئے تھے اس بار موت کو بھی موقع نہیں دینے دوں گا۔تم نے میرے گاؤں کی عزت پر میلی نگاہ ڈالی ہے۔اس حرکت کا خمیازہ تمھیں بھگتنا پڑیگا۔شاہ نے دانت پیس کر کہا۔

ہاہا،ہا۔۔۔اس معاملے میں میری قسمت بڑی زور ہے ،مگر اس بار تم

بچ کے رہنا کیونکہ میرا داؤ کبھی خالی نہیں جاتا۔الیکشن کیمپئین والا

واقع تم اتنی جلدی بھولے تو نہیں ہوگے۔میر نے زبردست قہقہہ

لگا کر اسے مزید سلگایا۔

میر سجاول ! میں نے تمھاری بکواس سننے کے لئے کال نہیں کی ہے ،

میری بات کان کھول کر سن لو،اگر اب میرے علاقے کی لڑکی کا

راستہ روکنے کی جرأت کی یا آس پاس بھی نظر آئے تو میں تمھیں

زندہ زمین میں گاڑ دوں گا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میرے علاقے کی ہر لڑکی کی عزت میری عزت کے برابر ہے اور اگر اس کی عزت پر زرا سی بھی آنچ آئی تو میں برسوں پرانی کہانی دہرانے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا اور تم سمیت تمھارے پورے خاندان کو غرق کر دوں گا۔شاہ نے غضبناک لہجے میں اسے وارننگ دی۔

شاہ ! تم بھی میری بات ذہن نشین کرلو کہ "وہ "تو صرف میری ہے۔اسے میں تمھاری ناک کے نیچے سے لے جاؤں گا چاہے اس کے لئے مجھے تمھاری جان ہی کیوں نا لینی پڑے۔

اب تمھیں پتا چل ہی گیا ہے تو یوں ہی سہی ،مگر میرے اور اس کے بیچ میں آنے کی غلطی بھی مت کرنا ورنہ تمھارے آبائی قبرستان میں حویلی کے ایک اور لاڈلے شاہ کی قبر کا اضافہ ہوجائے گا ۔میر نے اسے تپانے کے لئے بات کے اختتام پر زبردست قہقہہ لگایا۔

تم صرف رات کے اندھیرے میں چھپ کر مجھ پر وار کر سکتے ہو ،سامنے سے میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔جس دن میں تمھارے سامنے آگیا ، کلمہ پڑھنے کی بھی مہلت نہیں دوں گا اس لئے پھر یاددہانی کروارہا ہوں میرے راستے میں آنے کی ہرگز کوشش مت کرنا زرتاج میرا عشق ہے اسے میں حاصل کر کے رہوں گا۔میر نے سرد لہجے میں کہا اور کال ڈسکنکٹ کردی۔

شاہ بری طرح تلملا گیا۔میر سجاول نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔

خادم حسین ! نظر رکھو اس پر ،اب یہ اس لڑکی کے قریب

نظر نا آئے اور کیا نام بتایا اس لڑکی کا۔۔۔؟شاہ نے رک کر استفسار

کیا۔

سائیں ! زرتاج۔۔۔

ہاں زرتاج۔۔۔اس کے باپ سے کہو شاہ کا حکم ہے جلد سے جلد کوئی

لڑکا دیکھے اور اس کا بیاہ کرنے کی تیاری کرے۔میں اس معاملے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں چاہتا۔اس کے لئے شادی کی تیاری میں خرچ ہونے والی رقم کا بھی انتظام کر دینا۔

بس جلد سے جلد اس کی شادی ہوجانی چاہئے۔تب تک تم اس کے گھر میں ہونے والے تمام معاملات سے مکمل با خبر رہوگے۔تمھاری ایک لمحے کی بھی غفلت مجھے بڑے نقصان سے دوچار کروا سکتی ہے۔

جی سائیں ! خادم حسین نے فوراً تائید میں سر ہلایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں پندرہ دن کے لئے ملک سے باہر جا رہا تھا مگر اب لگتا ہے مجھے یہ ٹرپ بھی کینسل کرنا پڑیگا ۔اس کمینے کا کوئی بھروسا نہیں ، میرے پیچھے یہ کوئی گل کھلا دے گا۔مکتوم شاہ تو بلکل بیکار انسان ہے اور آج کل وہ اس خاندان کا بہت ہمدرد بھی بنا ہوا ہے اگر میر سجاول نے کوئی مسئلہ کری ایٹ کر دیا تو بابا سائیں اکیلے ہینڈل نہیں کر سکیں گے۔میرا یہاں موجود رہنا بہت ضروری ہے۔

جی سائیں ! آپ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں ، وہ کچھ نا کچھ ضرور کرے گا۔آپ کی طرف سے ہونے والے حملے پر بھی وہ اب تک خاموش ہے۔اس کی یہ خاموشی خطرناک ہے۔ہمیں احتیاط کرنی ہو گی ۔

آپ بلکل بے فکر ہو جائیں میں سب کچھ سنبھال لوں گا۔کل صبح ہی زرتاج کے باپ کو پکڑتا ہوں ۔درحقیقت خادم حسین معظم شاہ سے بھی ذیادہ فکر مند تھا اگر میر سجاول کوئی جوابی کروائی کرے گا تو خادم حسین بھی اس کی زد میں آئے گا کیونکہ وہ ہر وقت شاہ کے ساتھ سائے کی طرح رہتا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔شاہ نے سگریٹ سلگاتے ہوئے ہنکارہ بھرا۔اسے اپنے ہنی مون ٹرپ کینسل کرنے کا افسوس تھا۔اس کے چہرے پر گہری سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

دلبر سائیں ! گھر سے نکلنے میں اتنی دیر لگاتی ہو ،ملاقات کا آدھا وقت تو تمھارے انتظار میں ہی گزر جاتا ہے۔۔۔ویسے بھی جس رات میں تم سے ملتا ہوں ،مجھے وہ رات عام راتوں کے با نسبت بہت مختصر لگتی ہے۔پلک جھپکتے میں گزر جاتی ہے۔میر نے اس کی آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی۔

یار ! تم تھوڑا جلدی نہیں نکل سکتی گھر سے ، تمھاری اماں اور ابا تو جلدی سوجاتے ہونگے۔۔۔؟ وہ اس کے انتظار سے خاصا جھنجھلایا ہوا لگ رہا تھا۔

سائیں ! اماں ،بابا تو جلدی سوجاتے ہیں مگر گاؤں والے اور حویلی کے پہرے دار اتنی جلدی نہیں سوتے۔اس لئے میں رات گہری ہونے کا

انتظار کرتی ہوں تاکہ کوئی میرا پیچھا نا کرے۔زرتاج نے دھیمے لہجے میں

تفصیل بیان کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔میں اگلے ہفتے تک اماں کو تمھارے گھر بھیجنے والا ہوں ،اب

مزید تم سے دور نہیں رہ سکتا۔مجھے ہر پل ہر وقت تمھارا ساتھ چاہیئے۔تم سے بات ناں ہو ، تمھیں نا دیکھوں جس دن تو میرا دن نہیں گزرتا۔کوئی کام بھی ٹھیک سے نہیں کرپاتا۔میرا دماغ خراب ہوجاتا ہے۔وہ بے بسی سے بولا۔

زری !میں اب شادی میں ڈیلے نہیں کرنا چاہتا۔میر کالہجہ گنبھیر تھا۔وہ دونوں درخت سے ٹیک لگائے برابر برابر بیٹھے تھے ،اس کی بات پر میر کے ہاتھ میں دبا زرتاج کا نازک ہاتھ کپکپا کر رہ گیا۔

میر سائیں ! بڑی بی بی اور بڑے میر سائیں اس رشتے کے لئے راضی ہوجائیں گے۔۔۔اگر انہوں نے انکار کر دیا تو۔۔۔؟ اس نے ڈرتے

ہوئے دل میں ابھرنے والا اندیشہ ظاہر کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار زری ! تمھارا پرابلم کیا ہے ؟ کیوں اتنی خوف زدہ رہتی ہو؟میرے ہوتے ہوئے تمھیں کسی کی بھی پرواہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔یہ تو طے ہے اگر انہوں نے انکار کر بھی دیا تو بھی میں شادی تو صرف تم سے ہی کروں گا اور میر سجاول کو اپنی بیوی کو اس کا حق اور جائز مقام دلوانا آتا ہے۔وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

تم فکر مند مت ہو۔۔۔یہ ساری فکریں کرنے کے لئے میں موجود ہوں، مجھے کیا کرنا ہے کیسے کرنا ہے سب میں جانتا ہوں۔تم بس دلہن بننے کی تیاری کرو اور میرے خوابوں میں کھوئی رہو۔تند لہجے میں کہتے ہوئے یکدم ہی میر سجاول کا لہجہ ٹھنڈی پھوار بن کر زرتاج پر برسنے لگا۔

میر سائیں ! میرے لئے آپ کا اتنا پیار اتنی عزت ،مجھے بہت خوشی دیتی ہے۔آپ کی محبت میری رگوں میں لہو کے ساتھ دوڑنے لگی ہے۔پلیز! مجھے کبھی اس سے محروم مت کیجئیے گا۔زرتاج کی آنکھیں

میر کے اتنے مان اور بھروسے پر آنسوؤں سے بھر گئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر ! تم مجھ سے کونسا اظہار چاہتی ہو جس سے تمھیں یقین ہوجائے کہ تمھارے لئے میری محبت دائمی ہے جو تا قیامت میرے دل میں رہے گی۔

میں رات کے اس پہر اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر صرف چند گھڑی تمھارے دیدار کے لئے شاہ پور آتا ہوں ،جہاں میرا داخلہ ممنوع ہے۔کیا میری محبت کو ثابت کرنے کے لئے یہ گواہی کافی نہیں۔۔۔؟میر سجاول نے شدتِ جذبات سے کہتے ہوئے اپنے لب اس کے آنکھوں پر رکھ دیئے۔

اچھا سائیں ! بس ایک بات اور پوچھوں۔۔۔؟میر سجاول کے کپڑوں سے اٹھتی پرفیوم کی دلفریب خوشبو میں کسی ناگوار بو کا بھپکا بھی تھا جس کی وجہ سے زرتاج کو سانس لینے میں بھی دشواری ہورہی تھی۔اس نے پوچھتے ہوئے میر کے سینے پر ہاتھ رکھ کر آہستگی سے اسے دور کیا اور اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لیا۔

پوچھو دلبر سائیں۔۔۔میر نے زرتاج کی اس حرکت پر اسے غصے سے گھور کر دیکھا پھر اس کے کان کے بے حد نذدیک مخمور لہجے میں کہا۔

سائیں ! آپ یونیورسٹی میں لڑکیوں کے ساتھ پڑھتے تھے ،وہاں آپ کی کلاس فیلوز کے ساتھ دوستی بھی رہی ہوگی۔۔۔؟اس نے جھجکتے ہوئے من میں کئی دنوں سے ہلچل مچانے والا سوال کیا۔میر نے چونک کر اس کی طرف دیکھا پھر سنجیدگی سے بولا۔

ہاں ،کیوں نہیں۔۔۔دس بارہ لڑکیوں کے ساتھ میری بہت اچھی دوستی تھی۔ان فیکٹ، ان میں سے دو تین کے لئے تو میں سیریس بھی ہوں۔

سوچتا ہوں ،ہماری شادی کے بعد ان سے بھی شادی کر ہی لوں۔کب تک ان بیچاریوں کو بھی انتظار کرواؤں گا۔لیکن تم ٹینشن مت لو۔ان سب کو میں شہر میں ہی رکھوں گا۔حویلی میں تو صرف ہم دونوں ہی رہیں گے۔میر سجاول کے چہرے پر دل موہ لینے والی دلفریب مسکراہٹ پھیلی۔

زرتاج حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔یکایک اس کی مسکراہٹ پر زرتاج کی حیرت اشتعال میں بدلی۔میر پر ناراضگی یا برہمی کا برملااظہار کرنے کی گستاخی تو وہ کر نہیں سکتی تھی ،اس لئے ہاتھ چھڑا کر اٹھنے لگی۔

میر نے ایک جھٹکے میں اسے واپس بٹھادیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں!

تیرے ہیں ہم

ہائے۔۔۔

تیرے بنا جینا بھی

ہے کیا جینا

میر سجاول اپنی خوبصورت آواز میں پرشوق نگاہیں اس پر مرکوز کئے دھیمے سروں میں گنگنایا۔اس وقت اس کی بے خودی اور سرور عروج پر تھا۔

زرتاج اس کی اس ادا پر کھلکھلا کر ہنس پڑی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپالیا۔میر سجاول نے اس کی دونوں کلائیں تھام لیں اور سنجیدگی سے بولا۔

زری ! مجھ میں لاکھ برائیاں سہی مگر میں نے اپنے جذبات کو جسٹ فور فلرٹنگ پر ضائع نہیں کیا ۔میں نے پوری سچائی اور ایمانداری کے ساتھ انہیں اپنی بیوی کے لئے سنبھال کر رکھا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! مجھ پر صرف تمھارا حق ہے اور ہمیشہ رہیگا۔جب تمھیں پہلی بار دیکھا تھا ،اس پہلی نظر میں ہی تمھیں اپنا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور میں آج بھی اس فیصلے پر قائم ہوں۔تم سے پہلے نہ میری زندگی میں کوئی تھا اور نہ تمھارے بعد کوئی یہ جگہ لے سکتا ہے۔اس نے محبت پاش نظروں سے کہتے ہوئے زرتاج کے نازک مومی ہاتھ چوم لئے۔

اس اعتراف پر زرتاج کا چہرہ گلنار ہوگیا۔وہ میر سجاول جیسے کھرے انسان کو پاکر اپنی قسمت پر بے حد نازاں تھی۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

رات کے دو بجے شاہ روم میں اینٹر ہوا تھا۔عروش بیڈ پر گھٹنوں میں سر دیئے سسک رہی تھی۔اس نے کھٹکے کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا مگر وہ عروش کو نظر انداز کرتا ہوا واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر بعد کپڑے چینج کئے وہ عروش کے سر پر کھڑا تھا۔اس نے ہاتھ بڑھا کر عروش کا سر اونچا کیا۔

کیوں رورہی ہو ، کیا کوئی مر گیا ہے۔۔۔؟معظم شاہ بدلحاظی سے غرایا۔

مجھے اماں اور ایان کی بہت یاد آرہی ہے۔۔۔۔؟عروش نے نم آواز میں جواب دیا۔

یہ آنسو اماں کی یاد میں بہائے جارہے ہیں یا پھر۔۔۔شاہ نے قصداً بات ادھوری چھوڑ دی پھر انگلی سے اس کے رخسار پر بہتی لکیر کو پور میں سمیٹا اور چھیڑنے کی صورت میں عروش کے منہ پر جھٹک دیا۔

شاہ ! میں اتنے دن ان سے کبھی دور نہیں رہی۔مجھ سے یہ دوری برداشت نہیں ہورہی۔آپ نے کہا تھا آپ انہیں یہاں بلوائیں گے لیکن آپ نے انہیں اب تک نہیں بلوایا۔پلیز ! اب مجھے ان کے پاس لے چلیں۔عروش نے ہاتھ جوڑتے ہوئے اس کی منت کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ سچ تھا عروش جب سے پیدا ہوئی تھی،ایک پل کے لئے ثمینہ بیگم سے دور نہیں رہی تھی کیونکہ نا تو ان لوگوں کے کوئی رشتے دار تھے نا وہ کسی سے ملنا ملانا کرتے تھے۔اس پر شاہ نے ان لوگوں کے یہاں آنے اور عروش کے وہاں جانے پر پابندی لگا کر حد درجہ ظلم کیا تھا۔اس نے عروش کو تسلی تو دے دی تھی کہ وہ ثمینہ بیگم کو یہاں بلوا لے گا مگر ثمینہ بیگم کو وہ پہلے ہی یہاں بلا اجازت آنے کی تنبیہہ کر چکا تھا۔خود انہیں یہاں بلوانے کا بھی فی الحال اس کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

سمجھایا تھاناں ، شہر جانے کی بات نہیں کروگی پھر اس بکواس کا مطلب۔شاہ نے زناٹے دار تھپڑ عروش کے منہ پر مارا۔عروش کی آنکھوں کے آگے تارے ناچ گئے۔وہ گال پر ہاتھ رکھے بلک بلک کر رونے لگی۔

شاہ چند لمحے اسے دیکھتا رہا ،اس کے دل نے بیٹ مس کی اور اس نے بڑھ کر عروش کو اپنے حصار میں لے لیا۔عروش کو یکدم جیسے سانپ سونگھ گیا۔اپنی گردن پر بڑھتے ہوئے شاہ کے لبوں کے لمس پر اس کا سکتہ ٹوٹا ،اس نے پھڑپھڑا کر شاہ کی بانہوں کا حصار توڑنا چاہا مگر شاہ نے اسے اور بھی سختی سے جکڑ لیا۔

شاہ ! پلیز ! چھوڑ دیں۔۔۔مجھے نیند آ رہی ہے۔وہ منمنائی۔

میں نے تمھیں سونے کی اجازت نہیں دی ہے اور میری اجازت کے بغیر تم سو سکتی ہو۔۔۔؟شاہ اس کی دونوں کلائیاں سختی سے جکڑے پوچھ رہا تھا۔عروش اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی۔

بولو ! سو سکتی ہو۔۔۔؟

نہیں۔۔۔شاہ کے رویئے سے خائف عروش کے منہ سے بمشکل نکلا۔

پھر اتنے ڈرامے کیوں کرتی ہو ، جب جانتی ہو میری مرضی کے بغیر تم سو بھی نہیں سکتی۔شاہ سرد مہری سے کہتے ہوئے اس کے کانوں سے یرنگز اتار رہا تھا۔

عروش کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے جو شاہ کے سینے میں جذب ہونے لگے مگر شاہ نےاس کی دبی دبی سسکیوں اور التجاؤں کی طرف سے اپنے کان بند کر لئے۔

شاہ بے حسی کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے اپنی من مانی کرنے کے بعد پرسکون نیند سو گیا تھا لیکن عروش پر یہ رات بڑی قیامت خیز تھی۔اس کی آنکھوں سے نیند رخصت ہو چکی تھی ، صبح تک وہ اپنی پامالی پر سسکتی رہی مگر اس کے پہلو میں سویا ہوا اس کا شریک سفر ، اس کے دکھ سکھ کا ساتھی بے خبر بنا رہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

”””””””””””””””””””””””””””””

پورے گاؤں میں یہ خبر گردش کر رہی تھی کہ مزارعے نواز کی پندرہ سالہ بیٹی جو صبح اسکول جانے کے لئے گھر سے نکلی تھی مگر اسکول پہنچی نہیں۔

اب سہ پہر ہونے کو آئی تھی لیکن اسکا کچھ پتا نہیں چل رہا تھا۔

نواز اور اس کی بیوی پورے گاؤں میں مارے مارے پھر رہے تھے۔ہر ایک سے پوچھ لیا تھا،لیکن کسی نے بھی اس کی بیٹی کو اسکول جاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔

بالآخر تھک ہار کر وہ دونوں ہاتھ جوڑے حویلی پہنچ گئے۔شاہ اس وقت ڈرائینگ روم میں ہی موجود تھا جب باہر شور شرابے کی آواز اس کے

کان تک پہنچی۔اس نے مہمانوں سے دیھان ہٹا کر شور کی طرف توجہ

دی تبھی خادم حسین ہاتھ باندھے ڈرائینگ روم میں داخل ہوا۔جھک کر

شاہ کے کان میں سرگوشی کی اور مودبانہ کھڑا ہو گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ نے چند لمحے کچھ سوچا اور مہمانوں سے معزرت کر تے ہوئے اٹھ گیا۔اس کا رخ دروازے کی جانب تھا۔خادم حسین بھی اس کے پیچھے ہی نکل گیا۔

دالان میں ہی نواز اور اس کی بیوی ہاتھ جوڑے کھڑے تھے۔شاہ

کو دیکھتے ہی اس کی بیوی شاہ کی طرف لپکی اور اپنے سر کی چادر اتار کر

اس کے قدموں میں رکھ دی۔

چھوٹے شاہ جی !ہماری مدد کریں۔۔۔میری دھی صبح اسکول گئی تھی،

مگرجب چھٹی ہونے کے گھنٹے بھر بعد بھی گھر نہیں پہنچی تو میں اسکول پہنچی مگر وہ وہاں بھی نہیں تھی۔

ماسٹرنی کہتی ہے آج وہ آئی ہی نہیں۔شام ہونے کو آئی ہے ،ہم میاں

بیوی نے اسے ہر جگہ ڈھونڈ لیا مگر اس کا کچھ پتا نہیں چلا۔بس آپ

ہی ہیں جو ہمارا سہارا ہیں۔میں بڑی امید لے کر آئی ہوں۔وہ شاہ

کے پیر پکڑے گڑ گڑا رہی تھی۔

خادم حسین ! اس کی چادر اٹھا کر اس کے سر پر ڈالو اور پتا کرو اس

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کی دھی کہاں ہے۔تم اپنے گھر جاؤ ،بہت جلد تمھاری بیٹی تمھیں مل جائے گی۔یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔شاہ نے بیک وقت دونوں کو مخاطب کیا۔

بڑی مہربانی سائیں ! اللہ آپ کو خوش رکھے ،آباد رکھے۔وہ دعائیں

دیتے ہوئے کھڑی ہو گئی۔خادم حسین نے اسکی چادر زمین سے اٹھا

کر اس کے سر پر ڈالی۔

شاہ مڑ کر ڈرائینگ روم میں جانے کے بجائے دالان سے گزر کر ایک کمرے میں آگیا جو صرف اس کے ہی استعمال میں رہتا تھا۔وہ

خادم حسین کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر چکا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

خادم حسین ! سنا ہے میر سجاول آج کل اپنا ذیادہ تر وقت فارم ہاؤس پر گزارتا ہےاور کچھ دنوں سے اس کے کچھ خاص مہمان بھی آئے ہوئے ہیں۔

جنہیں اس نے اپنےاسی فارم ہاؤس پر ٹھرایا ہوا ہے۔

شاہ نے اپنی داڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے خادم حسین سے تائید چاہی۔

اس کی آنکھوں سے سفاکی چھلک رہی تھی۔اس نے سگریٹ سلگایا اور لبوں سے لگا لیا۔

جی سائیں ! خادم حسین نے کچھ الجھتے ہوئے تائید کی۔

خادم حسین !تم ایسا کرو شہر چلنے کی تیاری کرو۔شاہ نے اسے ہدایت کی اور موبائل کانٹیکٹس میں کسی کا نمبر سرچ کرنے لگا۔کال ملا کر اس نے موبائل کان سے لگایا دوسری طرف فوراً ہی کال ریسیو کر لی گئی۔

اس وقت تم کہاں ہوں۔۔۔؟ اس نے دوسری طرف موجود شخص سے استفسار کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ٹھیک ہے !تم اسے لے کر جگہ پر پہنچو۔میں تھوڑی دیر میں گاؤں سے نکل رہا ہوں۔رات تک شہر پہنچ جاؤں گا۔تب تک تمھیں اسے کسی بھی طرح سنبھالنا ہے۔

میرے پہنچنے تک تم ہر گز بھی جگہ سے نہیں نکلو گے۔کسی بھی صورت تمھیں میر سجاول یا میر سبطین کے ہاتھ نہیں لگنا چاہئے اور خیال رہے اس لڑکی پر ایک خراش بھی نہ آنے پائے ورنہ تمھارے ٹکڑے کروا کر بھوکے کتوں کے آگے ڈلوادوں گا۔شاہ نے کال ڈسکنیکٹ کر دی ،ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ اضطراری انداز میں پاؤں کو حرکت دے رہا تھا۔

اماں ! میں شادی صرف زرتاج سے کروں گا۔"آپ بس اس کے گھر رشتہ لے کر جانے کی تیاری کریں۔میر سجاول ان کے بیڈ پر دراز فائزہ بیگم سے مخاطب تھا۔

میر سائیں ! تم سمجھتے کیوں نہیں ،وہ لڑکی تمھارے قابل نہیں ہے۔کہاں وہ اور کہاں ہم۔

چلو تمھاری خواہش کے خاطر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ بھی بھول جائیں کہ وہ کم ذات ہے مگر یہ بات تو نظر انداز نہیں کی جا سکتی ناں کہ وہ شاہ پور کی رہنے والی ہے ،بھلا صفدر شاہ اور معظم یہ شادی ہونے دیں گے۔۔۔؟ وہ اپنے اندر غصے کی آنچ کو دبائے بظاہر نرمی و رسان سے گویا تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ورنہ دماغ میں تو آتش فشاں پھوٹ پڑا تھا ،بس نہیں چل رہا تھا کہ زرتاج سامنے آجائے اور فائزہ بیگم اسے سالم نگل جائیں ،جس نے ان کے ولی عہد پر ڈورے ڈال کر اسے شادی کے لئے اکسا لیا تھا۔

ایسی کی تیسی معظم شاہ کی ، اس کی اتنی اوقات نہیں ہے کہ مجھے زرتاج سے شادی کرنے سے روک سکے۔شادی تو میں اس سے کر کے رہوں گا چاہے اس کے لئے مجھے کوئی بھی قیمت چکانی پڑے۔میر بھڑکتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔

میں پوری پلاننگ کر چکا ہوں۔زرتاج کو اس کی فیملی سمیت فارم ہاؤس شفٹ کر دوں گا ،زرتاج کی طرف سے شادی کی ساری تیاریاں وہیں سے ہونگی۔میرے فارم ہاؤس تک پہنچنے کی معظم شاہ جرأت بھی نہیں کر سکتا اگر اس نے ایسی کوئی کوشش بھی کی تو میں اس سے نمٹ لوں گا۔اس کا بندوبست تو میں پہلے ہی کر چکا ہوں بس زرا موقع کے انتظار میں ہوں۔کسی خیال کے تحت میر کی آنکھیں چمکیں۔

اس کی پلاننگ سن کر فائزہ بیگم بیگم کا سر چکرا گیا۔ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہ پوری تیاری کئے بیٹھا ہے۔

میر ! میرے چندا ! تم زرا سا تو سوچو ، تم زرتاج سے شادی کروگے تو سوسائیٹی میں ہماری کیا عزت رہ جائے گی ؟ لوگ طرح طرح کی باتیں

بنائیں گے کہ ہمارے لیے لڑکیوں کی کمی تھی کیا جو ہم نے گاؤں کے مزارعے سے رشتہ جوڑ لیا۔

تمھارے بابا کا اسٹیٹس ، ہمارے خاندان کی پشتوں کی عزت ،سب کچھ مٹی میں مل جائے گا۔تم ہماری اکلوتی اولاد ہو ،منت مرادوں سے میں نے تمھیں پایا ہے۔میرے بہت ارمان ہیں۔اپنی پسند کی خاطر تم میرے ارمانوں کو روند رہے ہو۔فائزہ بیگم نے آنکھوں میں آنسو بھر کر اسے ایموشنلی بلیک میل کرنا چاہا۔

یار اماں ! آپ کے لئے آپ کا اکلوتا بیٹا امپورٹنس رکھتا ہے یا دنیا والے ؟ رہی بات آپ کے ارمانوں کی وہ تو آپ پورے کر سکتی ہیں۔

میری شادی زرتاج سے ہو یا کسی اور سے ،آپ کو تو میری خوشی میں خوش ہونا چاہئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

فائزہ بیگم کے منہ سے زرتاج کے لئے استعمال ہونے والے حقارت آمیز الفاظ اسے سخت گراں گزر رہے تھے مگر ماں کو بھی وہ سرزنش نہی کر سکتا تھا اس لئے بے زاری سے گویا ہوا۔

بحرحال دنیا ادھر سے ادھر کیوں ناں ہوجائے ،زرتاج کو میں اپنی بیوی بنا کر رہوں گا۔اماں ! آپ نہیں جانتی وہ میرے لئے کتنی ضروری ہے۔ساری دنیا کی خوشیاں ایک طرف ،زرتاج ایک طرف۔

اس کی برابری کوئی بھی نہیں کر سکتا۔اس کئے آپ خوشی خوشی راضی ہوجائیں اور بابا کو بھی راضی کرنے کی کوشش کریں۔میں اب جلداز جلد زرتاج کو اس گھر میں دیکھنے چاہتا ہوں۔

اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہتے ہوئے شرٹ جھٹکی اور سلیپرز پاؤں میں ڈال کر روم سے نکل گیا ۔وہ مزید بحث میں نہیں الجھنا چاہتا تھا۔

میر نے فائزہ بیگم کو جواب دینے کا موقع بھی نہیں دیا تھا۔

فائزہ بیگم زخمی نگاہیں دروازے پر جمائے بیٹھی تھیں۔ان کے دماغ نے کام کرنا بند کر دیا تھا۔وہ تو سوچے بیٹھیں تھیں میر نے اپنے ہی جیسے کسی شان و شوکت والے گھرانے میں دل لگا لیا ہو گا اور اس کی من چاہی دلہن لانے پر انہیں کوئی اعتراض بھی نہیں تھا مگر وہ لڑکی گاؤں کے کمیوں میں سے کسی کی ہو گی،ایسا تو انہوں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔

اب اس مشکل سے کیسے جان چھڑائی جائے اور میر سجاول کے بڑھتے قدموں کو کیسے روکا جائے یہ انہیں سمجھ نہیں آرہا تھا کیوں کہ وہ اس بار چاہ کر بھی کوئی سازش نہیں رچ سکتی تھیں کیونکہ سامنے نند یا کوئی سسرالی رشتے دار نہیں بلکہ ان کا اپنا ہی لختِ جگر تھا۔

“”””””””””””””””””””””””””””””””””

میر سبطین لاؤنج میں داخل ہوا تو نگین کو ادھر سے ادھر ٹہلتے پایا۔وہ سلام کر کے وہیں لاؤنج میں ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

سبطین بھائی ! میں آپ کے لئے پانی لے کر آتی ہوں اور کافی بھی تیار کرواتی ہوں۔نگین اسے دیکھتے ہی پریشانی بھلائے سبطین کی جانب بڑھتے ہوئے بولی۔

ہوں۔۔۔بہت خاموشی ہے گھر میں ،رانیہ اور حنین کہاں ہیں۔۔؟اس نے ہنکارہ بھرا پھر نگاہ دوڑاتے ہوئے اسفسار کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حنین بھائی تو شام سے اپنے دوست کے ساتھ نکلے ہوئے ہیں اور رانیہ آپی ابھی تک یونیورسٹی سے واپس نہیں آئیں۔وہ جاتے جاتے رک گئی اور فوراً سے پیشتر سبطین کو آگاہ کیا۔

واٹ ؟ رانیہ اب تک واپس نہیں آئی ، یہ کیسے ہوسکتا ہے۔وہ تو پانچ بجے تک فری ہوجاتی ہے۔اس نے گھڑی دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔

جی۔۔۔نگین نے مختصراً کہا اور سامنے ہی صوفے پر ٹک گئی۔

سبطین نے رانیہ کا نمبر ٹرائے کیا تو وہ آف جارہا تھا،اس نے فوراً ہی ڈرائیور کو کال کی مگر وہاں بھی سوئچڈ آف کی ٹیپ سنائی دی۔یکدم ہی سبطین کے اندر وسوسے سر سرائے۔

وہ بار بار نمبر ٹرائے کر رہا تھا مگر دونوں نمبر مسلسل آف تھے۔بالآخر وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

نگین ! ڈیڈی کہاں ہیں ؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ واک کے لئے گئے ہیں۔۔۔اب تو واپس آنے والے ہونگے۔

اوکے۔۔۔میں رانیہ کو لینے یونیورسٹی جارہا ہوں ،ڈیڈی آجائیں اور میرے یا رانیہ کے بارے میں پوچھیں تو کہنا وہ میرے ساتھ کسی ضروری کام سے باہر گئی ہے اور ہم کچھ دیر میں واپس آجائیں گے لیکن ڈیڈی کو ہر گز بھی اس باپ کا علم نہ ہو کہ رانیہ اب تک یونی سے واپس نہیں آئی ہے۔

میر سبطین اسے پوری بات سمجھاتے ہوئے پریشانی کے عالم میں لاؤنج سے نکل گیا۔

نگین اثبات میں سر ہلا کر کار پورچ تک اس کے پیچھے آئی تھی۔وہ دل ہی دل میں رانیہ کی سلامتی کی دعا مانگ رہی تھی۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""

میر سبطین سارا شہر چھان چکا تھامگر رانیہ کا پتا لگانے میں ناکام رہا تھا۔

یونیورسٹی پہنچنے پر بھی رانیہ اسے وہاں نہیں ملی ، اس نے رانیہ کی تقریباً سب دوستوں سے کانٹیکٹ کیا تھا مگر سب کا ایک ہی جواب تھا کہ یونی آف ہونے کے بعد وہ ان کے سامنے ہی گھر کے لئے روانہ ہوگئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین مایوس سا ہوکر لب بھینچے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔رانیہ کی گمشدگی سنگین رخ اختیار کر گئی تھی۔

شکستہ خوردہ وہ گھر میں داخل ہوا۔اب وہ میر غضنفر علی کو رانیہ کی گمشدگی سے لا علم نہیں رکھ سکتا تھا۔انہیں آگاہ کرنا اس کی مجبوری بن گئی تھی۔

میر سبطین ! تم لوگ کہاں چلے گئے تھے ،میں واپس آیا تو نگین نے بتایا تم رانیہ کو لے کر کہیں گئے ہو۔رانیہ کہاں ہے۔۔۔؟میر غضنفر جو لاؤنج میں ہی بیٹھے ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے ،اسے دیکھتے ہی بول پڑے۔

ڈیڈی ! ایک مسئلہ ہو گیا ہے ،آپ کو صبر و تحمل سے میری بات سننا ہو گی۔۔۔آپ وعدہ کریں بلکل بھی نہیں گھبرائیں گے۔میر سبطین نے ان کی طبیعت کے پیش نظر تمہید باندھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ایسا بھی کیا مسئلہ ہو گیا ہے جو تم اتنے فکر مند ہو رہے ہو،گاؤں میں تو سب خیریت ہے ناں ۔۔۔رانیہ کہاں ہے ؟ پل بھر میں میر غضنفر کے چہرے کی رنگت بدل گئی۔حنین بھی سنجیدگی سے میر سبطین کی طرف متوجہ تھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ ڈرائیور رانیہ سمیت مسنگ ہے ،میں نے ہر اس جگہ پر پہنچ کر معلوم کیا ہے جہاں رانیہ کی موجودگی کے امکان تھے مگر وہ مجھے کہیں بھی نہیں ملی۔

رانیہ اور ڈرائیور دونوں کے نمبرز بھی آف ہیں۔یقیناً رانیہ کی گمشدگی کے پیچھے ڈرائیور کا ہاتھ ہے ۔میر سبطین نے تفصیلاً پوری بات بیان کر دی۔

میرے خدا ! میر سبطین !یہ تم کیا کہہ رہے ہو ،ہم برباد ہو گئے۔پتا نہیں کس نیت سے اس خبیث نے ہماری بچی کو اغوا کیا ہے۔میر غضنفر کے پیروں تلے زمیں سرک گئی تھی۔لمحوں میں ان کا چہرہ پسینے میں شرابور ہو گیا۔

بھائی ! ہمیں جلد از جلد پولیس کو انفارم کرنا چاہئے ، اس سے پہلے کے بہت دیر ہو جائے۔حنین نے فکرمند ہو کر مشورہ دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نہیں ،اس طرح پولیس کو بیچ میں لانے سے یہ بات میڈیا تک پہنچ جائے گی اور ہماری عزت کا تماشا بن جائے گا۔میڈیا تو ایسی نیوز کی تلاش میں رہتا ہے۔ہمیں خود ہی اسے ڈھونڈنا ہو گا۔میر سبطین نے عقلمندی سے کام لیتے ہوئے اس کا مشورہ رد کر دیا۔

کچھ بھی کرو مگر رانیہ کو ڈھونڈو ،مجھے کسی بھی قیمت پر میری بچی صحیح سلامت واپس چاہیئے۔تم میر سجاول سے بات کرو وہ اس مسئلے کو زیادہ بہتر طریقے سے نمٹ سکتا ہے ،اس وقت صرف وہی ہماری مدد کر سکتا ہے۔

بھائی ! ڈیڈی بلکل ٹھیک کہہ رہے ہیں ،آپ سجاول بھائی سے بات کریں وہ ضرور ہماری ہیلپ کریں گے۔حنین باپ کے مشورے سے متفق تھا۔سبطین نے فوراً سے پیشتر میر سجاول کو کال ملائی۔

میر سبطین ! یار کیسے یاد کیا ، حکم کرو۔میر سجاول کی گنبھیر آواز گونجی۔

میر سجاول ! ایک مسئلہ ہو گیا ہے ، تمھاری ہیلپ چاہیئے۔سنجیدگی سے کہتے ہوئے میر سبطین نے ساری بات اس کے گوش گزار کردی۔

www.kitabnagri.com

اتنے گھنٹے گزر گئے اور تم مجھے اب بتا رہے ہو ، تمھیں سب سے پہلے مجھے انفارم کرنا چاہیئے تھا۔

خیر ، تم لوگ فکر مت کرو ،میں ابھی اس خبیث کا پتہ لگاتا ہوں کہ وہ رانیہ کو لے کر کہاں غائب ہوا ہے۔میر سجاول کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فارم ہاؤس میں موجود منی سنیما میں بیٹھا مووی دیکھ رہا تھا۔ایک جھٹکے سے اٹھ کر سنیما سے باہر نکل گیا۔

تھینکس ! بس ہمیں بہت جلد رانیہ تک پہنچنا ہے۔مجھے لگتا ہے یہ سب اس نے پیسوں کے لئے کیا ہے اور وہ ضرور ہم سے رابطہ کرے گا۔

انشاء اللہ میں اسے اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا ،اس نے ہماری عزت پر ہاتھ ڈال کر اپنے لئے قبر تیار کر لی ہے۔وہ دہشت ناک لہجے میں بولا۔

میں شہر کے لئے روانہ ہورہا ہوں شہر پہنچنے سے پہلے ہی اسکا پتا لگوا لوں گا۔تم بس ایک کام کرو ،تمھیں گھر کے نوکروں کے زریعے اس بات کو باہر نکلنے سے روکنا ہے۔میر نے ہدایت دی۔

اوکے۔۔۔یہ کام ہو جائے گا ،تم جلدی پہنچنے کی کوشش کرو۔میر سبطین نے کہتے ہوئے کال کاٹ دی۔

میر سجاول کراچی آرہا ہے ، وہ ذاتی طور پر پتہ لگوائے گا کہ ڈرائیور رانیہ کو لے کر کہاں گیا ہے ۔میر سبطین نے حاضرین کو مطلع کیا اور خود سرونٹ کواٹر کی طرف چلا گیا تاکہ تمام ملازموں کو ایک ساتھ تنبیہہ کر سکے۔

میر غضنفر صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر بیٹھ گئے ،ان کی نگاہوں میں رانیہ کا معصوم چہرہ گھوم رہا تھا ۔

"""""""""""""""""""""""""""""

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دروازہ کھلنے کی آواز پر رانیہ نے سر اٹھا کر دیکھا تو دنگ رہ گئی۔

رانیہ دیوار سے ٹیک لگائے کار پیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔چند گھنٹوں میں سوچ سوچ کر اس کا دماغ شل ہو چکا تھا کہ آخر ڈرائیور نے اس کو اغوا کیوں کیا ہے۔کسی طرح وہ رانیہ کو اس کمرے تک لایا تھا جہاں ایک صوفہ سیٹ ،اسپلٹ اے۔سی اور کارپیٹ کے سوا ایک کیل بھی نہیں تھی اور باہر سے دروازہ لاک کر کے چلا گیا تھا۔

وہ بھاری مظبوط قدم اٹھاتا ہوا صوفے کی طرف بڑھا اور ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔

آ آپ ،آپ ؟خوف کی شدت سے رانیہ کی آواز لڑکھڑا گئی۔

آپ نے مجھے اغوا کیوں کروایا ہے۔۔۔۔آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔پلیز ! مجھے چھوڑ دیں ،یہاں میرا دم گھٹ رہا ہے۔رانیہ دہائی دینے لگی۔

ڈرو مت ، گھبرانے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔تم یہاں بلکل محفوظ ہو۔کوئی تمھیں کچھ نہیں کرے گا اور تھوڑی دیر میں تمھیں آزاد کر دیا جائے گا۔تب تک کے لئے ریلیکس ہو جاؤ۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ اپنی بھاری سرد آواز میں رانیہ کو تسلی دے رہا تھا۔

صبح سات بجے پولیس نے میر سجاول کے فارم ہاؤس پر چھاپا مار کر مزارعے نواز کی بیٹی کو بازیاب کروالیا تھا اور فارم ہاؤس میں موجود میر سجاول کے دوستوں کو بھی گرفتار کر لیا تھا۔پورے گاؤں میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی کہ نواز کی بیٹی کو میر سجاول نے اغوا کیا تھا۔

اس خبر کے ٹھیک ایک گھنٹے بعد ایک بلیک لینڈ کروزر رانیہ کو اس کے گھر سے کچھ فاصلے پر ڈراپ کر کے چلی گئی تھی۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

میر غضنفر نڈھال سے وہیں لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔گھر کے تقریباً سب ہی افراد وہاں موجود تھے۔میر سجاول کے ساتھ فائزہ بیگم اور میر جعفر بھی کراچی پہنچ چکے تھے۔

میر سجاول اور میر سبطین اب تک رانیہ کا پتہ لگانے میں ناکام تھے کیونکہ وہ کسی بھی طرح ڈرائیور کو ٹریس نہیں کروا سکے تھے۔معظم شاہ نے بہت پکا کام کیا تھا۔وہ کھلے دروازے سے اندر چلی آئی ۔

رانیہ میری بچی ! تم کہاں چلی گئیں تھیں ، تم ٹھیک ہو ناں ؟ میر غضنفر لپک کر اس کے پاس پہنچے اور اسے اپنی آغوش میں بھر لیا۔

مجھے معظم شاہ نے کڈنیپ کر لیا تھا اور ابھی وہ خود ہی مجھے یہاں چھوڑ گیا ہے۔مجھے نہیں پتا اس نے مجھے کیوں کڈنیپ کروایا تھا۔رانیہ نے ہچکیوں کے دوران سب کے سروں پر بم دے مارا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول کے جسم کا سارا خون اس کے چہرے پر سمٹ آیا۔غصے کی شدت سے اس کی کنپٹی کی رگیں تن گئیں تھیں۔تبھی میر سبطین کے موبائل پر unknown نمبر سے کال آئی۔

ہیلو ! میر سبطین اسپیکنگ۔

معظم علی شاہ بات کر رہا ہوں۔بہن خیر خیریت سے گھر پہنچ گئی ہو گی ،اس کے لئے تمھیں میرا شکر گزار ہونا چاہیئے ورنہ تمھارے کزن نے تمھیں برباد کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی ۔شاہ تمسخر سے گویا ہوا۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔تم نے میری بہن کو کڈنیپ کروا کہ جس کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے ،تم سے اسی طرح کے گھٹیا پن کی امید کی جاسکتی ہے۔میر سبطین نے بھنا کر کہا۔

تمیز سے بات کرو ، آخر بہنوئی ہوں تمھارا۔شاہ نے اسے جھڑکنے کے انداز میں طنز کیا۔

میر سبطین لب بھینچ کر رہ گیا۔اس کی پیشانی پر لاتعداد شکنیں پڑ گئیں تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین ! تم کس گھٹیا پن کی بات کر رہے ہو۔۔۔۔۔گھٹیا تو تمھارا خاندان ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمھارے گھٹیا کزن نے میرے گاؤں کی بچی کو کڈنیپ کروایا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم کیا سمجھتے ہو اس کے بدلے میں تم لوگوں کو چھوڑ دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔میرے علاقے کی لڑکی کی عزت میرے گھر کی عورتوں کے برابر ہے۔

اپنے بھائی کا گریبان پکڑو ، جو دوسروں کی عزتیں خراب کرتا پھرتا ہے اگر وہ میرے علاقے کی لڑکی کی عزت خراب نہیں کرتا تو میں بھی تمھارے گھر کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالتا۔

تمھارے ملازم میری جیب میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔میرے خرچوں پر پلتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔میرے ایک اشارے پر جان بھی دینے کے لئے تیار ہیں پھر رانیہ کو کڈنیپ کروانا میرے لئے کونسا مشکل کام ہے۔وہ شانِ بے نیازی سے انکشاف کر رہا تھا۔

اس کے انکشافات پر میر سبطین کے لفظ گم ہوگئے تھے۔وہ تسلیم کرتا تھا کہ میر سجاول ایک بگڑا ہوا نوجوان ہے مگر اسے میر سجاول سے ایسے کارنامے کی امید ہر گز نہیں تھی۔

میں اپنے دوستوں سے بے خبر رہ سکتا ہوں مگر اپنے دشمنوں سے کبھی غافل نہیں رہ سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بات ذہن نشین کرلو۔۔۔۔تم

لوگ جتنا مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کروگے۔۔۔۔۔۔۔بدلے میں اس سے ڈبل نقصان اٹھاؤ گے۔وہ سفاکی سے بولا۔

کچھ دیر قبل ہی میں نے ریڈ کروا کر اس بچی کو تمھارے کزن کے فارم ہاؤس سے برآمد کروایا ہے ۔شاہ نے درشتگی سے کہا اور کال کاٹ دی۔میر سبطین موبائل کان سے ہٹا کر میر کی طرف گھوم گیا۔

تم دوسروں کے گھر میں نقب زنی کروگے تو ہمارا اپنا گھر کیسے محفوظ رہے گا۔میر سبطین نے طیش کے عالم میں میر سجاول کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑا۔

یہ تم کیا کہہ رہے ہو ،کس کا فون تھا ،کیا کیا ہے میں نے۔۔۔؟ میر سجاول نے حیرانگی سے کہتے ہوئے اپنے کالر سے میر سبطین کے ہاتھ جھٹکے۔

کیا یہ جھوٹ ہے۔۔۔۔تم نے کل شاہ پور سے کسی لڑکی کو اغوا کروایا تھا ،جس کے بدلے میں معظم شاہ نے رانیہ کو اغوا کروایا۔کچھ دیر قبل ہی تمھارے فارم ہاؤس سے وہ لڑکی برآمد ہوئی ہے۔

مجھے شرم آتی ہے تمھیں اپنا بھائی کہتے ہوئے ،تمھارے اتنے شرمناک کام میں ملوث ہونے کی وجہ سے میں اپنی بہن پر ہونے والے ظلم پر ایکشن بھی نہیں لے سکتا۔میر سبطین اسے بے نقط سنا رہا تھا۔

سارا گھر لب بستہ تھا حتی کہ میر جعفر اور فائزہ بیگم بھی منہ سے ایک الفاظ نکالنے کے قابل نہیں تھے۔

ہاں جھوٹ ہے یہ سب ،وہ مجھ پر بہتان لگا رہا ہے۔میں اس بارے میں لاعلم ہوں۔یہ میرے خلاف سازش کی گئی ہے۔میر سجاول بلبلا رہا تھا۔

ہم کیسے مان لیں کہ یہ سازش ہے جب کہ وہ لڑکی تمھارے فارم ہاؤس سے برآمد ہوئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔وہ خود تو وہاں چل کر نہیں جا سکتی۔۔۔یقیناً تم نے ہی اسے اٹھوایا ہو گا ۔۔۔۔۔۔۔۔وہاں تمھارے دوستوں کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے۔میر غضنفر نے غضبناک ہو کر کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب میں نے ایک بار کہہ دیا ہے کہ میرا اس واقع سے کوئی واسطہ نہیں پھر مجھے خود کو جسٹیفائے کرنے کی ضرورت ہے نا عادت۔میر سجاول کا جواب برجستہ تھا۔

معظم شاہ کو تو میں اب دیکھ لوں گا ، مجھ پر جھوٹا الزام لگانے کی جو حرکت اس نے کی ہے اس حرکت کا مزہ تو اسے چکھا کر رہوں گا۔میر سجاول خطرناک حد تک سنجیدہ لہجے میں کہہ کر دندناتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

میر سائیں ! میری بات تو سنو۔کوئی کچھ بھی کہے ،مجھے تم پر پورا بھروسا ہے۔مجھے یقین ہے تم ایسا کچھ بھی نہیں کرسکتے۔فائزہ بیگم چلاتے ہوئے اس کے پیچھے بھاگی تھیں مگر اس نے پلٹ کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

اس کے سر پر تو اپنی بدنامی اور بے عزتی کا بدلہ لینے کی دھن سوار ہوگئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””””””””””””””””※”””””””””””””””””””””

معظم شاہ رات گئے حویلی پہنچا تھا ،کمرے میں داخل ہوا تو بیڈ پر عروش کے سرہانے رخسانہ بیگم بیٹھی ہوئی تھیں۔کمرے میں مکتوم شاہ بھی موجود تھا۔اسے دیکھتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اماں ! میں نے ان کا چیک اپ کر لیا ہے ، بی پی تھوڑا لو ہے۔گھبرانے کی کوئی بات نہیں ، ویک نیس کی وجہ سے انہیں چکر آگیا تھا۔

باقی کراچی میں ایک لیڈی ڈاکٹر ہیں جو بہت قابل ہیں ،میں ان سے اپائنٹمنٹ لیتا ہوں ،وہ بھابھی کا مکمل چیک اپ کر لیں گی آپ کل انہیں کراچی لے جایئے گا۔مکتوم شاہ نے نظریں کر کہا اور اسٹیتھو اسکوپ ہاتھ میں تھامے فوراً ہی کمرے سے نکل گیا۔

شاہ ! مبارک ہو ،ہمارے گھر میں چھوٹا سا مہمان آنے والا ہے۔میں دادی بننے والی ہوں۔رخسانہ بیگم کا چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا۔وہ عروش کے صدقے واری ہوتے ہوئے بولیں۔شرم سے عروش کا چہرہ سرخ پڑ گیا۔

ایک پل کے لئے شاہ کے چہرے پر بھی خوشی کی رمق آئی مگر صرف ایک پل کے لئے ،دوسرے ہی پل اس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثرات سے عاری ہو گیا۔

خیر مبارک۔۔۔میں بہت تھکا ہوا ہوں ، آرام کرنا چاہتا ہوں۔وہ بے تاثر لہجے میں بولا۔

ٹھیک ہے ، تم لوگ آرام کرو ،میں بھی اپنے کمرے میں جارہی ہوں۔

عروش ! میری جان تم سونے سے پہلے دودھ ضرور پی لینا۔رخسانہ نے

اٹھتے ہوئے دودھ کے گلاس کی طرف اشارہ کیا اور تاکید کرتی ہوئی چلی گئیں۔

عروش بھی بیڈ سے اتر کر واش روم جانے کے لئے شاہ کے برابر سے گزری تو شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟

واش روم۔۔۔کپڑے چینج کرنے ہیں۔عروش دھیرے سے بولی اس کی نظریں جھکی ہوئی تھیں۔

پہلے میرا سر دبا دو ، سر میں بہت درد ہورہا ہے۔شاہ نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا اور بیڈ پر جا کر لیٹ گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اب کیا صبح تک وہیں کھڑے رہنے کا ارادہ ہے ،جو کہا ہے وہ کرو۔شاہ نے گرج کر کہا۔عروش سر سے پاؤں تک ہل گئی ،پلک جھپتے میں بیڈ تک پہنچی اور شاہ کے سرہانے بیٹھ کر اس کا سر دبانے لگی ۔ایک بار پھر اسے اپنی قسمت پر جی بھر کر رونے کا دل چاہا مگر اس بات آنسو اس کے اندر گر رہے تھے۔

اسے سر دباتے ہوئے پورا گھنٹہ ہونے والا تھا۔شاہ آنکھیں موندے لیٹا ہوا تھا۔عروش کو نیند کے جھونکے آنے لگے تبھی شاہ نے زرا سی آنکھیں کھول کر اسے دیکھا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر خود پر گرا لیا۔

"""""""""""""""""""""※"""""""""""""""""""""

میر سجاول نے پوری رات آنکھوں میں کاٹ کر گزاری تھی۔ایک لمحے کے لئے بھی وہ سو نہیں سکا تھا۔غصے کی انتہا پر پہنچ کر اس کا دماغ ماؤف ہوچکا تھا۔

اس نے آج کی تاریخ میں سب کے سامنے اپنی ہونے والی بے عزتی کا بدلہ لینے کی ٹھان لی تھی کیونکہ صرف وہی جانتا تھا کہ معظم علی شاہ نے اسے نیچا دکھانے کے لئے یہ سازش کی تھی۔۔۔۔۔۔اسی بہانے اس کے خاندان کی عزت اچھالی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔رانیہ کو اغوا کیا تھا۔

اس بدلے کی آگ میں وہ اپنے ہوش و حواس بھلا بیٹھا تھا۔احساس شکست سے پاگل ہورہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس حالت میں اسے یہ احساس بھی نہیں رہا تھا کہ وہ اپنے اگلے قدم سے اپنے ہی ساتھ برا کرنے جارہا ہے۔اپنے ہی دل کی دنیا اجاڑنے والا ہے۔

“”””””””

آج اس گرفت کی سختی میں محبت کی وہ نرمی شامل نہیں تھی جس کی زرتاج عادی ہوچکی تھی۔اس نے دہائی دی مگر میر سجاول نے یوں ظاہر کیا جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں۔وہ خاموشی سے باہر کے منظر پر نظر جمائے بیٹھا رہا۔

زرتاج کو اس کے انداز میں کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔گاڑی سن پورہ کی حدود سے نکل کر ہائی وے کے راستے پر گامزن تھی۔

سائیں ! آپ مجھے کہاں لے جارہے ہیں۔۔۔؟ پلیز ! گاڑی روکیں مجھے کہیں نہیں جانا۔اس نے شور مچایا مگر میر کے تاثرات میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج کو جیسے جیسے معاملے کی گمبھیرتا کا احساس ہوتا جارہا تھا ،ویسے ہی اس کا دل بیٹھنے لگا۔اس نے میر کو اللہ کے واسطے دیئے ہاتھ پیر جوڑے مگر اس وقت میر سجاول کے سر پر جو جنون سوار تھا ،

اس کے آگے زرتاج کی محبت بھی مانند پڑ گئی تھی۔

اس کا مطلب ہے چاچا نواز کی بیٹی کے نام کے ساتھ جو افواہ سنی تھی وہ افواہ نہیں حقیقت تھی ۔آپ نے ہی اسے بھی اغوا کروایا تھا۔زرتاج نفرت آمیز لہجے میں چیخی۔

میر سائیں !آپ بہت برے ہیں ، بہت برے۔جتنا سب گاؤں والے کہتے ہیں۔۔۔۔اس سے بھی زیادہ برے۔مجھے آپ سے نفرت محسوس ہورہی ہے۔

زرتاج کی بات سن کر میر کا دماغ گھوم گیا،اس نے شعلہ بار نگاہوں سے زرتاج کو دیکھا پھر اسے ایک زوردار تھپڑ مارا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چپ۔۔۔بلکل چپ۔جب تمھیں بھی یہی سچ لگتا ہے تو پھر مجھے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔اس سے پہلے شاید مجھے تم پر رحم آجاتا مگر اب ہر گز نہیں آئے گا۔شاہ پور کا کوئی بھی فرد رحم کے قابل نہیں۔وہ بری طرح غرایا۔

زرتاج گال پر ہاتھ رکھے خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

میر کا یہ لب و لہجہ ، یہ انداز تو اس کے لئے سراسر مختلف تھا۔خوف کی شدت سے وہ ایک لفظ مزید نہیں کہہ سکی۔

تقریباً ایک گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد گاڑی اس کے شاندار فارم ہاؤس کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ مصلح گارڈ نے دیکھتے ہی ہاتھ ماتھے تک لے جاکر سلام کیا اور بڑا سا دروازہ کھول دیا۔ ڈرائیور

تیزی سے گاڑی اندر لے گیا۔سامنے طویل و عریض لان اعلی قسم کے

پتھروں سے بنی روش اور بیرون ملک سے لائے گئے پودوں سے بڑی

محارت اور خوبصورتی سے لان کے دونوں طرف باڑ لگائی گئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے لینڈ کروزر کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر زرتاج کو باہر

نکالا۔

میر سائیں ! مجھے اندر نہیں جانا ، مجھے معاف کردیں۔میرے ماں باپ مر

جائیں گے ،وہ یہ ذلت برداشت نہیں کر سکیں گے۔مجھے چھوڑ دیں۔

آپ تو مجھ سے محبت کے دعوے دار تھے پھر آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کرسکتے ہیں۔

زرتاج نے اپنا احتجاج جاری رکھا جسے میر سجاول نے مکمل نظرانداز

کرتے ہوئے اسے باہر کھینچا مگر وہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوئی۔

تب میر نے اسے بازوؤں میں اٹھا لیا اور اپنے فارم ہاؤس کے بیس

مینٹ کی طرف قدم بڑھائے۔زرتاج نیچے اترنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر مسلسل ناکام ہو رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے بیس مینٹ میں پہنچ کر اسے نیچے اتارہ اور دروازہ بند کر دیا۔وہ ایک بہت بڑا مکمل فرنشڈ کمرہ تھا۔جس میں اے۔سی واش

روم ،صوفہ ،بیڈ غرض کہ ہر سہولت موجود تھی۔زرتاج نے پیچھے سے

میر کی شرٹ دبوچ کر جھجوڑا ،مگر جب میر نے پلٹ کر دیکھا تو اس کی

آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی۔

زرتاج ہراساں ہوکر دوقدم پیچھے ہٹ گئی۔

ارادہ تو میرا تمھیں پوری عزت سے اپنانے کا تھا مگر تمھارے گاؤں کے سردار نے تم سے یہ حق چھیننے پر مجھے مجبور کر دیا ہے۔اس نے

میرے خاندان کی عزت پر ہاتھ ڈالا ہے۔۔۔۔۔۔میری بہن کو اغوا کرنے جیسا گناہ کیا ہے۔

اب میں اسے بتاؤں گا کہ عزت کو پامال کرنا کسے کہتے ہیں۔جب تم اپنی لٹی پٹی عزت کے ساتھ گاؤں پہنچو گی تب اس کے ہوش ٹھکانے آئیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تب اسے پتا چلے گا کہ میر سجاول کے ساتھ کھیل کھیلنے کا کیا نتیجہ نکلاہے۔میرے خلاف کی گئی سازش اسے کتنی مہنگی پڑی ہے ۔۔۔۔۔۔یہ بات اسے آنے والا وقت اچھی طرح سمجھا دے گا۔آئیندہ وہ میر سجاول سے ٹکرانے سے پہلے سو بار سوچے گا۔

اپنے گاؤں کی ہر لڑکی کی عزت کو وہ اپنی عزت سمجھتا ہے ،اب دیکھتا

ہوں کیسے وہ میر سجاول سے اپنی عزت بچاتا ہے۔۔۔میرا بدلہ یہیں پر ختم نہیں ہو جائے گا ۔۔۔اس کا غرور توڑنے کے بعد اس کو قبر تک پہنچا کر ہی دم لوں گا۔میر کے لہجے میں اس وقت ایک درندہ بول رہا تھا،اس کے اندر کا عاشق جیسے مر چکا تھا۔انتقام کی آگ میں وہ اندھا ہو گیا تھا۔

زرتاج اس کی باتیں سن کر پتھر ہو گئی تھی وہ اپنا رونا بھول کر ٹکر ٹکر

میر کو دیکھ رہی تھی۔اس کی آنکھوں سے بیک وقت حیرت ،بے یقینی اور نا امیدی چھلک رہی تھی مگر میر سجاول نے انہیں پڑھتے ہوئے بھی نظر چرانے کی کوشش نہیں کی تھی۔وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔زرتاج یکدم ہوش میں آکر میر کے قدموں سے لپٹ گئی۔

میر سائیں ! اپنی محبت کو اس دشمنی کی بھینٹ مت چڑھائیں۔مت

بھولیں کے آپ نے مجھ سے بے حد پیار کیا ہے،مجھ سے ان گنت

وعدے کئے ہیں ،قسمیں کھائی ہیں ،پلیز !مجھے برباد مت کریں۔وہ اس کے پاؤں پکڑے پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

نہیں کی میں نے تم سے کبھی محبت ،کوئی وعدہ نہیں کیا ،کوئی قسم مجھے

یاد نہیں۔اس وقت مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ تم معظم شاہ کی عزت

ہو ،اس کے گاؤں کی عزت ہو۔میر سجاول نے دہاڑتے ہوئے کہا۔

ابھی آپ بہت غصے میں ہیں۔۔۔۔۔دماغ کو ٹھنڈا کر کے سوچیں ،

اس میں ہم دونوں کی بربادی ہے۔۔۔۔۔آپ کا یہ جذباتی پن ہم دونوں کو جدا کر دے گا۔وہ اب تحمل سے اسے سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

برباد تو میں ہو چکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔میں تمھارے عشق میں دنیا بھلائے بیٹھا تھا، نہ مجھے دشمنی کی کوئی فکر تھی نا اس (گالی) کی کوئی پرواہ۔۔۔۔وہ مجھے زک پر زک پہنچاتا رہا اور میں تمھاری محبت کے خمار میں گم اسے ڈھیل دیتا گیا۔۔۔۔مگر اب مجھے ہوش آگیا ہے۔وہ درشتگی سے کہتا اسے اپنے قدموں سے اٹھا کر کھینچتا ہوا بیڈ تک لے آیا۔

زرتاج نے روتے ہوئے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی مگر میر سجاول نے

اس کے سر سے چادر کھینچ لی۔

زرتاج نے دونوں ہاتھوں سے خود کو چھپالیا۔وہ سر جھکائے بیٹھی تھی مگر اس کے سامنے اس کا محبوب نہیں ایک وحشی درندہ کھڑا تھا۔جس نے اس دن اپنی وحشت اور درندگی دکھانے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔

زرتاج تڑپ تڑپ کر روتی رہی ،اس کی چیخ و پکار ،سسکیوں نے بھی

میر سجاول کے اندر سوئے ہوئے انسان کو نہیں جگایا۔زرتاج کی بھر

پور مزاحمت بھی اس کی درندگی کے سامنے دم توڑ چکی تھی کیونکہ وہ میر سجاول کی مضبوط گرفت میں تھی۔

آج اسے محبت اور احترام سے چھونے والے ہاتھ نوچ کھسوٹ رہے تھے۔بس صرف گھٹی گھٹی سی سسکیاں باقی رہ گئی تھیں۔

میر سگریٹ پر سگریٹ پھونکتا رہا۔۔۔۔جب طبیعت حد سے زیادہ بوجھل ہوگئی تو اس نے کروٹ لے کر سونے کی ناکام سی کوشش کی

مگر دل پر پڑے بوجھ نے اسے ایک پل کی بھی نیند نہیں لینے دی۔

”””””””””””””””””””””””””””””””””””””””

دوسرے دن دوپہر کے بارہ بجے جب میر سجاول اس کے پہلو سے اٹھا

تو زرتاج کے پاس عزت کے نام پر کچھ بھی نہیں بچا تھا۔میر سجاول نے اس کی عزت کے ساتھ ساتھ اس کے وجود کی بھی دھجیاں بکھیر دیں تھیں۔اس میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنے بکھرے وجود کو سمیٹ لے۔

میر سجاول کچھ دیر بعد واش روم سے فریش ہو کر نکلا۔شیشے میں بال

بناتے ہوئے اس نےایک نظر زرتاج پر ڈالی ،وہ بے سدھ پڑی تھی۔

میر سجاول کی درندگی کے نشانات اس کے چہرے اور جسم پر نمایاں تھے۔وہ قدم بڑھا کر اس کے نزدیک پہنچا ،پھر جھک کر اس

کے ادھڑے ہوئے لباس کو سمیٹا۔چھونے پر احساس ہوا کہ وہ شدید

بخار میں پھنک رہی تھی۔ایک لمحے کو میر سجاول کے دل کو کچھ ہوا

مگر دوسرے ہی پل اس نے خود پر بیگانگی طاری کر لی ۔

وہ خود کو کسی قیمت پر بھی زرتاج کی محبت میں کمزور نہیں کرنا چاہتا تھا

اس لئے ذہن سے ہر سوچ کو جھٹک کر اسے جلد ہی بازوؤں میں بھر کر بیس مینٹ سے نکل آیا۔

میر نے اچھی طرح زرتاج کو چادر سے کور کر دیا تھا تاکہ کوئی بھی اس کے پھٹے ہوئے لباس سے اس کے جسم کا زرا سا حصہ بھی نا دیکھ سکے۔پتا نہیں کیوں وہ اب بھی اتنی احتیاط کر رہا تھا۔جبکہ وہ اسے خود پوری طرح برباد کر چکا تھا۔وہ لاکھ اسے چادر سے چھپا دیتا مگر زمانہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرنے والا تھا اس حقیقت سے وہ انجان نہیں تھا۔

اس نے بے ہوش زرتاج کو گاڑی کے پچھلے حصے میں ڈال دیا اور خود

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بالوں میں پھنسائے وہ بے حد مضطرب تھا مگر چہرے کے نقوش انتہائی سختی لئے ہوئے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کی آنکھوں میں ہلکورے لیتا اضطراب گزری شب کا احول سنا رہا تھا مگر چہرے پر کسی پچھتاوے کی پرچھائیں تک نہیں تھی۔گاڑی سست روی سے فارم ہاؤس کے گیٹ سے باہر نکلی تو اس نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں سختی سے بند کر لیں۔

“”””””””””””””””””””””””””””””””””””””

اماں ! میں نے کسی کا کبھی برا نہیں چاہا اور نہ میں اللہ پاک کی بنائی ہوئی حدود توڑنے کی کوشش کی پھر کس جرم کی سزا کی صورت مجھے میں

معظم شاہ جیسا جابر شوہر ملا ہے۔ان کے نزدیک میری کوئی وقعت نہیں ہے ہ دل گرفتگی سے کہہ رہی تھی۔

عروش ماں کے گلے سے لگ کر روپڑی۔سب کے سامنے تو اس نے خود کو کنٹرول کیا ہوا تھا مگر تنہائی ملتے ہی وہ ماں سے لپٹ کر دل کا بوجھ ہلکا کر رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ! ایسی باتیں مت کرو ،آپا سن لیں گی تو انہیں بہت برے لگے گا۔تم اس رشتے کو تھوڑا وقت دو خود بخود آسانیاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔شروعات میں ایسا ہوتا ہے ،ایک دوسرے کو سمجھ نے میں تھوڑا وقت لگتا ہے مگر وقت کے ساتھ سب کچھ ٹھیک ہوجاتا ہے۔تم ابھی سے گھبرا جاؤ گی تو باقی زندگی کیسے گزارو گی۔ثمینہ بیگم اس کی پشت سہلاتے ہوئے سمجھا رہی تھیں۔

شاہ نے انہیں آج ہی شہر سے بلوایا تھا ،اس نے عروش کی آنکھوں میں رقم التجا پڑھ لی تھی یا پھر اس کی حالت پر ترس آگیا تھا۔

اماں ! آپ انہیں نہیں جانتیں ،وہ اپنی انا کے خول میں بند ہیں کبھی اس سے باہر نہیں نکلیں گے ۔مجھ سے شادی انہوں نے صرف اپنی انا کو تسکین پہنچانے کے لئے کی تھی۔مجھ سے انہیں کسی بھی قسم کا لگاؤ نہیں ہے۔

لگاؤ بھی ہو جائیگا بہت جلد ، جب وہ اپنے بچے کو دیکھے گا۔اولاد بہت بڑی نعمت ہے ،یہ بڑے سے بڑے جابر اور پتھر دل کو بھی پگھلا دیتی ہے۔وہ بھی بدل جائے گا اور تمھاری بھی قدر کرنے لگے گا۔خیر سے اللہ پاک تمھیں اس رتبے پر فائز کرنے والے ہیں۔

تم بس اپنا خیال رکھو ، دماغ سے ہر فضول سوچ کو نکال پھینکو۔اس سے تمھاری صحت پر برا اثر پڑیگا ۔ثمینہ ہر ممکن کوشش کر رہی تھیں کہ عروش معظم شاہ سے بد ظن نہ ہو۔

عروش نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ تبھی دروازے پر دستک ہوئی اور ملازمہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔

عروش بی بی کو چھوٹے شاہ جی نے اپنے کمرے میں بلوایا ہے۔ملازمہ پیغام دے کر پلٹ گئی۔

اماں ! وہ بلا رہے ہیں۔۔۔۔میں ابھی آتی ہوں ،آپ تب تک آرام کریں۔سفر سے تھک گئی ہوں گی۔عروش کہتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔اس کے چہرے پر یکدم گھبراہٹ پھیل گئی تھی۔ثمینہ بیگم کو دل ہی دل میں بہت افسوس ہوا۔

سست روی سے چلتی ہوئی وہ بیڈروم تک پہنچی ، اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے دوپٹے کے پلو سے اچھی طرح اپنی آنکھیں خشک کیں اور روم کے اندر داخل ہوگئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ صوفے پر براجمان تھا ، اس نے گہری نگاہ سر سے پاؤں تک عروش کا جائزہ لیا۔

اب تو خوش ہونا تم۔۔۔تمھیں تمھاری اماں اور بھائی سے ملوا دیا ہے۔دل کو تسلی مل گئی ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔کم از کم اب تو تمھارے چہرے پر چھائی سوگواری رخصت ہوجانی چاہیئے۔شاہ نے

قدرے تیکھے لہجے میں جتایا۔عروش کے اندر ہونے والی خوشگوار تبدیلی نے بھی شاہ کی اکھڑ مزاجی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی۔

جی ! بہت خوش ہوں۔عروش کے چہرے پر بے ساختہ مسکراہٹ امڈ آئی۔وہ شاہ کے لہجے کی کاٹ محسوس کرتے ہوئے بھی خوش دلی سے بولی۔اس نے چہرے پر آئی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑسا۔وہ ٹرکش کلر کے انتہائی نفیس سوٹ میں کمزوری کے باوجود بھی ہمیشہ کی طرح بلا کی پرکشش لگ رہی تھی۔شاہ چند لمحے بے خودی میں اسے دیکھا گیا۔

میری جان ! میں جانتا تھا ، تم بہت خوش ہوگی کیونکہ تم مطلبی ہو نا مطلب کی بات پر خوش ہوتی ہو۔میر سبطین سے بھی تمھارا کوئی مطلب جڑا ہوا تھا ،اس لئے اس کی گاڑی سے اترتے وقت بلکل ایسی ہی مسکراہٹ سے روشن تھا تمھارا چہرہ۔شاہ مضبوط قدم اٹھاتا اس کے بے حد نذدیک آ گیا اور اپنے ہاتھ کی پشت سے نرمی سے اس کا گال سہلاتے ہوئے طنز کا تیر چلایا۔عروش کے چہرے سے یکدم مسکراہٹ غائب ہوگئی اور اس کی جگہ سراسیمگی نے لے لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں پچھلے تین ماہ سے بلکل ایسی ہی مسکراہٹ تمھارے چہرے پر کھوج رہا ہوں مگر میری ہمراہی میں ایک بار بھی یہ مسکراہٹ ، یہ سکون مجھے ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملا۔اس نے عروش کے بالوں کو زرا سا جھٹکا دیتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا۔

ان حالات میں میرے چہرے پر مسکراہٹ آ بھی کیسے سکتی ہے ،جب بات بے بات آپ مجھے کچوکے لگاتے ہیں۔آپ جب تک یہ فتور اپنے دماغ سے نہیں نکالیں گے اس وقت تک نہ میری زندگی میں سکون ہو سکتا ہے اور نہ آپ کی زندگی میں۔۔۔۔جب میں آپ کی نظر میں اتنی ہی گناہ گار تھی پھر مجھ سے شادی کیوں کی تھی۔۔۔۔کیوں اپنی اور میری زندگی کو جہنم بنا دیا ؟ عروش اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے یکدم پھٹ پڑی۔

اس لئے کہ میں تم سے محبت۔۔۔۔۔۔محبت نہیں کرتا میں تم سے ،،،وہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا مگر عین وقت پر انا بیچ میں آگئی اور شاہ نے لفظوں کے ساتھ معنی بھی بدل دیئے۔

مائے ڈیئر وائف ! میں تمھیں پہلے بھی کلیئر کر چکا ہوں کہ میں نے تم سے شادی صرف اپنی ضد پوری کرنے کے لئے کی تھی۔اپنی ضد پوری کرنے کے لئے میروں کو نیچا دکھانے کے لئے میں کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں۔

تم سے شادی بھی صرف اس لئے ہی ضروری تھی ورنہ ایسی لڑکی کی میرے نزدیک کوئی اوقات نہیں جو مجھ سے پہلے ہی کسی اور کی منظورِ نظر رہ چکی ہو۔وہ بے رحمی سے عروش کی تضحیک کر رہا تھا۔

اپنی ذات پر ہونے والے اس شرمناک تبصرے پر عروش کی زبان گنگ ہوگئی تھی۔وہ زخمی نظروں سے شاہ کو تک رہی تھی۔

مجھے اس طرح دیکھنے سے حقیقت بدل نہیں جائیگی۔یہ معصوم صورت میر سبطین کو تو موم کر سکتی ہے مگر معظم شاہ کو پگھلا نہیں سکتی۔اس نے تلخی سے کہا۔

آخر میں نے آپ کا کیا بگاڑا ہے۔۔۔۔مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہیں۔۔۔۔اتنی نفرت ہے مجھ سے تو اپنی زندگی سے نکال کر باہر پھینک دیں مگر خدارا مجھے یوں زندہ درگور مت کریں۔وہ شاہ کا گریبان پکڑے کھڑی تھی۔

عروش بی بی !اس خوش فہمی میں کبھی مت رہنا کہ میں کبھی تمھیں آزاد کر دوں گا۔آخری سانس تک تم میرے ساتھ رہو گی۔۔۔۔صرف

میری بن کر۔میرے مرنے کے بعد بھی میرا نام تمھارے نام سے جڑا رہے گا۔اس لئے سنہری خواب دیکھنا چھوڑ دو۔

شاہ نے اپنا گریبان عروش کے ہاتھوں سے چھڑایا پھراس کی تھوڑی کو جکڑا۔اس حرکت پر چند لمحے اس نے عروش کو غصیلی نگاہوں سے گھورا پھر جھک کر اس کے ہونٹوں پر استحقاق سے بھرپور مہر ثبت کی اور بغیر کچھ کہے اسے دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عروش خود کو سنبھالتے سنبھالتے بھی بیڈ پر بیٹھتی چلی گئی۔اپنی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کو ہموار کیا ،اسے شاہ کی خاموشی سے خوف تو محسوس ہوا مگر اب اس نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔

عروش نے ہتھیلی سے آنکھیں رگڑتے ہوئے تہیہ کر لیا تھا ،اب وہ اس شخص کے سامنے ایک آنسو بھی نہیں بھائے گی اور ناہی اب کوئی صفائی پیش کرے گی۔

”””””””””””””””””””””””””””

زرتاج کا باپ دوڑتا ہوا پھولی سانسوں کے ساتھ اس جگہ پر پہنچا تھا جہاں زرتاج کے ارد گرد لوگوں کا مجمع لگا ہوا تھا۔مجمعے سے کچھ دور ہی اس کے قدم زمین نے جکڑ لئے۔

وہ پوری آنکھیں کھولے زمین پر بے ہوش پڑی زرتاج کو دیکھ رہا تھا مگر اس میں اتنی بھی ہمت باقی نہیں رہی تھی کہ جھک کر اپنی نازوں پلی بیٹی کے بے آبرو وجود کو سمیٹ لے۔

وہ پچھلے چوبیس گھنٹوں سے دیوانہ وار اسے تلاش کر رہا تھا ہر ایک کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا مگر اب وہ سامنے تھی تو دل کہہ رہا تھا کہ اسے اپنی بیٹی ماننے سے انکار کردے اور واپس پلٹ جائے یا زمین پھٹ جائے اور وہ اس میں سما جائے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اجنبیوں کی طرح کیا دیکھ رہا ہے ،اپنی بیٹی کو انصاف نہیں دلوائے گا ؟ زرتاج کی ماں نے اس کا بازو دبوچ کر کہا۔ضبط کے باوجود اس کی آنکھوں سے موٹی لکیریں بہہ رہی تھیں۔اس نے لوگوں کے بیچ سے راستہ بنایا اور جھک کر زرتاج کو بازوؤں پر اٹھا لیا۔

اپنی پشت پر ہونے والی چہہ مگوئیاں جان لیوا تھیں مگر اس وقت اسے اپنی بیٹی پر گزری قیامت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں تھا۔اپنی لٹی ہوئی عزت بھی نہیں۔اس کا رخ میر حویلی کی جانب تھا۔

مجھے اندر جانے دو ، تمھیں رب کا واسطہ ہے۔وہ چوکیدار کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

وہ زرتاج کو بازوؤں میں اٹھائے حویلی کے دروازے کے باہر کھڑا تھا۔

کل سے تو نے دماغ خراب کر دیا ہے ،اس وقت صاحب لوگ گھر میں نہیں ہیں تو بعد میں آنا ، ابھی یہاں سے جا۔اگر میر سائیں کو پتا چل گیا تو نے اس علاقے میں قدم رکھا ہے تو وہ تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے۔چوکیدارنے اسے جھڑکتے ہوئے دھمکایا۔تبھی میر سبطین کی گاڑی گیٹ کے پاس آکر رکی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بشارت ! کیا مسئلہ ہے ،کون ہے یہ آدمی ؟ میر سبطین گاڑی کا شیشہ اتارے چوکیدار سے استفسار کر رہا تھا۔اس کے ساتھ میر غضنفر بھی

فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

سائیں ! بس ایک بار میری فریاد سن لیں ،میری نصلوں پر آپ کا احسان ہو گا۔وہ بھی سبطین کی طرف مڑا۔

بشارت اسے اندر آنے دو۔میر سبطین اس کی اور اس کے کاندھے سے لٹکی لڑکی کی حالت پر گہری نظر ڈالتے ہوئے سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں بات کی تہہ تک پہنچ گیا اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دی کہتے ہوئے گاڑی گیٹ سے اندر لے گیا۔

میر غضنفراور میر سبطین گاڑی سے اتر کر ایک ساتھ چلتے ہوئے حویلی کے اندرونی دروازے تک پہنچے جہاں زرتاج کے ماں باپ اسے لئے کھڑے تھے۔زرتاج کے باپ نے اسے زمین پر لٹا دیا اور جھک کر میر غضنفر کے پاؤں پکڑ لئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! ہم غریبوں کے پاس عزت کے سوا کچھ بھی نہیں اور آج وہ بھی سرِ بازار نیلام ہوگئی ۔میر سجال مے میری بیٹی کی زندگی برباد کردی۔وہ زار و قطار رو رہا تھا۔

تمھیں کیسے یقین ہے ،اس کے ساتھ یہ سب میر سجاول نے کیا ہے ؟ میر غضنفر کی آواز کسی کوئیں میں سے آئی تھی۔

سائیں ! لوگوں نے بتایا ہے کہ کل میر سائیں نے ہی اسے اغوا کیا تھا ،انہوں نے چھوٹے میر کو اپنی گاڑی میں لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ گھگیا کر بولا۔

جھوٹ بول رہا ہے یہ ، پھنسا رہا ہے میرے بچے کو۔ان بھوکے ننگوں کے پاس بس یہی پینترا ہوتا ہے ،اپنی خوبصورت بلاؤں کو اونچے گھروں میں بسانے کا۔فائزہ بیگم بیچ میں بول پڑیں جو اطلاع ملنے پر فوراً سے پیشتر باہر نکل آئی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ناں بڑی بی بی ! ہم جھوٹ نہیں بول رہے، ہم اپنے ہاتھوں سے اپنی عزت مٹی میں کیوں ملائیں گے۔گاؤں کے لوگوں نے چھوٹے میر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔زرتاج کی ماں ہچکیاں لیتے ہوئے بولی۔

خبردار ! اب تم دونوں میں سے کسی نے میر سائیں کا نام بھی اپنی زبان سے لیا تو زبان کھینچ لوں گی ۔اس کوڑے کے ڈھیر کو لے کر یہاں سے دفع ہو جاؤ۔فائزہ بیگم اتنے زور سے چیخیں کے ان کی آواز پھٹ گئی۔

فائزہ ! اپنی آواز نیچی رکھو اور اندر جاؤ۔۔۔۔کیا تم اس گھرانے کے قاعدے قانون بھول چکی ہو ۔۔۔؟میں یہاں موجود ہوں ،یہ معاملہ میں خود دیکھ لوں گا۔میر غضنفر ناگواری سے بولے۔میر سبطین لب بھینچے کھڑا تھا ،اس کے لئے یہ تماشا ناقابلِ برداشت تھا۔

میر سائیں ! گستاخی معاف مگر یہاں بات میرے بیٹے کی ہورہی ہے۔۔۔۔۔۔جب تک یہ تینوں حویلی سے دفع نہیں ہوجاتے۔۔۔۔۔۔۔میں کہیں نہیں جاؤں گی۔وہ قہر برساتی نظروں سے انہیں گھورتے ہوئے بولیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بی بی ! ہم پر رحم کریں۔ہماری زرتاج کی زندگی برباد ہوگئی ہے۔سارے گاؤں میں ہم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔اب ہماری بیٹی سے شادی کون کرے گا۔

آپ لوگوں کو اللہ کا واسطہ ہے ،اسے اپنا لیں ورنہ ہم اسے زہر دے کر خود بھی خود کشی کر لیں گے۔

ہاں تو کر لو خود کشی ،تینوں کہیں جا کر ڈوب مرو مگر ہمارا پیچھا چھوڑ دو۔اس حویلی میں قدم جمانے کے خواب مت دیکھو۔اس گند کو میں اپنے گھر میں جگہ ہر گز نہیں دونگی۔

تم نے حویلی کے وارث کو پھنسانے کے لئے زبردست چکر چلایا ہے مگر میں تم جیسوں سے نپٹنا اچھی طرح جانتی ہوں۔فائزہ بیگم نے نفرت سے کہتے ہوئے ان تینوں کو دھکے دینا شروع کر دیئے ۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رک جائیں۔۔۔۔فائزہ چاچی۔۔۔۔ایک منٹ رک جائیں۔میر سبطین بلند آواز میں دھاڑا۔

فائزہ بیگم نے تیوری چڑھائے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا۔

زرتاج سے شادی میں کروں گا۔”میر سبطین مستحکم لہجے میں بولا۔

فائزہ بیگم کے ہاتھ جہاں کے تہاں رہ گئے۔

رک جائیں۔۔۔۔فائزہ چاچی۔۔۔۔ایک منٹ رک جائیں۔پلیز!میر سبطین بلند آواز میں دھاڑا۔

زرتاج سے شادی میں کروں گا۔میر سبطین مستحکم لہجے میں بولا۔

فائزہ بیگم کے ہاتھ جہاں کے تہاں رہ گئے۔

فائزہ بیگم اور زرتاج کے والدین کھلے منہ سے میر سبطین کو دیکھ رہے تھے۔میر غضنفر دو قدم چل کر سبطین کے نزدیک پہنچے اور اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔یہ فائزہ بیگم کو جتانے کا واضح اشارہ تھا کہ انہیں میر سبطین کے فیصلے سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میرے خاندان کے فرد نے اس معصوم کی زندگی برباد کی ہے ،وہ ایک بے ہوش انسان ہے ،جس نے نہایت سفاکی اور بے رحمی سے کسی گناہ گار کے گناہ کا بدلہ ایک بے کس اور مجبور سے لیا ہے مگر مجھ میں اتنی انسانیت باقی ہے کہ میں کسی معصوم کو زندہ درگور ہونے سے بچا سکوں۔اس نے فائزہ بیگم کے فق چہرے پر نظریں گاڑتے ہوئے کہا۔

میر سبطین بلکل صحیح کہہ رہا ہے ،مجھے اس کے فیصلے پر فخر ہے۔میر غضنفر نے اس فیصلے کو سراہتے ہوئے اسکا کاندھا تھپکا۔

میر سبطین ! بچوں جیسی باتیں مت کرو ، جذبات میں آکر کوئی غلط قدم مت اٹھا لینا۔میں تمھاری ماں کی جگہ ہوں۔تمھیں اپنی زندگی خراب نہیں کرنے دوں گی۔

ان جیسوں کا تو یہ پیشہ ہے ، خود ہی اپنی بیٹیوں کے ذریعے دولتمند لڑکوں کو ورغلاتے ہیں اور جب یہ لوگ اپنی سازش میں کامیاب ہوجاتے ہیں تو زبردستی انہیں ہمارے سر تھوپ دیتے ہیں۔فائزہ بیگم شاک سے باہر نکلتے ہی حکارت سے دونوں میاں بیوی کی طرف دیکھتے ہوئے بولیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

فائزہ ! اپنی حد میں رہو ، تمھیں کوئی حق نہیں ہے کسی کے کردار پر انگلی اٹھانے کا بیٹے کی محبت میں تم اندھی ہوچکی ہو۔تم نے صحیح غلط کا فرق بھی مٹا دیا ہے۔میر غظنفر نے انہیں بری طرح جھڑکا۔

فائزہ چاچی ! میں آپ کی طرح بے حس نہیں ہوں کہ آنکھوں دیکھا جھٹلا دوں۔آپ صرف اپنے بیٹے کے کرتوتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے ان شریفوں کی عزت پر کیچڑ اچھال رہی ہیں۔

اس لڑکی کی حالت ، میر سجاول کی درندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔میر سبطین کی آواز باوجود ضبط کے بھی بلند ہوگئی تھی۔

ٹھیک ہے۔۔۔تمھیں اس غلاظت کے ڈھیر کو اپنانا ہے تو شوق سے اپناؤ مگر ان بدزاتوں سے کہہ دو۔۔۔۔۔میرے بیٹے کو بدنام نہ کریں۔۔۔۔۔۔دوبارہ میر سائیں کا نام اپنی گندی زبان پر نہ لائیں ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔فائزہ بیگم نے اپنی سبکی ہوتے دیکھی تو تململا کر پھنکاریں۔

ان کے لئے تو یہی بہت تھا کہ زرتاج نام کی بلا خود بخود ہی ان کے بیٹے کے سر سے ٹل گئی تھی ورنہ آنے والا وقت ان کی شان و عظمت پر گھڑوں پانی ڈال دیتا ،جب وہ زرتاج کو اپنے ہاتھوں سے بیاہ کر اس حویلی میں لے کر آتیں۔انہوں نے من ہی من خوش ہوتے ہوئے ان سب کی تذلیل کرنا پھر بھی ضروری سمجھا تھا۔

جو نام خود اپنی قسمت میں بدنامی و رسوائی لکھوا چکے ہوں ذلت بھی خود ہی ان تک پہنچنے کا راستہ بنا لیتی ہے۔میر سبطین برجستہ بولا۔

بابا ! آپ زرتاج کو لے کر میرے ساتھ آئیں ، انہیں ہاسپٹلائز کروانے کی ضرورت ہے۔اس نے زرتاج کے بے ہوش وجود پر ایک نظر ڈالی اور گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

ہونہہ۔۔۔فائزہ بیگم نخوت سے سر جھٹک کر واپس پلٹ گئیں۔

~~~~~~~~~~~~~

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کا موبائل پچھلے کئی گھنٹوں سے مسلسل بج رہا تھا مگر ہر بار وہ اسکرین پر جگمگاتا نام دیکھ کر اذیت سے اگنور کر رہی تھی۔مکتوم شاہ کی کالز کا سلسلہ رات سے جاری تھا۔رانیہ نے کروٹ بدل کر کرب سے آنکھیں میچ لیں۔
~~~~~~~~~~~~~

معظم شاہ نے اسے کڈنیپ کر کے اپنی ہی نظروں میں گرادیا تھا۔اس کا اپنے گھروالوں سے بھی نظر ملانا دشوار ہوگیا تھا کجا کہ وہ مکتوم شاہ کا سامنا کیسے کرتی جو اس کے گناہ گار کا سگا بھائی ہے۔وہ سب سے کٹ گئی تھی۔اسے اپنا وجود بے معنی لگ رہا تھا۔رو رو کر اس کی آنکھیں سوج گئیں تھیں۔

میر غضنفر ، میر سبطین اور میر حنین غرض کہ سب نے ہی اسے بہت سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اس سب میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے ،وہ سازش کا نشانہ بنی ہے مگر رانیہ کے اندر کوئی مثبت سوچ پیدا نہیں ہو سکی تھی حتی کہ وہ نگین سے بھی کھنچ گئی تھی۔

معاً اس نے موبائل ہاتھ میں لیا تواس کی نظر واٹس ایپ میسج کے نوٹیفکیشن پر پڑی جہاں مکتوم شاہ کے ڈھیروں مسجز میں سے ایک میسج یہ بھی تھا کہ "رانیہ تمھیں مجھ پر ٹرسٹ کرنا ہو گا ،میرے بھائی نے تمھارے وقار کو ٹھیس پہنچائی ہے مگر پوری دنیا کہ سامنے میں اس کا مداوا کروں گا "۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ نے اپنے آنسو پونچھ کر جیسے مکتوم شاہ کی اس بات پر خود کو قدرے پر سکون محسوس کیا مگر ان دونوں کے رشتے کو اس واقع کی تپش بری طرح جھلسا گئی تھی۔

چاہ کر بھی وہ خود کو مکتوم شاہ سے بات کرنے کے لئے راضی نہیں کر پائی تھی۔

اس نے آہستگی سے موبائل واپس رکھ دیا۔

~~~~~~~~~~~~~

ہلکے سے شور کی آواز پر شاہ کی آنکھ کھلی۔اس نے کروٹ بدل کر دیکھا عروش بیڈ پر موجود نہیں تھی ،وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گیا تبھی عروش ٹاول سے منہ پونچھتے ہوئے حال سے بے حال واش روم سے بر آمد ہوئی۔

اس کی رنگت زرد پڑ رہی تھی۔متلی اور الٹیوں نے اس کا جینا محال کر دیا تھا۔اس وجہ سے عروش کا کچھ بھی کھانے پینے کا دل نہیں کرتا تھا جس کی بدولت وہ دن بہ دن کمزور ہوتی جارہی تھی اور اس وقت تو اس پر شدید نقاہت طاری تھی۔شاہ بیڈ سے اتر کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس تک پہنچا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ! تم ٹھیک ہو ناں۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر کو بلواؤں ؟ وہ عروش کی عرق آلود پیشانی سے بال سمیٹتے ہوئے بے قراری سے بولا۔
~~~~~~~~~~~~~

عروش نے گردن نفی میں دائیں بائیں ہلا کر منع کیا۔شاہ اسے کاندھوں سے تھام کر بیڈ تک لے آیا پھر احتیاط سے لٹا کر اس کے پاس ہی بیٹھ گیا۔اسے عروش کی حالت پر بے چینی ہورہی تھی ۔عروش کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ کر اپنے پچھلے رویوں پر افسوس ہوا۔

ذیادہ طبیعت خراب ہو رہی ہے تو میں ڈاکٹر کو بلوا لیتا ہوں یا تمھیں شہر لے چلتا ہوں۔وہ عروش کے زرد چہرے پر اپنی بے قرار نگاہیں جماتے ہوئے بولا۔

نہیں ، میں اب ٹھیک ہوں۔آپ پریشان مت ہوں ،یہ تو روز کا معمول ہے۔آج آپ جلدی گھر آگئے ہیں اس لئے آپ کو محسوس ہورہا ہے۔عروش نے شاہ کی بے توجہی دبے لفظوں میں جتا دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ بنا کچھ کہے وہاں سے اٹھ گیا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

یا اللہ ! یہ میری زبان کو کیا ہوگیا ہے ،ایکدم ہی پھسل جاتی ہے۔اب پتا نہیں یہ شخص میرے ساتھ کیا کرے گا۔۔۔۔اللہ میاں !پلیز ! مجھے بچالیں۔عروش کو وسوسوں نے گھیر لیا تھا۔تبھی شاہ ہاتھ میں چھوٹی سی ٹرے تھامے کمرے میں داخل ہوا۔

تم اٹھ کیوں گئیں ، لیٹی رہتیں۔میں تمھارے لئے جوس لینے گیا تھا۔

یہ پی لو ،اس سے تمھاری طبیعت کچھ سنبھل جائے گی۔وہ جوس کا گلاس عروش کے لبوں سے لگاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

شاہ کے اس انوکھے روپ اور اتنی لگاوٹ پر عروش کی آنکھیں پھیل گئیں۔اس نے چند گھونٹ بھر کر گلاس ہٹا دیا۔

بس۔۔۔۔۔مجھ سے نہیں پیا جارہا۔پلیز ! اب اور نہیں ، میں بعد میں پی لوں گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہر گز نہیں ،پورا گلاس ختم کرو۔شاہ نے آنکھیں دکھائیں۔

عروش نے بے دلی سے جوس پی کر گلاس اسے تھمایا مگر تھوڑی دیر پہلے والی نقاہت اور گھبراہٹ کا شائبہ بھی اس کے چہرے پر نہیں تھا شاید یہ شاہ کے بدلے ہوئے لہجے کا کمال تھا کیونکہ عروش کو ایسی حالت میں شاہ کی توجہ اور محبت کی اشد ضرورت تھی جسے پاتے ہی وہ پر سکون ہوگئی تھی۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو ؟ شاہ نے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ کر ٹوکا۔عروش نے جلدی سے نظروں کا زاویہ بدل دیا۔

عروش ! مجھے بیٹی چاہیئے ؟ میری کوئی بہن نہیں تھی اور اس کمی کو میں نے بہت شدت سے محسوس کیا ہے۔شاہ اس کا سر سہلا رہا تھا۔

لیکن مجھے بیٹیاں پسند نہیں ہیں ؟ وہ برجستہ بولی۔

کیوں۔۔۔؟ شاہ نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

بیٹیاں بہت تنگ کرتی ہیں ، ان کے نخرے بھی بہت ہوتے ہیں۔عروش سوچتے ہوئے بولی۔شاہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں اپنی بیٹی کے نخرے خود اٹھا لوں گا۔اس کی پوری زمیداری مجھ پر ہو گی۔شاہ نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے برجستہ کہا۔

آپ سے بیوی کے نخرے تو اٹھائے نہیں جاتے ،بیٹی کے نخرے کیسے اٹھائیں گے۔۔۔؟

تم تو بہت ناشکری ہو ،ابھی تھوڑی دیر پہلے جو میں خود کچن میں جا کر تمھارے لئے جوس لے کر آیا۔۔۔۔وہ کیا تھا ؟

وہ تو آپ کا فرض تھا اور یہ سب آپ نے میرے لئے نہیں اپنی بیٹی کے لئے کیا ہے کیونکہ آپ کو ابھی سے اس کی فکر ہورہی ہے۔عروش نے صاف گوئی سے کہتے ہوئے حساب بے باق کیا۔

سنو ! اگر مجھے تمھاری پرواہ نہیں ہوتی نا تو مجھے اس بچے کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ میرے لئے تم سب سے زیادہ اہم ہو۔تمھاری وجہ سے اسے بھی اہمیت دے رہا ہوں۔شاہ یکدم اس کا ہاتھ سختی سے دبا کر سرد لہجے میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش نے اس کے بدلتے تیور بھانپ لئے تھے اسی لئے چپ رہنے میں عافیت جانی۔

شاہ نے حسبِ عادت چند لمحے اسے کڑے تیوروں سے گھورنے کے بعد اس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا اور خود سے بے حد نذدیک کر لیا۔

عروش آنکھیں میچے ہولے سے بڑبڑائی تھی۔

"مغرور شاہ"

کیا کہا۔۔۔؟ پھر سے بولو۔شاہ نے سن لیا تھا مگر پھر سے سننا چاہتا تھا۔عروش نے خوفزدہ ہو کر سانس کھینچ لی۔

بولو ناں۔۔۔شاہ نے اسے ہلکا سا جھٹکا دیا۔

مغرور شاہ۔۔۔۔وہ منمنائی۔

مغرور شاہ۔۔۔۔۔شاہ نے زیرِ لب دہرایا۔ہونٹوں پر مدھم سی دلکش مسکراہٹ دوڑ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اب تم میری نرمی کا اس طرح ناجائز فائدہ اٹھاؤ گی۔میرے ایسے نام رکھو گی۔شاہ نے اس کے بال مٹھی میں بھر کر دھیرے سے کھینچے۔

ہوں۔۔۔وہ ہنکارہ بھر کر بے ساختہ کھکھلائی۔

میرے سامنے گستاخی کرنے والوں کو میں بہت سخت سزا دیتا ہوں۔وہ کہتے ہوئے عروش کے چہرے پر جھک گیا۔

~~~~~~~~~~~~

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com
~~~~~~~~~~~~

میر سجاول آدھی رات گزر جانے کے بعد بکھرا ہوا سا گھر پہنچا تھا۔آنکھوں میں پھیلتی سرخی صرف رتجگے کی ہی نھیں تھی بلکہ ان میں ملال کی بھی آمیزش تھی۔

اپنی برسوں پرانی محبت کے لٹ جانے کا ملال ، اپنے محبوب کو ساری دنیا کے سامنے دانستہ رسوا کرنے کا ملال اور نا جانے کیا کچھ تھا اس کی دلکش سرخ ڈوروں سے سجی آنکھوں میں جس نے اس کی روشن آنکھوں سے پھوٹتی روشنی کو مدھم کر دیا تھا۔

پوری رات اس نے سڑکوں پر بے مقصد گاڑی دوڑائی تھی۔زرتاج کا چہرہ ایک پل کے لئے بھی اس کے تصور سے محو نہیں ہورہا تھا۔

کافی دیر تک وہ حویلی سے کچھ فاصلے پر گاڑی روکے ڈرائیونگ سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا رہا تھا۔۔۔۔سوچ سوچ کر اس کی ذہنی حالت ابتر ہو رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آنکھوں میں بار بار نمی اتر رہی تھی مگر اس کی ضد اور انا نے ایک بار بھی پچھتاوے کو اس کے دل میں گھر نہیں کرنے دیا تھا۔اس نے گھنٹوں وہاں بیٹھ کر اسموکنگ کرنے کے بعد بے دلی سے گاڑی اسٹارٹ کی اور گاڑی کا رخ حویلی کی جانب موڑدیا۔

میر نے حویلی کے ڈرائیو وے پر پہنچ کر گاڑی پارک کرنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی، دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ملازم نے دوڑ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

میر سجاول ! اب تک تم کہاں تھے۔۔۔۔اتنی رات کو تمھارا گھر سے باہر رہنا مجھے بلکل پسند نہیں ہے۔جانتے بھی ہو ہر وقت ہمارے دشمن گھات لگائے بیٹھے ہوتے ہیں پھر بھی تم زرا سی احتیاط نہیں کرتے۔میر جعفر نے اس کے لاؤنج میں قدم رکھتے ہی سرزنش کی۔

ادھر آؤ۔۔۔۔میرے پاس بیٹھو ، مجھے تم سے بات کرنی ہے۔میر جعفر علی لاؤنج میں ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ سست قدموں سے چلتا ہوا میر جعفر کے عین سامنے والے صوفے پر سر جھکا کر بیٹھ گیا۔

گاؤں میں جو خبر پھیلی ہوئی ہے ،کیا وہ سچ ہے۔۔۔۔؟ میر جعفر نے بغیر کوئی تمہید باندھے استفسار کیا۔

میر سجاول نے نظر اٹھا کر انہیں دیکھا مگر منہ سے ایک لفظ نہیں نکالا۔

میر سائیں ! میں تم سے پوچھ رہا ہوں ،جواب دو۔اس لڑکی کو اغوا تم نے کیا تھا۔۔۔؟

جی ! اس نے مختصراً کہا۔

کیوں۔۔۔؟میر جعفر غصہ دبائے بمشکل بولے۔

یہ آپ کہہ رہے ہیں۔۔۔؟اتنے انجان کیوں بن رہے ہیں۔آپ اچھی طرح جانتے ہیں ، میں نے ایسا کیوں کیا۔وہ نظروں کا رخ پھیرے قدرے ناراضگی سے گنبھیر آواز میں گویا ہوا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہاں جانتا ہوں۔۔۔۔اس نے رانیہ کو اغوا کیا تھا مگر اس بات کا بدلہ ہم کسی اور طریقے سے بھی لے سکتے تھے لیکن تم نے جذباتیت اور جلد بازی میں خود کو سارے زمانے میں بدنام کروالیا ہے ۔میر جعفر سخت خفا ہورہے تھے۔

خون کا بدلہ خون اور عزت کا بدلہ عزت ، اس نے ہماری عزت پر ہاتھ ڈالا تھا ،میں نے اس کی عزت کو تار تار کر دیا۔حساب برابر ہوگیا

وہ سر پھرے لہجے میں بولا۔یہ بات کہتے ہوئے اس کے اپنے دل کے کتنے ٹکڑے ہوئے تھے وہ اذیت اس کی آنکھوں میں نمایاں تھی۔

ٹھیک ہے ، جو تمھیں بہتر لگا وہ تم نے کیا مگر اب جانتے ہو میر سبطین کیا کرنے والا ہے۔۔۔۔؟ میر جعفر نے ناگواری سے کہتے ہوئے بیٹے

کو آگاہ کرنا چاہا۔

اب وہ کیا کرنے والا ہے۔۔؟ میر نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں سر میں چلاتے ہوئے بے زاری سے سوال کے بدلے سوال کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم نے جس لڑکی کے زریعے معظم شاہ سے بدلہ لیا ہے ، میر سبطین نے اسے اپنا کر عزت دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔۔۔۔وہ شہر سے آیا تو اس لڑکی کے ماں باپ حویلی میں تماشالگائے کھڑے تھے۔میر جعفر تنفر سے بولے۔

میر جعفر کے انکشاف پر میر سجاول کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔دیواریں اس کے سر پر آرہی تھیں ۔اس نے اتنی سختی سے نچلا لب دانتوں تلے دبایا کہ خون چھلک پڑا۔

یہ ناممکن ہے۔۔۔۔میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔میر سبطین ہوتا کون ہے اسے اپنانے والا۔کم از کم میری زندگی میں تو ایسا نہیں ہوسکتا۔وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہو گیا۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا خود کو گولی مارلے یا پورے سن پورہ کو آگ لگادے۔

میر سجاول ! ہوش سے کام لو۔اب تمھیں اس چکر میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔پہلے ہی سب کچھ تہس نہس کر چکے ہو۔۔۔۔معظم شاہ الگ تمھارے خون کا پیاسا ہو رہا ہو گا۔۔۔۔۔۔کرنے دو میر سبطین کو جو کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ہمارا اس کے فیصلے سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔وہ جلد بازی میں اسے آگاہ تو کر گئے مگر اس کے تیور دیکھ کر فوراً ہی اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔

میر سجاول!تم میری جان ہو۔۔۔تمھیں کچھ ہو گیا تو میں پاگل ہوجاؤں گا۔۔۔۔تم سوچ بھی نہیں سکتے تمھاری زندگی ہی میری سانسوں کی ضمانت ہے۔

یار ! تم میری اکلوتی اولاد ہو۔۔۔۔مقصدِ حیات ہو۔جو ہونا تھا ،ہو چکا

مٹی ڈالو سب پر۔۔۔۔۔سب کچھ بھول جاؤ۔جوانی میں اتنا جوش تو آ ہی جاتا ہے ،خیر۔۔۔۔۔۔میں تمھاری انگلینڈ کی ٹکٹس کنفرم کروا رہا ہوں۔۔۔۔۔۔تم تیاری کرلو۔

فی الحال تم کچھ دنوں کے لئے ملک سے باہر چلے جاؤ ، باقی سب میں سنبھال لوں گا۔میر جعفر اس کی کیفیات سے بے خبر اسے مفید مشورہ دے رہے تھے۔

میر سجاول نے ایک زخمی نظر ان پر ڈالی اور ان کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے تیزی سے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ آندھی طوفان کی طرح سیڑھیاں پھلانگتا ہوا میر سبطین کے کمرے کا دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا۔

میر سبطین بری طرح دروازہ پیٹنے کی آواز پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔پلکیں جھپک جھپک کر اس نے صورتِ حال سمجھ نے کی کوشش کی پھر تیزی سے بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھا اور لاک گھما کر دروازہ کھول دیا۔

سامنے میر سجاول جارحانہ تیور لئے خون آشام نظروں سے میر سبطین کو گھور رہا تھا۔

وہ آندھی طوفان کی طرح سیڑھیاں پھلانگتا ہوا میر سبطین کے کمرے کا دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا۔

میر سبطین بری طرح دروازہ پیٹنے کی آواز پر ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔پلکیں جھپک جھپک کر اس نے صورتِ حال سمجھ نے کی کوشش کی پھر تیزی سے بیڈ سے اتر کر دروازے کی طرف بڑھا اور لاک گھما کر دروازہ کھول دیا۔

سامنے میر سجاول جارحانہ تیور لئے خون آشام نظروں سے میر سبطین کو گھور رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر ! تم اس وقت۔۔۔سب خیریت تو ہے۔۔۔؟میر سبطین نے حیرت سے استفسار کیا۔

وہ صرف میری ہے۔۔۔۔۔۔۔محبت ہے میری۔۔۔۔۔۔۔میں اس سے شادی کروں یا نہ کروں ۔۔۔۔۔۔۔مگر میں اسے کسی اور کا بھی نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے سوچ بھی کیسے

لیا تم زرتاج سے شادی کروگے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں اس کو شوٹ کر دوں گا مگر کسی اور کا نہیں ہونے دوں گا۔میر سجاول چبا چبا کر بولا۔اس کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

تم کیسے خبطی انسان ہو ،جس سے محبت کے دعوے دار ہو اسی کو داغدار کر دیا۔تف ہے تم پر۔میر سبطین کو زبردست جھٹکا لگا تھا۔وہ تنک کر بولا۔

میں نے جو کچھ بھی کیا اس کے لئے میں کسی کو جوابدہ نہیں ہوں۔۔۔۔۔۔۔میرے خاندان کی طرف جو بھی آنکھ اٹھا کر دیکھے گا میں اس کا یہی حشر کروں گا۔

معظم شاہ نے جو کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے اسی کے انداز میں اسے جواب دیا ہے۔وہ بے خوفی سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ میری سگی بہن ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اصولاً تو اس کے ساتھ ہوئے ظلم کا بدلہ مجھے لینا چاہئے تھا ۔۔۔۔۔۔۔مگر میں تمھاری طرح جذباتی نہیں ہوں جو کسی اور کی زیادتی کا بدلہ کسی بے گناہ معصوم لڑکی سے لوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے افسوس ہورہا ہے ، اس بے چاری لڑکی کی زندگی تباہ کرتے ہوئے تمھارا دل کیوں نہیں کانپا۔میر سبطین تاسف سے گویا تھا۔

میر سبطین! مجھے ادھار رکھنے کی عادت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے جو کیا اس پر مجھے کوئی افسوس یا پچھتاوا نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔میں یہاں صرف یہ بتانے آیا ہوں تم زرتاج سے شادی نہیں کروگے۔اگر تم نے میری مرضی کے خلاف جا کر کوئی قدم اٹھایا تو اس کے زمہ دار تم خود ہوگے ۔میر سجاول نے سرد لہجے میں اسے تنبیہہ کی۔

اوکے۔۔۔میں نہیں کروں گا۔۔۔تو کیا تم اس سے شادی کے لئے تیار ہو۔۔۔۔؟میر سبطین نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا۔

نہیں۔۔۔چند لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی پھر میر نے پژمردہ لہجے میں مختصراً جواب دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں ؟میر سبطین برجستہ بولا۔

میں اس سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔کیوں کہ اب وہ میرے قابل نہیں رہی۔میر سجاول نے خلا میں گھورتے ہوئے آہستگی سے کہا۔

مگر اسے کسی اور کی بھی نہیں ہونے دوں گا اور اگر کسی نے اس کے طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اس کی آنکھیں پھوڑ دوں گا۔۔۔۔۔شادی تو بہت دور کی بات ہے۔وہ یکدم بپھرتے ہوئے بولا۔

واہ۔۔۔میر سجاول علی صاحب ،واہ۔۔۔۔۔آپ کے حوصلے کی داد دیتا ہوں۔میر سبطین نے طنزیہ کہا۔

وہ آپ کے قابل نہیں رہی یا یوں کہیں کہ آپ نے اسے کسی قابل ہی نہیں چھوڑا۔میر سبطین کا لہجہ حد درجہ کاٹ دار تھا۔

میر سبطین ! میں یہاں تمھارا لیکچر سننے کے لئے نہیں آیا ہوں ،صرف یہ سمجھانے آیا ہوں کہ زرتاج سے شادی کا خیال اپنے دل سے نکال دو ورنہ میرے دشمنوں کی لسٹ میں تمھارے نام کا مزید اضافہ ہو جائے گا۔

میں کسی بھی قیمت پر تمھیں اس سے شادی نہیں کرنے دوں گا۔میر سجاول کی آنکھیں ضبط سے سرخ ہو رہی تھیں۔

میں نہیں جانتا۔۔۔۔۔تمھارا اس لڑکی سے کیا تعلق ہے اور میں جاننا بھی نہیں چاہتا ۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے اس لڑکی کی عزت برباد کی ہے ، میں بس زرتاج کو پناہ دینا چاہتا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا ہمیں اس معصوم کی آہ لگے۔۔۔۔۔۔۔۔جو ہمارے خاندان کی اس دشمنی کی بھینٹ چڑھ گئی ہے۔میر سبطین کا لہجہ پر تاسف تھا۔

میں نے ایک بار کہہ دیا نا تم زرتاج کا نام بھی اپنی زبان سے نہیں لوگے ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ ہمارے درمیان خون کا رشتہ ہے۔اس کی زبان سے زرتاج کا نام سن کر میر سجاول نے بڑھ کر اس کا گریبان دبوچ کر زوردار جھٹکا دیا۔

میری محبت کو اس انجام تک پہنچانے والے کو تو میں آج ہی جہنم واصل کردوں گا مگر تم زرتاج سے ہمدردی کرنے کا سوچنا بھی مت ورنہ معظم شاہ کے بعد اگر میرا کوئی سب سے بڑا دشمن ہو گا تو وہ صرف تم ہوگے۔میر نے خطرناک لہجے میں اسے وارننگ دی اور پھر اس کا گریبان چھوڑ کر تھپتھپاتا ہوا واپس پلٹ گیا۔

میر سبطین چند لمحے اسے جاتا ہوا دیکھتا رہا پھر دروازہ بند کرکے بیڈ پر آگیا۔وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔میر سجاول کا رویہ اس کی سمجھ سے بالاتر تھا۔

****

زرتاج کو ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا تھا،ڈاکٹرز نے اس کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی تصدیق بھی کر دی تھی۔

مگر اس کے ماں باپ نے تمام تر بے عزتی اور بدنامی کے باوجود بھی اس سے نفرت کا اظہار نہیں کیا تھا۔اس کے باپ نے معاشرے اور اس کی رسومات کو پسِ پشت ڈال کر زرتاج کو اپنی نرم آغوش میں بھر لیا تھا۔

اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے اپنی موجودگی اور تحفظ کا احساس دلایا تھا۔

گھر پہنچ کر وہ کمرے میں بند ہوگئی تھی۔اس کے ماں باپ نے اس کی بہت دلجوئی کرنے کی کوشش کی تھی۔اسے بہلانا چاہا تھا مگر وہ پتھر کا بت بنی سب کچھ سنتی رہتی تھی لیکن اس کی چپ ٹوٹنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

یہ صدمہ اسے کھائے جارہا تھا کہ اس کے میر سائیں نے اسے اپنے ہاتھوں بے آبرو کر دیا۔

اس کے ماں باپ کی ذلت کا بوجھ تو پھر بھی میر سبطین کی عنایت پر کچھ کم ہوگیا تھا مگر زرتاج کی دنیا لٹ گئی تھی۔ماں باپ کے مابین ہونے والی گفتگو سے میر سبطین کی اس سے شادی کے فیصلے کی خبر اس کے کان میں پڑ گئی تھی لیکن اس خبر نے اسے توڑ کر رکھ دیا تھا۔

وہ بھلا کیسے بڑی حویلی میں اس ستمگر کا سامنا کر پائے گی جس نے اس کی محبت کا بھرم اس بری طرح توڑا تھا کہ اسے اپنے آپ سے بھی نفرت ہوگئی تھی۔اسے دنیا والوں کے ساتھ ساتھ اپنی بھی نظروں میں گرا دیا تھا۔

میر سائیں آپ نے میرے ساتھ محبت کے وعدے اس لئے کئے تھے کہ وقت پڑنے پر انہیں اپنی ذاتی دشمنی پر وار دیں۔۔۔۔آپ مجھے اپنی عزت بنا نا چاہتے تھے۔۔۔۔آپ مجھے یہ عزت نا دیتے۔۔۔۔۔اپنے ہر ہر وعدے اور دعوے سے مکر جاتے مگر مجھے یوں پوری دنیا کے سامنے رسوا نہیں کرتے۔

آپ نے ایک بار بھی میری عزت کے بارے میں نہیں سوچا۔۔۔کیوں آپ نے مجھے دنیا بھر کہ سامنے تماشا بنا دیا۔وہ دل ہی دل میں اس سے شکوہ کناں تھی۔آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے

۔

میں مرتے دم تک آپ کی صورت نہیں دیکھوں گی۔آپ نے میرے سر سے چادر چھین کر ثابت کردیا کہ آپ کو مجھ سے کبھی محبت تھی ہی نہیں۔وہ بلک رہی تھی۔

ٹھیک ہے ، میں تھی ہی اس قابل کہ روند دی جاتی۔میں نے اپنے ماں باپ کی عزت کی پرواہ نا کرتے ہوئے ایک غیر مرد سے مراسم بڑھائے شاید یہ میرے اسی گناہ کی سزا ہے۔وہ خود کو خطاوار ٹھہراتے ہو سسکی۔

اگر میں ان "میر سجاول" سے رشتہ نہیں بناتی تو شاید کبھی ان کی نظروں میں نہیں آتی ۔۔۔۔۔۔۔شاید وہ دشمنی نبھانے کے لئے مجھے استعمال نہیں کرتے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں نے خود ہی تو ان کو یہ موقع فراہم کیا اگر میں ان کے ساتھ اتنے گہرے تعلقات نہیں بناتی توکم از کم وہ لڑکی میں تو نہیں ہوتی جس کو انہوں نے اپنے انتقام کے لئے اتنی آسانی سے استعمال کر لیا۔وہ دل ہی دل میں اپنی غلطیوں کا اعتراف کر رہی تھی۔

پھر پلنگ سے اٹھ کر وہ باہر چلی آئی۔وضو بناکر واپس آئی اور جائے نماز بچھا کر نماز ادا کی۔

یا اللہ ! مجھے معاف فرمادیں۔میں آپ کی گناہ گار بندی ہوں۔میں نے آپ کی بنائی ہوئی حدود کو پھلانگ کر خلاف ورزی کی ہے۔اس لئے آپ مجھ سے ناراض ہوگئے اور مجھے یہ سزا ملی ہے۔

اللہ سائیں ! میں سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہی ہوں ،مجھے مزید رسوا ہونے سے بچا لیں۔میر سبطین سے شادی کے بعد مجھے میر سائیں کا سامنا کرنا پڑیگا جو میں نہیں کرسکتی ،مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔

اللہ سائیں ! مجھ پر رحم فرما دیں ، میں میر سبطین سے شادی کر کے پل پل نہیں مرنا چاہتی ۔۔۔۔۔میں کسی غیر کے سو جوتے کھاکر تو زندگی گزار لوں گی مگر میر سبطین کی دی ہوئی عزت کے ساتھ ایک پل بھی اس حویلی میں جینا دشوار ہو جائے گا۔میں میر سجاول کا سامنانہیں کرسکتی۔

اللہ سائیں ! میرے لئے بہتر فیصلہ کردیں۔دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو آنسو زارو زار بہنے لگے۔وہ گڑگڑا کر اپنے گناہوں کی معافی طلب کر رہی تھی۔

دعا سے فارغ ہو کر وہ جائے نماز سمیٹ کر ٹھنڈے فرش پر ہی بیٹھ گئی۔نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔اسے اب تک میر سجاول کے کئے گئے ستم پر بے یقینی تھی۔اسے یہ سب ایک بھیانک خواب لگ رہا تھا۔

**********※**********

ڈمپل گرل!

جی شاہ!

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ! تم بیٹا پیدا کرو یا بیٹی۔۔۔۔۔۔مجھے اس بات سے کوئی سروکار نہیں۔

وہ تمھارے جیسا ہو یا پھر میرے جیسا۔۔۔۔۔اس بات سے بھی مجھے کوئی غرض نہیں مگر اس کے گال پر ڈمپل ضرور ہونا چاہیئے۔شاہ نے اس کے ڈمپل کو چھوتے ہوئے اتنی سنجیدگی سے کہا کہ عروش جو ہم تن گوش تھی بے ساختہ ہنس پڑی۔

اچھا اور بالفرض ڈمپل نہیں ہوا تو آپ کیا کریں گے۔عروش نے اس کی جانب کروٹ لیتے ہوئے سوال کیا۔

ہو گا ،ضرور ہو گا۔۔۔۔تمھیں پتا ہے ،میں نے زندگی میں کبھی کوئی دعا نہیں مانگی۔۔۔۔۔کبھی کچھ نہیں مانگا ، بلکہ یوں کہہ لو کبھی ضرورت ہی نہیں پڑی مگر پہلی بار صرف اس ڈمپل کے لئے رب کے حضور ہاتھ جوڑے ہیں۔۔۔۔۔۔مجھے پورا یقین ہے۔۔۔۔۔۔ڈمپل ضرور ہو گا۔شاہ نے یقین سے کہتے ہوئے عروش کے ڈمپل پر لب رکھ دیئے۔

جب آپ اتنے پر امید ہیں تو پھر ضرور ہو گا۔وہ جھینپ کر مدھم سا بولی۔

ہوں۔۔۔۔تم نے میڈیسن لی ؟ شاہ نے ہنکارہ بھرتے ہوئے استفسار کیا۔

جی ، ڈنر کے بعد ہی لے لی تھی۔

گڈ ، میڈیسن ٹائم پر لیا کرو۔اس معاملے میں کوئی لاپرواہی برداشت نہیں کروں گا۔شاہ نے اسے تنبیہہ کی۔وہ عروش کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔وہ نیند میں جانے لگی تو شاہ نے دھیرے سے

اس کا ہاتھ اپنے سینے سے ہٹایا اور اٹھنے کی کوشش کی ، تبھی عروش نے چونک کر اس کے سینے پر دوبارہ ہاتھ رکھا۔

شاہ ! آپ کہاں جا رہے ہیں ؟اس نے خمار آلود آواز میں پوچھا۔

میں کہیں نہیں جارہا ،یہیں ہوں تمھارے پاس۔وہ عروش کا سر تھپ تھپاتا گمبھیر لہجے میں بولا۔

عروش نے دوبارہ اپنا سر اسکے کاندھے پر رکھ کر آنکھیں موند لیں۔

شاہ ! اب تو آپ مجھ سے نفرت نہیں کرتے ناں ؟ اس نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش کے اس غیر متوقع سوال پر شاہ جزبز ہو گیا تھا۔چند لمحے کے توقف سے بولا۔

وہ نفرت نہیں تھی۔۔۔۔۔ہاں ، تم اسے میرا غصہ کہہ سکتی ہو۔۔۔۔۔۔اگر مجھے نفرت ہو جاتی تو میں کبھی تم سے شادی نہیں کرتا ۔وہ صاف گوئی سے بولا۔

تو پھر آپ نے مجھے اتنا تنگ کیوں کیا۔۔۔؟عروش کا انداز معصومیت بھرا تھا۔شاہ نے بے ساختہ قہقہہ لگایا۔

تنگ اس لئے کیا کہ تنگ کرنا میری فطرت میں شامل ہے۔۔۔۔تم نے بھی تو مجھے بہت تنگ کیا ہے ،جب مجھے تم سے محبت کا احساس ہوا ،تب میں کتنی راتیں سو نہیں سکا۔۔۔۔۔تم یہ سمجھ لو ، یہ اسی کا بدلہ تھا۔وہ اسے چھیڑ رہا تھا۔

نہیں ، میں بتاؤں آپ نے مجھے اتنا تنگ کیوں کیا ؟ عروش زرا سا سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاں بتاؤ۔۔۔شاہ نے دلچسپی سے پوچھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں کہ آپ ایک مغرور شاہ ہیں۔وہ ہونٹوں کو سائیڈ پر لے جا کر منہ بناتے ہوئے بولی۔شاہ نے اس کے انداز کو دلچسپی سے دیکھا پھر دل کھول کر ہنسا۔

کچھ دیر ہلکی پھلکی باتیں کرتے ہوئے شاہ نے اسے باتوں ہی باتوں میں سلا دیا۔

عروش کے مکمل نیند میں چلے جانے کی تسلی کرنے کے بعد اس نے عروش کا سر آہستگی سے تکیے پر رکھا۔سائیڈ ٹیبل سے سگریٹ کا پیکٹ ، لائیٹر اور موبائل اٹھایا پھر دبے پاؤں بیڈ روم سے نکل آیا۔

وہ عروش کو سلا کر ڈیرے پر آگیا تھا۔زرتاج کے ساتھ ہونے والی زیادتی پر مشتعل ہونے کی بجائے وہ نادم ہو رہا تھا۔یہی ندامت اسے عروش کے پہلو میں ہونے کے باوجود بھی مضطرب کر رہی تھی۔

نواز کی بیٹی کو خود اغوا کر کے میروں کی عزت اچھالنے کے لئے جو ڈرامہ اس نے کیا تھا وہ اسی کے گلے میں پڑ گیا تھا۔وہ خود کو زرتاج کا مجرم تصور کر رہا تھا۔گھونٹ گھونٹ وہسکی حلق سے اتارتے ہوئے اس نے تلخی سے سوچا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اپنے لئے بیٹی کی خواہش کرنے والے معظم شاہ ، تم نے اپنی انا کی تسکین کے لئے دوسروں کی بیٹیوں کو اجاڑ دیا ہے۔

تم اپنی بیٹی کی حفاظت کیسے کروگے ،جبکہ تم نے اپنے ہاتھوں سے اپنے گاؤں کی بیٹیوں کی زندگی برباد کی ہے۔کیا ان کی آہ نہیں لگے گی تمھیں۔

نہ تم میر سجاول کو پھنسانے کہ چکر میں نواز کی بیٹی اور رانیہ کو کڈنیپ کرواتے نہ میر سجاول بدلے میں زرتاج کی عزت سے کھیلتا۔

زرتاج پر ہونے والے ظلم کے اصل زمیدار تم ہو ، میر سجاول نہیں۔

تم بدلے کی آگ میں اتنا گر گئے کہ معصوم لڑکیوں کی عزت سے کھیل گئے۔آج زرتاج تھی کل اس کی جگہ عروش یا تمھاری اپنی بیٹی بھی ہوسکتی ہے۔اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس سوچ پر وہ تڑپ گیا۔اس نے اپنے دکھتے ہوئے سر کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔

شاہ سائیں ! جلدی چلیں ، میر سجاول نے اپنے مورچوں سے فائرنگ شروع کردی ہے۔اچانک فائرنگ سے ہمارے دو آدمی بھی مارے گئے ہیں۔خادم حسین بھاگتا دوڑتا ہوا آیا تھا۔شاہ کو مطلع کر کے وہ ہاتھ باندھے کھڑا ہوگیا۔

شاہ نے سر اٹھا کر خاموش نظروں سے اسے دیکھا۔خادم حسین کو اس کی نظروں کا مفہوم پڑھ کر حیرت کا جھٹکا لگا۔

سائیں ! آپ اتنے کمزور کیسے پڑ سکتے ہیں ۔۔۔۔۔۔آپ کے ہوتے ہوئے میر سجاول جیت نہیں سکتا۔

فائرنگ میں پہل اس نے کر دی ہے مگر ہمیشہ کی طرح آپ ہی اسے خاموش کروائیں گے۔یہ آپ کی اور ہمارے گاؤں کی عزت کا سوال ہے۔

خادم حسین نے جوش سے کہتے ہوئے شاہ کی پسندیدہ گن اس کی طرف بڑھائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شاہ چند لمحے سوچ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور گن تھام لی۔اس کی نظروں کے سامنے عروش کا بھرا بھرا وجود لہرایا مگر دوسرے ہی پل اس کی آنکھوں میں مخصوص سفاک چمک ابھری تھی ، وہ مضبوط قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

ڈیرے سے نکل کر اس کا رخ اپنے مورچے کے جانب تھا جہاں دونوں طرف سے فائرنگ کا تبادلہ جاری تھا۔

معظم شاہ نے مورچہ سنبھال تو لیا تھا مگر اس کے اندر میر سجاول کو شکست دینے والا جوش و جذبہ نہیں تھا جو اس کی ذات کا مخصوص حصہ تھا۔

پل بھر میں دشمن کو زیر کرنے والا معظم شاہ کہیں کھو گیا تھا۔اس وقت اس کا دھیان بیڈروم میں بے خبر سوئی ہوئی ہوئی عروش کی طرف تھا۔

میر سجاول کے مورچے سے مسلسل فائرنگ ہورہی تھی۔شاہ پور سے بھی بھرپور جوابی کاروائی جاری تھی۔پورا گاؤں گولیوں کی آوازوں سے گونج رہا تھا۔

برسوں پرانی خونی رات اپنے اندر تمام تر منحوسیت لئے پھر اس گاؤں پر نمودار ہوگئی تھی۔

گاؤں کے لوگوں میں شدید خوف و حراس پھیلا ہوا تھا۔۔۔۔کچھ لوگ ڈر کے مارے قرآنی آیات کا ورد کر رہے تھے۔جن کے بھائی بیٹے ، شوہر اس خونی کھیل میں ملوث تھے۔۔۔۔۔۔وہ رو رو کر ان کی خیریت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔

زرتاج نے گولیوں کی آواز سن کر سمیٹی ہوئی جائے نماز پھر سے بچھائی اور دعا کے لئے ہاتھ بلند کر لئے۔ابھی بھی وہ اپنے میر سائیں کی سلامتی کے لئے دعا گو تھی۔دل میں اس کے لئے شدید نفرت سہی مگر زرتاج کو اس کی زندگی اب بھی عزیز تھی۔

فائرنگ کی زوردار آوازوں پر عروش بدحواس سی ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔سنبھل سنبھل کر سیڑھیاں اترتے ہوئے وہ لاؤنج میں پہنچی تو تقریباً پورا خاندان ہی وہاں موجود تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش کے اس طرح چلے آنے پر رخسانہ بیگم اسے تھامنے کے لئے آنکھیں صاف کرتی ہوئی اس کی جانب بڑھیں۔

خالہ جان ! یہ سب کیا ہورہا ہے۔۔۔۔۔۔۔اتنی فائرنگ کیوں ہورہی ہے اور شاہ کہاں ہیں ؟ وہ تو کمرے میں ہی موجود تھے مگر اب وہاں نہیں ہیں۔عروش نے گھبرائے ہوئے لہجے میں پے درپے سوالوں کی بوچھاڑ کر دی۔

عروش ! تم اپنے کمرے میں جاؤ ، تمھاری حالت ایسی نہیں ہے کہ تم خود کو ان معاملات میں الجھا کر پریشان ہو۔

انشاء اللہ شاہ واپس آجائے گا۔مجھے اللہ پر پورا بھروسا ہے۔وہ نم لہجے میں بول رہی تھیں۔

اماں ! مجھے کچھ تو بتائیں ،یہ سب کیا ہورہا ہے۔۔۔۔گولیوں کی آوازیں کیوں آرہی ہیں ۔۔۔۔۔کیا شاہ وہاں پر موجود ہیں ؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بالآخر ثمینہ بیگم نے اسے نواز کی بیٹی کے اغوا سے لے کر زرتاج کے ساتھ ہونے والی زیادتی کی ساری تفصیل کہہ سنائی۔

اماں یہ سب کب بند ہو گا۔شاہ کو تو کچھ نہیں ہو گا ناں۔۔۔؟عروش اپنا سر تھامے صوفے پر ہی ڈھے گئی۔

بھابھی ! سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔۔آپ اللہ سائیں سے دعا کریں۔وہ اسباب بنانے والا ہے۔

میں کچھ کرتا ہوں۔۔۔۔اس بار پہلے کی طرح تباہی نہیں ہونے دوں گا۔اس سو کالڈ دشمنی میں پہلے ہی بہت سی زندگیاں برباد ہو چکی ہیں مزید کسی بے گناہ کو اس ظلم کا نشانہ نہیں بننے دوں گا۔مکتوم شاہ نے پر عزم لہجے میں کہتے ہوئے باہر کی جانب قدم بڑھائے۔

رک جاؤ ، مکتوم شاہ ! کم از کم تم تو باہر مت جاؤ۔۔۔۔میرا دل بیٹھا جارہا۔شاہ تو اپنی من مانی کر ہی رہا ہے مگر اب تم تو میری بات مانو۔رخسانہ بیگم اس کی منت کر رہی تھیں۔

اماں ! آپ میری طرف سے مایوس مت ہوں ، میں اس محاظ میں حصہ لینے نہیں جارہا ہوں ۔۔۔۔بس ان لوگوں کو تباہی کی طرف جانے سے روکنے کی کوشش کر رہا ہوں۔۔۔۔"

آپ مجھ پر بھروسا رکھیں۔۔۔میں کوئی خون خرابہ نہیں ہونے دوں گا۔۔۔۔۔۔نہ اِس طرف اور نہ اُس طرف۔۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہتے ہو لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکلتا چلا گیا۔

عروش بے بسی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔کسی انجانے خوف سے اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔

ثمینہ بیگم نے اس کے زرد پڑتے چہرے پر نظر ڈالی تو اٹھ کر اس کے پاس آگئیں اور اسے خود سے لگا لیا۔

عروش ! فکر مت کرو۔سب ٹھیک ہوجائے گا۔۔۔۔۔مکتوم کوشش کر رہا ہے نا۔۔۔۔۔۔انشاءاللہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب ضرور ہو گا۔ثمینہ بیگم نے اسے تھپکتے ہوئے تسلی دی۔

اماں ! شاہ نے جانے سے پہلے مجھے بتایا بھی نہیں۔۔۔۔اگر انہیں کچھ ہوگیا تو ہم پھر سے بے آسرا ہوجائیں گے۔وہ ماں کے سینے میں سر چھپائے بولی۔

بیٹا ! مایوس مت ہو۔۔۔۔۔اللہ سے اچھے کی امید رکھو گی تو سب اچھا ہی ہو گا۔یمیں اللہ کی پاک ذات پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔وہ اپنے بندوں پر ان کی برداشت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔

دعا کرو ، دعا میں بہت طاقت ہے اور اس مشکل وقت میں شاہ کو دعاؤں کی سخت ضرورت ہے ۔ثمینہ بیگم غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے دھیمے لہجے میں اسے سمجھا رہی تھیں۔

ان کی آنکھوں میں بیس سال پہلے کا منظر اپنی تمام تر جزئیات کے ساتھ روشن ہو گیا تھا۔

**********※**********

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

گولیوں کی آواز پر زرتاج آنکھیں بند کئے ،سینے پر ہاتھ رکھ کر بیٹھی تھی۔

آنکھوں سے پانی روانی سے بہہ رہا تھا۔

وہ جانتی تھی ،آج میر سجاول اپنی بچی کچھی وحشت بھی مٹا کر رہے گا

مگر اس خطرناک تصادم میں خود اس کی جان بھی جا سکتی ہے یہ خوف اس کے جسم سے خون نچوڑے لے رہا تھا۔اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہو رہی تھی۔

اس کے بھرے بھرے گلابی لب ورد میں مسلسل ہل رہے تھے۔دل تھا کہ میر سجاول جیسے عزت کے لٹیرے کی سلامتی کے لئے مچلے جارہا تھا۔

اللہ سائیں ! میں نے اپنے گنہگار کی ساری خطائیں معاف کردیں ،آپ بھی اسے معاف فرمادیں۔

میر سائیں کی محبت میری رگوں میں سرائیت کر چکی ہے،انہیں کچھ ہوگیا تو میں بھی مر جاؤں گی۔

میں پہلے سے ہی آپ کی گناہ گار بندی ہوں۔۔۔۔۔میری دنیا مٹی میں مل چکی ہے۔۔۔۔خودکشی جیسے حرام فعل سے گزرنے کے بعد میری آخرت بھی مٹی میں مل جائیگی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اللہ سائیں ! مجھے اپنے سب سے ناپسندیدہ عمل کو اپنانے سے بچالیں،

آپ نے میری قسمت میں میر سائیں کی جدائی لکھ دی ہے مگر مجھے اپنی رحمت کے سائے سے محروم مت کریں۔

میں ان کے بغیر تو جی سکتی ہوں مگران کی موت کے ساتھ میری موت

بھی یقینی ہے۔ہم دونوں گناہ گاروں پر رحم فرما دیں۔

میرے میر سائیں کو بچالیں ، ان کے دل میں رحم ڈال دیں۔۔۔اس خون خرابے کو روک دیں ۔وہ دونوں ہاتھ آپس میں جوڑے دل ہی دل رب سے مخاطب تھی۔

***********※***********

میر سائیں ! کچھ تو کریں۔۔۔۔میرے بیٹے کو بچالیں۔۔۔۔وہ جذبات میں اندھا ہوگیا ہے ۔۔۔۔۔۔وہ یہ سب کسی اور کے لئے نہیں اسی لڑکی زرتاج کے لئے کررہا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ اس کو واپس لے آئیں۔۔۔زرتاج کی خاطر وہ اپنی جان قربان کرنے چلا ہے۔آج وہ معظم شاہ کو نہیں چھوڑے گا اور بدلے میں معظم شاہ اس کے ساتھ وہی کرے گا جو اسد شاہ نے میر پرویز اور بھائی تیمور کے ساتھ کیا تھا۔

آپ کو اللہ کا واسطہ ہے کچھ تو کیجئے۔۔۔۔اس سے پہلے کہ میر سائیں پر کوئی آفت آئے ،اسے روک لیں۔کیا آپ یوں ہی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے۔وہ میر جعفر کے سامنے زاروقطار رو رہی تھیں۔

اگر آپ نے کچھ نہیں کیا تو میں خود وہاں چلی جاؤں گی۔فائزہ بیگم بلآخر چلا اٹھیں۔

ان کی ہمت جواب دے گئی تھی۔ان کا بیٹا موت کے منہ میں جارہا تھا اور سب خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے ،یہ بات ان سے برداشت نہیں ہو رہی تھی ۔

بند کرو اپنی بکواس۔۔۔۔ایک تو یہاں ایک مصیبت کھڑی ہے اوپر سے تم نے بول بول کر میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں کیا کروں۔"

اسے کوئی بھی قدم اٹھانے سے پہلے مجھ سے پوچھنا تو چاہئے تھا۔خود ہی بات بے بات بکھیڑے کھڑے کردیتا ہے۔میر جعفر نے جھنجھلاتے ہوئے فائزہ بیگم کی طبیعت صاف کی۔درحقیقت وہ خود بھی بے حد خوف زدہ تھے۔

میر جعفر ! یہ تمھاری دی ہوئی ڈھیل اور بے جا آزادی کا نتیجہ ہے۔۔۔۔۔۔تم نے خود ہی تو اسے اتنا خود مختار اور ضدی بنایا ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب وہ تمھیں بھی اس قابل نہیں سمجھتا کہ تم سے صلاح مشورہ کرنا ضروری سمجھے۔میر غضنفر ان دونوں کے بیچ میں بول پڑے۔

اولاد کو اتنا بھی سر پر نہیں چڑھا نا چاہئے کہ وہ آپ کو ہی لے ڈوبے اگر خدا نخواستہ آج کوئی بڑا نقصان ہوجاتا ہے تو اس کے زمیدار تم دونوں ہی ہوگے۔میر غضنفر بنا لگی لپٹی انہیں آئینہ دکھا رہے تھے۔

میر جعفر سر جھکائے بیٹھے تھے۔۔۔۔فائزہ بیگم بھی آج بیٹے کے خلاف بولے جانے پر ہمیشہ کی طرح تلملائی نہیں تھیں نا ہی پلٹ کر کوئی جواب دیا تھا۔۔۔۔۔وہ خاموش سی ہو کر رہ گئی تھیں۔

میر سبطین پاس پڑے صوفے پر بیٹھا دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں پھنسائے ہوئے تھا ۔معاً اس کی سیل فون پر کال آئی اسکرین پر نظر دوڑاتے ہی وہ اٹھ کر لیونگ روم سے باہر نکل گیا۔

************※***********

مکتوم شاہ تم کہاں ہو۔۔۔؟ میر سبطین نے کال رسیو کرتے ہی سوال کیا۔

میں حویلی میں ہی موجود ہوں۔مکتوم شاہ کی آواز ابھری۔

ہمیں مورچوں کی طرف جانا چاہیئے اور ان دونوں کو سمجھا بجھا کر اس ظلم کو روکنا چاہیئے۔میر سبطین فکر مندی سے گویا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تمھیں کیا لگتا ہے۔۔۔۔ہمارے سمجھانے سے وہ رک جائیں گے۔

وہ دونوں سمجھنے سمجھانے کے دور سے بہت آگے نکل چکے ہیں۔

اب واحد حل یہی رہ جاتا ہے کہ ہم پولیس کی مدد لیں اور انہیں مزید خون خرابے سے روکیں ۔اس کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں۔

مکتوم شاہ نے مدبرانہ کہا۔

خود سے تو پولیس نے کوئی ایکشن لینا نہیں ہے۔۔۔۔۔کوئی بھی ان دونوں کے معاملے میں ہاتھ ڈالنے اور گاؤں میں قدم رکھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔میر سبطین سوچتے ہوئے بولا۔

اس کے لئے میں اپنی چند خاص دوستوں سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جو پولیس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔ان کو ساتھ شامل کر کے اس سنگین مسئلے سے باآسانی نمٹا جا سکتا ہے۔مکتوم شاہ نے

اسے لائحہ عمل سے آگاہ کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ طریقہ زبردست رہے گا۔تم ان سے رابطہ کرو پھر ہم سب ساتھ ہی وہاں پہنچیں گے۔جعفر انکل وہاں پہنچنے کے لئے بے صبر ہورہے ہیں۔تب تک میں ان کو کسی بھی طرح روکتا ہوں۔میر سبطین اس کے طیقے کار سے مکمل متفق تھا۔

اوکے۔۔۔۔مکتوم شاہ کال ڈسکنیکٹ کرتے ہی پولیس افسران سے رابطہ کرنے میں مصروف ہوگیا تھا۔

اس نے کئی جگہوں پر تفصیلاً گفتگو کرنے کے بعد مطمئین سا ہوکر ایک گہری سانس فضا میں خارج کی۔

***

اس کا دل و دماغ عروش اور اپنے ہونے والے بچے میں الجھا ہوا تھا اس وقت اسے میر سجاول کو مات دینے سے زیادہ ان دونوں کی فکر ستا رہی تھی ،مگر پھر بھی اپنی جان میں وہ بھر پور مقابلہ کر رہا تھا۔

دونوں طرف سے زبردست مقابلہ جاری تھا اور اب تو کافی خطرناک شدت اختیار کر گیا تھا۔

میر سجاول کے پاس بندے بہت ذیادہ ہونے کی وجہ سے وہ لوگ معظم شاہ پر بھاری پڑ رہے تھے۔

معظم شاہ بہت ذیادہ زخمی ہو چکا تھا اس کے باوجود بھی وہ ڈٹا ہوا تھا مگر اب اس کی ہمت جواب دے گئی تھی۔اسے ذیادہ گولیاں لگ چکی تھیں اور تواترسےخون بہنے کی وجہ سے اب نقاہت طاری ہونے لگی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جبکہ میر سجاول نے اپنے بچاؤ کا زبردست بندوبست کیا ہوا تھا اس کے باوجود بھی ایک یا دو گولیاں اسے چھو کر گزر گئیں تھیں مگر ایک گولی اس کے بازو میں بھی لگی تھی۔

میر سجاول کی گن سے نکلنے والی گولی شاہ کے سر سے گزری اور وہ وہیں بے جان ہو کر گر پڑا۔اس کے کارندے بھی ہاتھ روک کر اس کی طرف بھاگے تھے۔

سامنے یکدم خاموشی چھاجانے پر میر سجاول نے بھی زرا دم لیا۔۔۔۔۔تکلیف کی شدت سے اس کا سفید شفاف چہرہ سرخ پڑ گیا تھا،اس نے گردن موڑ کر ہاتھ سے اپنا بایاں بازو پکڑا اور زخم کا جائزہ لیا تبھی پولیس کی بھاری نفری موقع پر پہنچ گئی۔

پولیس سائرن پر میر بری طرح چونک پڑا۔

پولیس نے اسپیکر میں دونوں گروپس کو ہتھیار ڈال دینے اور گرفتاری دینے کی وارننگ دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ساجد ! پولیس یہاں کس کی اجازت سے پہنچی ہے۔وہ بلند آواز میں دہاڑا۔

میر سائیں ! مجھے کوئی خبر نہیں ،میں تو آپ کے ہی ساتھ ہوں۔وہ منمایا۔

یقیناً معظم شاہ نے گھبرا کر پولیس کی مدد لی ہے۔آپ نے دیکھا نہیں اس کی طرف سناٹا بھی چھا گیا ۔اس کی کوئی تیاری نہیں تھی اور اس کے پاس بندے بھی کم تھے۔اس نے اندھیرے میں تیر چلایا۔

بکواس مت کرو،وہ ایسا ہر گز نہیں کرے گا۔میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔میر نے اسے جھڑکا۔

میر سجاول ! معظم شاہ ! اپنے آدمیوں سمیت باہر آجائیں ورنہ مجھے مجبوراً کاروائی کرنی پڑے گی۔

آپ دونوں جو کر رہے ہیں وہ سراسر غیر قانونی ہے۔پولیس افسر نے ان دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے چند لمحے سوچا پھر گن ہاتھ میں تھامے مورچے سے نیچے اتر آیا۔وہ گیٹ کھول کر باہر نکل آیا تھا۔

آپ نے کس کی اجازت سے میرے علاقے میں قدم رکھا ہے۔اس نے بے خوفی سے آفیسر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالیں۔

ہمیں اپنی ڈیوٹی کرنے کے لئے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی بحرحال ہمیں کمپلین کی گئی تھی۔اس لئے ہم نے یہ اسٹیپ لیا ہے۔پولیس آفیسر نے اس کی پوزیشن کو مد نظر رکھتے ہوئے نرمی سے جواب دیا۔

میر سبطین اور مکتوم شاہ کی مشترکہ کوششوں سے پولیس نے کاروائی کرنے کی ہمت کی تھی وگرنہ وہ اس معاملے میں پڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔

میر سجاول ! تم ٹھیک تو ہو نا۔۔۔۔یہ کیا ہو گیا ،کتنا خون بہہ رہا ہے،

میں تمھیں کھو نا نہیں چاہتا۔۔۔۔۔۔یہ بکھیڑا کھڑا کرنے سے پہلے تم کماز کم ایک بار مجھ سے مشورہ تو کر لیتے۔وہ گلوگیر آواز میں بولے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر جعفر بھی وہاں پہنچ چکے تھے ،گاڑی میں سے ہی انہوں نے میر کا زخمی بازو دیکھ لیا تھا۔قریب پہنچتے ہی اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر رو پڑے۔

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے ،ٹھیک ہوں میں ،یہ معمولی سا زخم ہے کچھ دنوں میں ٹھیک ہو جائیگا ۔۔۔۔آپ بلاوجہ پریشان ہوجاتے ہیں۔اس نے زخم کی طرف دیکھتے ہوئے لاپرواہی سے کہا۔

پولیس آفیسر اب جگہ کا جائزہ لے رہا تھا تبھی کچھ سپاہی اور معظم شاہ کے آدمی اسے اٹھا کر گاڑی میں ڈال رہے تھے۔

شاہ ! آنکھیں کھولو ، مکتوم شاہ یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہا۔تم دیکھو اسے۔۔۔۔جگاؤ۔صفدر علی شاہ اسے جھنجھوڑ رہے تھے۔مکتوم شاہ اور وہ ایک ساتھ وہاں پہنچے تھے۔

تم تو ڈاکٹر ہو۔۔۔۔تم اس کا چیک اپ کیوں نہیں کرتے۔۔۔۔چیک کرو ، مجھے بتاؤ۔۔۔۔یہ آنکھیں کیوں نہیں کھول رہا۔صفدر شاہ پر دیوانگی طاری ہو رہی تھی۔مکتوم شاہ نظریں چرا گیا۔

میں لعنت بھیجتا ہوں اس دشمنی پر۔۔۔۔۔اس دشمنی کو یہیں ختم کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔بس مجھے میرا بیٹا واپس چاہیئے۔

مکتوم شاہ ! اس سے بولو ، آنکھیں کھولے۔۔۔بس ایک بار مجھ سے بات کرے۔وہ بے بسی سے ہاتھ جوڑ کر بولے۔

مکتوم شاہ کی آنکھوں سے قطرے گرنے لگے ،اس نے لب بھینچ کر صفدر شاہ کو گلے سے لگا لیا۔

بابا سائیں ! مجھے زرتاج سے شادی کرنی ہے ، آپ لوگ آج ہی میرا رشتہ لے کر اس کے گھر جائیں گے کیونکہ مجھے اسی ہفتے اس سے شادی کرنی ہے۔میر سجاول نے سنجیدگی سے کہا۔

معظم شاہ سے مقابلہ کرتے ہوئے موت کو ایک بار پھر اپنے بے حد قریب دیکھنے پر دل نے بڑی شدت سے زرتاج کے ساتھ ایک بھرپور زندگی گزارنے کی خواہش کی تھی۔جب اسے اپنی زندگی کا بھی خیال نہیں تھا مگر زرتاج کا چہرہ تھا جو سخت ترین حالات میں بھی دل و دماغ پر چھایا ہوا تھا۔

میر نے اسی پل زندہ بچ جانے کی صورت میں زرتاج کو دل و جان سے اپنی دلہن بنانے کا فیصلہ کیا تھا۔

وہ میر جعفر اور فائزہ بیگم کے سامنے زرتاج کو بے آبرو کرنے کا اعتراف کر چکا تھا۔

میر ہاسپٹل کے بیڈ پر دراز تھا۔میر جعفر اور فائزہ بیگم اس کی پٹی سے لگے بیٹھے تھے۔

ہاں ، ہاں ،کیوں نہیں۔۔۔۔تم کہو گے تو آج ہی چلے جاتے ہیں ورنہ میرا ارادہ تو یہ تھا کہ جب تم ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوجاؤگے تو جشن کے بعد پوری تیاری سے جاتے۔میر جعفر سوچتے ہوئے بولے۔

فائزہ بیگم شدید اختلاف کے باوجود بھی خاموش تھیں کیونکہ ان چند مہینوں میں دوسری بار ان کا لاڈلا موت کے منہ سے بچ کر لوٹا تھا،وہ خواہش کے باوجود بھی اس کی مرضی کے خلاف کچھ نہیں بول سکتی تھیں ، اس لئے خاموشی سے میر جعفر کا منہ تکنے لگیں۔

آپ پوری تیاری شادی پر کیجئے گا ، فی الحال آپ بغیر تیاری کے اس کا ہاتھ مانگنے جائیں۔۔۔۔

ان کی طرف سے انکار کی تو کوئی گنجائش بنتی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔آپ ان لوگوں کو جلد سے جلد کی کوئی تاریخ دے دیجئے گا۔میں اس معاملے میں کسی قسم کی کوئی تاخیر نہیں چاہتا۔وہ بے حد آف موڈ میں گویا تھا۔

اماں ! آپ بھی کل سے شادی کی تیاریاں شروع کر دیں۔اس کے کپڑوں سے لے کر جیولری تک ہر چیز پرفیکٹ ہونی چاہئے۔

نکاح ، ولیمے کا ڈریس اور جیولری میں خود خریدوں گا۔باقی سب کچھ آپ دیکھ لیں مگر خیال رکھئے گا ہر چیز اس کی شایانِ شان ہونی چاہئے۔

وہ تصور میں زرتاج کے دلکش سراپے پر نظر جماتے ہوئے بول رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہونہہ۔۔۔شایانِ شان ، دو ٹکے کی چھوکری ،کہاں میرے متھے لگ گئی۔میر کی محبت بھی نجانے کیوں اتنا سب کچھ ہونے کے بعد دوبارہ جاگ گئی ہے،اس منحوس ماری سے اچھی بھلی جان چھوٹ گئی تھی۔

پھر اس کے دماغ پر سوار ہوگئی ہے۔انہوں نے تلخی سے سوچا۔

ان کی تلخ سوچ پر منہ کے زاویے بھی بگڑ رہے تھے۔

اماں ! زرتاج کو میں اپنی بیوی بنانے جارہا ہوں ، بہتر ہو گا آپ بھی پورے دل سے اسے اپنی بہو تسلیم کر لیں۔

میں پہلے ہی اس کے ساتھ بہت زیادتی کر چکا ہوں ،اب کسی اور کو اسے تکلیف پہنچانے کی اجازت ہر گز نہیں دوں گا۔میر نے ان کی سوچ پڑھنے میں ایک لمحہ لگایا تھا۔وہ دو ٹوک لہجے میں بولا۔

میر سائیں ! میں نے کب کچھ کہا ہے ، میرے لئے تو وہ اتنی ہی عزیز ہے جتنے کہ تم۔۔۔۔۔۔میں بھلا اس کے ساتھ زیادتی کیوں کروں گی۔

دیکھنا تم ، اسے رانی بنا کر رکھونگی۔وہ میر کے بگڑتے تیور بھانپ کر لہجے میں دنیا بھر کا پیار سموئے مکاری سے بولیں۔

میر سائیں ! تم بے فکر ہو جاؤ ، تمھاری ماں زبان کی بری ہے مگر دل کی بہت اچھی ہے۔

زرتاج کو اتنا ہی پیار اور مان ملے گا جتنا کہ تمھاری دلہن بننے والی کسی بھی دوسری لڑکی کو ملتا ۔ویسے بھی اس کی حیثیت تو اور بھی زیادہ ہوگی کیوں کہ وہ میرے بیٹے کی پسند ہے۔میر جعفر نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

آپ اماں کے تیور دیکھ رہے ہیں ، کہیں سے بھی نہیں لگ رہا کہ یہ میری اور زرتاج کی شادی پر خوش ہیں۔وہ ان کے چہرے پر ناگواری محسوس کر چکا تھا۔

وہ خوش ہو یا نہ ہو ، تم تو خوش ہو نا۔۔۔بس باقی سب کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔وقت کے ساتھ فائزہ کو بھی احساس ہو جائے گا کہ تمھارا فیصلہ بلکل درست تھا۔

زرتاج کی زندگی سنوار کر تم اس پر کوئی احسان نہیں کروگے بلکہ یہ اس کا حق ہے۔

تمھاری وجہ سے زمانے بھر میں جو اس کی ذلت اور رسوائی ہوئی ہے اب تمھاری ہی وجہ سے وہ دوبارہ سر اٹھا کر جی سکے گی۔

فائزہ تمھیں بھی اپنے بیٹے پر فخر ہونا چاہیئے کہ اس نے نفرت اور جذباتیت میں جو غلط قدم اٹھایا تھا ،اب وہی قدم درست سمت میں بڑھ رہے ہیں۔اگر تم زرتاج کے دکھ کی گہرائی کو دل سے محسوس

کروگی تو تمھیں اسے بہو تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہوگی۔تم بھی میری طرح ان دونوں کے رشتے کو دل سے قبول کر لوگی۔

میر جعفر انہیں سمجھانے کی ناکام سی کوشش کر رہے تھے۔فائزہ بیگم نے اپنا جھکا ہوا سر اٹھا کر شوہر کو شکایتی نظروں سے دیکھا۔

“”””””””

میر سجاول کی گن سے نکلنے والی آخری گولی شاہ کے سر میں لگنے کی بجائے اس کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھی۔ جسم میں پیوست ہونے والی گولیاں تو ڈاکٹرز نے نکال لی تھیں مگر ایک گولی شاہ کے جسم کو چیرتی ہوئی باہر نکل گئی تھی جس نے شاہ کے آدھے جسم کو پیرالائزڈ کر دیا تھا۔

وہ اس طرح پیرالائیزڈ ہو ا تھا کہ ڈاکٹرز کو بھی امید نہیں تھی کہ وہ دوبارہ چل سکے گا۔

مکتوم شاہ نے اس کا ہاتھ تھام کر پر اعتماد لہجے میں اسے بہت جلد اپنے پیروں پر چلنے کی امید دلائی تھی مگر اس کے پر اعتماد لہجے میں چھپی نا امیدی معظم شاہ جیسے زیرک انسان سے چھپی نہیں رہ سکی تھی۔

بلا کے دلیر اور نڈر شاہ کا دل سکڑ کر پوری قوت سے دھڑکا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

شادی کے اولین دنوں میں ہر شوہر اپنی نئی نویلی دلہن کے ناز اٹھاتے نہیں تھکتا۔ زندگی کے ان سب سے خوشگوار دنوں کو ہمیشہ کے لئے یادگار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔۔۔۔ مگر میں نے ان دنوں میں تمھیں اذیتوں کے سوا اور کچھ نہیں دیا۔

تمھاری زندگی کے ان حسین دنوں کو تلخ یاد بنے پر مجبور کر دیا اور اب معذور ہونے کے بعد تم پر مستقل بوجھ بن کر اذیت بھری زندگی دینے جارہا ہوں۔وہ شکستہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔

آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں۔۔۔۔آپ کی خدمت تو مجھ پر فرض ہے۔اللہ پاک نے آپ کی جان بخش دی میرے لئے اس سے بڑھ کر اور کچھ نہیں ہے۔وہ شاہ کی بے بسی پر تڑپ اٹھی۔ہ نرمی سے شاہ کے سینے کو سہلاتے ہوئے پر نم آواز میں کہہ رہی تھی۔آنسوؤں کی لڑی اس کے گلابی رخساروں پر بہنے لگی۔

تم مجھ سے اتنی محبت کرنے لگی ہو۔۔۔؟شاہ کی اداس آنکھیں یکدم چمک اٹھیں۔

عروش کے لئے لبوں سے اظہار کرنا تو محال تھا،اس لئے فقط اثبات میں سر ہلا دیا۔شاہ کے لبوں پر دھیمی سی مسکراہٹ ابھری۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اگر میں مر جاتا تو تم کیا کرتی ؟شاہ کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی عروش نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

اگر آپ ایسی دل دکھانے والی باتیں کریں گے تو میں چلی جاؤں گی اور اماں کو یہاں بھیج دوں گی ۔آپ بلائیں گے بھی تو واپس نہیں آؤں گی۔عروش نے خفگی سے اسے تنبیہہ کی۔

نہیں کرتا ، مگر مجھ سے دور جانے کی بات مت کرو۔مجھے تمھاری سخت ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں تم ہر پل میری نظروں کے سامنے رہو۔شاہ نے لبوں پر رکھی اس کی ہتھیلی چوم کر کہا۔

مجھے تمھاری حالت کا احساس ہے مگر میں بہت مجبور ہوں ،تم سے ایک پل کی دوری بھی برداشت نہیں کر سکتا۔تمھاری چاہ نے مجھے خود غرض بنا دیا ہے۔وہ نہایت جذباتی ہو رہا تھا۔

شاہ ! میں بلکل نارمل ہوں اور میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جارہی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پلیز ! آپ میرے لئے خود کو پریشان مت کریں۔

بہت دعائیں کی تھیں ،تب آپ کی زندگی کی نوید ملی ہے۔۔۔۔۔میں خود بھی آپ سے دور نہیں رہنا چاہتی۔اس نے اپنے دونوں ہاتھ شاہ کے سینے پر رکھ دیئے۔شاہ بے ساختہ مسکرایا۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر عروش کا سر اپنے سینے پر رکھ دیا اور اسے اپنے بازوؤں میں سمیٹ لیا۔

عروش ! تم اگر پہلے والی عروش ہوتی تو آرام سے میرے ساتھ اس بیڈ پر ایجسٹ کر لیتی مگر اب تو یہ ناممکن ہے۔شاہ نے عروش کے صحت مند سراپے پر بھر پور نگاہ ڈال کر شرات سے کہا۔عروش بلش کرنے لگی۔

چلو خیر ہے،میں تھوڑی جگہ بنانے کی کوشش کروں گا پھر ہم سب ایک ساتھ اس بیڈ پر سو سکیں گے۔اس کا اشارہ عروش کے اندر موجود وجود پر تھا۔

اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ، میں وہاں صوفے پر سو جاؤں گی۔آپ کی کنڈیشن ایسی نہیں کہ آپ یہ فضول حرکتیں کرنے کے بارے میں سوچیں۔عروش رخ موڑے دھیمے سے بولی۔جھکی پلکیں لرز رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں یار ، تم نہیں چاہتیں ہم تینوں ساتھ سو سکیں ؟ ویسے بھی یہ آفر محدود مدت کے لئے ہے ، یہ جناب دنیا میں آگئے تو میں ہر گز بھی اسے ہم دونوں کے بیچ نہیں آنے دوں گا۔شاہ مسکراہٹ دبائے کہہ رہا تھا۔

آپ کو ابھی سے اس سے بیر ہوگیا ہے ، ابھی تو وہ اس دنیا میں آیا بھی نہیں ہے۔عروش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

مجھے ہر اس چیز سے بیر ہے اور ہمیشہ رہے گا ، جو میرے اور تمھارے بیچ میں آنے کی کوشش کرے گا۔چاہے وہ میری اپنی اولاد کیوں نہ ہو۔شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔

اس بار عروش کی مسکراہٹ بے ساختہ تھی۔اب اسے شاہ کی دیوانگی تکویت پہنچانے لگی تھی۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پورے سن پورہ پر اتری شام اپنے پر سمیٹ رہی تھی اور رات کی تاریکی دھیرے دھیرے چار سو پھیل رہی تھی۔زمینوں پر دن بھر مشقت کرنے والے تھکے ہارے گاؤں کے ہاری اپنی ضرورتوں کا سامان خریدتے ہوئے گھر وں کولوٹ رہے تھے۔

زرتاج کا باپ بھی کچھ دیر پہلے ہی گھر پہنچا تھا اور کمر سیدھی کرنے کے لئے لیٹ گیا تھا تبھی میر جعفر کی گاڑیاں زرتاج کے گھر کے سامنے آ رکیں۔

میر جعفر اور ان کے ساتھ فائزہ بیگم بھی بڑی شان سے چہرے پر کروفر سجائے گاڑی سے باہر نکلیں اور زرتاج کے گھر پر لگے ٹوٹے پھوٹے ، بدرنگ لکڑی کے دروازے کی جانب قدم بڑھائے ۔

گلی سے گزرنے والے اکا دکا راہ گیروں اور پڑوسیوں نے ششدر ہو کر یہ منظر دیکھا مگر ہٹے کٹے گارڈز کی موجودگی میں چہ مگوئیاں کرنے کی جرأت کسی میں بھی نہیں تھی۔

پہلے فائزہ بیگم ہلکی سی دستک دے کر اندر داخل ہوئیں ،ان کے پیچھے میر جعفر تھے۔ملازم بھی مٹھائی ، پھلوں اور زیورات کے ٹوکرے لئے ان کے پیچھے چل رہے تھے۔لمحوں میں پورا آنگن ٹوکروں سے بھرنے لگا۔

زرتاج کی ماں زرینہ اپنے شوہر کے لئے چائے تیار کرتے ہوئے لکڑیاں پھونک رہی تھی ، ان دونوں پر نظر پڑی تو پھونک مارنا بھول گئی۔وہ پلکیں جھپکائے بغیر یک ٹک انہیں گھور رہی تھی۔

ہوش و حواس ٹھکانے پر آئے تو دوپٹہ سر پر جماکر ہاتھ جوڑے اٹھ کر بھاگی۔زرتاج کا باپ بھی جھٹ اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

سائیں ! کوئی کام تھا تو ہمیں بلا لیا ہوتا ، آپ نے کیوں زحمت کی وہ بھی ہاتھ جھوڑے گھگیا یا۔

دین محمد ! کام ہی کچھ ایسا تھا کہ ہمارا آنا ضروری ہوگیا۔میر جعفر چارپائی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔فائزہ بیگم بھی ان کے پہلو میں بیٹھ گئی تھیں اور تنقیدی نگاہوں سے ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھیں۔

سائیں ! آپ حکم کریں ، آپ کے لئے تو جان بھی حاضر ہے۔وہ ہاتھ باندھے کھڑا ہوا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہم اپنے بیٹے میر سجاول علی کے لئے تمھاری بیٹی زرتاج کا ہاتھ مانگنے آئے ہیں۔وہ فائزہ بیگم کی طرف گردن موڑتے ہوئے بولے جو چہرے پر زمانے بھر کی بیزاری لئے بیٹھی تھیں۔

سائیں کی خیر ہو ، میری تو سات پشتیں آپ کی غلام بن کر رہیں گی۔آپ ہم جیسے کمیوں پر ہماری اوقات سے بڑھ کر احسان کر رہے ہیں۔دین محمد پر شادیٔ مرگ کی کیفیت طاری ہوگئی۔وہ خوشی سے کپکپاتی آواز میں بولا۔

دین محمد ! ایسا نہیں کہتے ، ہم تم پر کوئی احسان نہیں کر رہے۔جو ظلم تمھاری بیٹی پر ہوا اس کی تلافی کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔مجھے امید ہے ، تم ہمیں معاف کر دوگے۔میر جعفر ہاتھ جوڑ کر کہا۔

میر سائیں ! کیوں ہمیں گناہ گار کر رہے ہیں ، آپ تو ہمارے بڑے ہیں۔یہ آپ کا بڑا پن ہی ہے جو آپ مجھ غریب کی جھونپڑی میں آئے ہیں۔وہ ان کے قدموں بیٹھ کر رونے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ساری باتیں چھوڑو ، شادی کی تاریخ طے کر لیتے ہیں۔میر جعفر نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر اٹھایا ۔وہ آنسو پونچھتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

جی بلکل ، اس نے مختصراً کہا۔

آج چھ تاریخ ہے۔۔۔۔۔۔اسی مہینے کی اٹھائیس تاریخ کو ہم بارات لے کر آئیں گے۔شادی کے تمام انتظامات ہم خود دیکھ لیں گے۔۔۔۔۔۔تمھیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔وہ اسے مطلع کر رہے تھے۔

بابا ! میں یہ شادی نہیں کروں گی۔آپ ان لوگوں سے کہہ دیں۔۔۔۔۔یہاں سے چلے جائیں۔ زرتاج دروازے کی اوٹ میں سے قدرے بلند مگر نم آواز میں بولی۔

چپ کر۔۔۔۔۔سائیں کے بارے میں بکواس کر رہی ہے۔باؤلی ہوگئی ہے ؟ دین محمد اسے جھڑکتا ہوا کمرے کی جانب بھاگا۔وہ بر طرح گھبرا گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دین محمد ! اسے کچھ مت کہو ،وہ ناراض ہے اور اس کی ناراضگی جائز بھی ہے۔میر جعفر نرمی سے بولے۔فائزہ بیگم نے میر جعفر پر آنکھیں نکالیں۔میر جعفر نے نظروں سے انہیں خاموش رہنے کی تنبیہہ کی اور پلنگ سے اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھے۔

بیٹا ! میر سجاول نے جو کیا ہے۔وہ بلکل غلط ہے مگر اب وہ تلافی کرنا چاہتا ہے۔تم سے شادی اس کا ذاتی فیصلہ ہے۔وہ کسی دباؤ میں یا مجبوراً تم سے شادی نہیں کر رہا۔میر جعفر پشت پر ہاتھ بندھے کمرے کے ادھ کھلے دروازے کے باہر کھڑے تھے۔

میں ان سے شادی نہیں کرنا چاہتی ، یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے ۔زرتاج نے آنسو پیتے ہوئے مستحکم لہجے میں کہا۔

زرتاج بیٹی ! میں تمھاری کیفیت سمجھ سکتا ہوں مگر دانائی اسی میں ہے کہ تم حالات کے ساتھ سمجھوتا کرو اور اس رشتے کو قبول کر لو۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں سے شادی کر کے روز روز مرنے سے بہتر ہے میں ایک ہی بار خود کشی کر کے مر جاؤں ۔وہ سسکتے ہوئے بولی۔

سائیں ! یہ پاگل ہوگئی ہے ، آپ اس کی فکر مت کریں میں اسے سمجھا لوں گا۔دو ہاتھ کھائے گی تو سیدھی ہوجائیگی۔دین محمد بیٹی کی زبان درازی پر خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔اسے یہ فکر کھائے جارہی تھی کہ بڑے میر یا بڑی بیگم مشتعل ہو کر واپس نا لوٹ جائیں۔

بیٹیوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے ،تم اسے پیار سے سمجھانے کی کوشش کرو۔

نا سمجھ ہے اور غصے میں بھی ہے۔۔۔۔۔۔تم اس پر سختی مت کرنا۔گھبراؤ مت ، ہم دوبارہ آجائیں گے۔میر جعفر تحمل سے کہتے ہوئے فائزہ بیگم کو لئے گھر سے باہر نکل گئے۔

ان کے گھر سے نکلتے ہی زرینہ اور دین محمد زرتاج کا دماغ ٹھکانے لگانے کمرے میں داخل ہوگئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””

، جو اس نے خصوصی طور پر شادی کے لئے بڑھائی تھی کیونکہ زرتاج کو اس کی شیو کا گھنا پن بے حد پسند تھا۔

میر جعفر کی گاڑی ڈرائیو سے گزر کر پورچ میں آکر رکی تو وہ بے صبری سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا ان تک پہنچا۔

اندر چل کر بات کرتے ہیں۔میر جعفر نے گاڑی سے اتر کر اس کے شانے پر ہاتھ پھیلایا۔وہ ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنے لگا۔

اب بتائیں ، اس کے ماں باپ سے کیا بات ہوئی ،رشتہ تو طے کر دیا ناں ؟ وہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس نے تم سے شادی کے لئے صاف انکار کر دیا ہے۔۔۔۔کہہ رہی تھی ، خودکشی کرنا منظور ہے مگر تم سے شادی نہیں کرے گی۔میر جعفر نے اپنے لب کھولے ہی تھے کہ فائزہ بیگم بول پڑیں۔

میر نے بے یقینی سے میر جعفر کی طرف دیکھا۔

توبہ ، توبہ۔۔۔۔ایسی بد زبانی۔۔۔۔ایسی بے حیائی تو نہ کبھی دیکھی اور نہ سنی۔

اس لڑکی نے تو میر سائیں کا بھی خیال نہیں کیا۔پٹر پٹر زبان چلا رہی تھی۔فائزہ بیگم کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بولیں۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

میر سائیں ! تم ہی اس کے لئے دیوانے ہوئے جارہے تھے۔۔۔۔اس کو تو تم سے شادی کا کوئی ارمان نہیں ہے۔ورنہ اس طرح منہ کھول کر انکار تھوڑی نا کرتی۔

اسے تو سجدہ شکر بجالانا چاہئے تھے کہ اتنی ذلت اور بدنامی کے باوجود بھی خوش قسمتی اس کے دروازے تک آئی ہے ورنہ ایسی لڑکیوں کو پوچھتا کون ہے۔فائزہ بیگم کی تواتر سے چلتی زبان جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی۔

فائزہ ! بہت ہوگیا ، اب چپ ہو جاؤ۔وہ بچی ہے ، اسے اگر ان سب باتوں کی سمجھ ہوتی تو یہ سب نہیں بولتی مگر تم بچی نہیں ہو جو اتنی ناسمجھ بن رہی ہو۔

وہ جن حالات سے گزری ہے ، اتنا غصہ اور خفگی ظاہر کرنا تو بنتا ہے۔

میر سجاول خاموشی سے مٹھیاں بھینچے فائزہ بیگم کی گوہر افشانی سن رہا تھ۔اس کی آنکھیں سرخ ہوگئیں تھیں۔ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ڈرائینگ روم سے نکل گیا۔

میر جعفر نے ملامتی نظروں سے فائزہ بیگم کو گھورا تھا۔وہ اطمینان سے ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ گئیں۔

“”””””””

میر سجاول بھنا تا ہوا ڈرائینگ روم سے نکلا تھا۔

ساجد ! گاڑی نکالو۔اس نے سلیوز سے کفلنکس نکال کر ملازم کی طرف اچھالے اور سلیوز کو فولڈ کرتے ہوئے کرخت آواز میں حکم صادر کیا۔

وہ گاڑی میں بیٹھتے ہی فل اسپیڈ میں حویلی کا داخلی دروازہ پار کر گیا تھا۔

میر لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر دندناتا ہوا زرتاج کے گھر پہنچا۔اس نے بریک لگائے توٹائرز کے چرچرانے کی آواز دور دور تک سنائی دی تھی۔

میر سجاول بھنا تا ہوا ڈرائینگ روم سے نکلا تھا۔

ساجد ! گاڑی نکالو۔اس نے دالان میں کھڑے ہو کر کرخت آواز میں حکم صادر کیا۔

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی فل اسپیڈ میں حویلی کا داخلی دروازہ پار کیا تھا۔

www.kitabnagri.com

وہ لمحے کی بھی تاخیر کئے بغیر دندناتا ہوا زرتاج کے گھر پہنچا تھا۔اس نے بریک لگائے توٹائرز کے چرچرانے کی آواز دور دور تک سنائی دی۔

میر سجاول نے ہاتھ بڑھا کر دروازے پر دستک دی تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔نظروں کے عین سامنے زرتاج پلنگ پر سر جھکائے بیٹھی تھی جبکہ زرینہ کمرے کے دروازے میں ایستادہ تھی۔

زرتاج پر پہلی نظر پڑتے ہی مشتعل جذبات پر اوس گرنے لگی۔

دین محمد جو زرتاج کے پلنگ کے پاس ہی کھڑا تھا اور زرتاج کا برین واش کر رہا تھا ، کھٹکے کی آواز پر مڑ کر دیکھنے لگا۔

میر سجاول پر نظر پڑی تو دوڑتا ہوا دروازے تک پہنچا۔زرینہ بھی چند قدم آگے آگئی تھی۔

کیا میں اندر آسکتا ہوں ؟اس نے سلام کے بعد گمبھیر آواز میں اجازت طلب کی۔

سائیں ! آپ کا اپنا گھر ہے۔اس نے خوشامدی انداز میں کہتے ہوئے راستہ چھوڑ دیا۔میر سجاول بھاری قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا اور زرتاج کے پلنگ سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔زرتاج اسے دیکھتے ہی خوفزدہ سی ماں کے پیچھے جا کھڑی ہوئی تھی۔

چاچا ! مجھے زرتاج سے اکیلے میں بات کرنی ہے۔"اس بار میر نے اجازت طلب نہیں کی تھی ،دین محمد کو آگاہ کیا تھا اور زرتاج کی طرف قدم بڑھائے۔

جی سائیں ! آپ ہی سمجھائیں ، ہماری تو کسی بات کا اس پر کوئی اثر نہیں ہورہا۔دین محمد نے آہستگی سے جواب دیا کہ اس کے سوا اس کے پاس کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔

میر نے بڑھ کر زرتاج کا ہاتھ پکڑا ،وہ ماں کا پلو ہاتھ میں دبوچے کھڑی تھی۔میر نے اس سے پلو چھڑایا اور کمرے میں لے گیا۔

زرتاج ٹرانس کی کیفیت میں اس کے ساتھ کھنچتی چلی گئی۔اس بے ایمان کو اتنے دنوں بعد روبرو دیکھنے پر سانسیں بھی راستہ بھٹکنے لگیں تھی۔زخم پھر سے ٹیس دینے لگے تھے۔میر سجاول کے کپڑوں سے اٹھتی مسحور کن خوشبو گئے دنوں کی یاد دلا گئی۔آنکھیں یکبارگی آنسوؤں سے لبریز ہو گئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دوہاتھ ماروں گا تو سیدھی ہوجاؤ گی اور دماغ بھی ٹھکانے پر آجائے گا جو ضرورت سے کچھ ذیادہ ہی چل رہا ہے۔

چار دن مجھ سے دور کیا رہی ہو ، زبان کینچی کی طرح چلنے لگ گئی ؟اس زبان کو کھینچ لوں گا ،جس سے تم نے میرے باپ کے سامنے مجھ سے شادی سے انکار کیا ہے۔"میر سجاول نے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس کا منہ دبوچ لیا۔زرتاج نے اس سے نظریں نہیں ملائیں تھیں۔

سر جھکا کر آیا ہوں۔۔۔۔۔معافی مانگ رہا ہوں۔۔۔۔۔اپنی غلطی تسلیم کر لی ہے۔۔۔۔۔اعتراف بھی کر رہا ہوں اور ازالہ بھی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔پوری دنیا کہ سامنے بے عزت کیا ہے تو سب کہ سامنے عزت سے اپنا بھی رہا ہوں۔۔۔۔۔اس لئے رشتہ بھیجا ہے۔۔۔۔۔ایسا عاشق کہیں ملے گا ؟میرے رشتے سے انکار کرنے کی تمھاری ہمت کیسے ہوئی۔میر کی انگلیاں زرتاج کے گالوں میں دھنسی جا رہی تھیں۔

جانتی نہیں ہو کہ تم صرف میر سجاول کی ہو۔۔۔۔۔اگر بھول گئی ہو تو یاد دلا دیتا ہوں۔میر دانت بھینچے غضبناکی سے گویا تھا۔یکدم ہی اس کے چہرے پر جھک گیا۔زرتاج پھڑپھڑانے لگی مگر میر نے پوری قوت سے اسے جکڑ لیا تھا۔

اب شادی تک اپنا منہ بند رکھنا ورنہ شادی کہ بغیر ہی لے جاؤں گا اور زندگی بھر ایسے ہی اپنے ساتھ رکھوں گا پھر کوئی شکوہ زبان پر لائی تو وہ حشر کروں گا زندگی بھر یاد رکھو گی۔میر نے پیچھے ہٹتے ہوئے اسے دھمکایا۔

میں انکار کروں گی۔۔۔۔ایک بار نہیں ہزار بار کروں گی۔آپ کیا سمجھتے ہیں ،اس طرح ڈرا دھمکا کر مجھے راضی کر لیں گے۔۔۔۔میں اب ہر گز بھی آپ کی نام نہاد محبت کے جھانسے میں نہیں آؤں گی۔

زرتاج نے اس کے پیچھے ہٹتے ہی اپنی بے قابو ہوتی سانسوں کے درمیان نفرت سے کہا۔

مجھے آپ سے شدید نفرت ہے۔میرا تماشہ بنانے کے بعد آپ کو میری عزت کا خیال آیا ہے ۔۔۔۔۔۔جب میں آپ کی منتیں کر رہی تھی تب یہ محبت کہاں سوئی ہوئی تھی جو اب یکدم جاگ اٹھی ہے۔

آپ کو اس دن ایک بار بھی اس محبت کا خیال کیوں نہیں آیا تھا ،

میری ذات اتنی ارزاں تھی کہ آپ نے ایک پل میں روند ڈالی۔

اس دن آپ نے میرے جسم کو ہی نہیں میری روح کو بھی زخمی کیا تھا۔میرے مان کو ، میرے بھروسے کو توڑا تھا۔۔۔۔۔میری آنکھوں سے خواب نوچ لئے تھے۔

اس دن جس طرح آپ کا ضمیر مر گیا تھا۔۔۔۔۔اسی طرح اب میرے احساسات بھی مردہ ہو چکے ہیں۔

زرتاج نے سسکیوں کے درمیان اس کا گریبان پکڑ کر پے در پے کئی تھپڑ جڑے پھر وہ رخ موڑ گئی تھی۔میر کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

محبت ہی تو کرتا ہوں تم سے اس لئے اتنی شرافت سے سر جھکا کر اپنی غلطی کا اعتراف کر لیا ۔۔۔۔۔ورنہ میر سجاول اپنے باپ کے سامنے بھی نہیں جھکتا۔تبھی تو اتنی اکڑ دکھا رہی ہو مگر مجھے اکڑ نکالنا بھی آتی ہے۔اس نے زرتاج کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب موڑا اور اس کا گلا پکڑ لیا۔میر نے سختی سے اس کی نازک گردن دبوچ لی۔

زرتاج کی آنکھیں باہر کو ابلنے لگیں۔آنسوؤں کی دھار آنکھوں کے کناروں سے بہہ رہی تھیں۔وہ خود کو چھڑانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔

بولو ، کرنی ہے شادی۔۔۔۔یا نہیں کرنی ؟اس نے جھٹکا دیتے ہوئے سرد لہجے میں پوچھا۔

زرتاج نے شدید گھٹن کے باوجود بھی نفی میں آنکھوں سے اشارہ کیا۔

زری ! اب اگر انکار کیا تو سچ میں تمھیں مار ڈالوں گا ،اس سے زیادہ برداشت نہیں ہے مجھ میں ۔۔۔۔۔۔میرے غصے کو ہوا مت دو۔

بولو ، اب بھی نہیں۔۔۔۔میر نے غراتے ہوئے ہاتھ کا دباؤ مزید بڑھایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج کو لگا اس کا دم نکلنے والا ہے یا پھر اس کا دماغ پھٹ جائے گا یا وہ اگلے پل تک زندہ نہیں رہ پائے گی۔اس نے بے بسی سے اثبات میں سر کو جنبش دی۔میر نے فوراً اس کا گلا چھوڑ دیا۔وہ قہر آلود نظروں سے زرتاج کو گھور رہا تھا۔

زرتاج کھانستے ہوئے اوندھے منہ پلنگ پر گری اور گہرے گہرے سانس لینے لگی ،اس میں کھڑے رہنے کی سکت باقی نہیں رہی تھی۔وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا گلا سہلا رہی تھی۔

دلبر سائیں ! اگر اجازت ہو تو اٹھائیس کی بجائے کل ہی بارات لے کر آجاؤں ؟ وہ زرتاج کے برابر میں بیٹھ گیا اور بھرپور نظروں سے دیکھتے ہوئے معصومیت سے پوچھا۔اس نے زرتاج کے ہاتھ گلے سے ہٹائے اور خود نرمی سے سہلانے لگا۔

اب میرے لئے مزید صبر کرنا نا ممکن ہو گیا ہے۔وجہ سے تو اب تم انجان نہیں رہی ہو۔وہ مسکراہٹ دبائے ڈھٹائی سے گویا تھا پھر جھک کر اس کے گلے پر پڑنے والے اپنے ہاتھوں کے نشانات کا جائزہ لینے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج کی گلابی گردن پر اس کی انگلیوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔میر سجاول نے اس کی گردن میں سر گھسا کر اپنے ہونٹ رکھ دیئے۔

زرتاج نے بدک کر دونوں ہاتھ اس کے سینے پر جما کر دھکا دیا اور پلک جھپکتے میں دور جا کھڑی ہوئی۔میر کا بلند خوبصورت قہقہہ بے ساختہ تھا۔

تمھاری ناراضگی اور نفرت بجا ہے۔۔۔۔۔شادی کے بعد یہ بے رخی۔۔۔۔قطعیت ،ناز نخرے سر آنکھوں پر اٹھاؤں گا۔میں تمھارا گناہ گار ہوں اور میرے نزدیک اس گناہ کا کفارہ ہماری شادی ہے ۔وہ دھیمے قدموں سے زرتاج کے پاس آیا اور سنجیدگی سے کہتے ہوئے دونوں ہاتھوں میں اس کا چہرہ تھام لیا۔

زرتاج نے آہستگی سے اس کے ہاتھ جھٹک دیئے۔اس کی آنکھیں اب بھی جھلملا رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! میری جان ہو ناں۔۔۔۔۔کیا تم ایک بار مجھے معاف نہیں کر سکتیں ؟ میں مرتے دم تک تمھارا غلام بن کر رہوں گا۔وہ ہاتھ جوڑے عاجزی سے مخاطب تھا۔

میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔۔یہ دیکھو ، ہاتھ جوڑ رہا ہوں۔میر نے جڑے ہاتھوں کو ماتھے سے لگایا۔

پلیز دلبر سائیں ! مان جاؤ ، اب غصہ تھوک دو۔زندگی بھر تمھارا ہر حکم مانوں گا۔بس ایک بار معافی دے دو۔وہ ہاتھ جوڑے بولے جا رہا تھا۔

زرتاج نے بھی اس کی ہر معافی کے جواب میں فقط خاموشی کو اس کی سزا مقرر کر دیا تھا۔دل میں اٹھنے والے درد کو دبائے اس نے میر سجاول کے جڑے ہاتھوں پر مکمل بے نیازی ظاہر کی۔

میر چند لمحے آس بھری نظروں سے اسے دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر خاموشی سے اپنے سلکی گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا ہوا پلٹ گیا۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش سوپ کا پیالہ ایک ہاتھ میں تھامے دوسرے ہاتھ سے شاہ کو سوپ پلا رہی تھی۔

عروش!یہ سوپ تم خود بنا کرلائی ہو ؟ شاہ نے زرا مختلف ذائقہ محسوس کیا تو اس کا ہاتھ روک کر استفسار کیا۔

جی۔۔۔۔۔

یار ! گھر میں اتنے نوکر ہیں۔۔۔۔تم کیوں خود کو اتنا تھکاتی ہو۔دن رات میری خدمتوں میں لگی رہتی ہو اور جب تھوڑی سی دیر کے لئے گھر جاتی ہو تب بھی آرام نہیں کرتی۔شاہ قدرے غصے سے بولا۔

اف۔۔۔۔سوپ بنانے میں کیسی تھکن ، جھٹ پٹ بن جاتا ہے۔اس نے چٹکی بجا کر شاہ کو مطمئین کرنا چاہا۔

مگر مجھے تمھارا یہ سب کام کرنا پسند نہیں۔پلیز ! کچھ تو میرے دل کا خیال کرو۔شاہ کا انداز التجائیہ تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا ناں ! اب نہیں کروں گی مگر اب یہ تو ختم کریں۔اس نے پیالے کی طرف اشارہ کرکے شاہ کو ٹالنے کی کوشش کی۔

گھریلو کام کاج سے تمھارے مخملی ہاتھوں پر زرا سی بھی خراش آئی تو مجھ سے برداشت نہیں ہو گا ۔وہ پیالے کو پرے کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔شاہ کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

اچھا بابا ! اب نہیں کروں گی۔۔۔۔۔یہ تو ختم کریں ،پھر گھر جا کر پیکنگ بھی کرنی ہے۔ہو سکتا ہے تھوڑی شاپنگ بھی کرنی پڑ جائے۔

آپ کی یو۔کے کی فلائیٹ میں چند دن تو رہ گئے ہیں ،آپ کو یاد نہیں؟

عروش نے اسپون اس کے منہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

مجھے کہیں نہیں جانا۔۔شاہ نے نروٹھے پن سے جواب دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں نہیں جانا ؟

کیوں کہ مجھے معلوم ہے ، میرا علاج کہیں نہیں ہے۔۔۔۔مجھے ساری زندگی اسی معذوری کے ساتھ گزارنی ہے۔اس نے مایوسی سے کہتے ہوئے چہرہ دوسری طرف موڑ لیا۔

شاہ ! پلیز ! میری طرف دیکھیں۔۔۔۔آپ پر اس قدر مایوسی سوٹ نہیں کررہی۔۔۔۔یہ وہ معظم شاہ تو نہیں جس نے چند گھنٹوں میں مجھے ڈھونڈ لیا تھا اور بے خوف و خطر ایک درندے کے چنگل سے آزاد کروانے پہنچ گیا تھا۔اس نے دونوں ہاتھوں میں شاہ کا چہرہ تھام کر اس کا رخ اپنی جانب کیا۔

مکتوم بھائی نے تمام تر تسلی کر لینے کے بعد ہی ڈاکٹرز سے اپائینمنٹ لی ہے۔آپ کی رپورٹس میں نیگیٹوٹی کے چانسز مائینز ہیں۔مکتوم بھائی خود ڈاکٹر ہیں بغیر تسلی کئے وہ کوئی فیصلہ کبھی نہیں کرتے۔ مجھے مکتوم بھائی پر پورا بھروسا ہے۔

سب سے بڑھ کر مجھے اللہ پاک پر بھروسا ہے۔مجھے پوری امید ہے آپ پھر سے پہلے کی طرح اپنے پیروں پر چلنے لگیں گے۔وہ پر اعتماد لہجے میں بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم ساتھ چل نہیں سکتی ، میں وہاں تمھارے بغیر کیسے رہوں گا۔مجھے تمھاری فکر رہے گی ۔۔۔۔۔تمھیں ایسی حالت میں چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں۔وہ پریشانی سے پیشانی مسلنے لگا۔

میں یہاں اکیلی تو نہیں ہوں ،سب موجود ہیں اور پھر بس کچھ عرصے کی تو بات ہے۔عروش نے یوں ظاہر کیا جیسے کوئی مسئلہ ہی نہیں مگر درحقیقت ڈلیوری کے دوران شاہ کی غیر موجودگی کا احساس اسے چبھ رہا تھا۔

شاہ نے اس کی آنکھوں میں سوچ کی چبھن محسوس کی تو اس کا سر اپنے کاندھے سے لگا لیا۔

یہی وجہ ہے کہ میں ابھی نہیں جانا چاہتا۔۔۔۔میرا ٹریٹمنٹ اتنا ضروری نہیں جتنی تمھارے پاس میری موجودگی ضروری ہے۔وہ عروش کے بالوں میں انگلیاں چلا رہا تھا۔

لیکن میں جلد از جلد آپ کو چلتے ہوئے دیکھنا چاہتی ہوں اس کے لئے آپ کی کچھ دن کی جدائی مجھے منظور ہے اور اب آپ ضد نہیں کریں گے۔۔۔۔خوشی خوشی جائیں گے۔پلیز ! میرے لئے ۔عروش نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بات مکمل کی۔

شاید میں تمھیں چھوڑ کر کبھی نہیں جاتا مگر تمھارا یہ انداز بہت خوبصورت ہے۔شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کا ہاتھ تھام کر انگلی کو لبوں سے لگا لیا۔

“”””””””””””””””””””””””””””””””

میر سبطین نے شیرازی ولا کے سامنے گاڑی روکی تو گارڈ کو حیرت سے غش آنے لگا۔

مکتوم شاہ گھر میں موجود ہیں۔۔۔؟ میر سبطین نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا۔وہ گارڈ کی حیرت پر خاصا محظوظ ہوا تھا۔

جی بلکل موجود ہیں۔گارڈ نے مؤودبانہ کہتے ہوئے دروازہ کھلوایا۔

میر سبطین اندر گاڑی بڑھا لے گیا۔

وہ گاڑی پارک کرنے کے بعد ملازم کی رہنمائی میں وسیع و عریض ڈرائینگ روم تک پہنچا تھا۔

وہ صوفے پر ٹانگ پر چڑھائے بیٹھا ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا ، تبھی مکتوم شاہ نے ڈرائینگ روم میں قدم رکھا۔اسے میر سبطین کو دیکھ کر خوشگوار حیرت ہوئی۔

میر سبطین کی نظر اس پر پڑی تو اپنی جگہ سے اٹھ کر مکتوم شاہ سے بغل گیر ہوا۔

مجھے یقین تھا ، تم مجھے انوائیٹ کرنے ضرور آؤگے مگر شیرازی ولا آؤگے اس بات کا اندازہ نہیں تھا ۔بجرحال تمھیں یہاں دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔مکتوم شاہ گرمجوشی سے ملتے ہوئے بولا۔

تم صحیح کہہ رہے ہو ،اگر صرف تمھیں انوائیٹ کرنا ہوتا تو میں ہاسپٹل ہی جاتا مگر میں پورے شیرازی ولا کو انوائیٹ کرنا چاہتا تھا اس لئے یہاں آیا ہوں۔میر سبطین صوفے پر بیٹھتے ہوئے کارڈ بڑھایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دیٹس گڈ۔۔۔مکتوم شاہ نے کارڈ پر سرسری نظر دوڑائی۔

معظم شاہ کی اب کیسی حالت ہے۔۔۔۔اسے ہوش تو آگیا تھا ناں ؟

ہمم۔۔۔اب وہ بہتر ہیں۔امپروومنٹ تو کوئی نہیں لیکن میں انہیں نارووڈ لندن کے ہاسپٹل میں ٹریٹمنٹ کے لئے لے جارہا ہوں ،انشاءاللہ وہاں ان کا علاج اچھے طریقے سے کیا جائیگا۔وہاں کے اسپیشلسٹ سے میری بات ہو چکی ہے۔مکتوم شاہ نے تفصیلاً جواب دیا۔

اس کا مطلب ہے تم شادی بھی اٹینڈ نہیں کر سکوگے ، کیونکہ شادی کے فنکشنز دو دن بعد اسٹارٹ ہیں۔

مہندی تو اٹینڈ ہو جائیگی۔فلائیٹ میں ابھی ٹائم ہے۔پوری شادی تو اٹینڈ نہیں کر سکوں گا۔جس کا مجھے بے حد افسوس رہے گا۔آخری جملہ اس نے دل میں کہا تھا۔وہ تصور کی آنکھ سے رانیہ کو سجا سنورا دیکھ رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے بہت عقلمندانہ فیصلہ کیا ہے۔اس کے فیصلے پر مجھے دل سے خوشی ہوئی ہے۔اس فیصلے سے زرتاج کی کھوئی ہوئی معصومیت تو واپس نہیں لوٹے گی مگر معاشرے میں اسے عزت اور مقام ضرور مل جائیگا۔میر سجاول کا نام اس کے نام سے جڑ جائیگا تو لوگوں کے منہ خود بخود بند ہو جائیں گے۔مکتوم شاہ نے میر سجاول کے فیصلے کو دل سے سراہا۔

میر سجاول کا فیصلہ حقیقتاً بہترین ہے۔اس نے اعتراف کر کے ہم سب کو ہی حیران کر دیا ہے۔

مجھے تو اس سے اتنی جذباتیت کی بھی امید نہیں تھی کہ وہ یہ سب کر گزرے گا کیونکہ وہ ہمیشہ سے کریکٹر وائز نیٹ اینڈ کلین ہی رہا ہے پھر نجانے کیوں اس پر یہ شیطانیت سوار ہوئی بحرحال وقت رہتے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا یہی بہت ہے۔میر سبطین بھی اس کا ہم خیال تھا۔

یار ! اب اجازت دو۔۔۔بہت کام پڑے ہیں۔شادی میر صاحب کے شایانِ شان ہونی ہے اور وقت ان کی خواہش کے مطابق بے حد کم ہے۔میر سبطین نے چائے ختم کی اور جانے کی اجازت لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں سے تمھیں ضرور ملواتا وہ تم سے مل کر بہت خوش ہوتیں مگر انہیں حویلی کے اس حصے میں آنے کی پرمیشن نہیں ہے۔

وہ اکثر پرانی باتوں کا ذکر کرتے ہوئے تمھیں یاد کرتی ہیں۔تم انہیں بہت اچھی طرح یاد ہو اور تمھاری شرارتیں بھی۔مکتوم شاہ اس کے ساتھ ہی ڈرائینگ روم سے باہر نکل آیا۔میر سبطین کھل کر مسکرایا۔

اماں کو شادی میں ضرور لے کر آنا۔میں وہاں ان سے ملاقات کر لوں گا۔مجھے بھی وہ یاد ہیں۔

میر سبطین بولتے بولتے خاموش ہوگیا۔دونوں کی نظر ایک ساتھ صفدر شاہ پر پڑی تھی۔

صفدر شاہ پشت پر ہاتھ باندھے انہیں ہی گھور رہے تھے۔

اسلام و علیکم ! میر سبطین نے صفدر شاہ کے نذدیک پہنچ کر بلا جھجک مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔صفدر شاہ نے ہنکارے کی صورت سلام کا جواب دیا۔

مکتوم شاہ ان کے سرد مہر انداز پر جزبز ہو گیا مگر میر سبطین کے اعتماد میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی

۔

کیا میں جان سکتا ہوں کس سلسلے میں آمد ہوئی ہے۔۔۔۔؟ صفدر شاہ نے اسی سرد مہر انداز میں سوال کیا۔

میں اپنے بھائی کی شادی کا انویٹیشن دینے کے لئے آیا ہوں۔

میں چاہتا ہوں آپ لوگ اس شادی میں ضرور شرکت کریں اور اس نام نہاد دشمنی کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں تاکہ اس گاؤں کی آنے والی نئ نسلیں گاؤں کی آزاد فضا میں سانس لے سکیں نا کہ اس دشمنی کہ گھٹن ذدہ ماحول میں پروان چڑھیں۔

نہ کسی معصوم زرتاج کی عزت داغ دار ہو اور نہ کسی رانیہ کو بے قصور ہوتے ہوئے بھی سزا ملے گی۔میر سبطین اپنے ازلی پراعتماد لہجے میں صفدر شاہ کے دماغ میں لگی گرہیں کھولنے کی کوشش کر رہا تھا۔جبکہ مکتوم شاہ خاموشی سے صفدر شاہ کے چہرے پر اترتے چڑھتے تاثرات نوٹ کر رہا تھا۔

تمھاری یہ بے سروپا باتیں میرے نزدیک کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔دشمنیاں نبھانے میں بچوں کا کردار اہم ہوتا ہے مگر دشمنیاں ختم کرنے کے لئے بڑوں کو آگے بڑھنا ہوتا ہے۔

اگر دشمنی ختم کرنے کا عزم لے کر آئے تھے تو تنہا ہی چلے آئے ؟جو

تقریر میرے سامنے کر رہے ہو۔۔۔۔۔اس کا تھوڑا سا بھی حصہ اپنے خاندان کے افراد کو بھی سنایا ہے یا صرف ہمیں ہی مرعوب کرنا چاہتے ہو۔

اس کارِ خیر کی شروعات اپنے گھر سے شروع کروگے تو یہ زیادہ بہتر رہے گا۔

صفدر شاہ نے اس کی نیک نیتی کو چٹکیوں میں اڑا دیا اور تنہا چلے آنے پر زبردست چوٹ کی۔

وہ ناگواری اسے مشوروں سے نواز کر وہاں رکے نہیں ، لمبے لمبے قدم اٹھاتے حویلی کے اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئے۔

میر سبطین کے چہرے پر سایہ سا لہرایا مگر جلد ہی اس نے اپنے چہرے پر پراعتماد مسکراہٹ سجالی۔

ڈونٹ وری یار ! میں انہیں منا لوں گا اور وہ ضرور اس خوشی موقع پر ہمارے ساتھ شامل ہونگے ۔مکتوم شاہ نے اس کے کاندھے کو تھپکا۔

میر سبطین کے چہرے پر سایہ سا لہرایا مگر جلد ہی اس نے اپنے چہرے پر پراعتماد مسکراہٹ سجالی۔

اس کے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر مکتوم شاہ کے ہونٹوں پر بھی آسودہ مسکراہٹ نے احاطہ کیا۔

,,,,,,,,,,,,,,,,,,※,,,,,,,,,,,,,,,,,,

بڑی حویلی کے درو دیوار ، سبزہ زاروں کا ایک ایک درخت پیڑ پودہ بھی فینسی لائیٹس سے جگمگا رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

مہندی کے مشترکہ فنکشن کے لئے حویلی کے پچھلے حصے کو بڑی نفاست اور شاندار طریقے سے سجایا گیا تھا۔لیڈیز اور جینٹس کے درمیان پارٹیشن تھا۔زرتاج کو اسی مختص کئے گئے حصے میں مہندی کی رسم کے لئے لایا گیا تھا۔

میر سجاول نے شہر کے نمبر ون ایونٹ پلینر کو ڈیکوریٹنگ کا زمہ سونپا تھا۔

ہر چیز سے میر سجاول کی زرتاج کے لئے والہانہ محبت اور دیوانگی چھلک رہی تھی۔

حویلی والے تو حیران تھے ہی ، گاؤں والے بھی زرتاج کی قسمت پر رشک کر رہے تھے کہ میر سجاول کے صبیح چہرے پر رکساں بے پایاں خوشی اورشادی کی تقریبات کو اتنے منفرد انداز سے منعقدکرنے پر سب کو حیرت میں مبتلا ہونے پر مجبور کر دیا تھا۔

جنہوں نے زرتاج کے ساتھ ہونے والے سانحے پر اس کے گھرانے سے منہ موڑ لیا تھا۔فائزہ بیگم کی زہر افشانی حویلی کے خاص ملازموں کی زبانی گاؤں کے ہر فرد کے کانوں تک پہنچ چکی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اکثریت نے فائزہ کے جھوٹ اور من گھڑت کہانیوں کو سچ مان کر زرتاج کو ہی قصور وار ٹھہرایا تھا مگر اب شادی پر خرچ ہونے والی بے دریغ دولت اور دھوم دھام دیکھ کر سبھی کو زرتاج کے گھرانے سے ہمدردی محسوس ہو رہی تھی۔

پاس پڑوس والوں نے ان کے گھر کی چوکھٹ ہی پکڑ لی تھی۔زرتاج کا رشتہ بڑی حویلی سے جڑنے پر سارے گاؤں نے ہی ان لوگوں کو سر پر بٹھا لیا تھا۔

پڑوس کی عورتیں صبح کو جو ان کے گھر میں ڈیرہ ڈالتیں تو رات ہوجاتی،

وہ زرینہ اور زرتاج کو گھر کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگانے دیتی تھیں۔

زرینہ منع کرتی رہ جاتی مگر کوئی اس کی ایک بھی نہیں سنتی۔

زرتاج لوگوں کے پل پل بدلتے رویوں کو دیکھ کر پہروں سوچتی رہتی۔

اسے یقین ہوگیا تھا کہ اس دنیا میں صرف پیسے اور رتبے کا ہی بول بالا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جس کی سنہری چمک دمک کے سامنے دنیا والے اچھوت کو بھی معتبر بنا دیتے ہیں۔یہ دونوں چیزیں انسان کے پاس نا ہوں تو دنیا حقارت کی نظروں سے دیکھتی ہے۔

لڑکیاں جب اسے میر سجاول کے نام پر چھیڑ رہی تھیں تو اس کے دل سے ہوک اٹھ رہی تھی۔

وہ دکھ سے سوچ رہی تھی کہ یہی سب کچھ اگر اس کی پامالی سے پہلے طے پاتا تو یقیناً یہ اس کی زندگی کے حسین ترین لمحات ہوتے مگر اب یہی سب کچھ اسے تکلیف دے رہا تھا۔

میر سجاول کا نام اس کے من میں گلاب کھلانے کی بجائے تہمت لگ رہا تھا۔

اس کے دل نے ان خوبصورت دنوں کی خواہش تو بڑی شدت سے کی تھی مگر جس طرح یہ خواہش پوری ہونے جارہی تھی ، یہ وقت اور لمحات،روشنیاں ، گہما گہمی اس کے لئے جان لیواثابت ہورہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

حاضرین کی خود پر اٹھنے والی ستائشی نظریں بھی اسے تمسخراڑاتی لگ رہی تھیں۔اس پر فائزہ بیگم کی نظروں سے چھلکتی نفرت اور بیزاری

نے اسے خوف میں مبتلا کیا ہوا تھا۔

اس کے چہرے پر اترتی اداسی کو رانیہ نے دور سے محسوس کیا وہ تیز قدموں سے اسٹیج تک پہنچی اور زرتاج کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کی پیشانی پر جھولتی بندیا کو درست کیا۔

زری بھابھی ! اتنی اداس کیوں ہیں ، اس وقت آپ کے چہرے پر یہ اداسی بلکل نہیں جچ رہی۔

آپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہیں۔۔۔۔۔سجاول بھائی آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔اس تقریب کے ارینجمنٹ سے لے کر آپ کے بیڈروم کی سجاوٹ تک ہر چیز ان کی دلی خوشی اور محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپ پریشان مت ہوں ، اب آپ کی زندگی میں سب کچھ اچھا ہونے والا ہے۔سجاول بھائی آپ کو بہت خوش رکھیں گے۔رانیہ نے محبت سے کہتے ہوئے دھیرے سے اس کا ہاتھ دبایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اب وہ رانیہ کو کیا بتاتی کہ میر سجاول ہی تو اس کی اداسی کا سبب تھا،اس کے نام کے ساتھ اپنے نام کا جڑنا اس کے لئے باعث مسرت نہیں بلکہ احساسِ ذلت میں مبتلا کر رہا تھا۔وہ بس دھیمے سے مسکرا کر رہ گئی۔

زرد جوڑے میں زرتاج کا دلکش سراپا جگمگا رہا تھا۔بیوٹیشن کی مہارت نے اس کے حسن میں چار چاند لگا دیئے تھے۔

میر سجاول نے شام میں ہی رانیہ کو بھیج کر زرتاج اور زرینہ کو حویلی بلوالیا تھا۔حویلی میں ہی اس کو تیار کروایا گیا تھا۔

میر سجاول نے دل کے بارہا شور مچانے پر بھی اسکا سامنا کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

وہ بمشکل ہی سہی خود کو سنبھالے ہوئے تھا مگر جب زرتاج تیار ہونے کے بعد رانیہ اور دیگر خواتین کی مدعیت میں اسٹیج تک لائی گئی تو حویلی کے دالان سے گزرتے ہوئے میر سجاول کی نظر اس پر پڑی تھی اور پھر پلٹنا بھول گئی۔

www.kitabnagri.com

زرتاج کا روپ اپسراؤں کو بھی مات دے رہا تھا۔میر سجاول کا دل اس کو ایک پل قریب سے دیکھنے کے لئے بے قابو ہو گیا تھا مگر خواتین میں اس کی انٹری کا کوئی سین نہیں تھا،وہ دل مسوس کر رہ گیا۔

****

جینٹس سائیڈ پر مہندی کی رسم زور و شور سے جاری تھی۔میر سجاول کے تقریباً سبھی دوستوں نے بھر پور طریقے سے شرکت کی تھی اور ہلا گلا کرنے میں مصروف تھے۔جو کسی کام کے سلسلے میں ملک سے باہر تھے وہ بھی شورٹ نوٹس پر شادی اٹینڈ کے لئے پہنچ چکے تھے۔

میر سبطین بھی سگے بھائیوں سے بڑھ کر فرائض انجام دے رہا تھا۔اس نے ہر کام اپنی نگرانی میں کروایا تھا۔اس کی وجہ سے میر سجاول بھی خود کو ریلیکس محسوس کر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے اپنے کسی دوست کی بات پر قہقہہ لگایا تبھی اس کی نظر صفدر شاہ اوراس کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے مکتوم شاہ پر پڑی۔

اس نے پاس کھڑے سبطین کو زبردست گھوری لگائی مگر میر سبطین نے اسے نظروں ہی نظروں میں خاموش رہنے کی التجا کی اور جلدی سے اسٹیج سے اتر گیا۔

آپ کو یہاں دیکھ کر مجھے اتنی خوشی ہورہی ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔آپ نے یہاں پہنچ کر میرا مان رکھ لیا۔میر سبطین بے تکلفی سے صفدر شاہ کے گلے ملتے ہوئے بولا۔

تم کیا سمجھتے ہو۔۔۔۔فاصلے مٹانے کا سارا کریڈٹ تم اکیلے لے جاؤگے۔۔۔۔۔یار ! تھوڑا حق تو ہمارا بھی بنتا ہے۔صفدر شاہ مصنوعی خفگی سے بولے۔میر سبطین کا قہقہہ برجستہ تھا۔

اس نے کھلتی مسکراہٹ کے ساتھ مکتوم شاہ کو ویلکم کیا۔میر غضنفر بھی ان تک پہنچ چکے تھے اور ان کے پیچھے میر جعفر بھی سست قدموں سے آکھڑے ہوئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم کچھ بھی کہہ لو صفدر ! پورا کریڈٹ میرے بیٹے کو ہی جاتا ہے ،اس نے ہی انا کو پس پشت ڈال کر فاصلے سمیٹے ہیں ورنہ یہ گرد اتنی جلدی مٹنے والی نہیں تھی۔

میر غضنفر بھی صاف گوئی سے کہتے ہوئے صفدر شاہ سے بغل گیر ہوگئے آخر کو وہ سب بچپن کے دوست تھے اور دلوں کے رشتے خون کے رشتوں جتنے ہی مضبوط ہوتے ہیں۔وقتی طور پر گرد چھا بھی جائے تو وہ زرا سی پیش قدمی سے صاف بھی ہوجاتی ہے۔

بیس سال کا طویل عرصے گزر جانے کے بعد ہی سہی وہ سب دلوں کے بندھن میں ایک بار پھر بندھنے جارہے تھے۔

میر جعفر نے بھی بنا کسی پس و پیش کے خوش دلی سے انہیں ویلکم کیا۔

میر سجاول کے دوستوں نے باقاعدہ ڈانس اسٹارٹ کر دیا تھا۔میر سبطین بھی اپنے ڈیسینٹ اسٹائل سے نکل کر دل کھول کر انجوائے کر تھا اور مکتوم شاہ ، میر حنین نے بھی اس کا بھر پور ساتھ دیا تھا ۔

بس ایک میر سجاول ہی تھا جو سب کے بھرپور اسرار اور بے انتہا خوشی کے باوجود بھی خود کو ڈانس کے لئے آمادہ نہیں کر سکا تھا۔

وہ صوفے پر بیٹھا ہوا یہ سب بہت بھر پور طریقے سے انجوائے کر رہا تھا۔

وائیٹ شلوار سوٹ پر ویسٹ کوٹ میں ملبوس وہ ہمیشہ سے بڑھ کر چارمنگ لگ رہا تھا۔چہرے پر بکھری دلی خوشی سے بھر پور مسکراہٹ نے اسے مزید دلکش بنا دیا تھا۔

"""

رانیہ ! جلدی سے پول سائیڈ پر پہنچو ،مجھ تم سے کچھ ضروری کام ہے۔

میر سجاول نے عجلت میں کہہ کر کال کاٹ دی اور وہیں ٹہلتے ہوئے سگریٹ سلگا کر رانیہ کا انتظار کرنے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ دیر بعد رانیہ اپنا لہنگا سنبھالتی ہوئی گھبرائی ہوئی سی دور سے آتی ہوئی نظر آئی۔

جی سجاول بھائی ! اتنی ایمر جنسی کیوں بلایا۔۔۔۔۔۔آپ کو ایسی کیا ضروری بات کرنی تھی ؟

بہت ہی ضروری کام تھا ،جو صرف تم کر سکتی ہو اور کوئی بھی نہیں۔

میر سجاول بے تابی سے گویا ہوا۔

جی بولیں۔۔۔۔رانیہ کو تجسس ہوا۔

رانیہ تم کسی بھی طرح بس تھوڑی سی دیر کے لئے زرتاج کو اندر والے روم میں لے آؤ۔۔۔۔۔ مجھے بس دو منٹ اس سے بات کرنی ہے۔میر سجاول نے منت کی۔رانیہ پہلے تو اس کے منت بھرے انداز پر مسکرائی جو اس نے پہلی بار دیکھا تھا پھر قدرے پریشانی سے بولی۔

مگر میں انہیں سب کے درمیان سے کیسے لے کر آ سکتی ہوں ؟آپ جانتے بھی ہیں وہاں کتنا رش لگا ہوا ہے۔سب پوچھیں گے نا کہ میں دلہن کو کہاں لے جارہی ہوں۔رانیہ نے الجھتے ہوئے کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم کوئی بھی بہانہ کر دینا۔بلکہ میں تمھیں بتاتا ہوں کیا کہنا ہے۔وہ رانیہ کے شولڈر پر ہاتھ رکھے ٹہلتے ہوئے اسے ترکیب سمجھانے لگا۔

پلیز ! اب جلدی سے جاؤ اور اسے لے کر آؤ۔میری پیاری سی بہن ہو ناں۔۔۔۔میں تمھیں ڈھیر ساری چاکلیٹس لا کر دوں گا۔وہ دلکشی سے مسکراتے ہوئے شرارت سے بولا۔

اف۔۔۔۔سجاول بھائی آپ بھی ناں۔۔۔۔۔میں کوئی چھوٹی سی بچی ہوں جو آپ مجھے چاکلیٹس کا لالچ دے رہے ہیں۔اس نے منہ پھلایا۔

اچھا تم جو بولو گی وہ لا دوں گا۔۔۔۔۔ابھی میرا کام کر دو، زندگی بھر تمھاری فرمائیشیں پوری کروں گا۔میر نے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔۔اپنا وعدہ یاد رکھئے گا۔وہ پلٹتے ہوئے انگلی اٹھا کر بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں وعدہ کر کے بھولنے والوں میں سے نہیں ہوں۔اب جلدی جاؤ اور اسے ساتھ لے کر ہی آنا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔

رانیہ مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلاتی ہوئی چلی گئی۔

میر سجاول سگریٹ کے کش بھرتے ہوئے بے صبری سے رانیہ کے واپس لوٹنے کا انتظار کر رہا تھا۔

زری بھابھی ! اف۔۔۔۔آپ کی اسکن تو آئیلی ہورہی ہے۔میک اوور خراب ہوجائے گا۔عجیب سا لگ رہا ہے ، آپ اندر چلئے میں ری ٹچ کر وادیتی ہوں۔رانیہ نے مصنوعی پریشانی سے زرتاج کے چہرے کو چھوا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

مگر میری اسکن تو نارمل ہے ، ایئر کنڈیشن بھی چل رہے ہیں پھر آئیلی کیسے ہورہی ہے ؟ زرتاج کو اچھنبا ہوا۔

مجھے تو بلکل ٹھیک لگ رہا ہے۔آخر شہر سے اتنی مہنگی بیوٹیشن کو بلوایا ہے وہ کوئی چالو کام تھوڑی نا کریگی۔نزدیک بیٹھی فائزہ بیگم جھٹ سے بولیں۔

چاچی ! آپ کی نظر کمزور ہوگئی ہے۔آپ ٹھیک سے نہیں دیکھ پارہیں۔

فنکشن پوری رات چلے گا۔۔۔۔۔میک اپ زیادہ خراب ہوگیا تو برا لگے گا۔فوٹوز بھی اچھی نہیں آئیں گی۔اس نے بات بنائی۔

ٹھیک ہے تم اسے اندر لے جا کر صحیح کروادو۔انہوں نے بادلِ ناخواستہ اجازت دی۔

رانیہ نے زرتاج کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔زرتاج جو خاموش تماشائی بنی بیٹھی تھی ، روبوٹ کی طرح کھڑی ہوگئی۔

نازک اندام زرتاج سے انتہائی بھاری کامدار لہنگے کا بوجھ سنبھالے نہیں سنبھل رہا تھا۔وہ اٹھتے ہوئی لڑکھڑا گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

رانیہ باجی ! میں بھی آپ لوگوں کے ساتھ چلتی ہوں۔نگین اس کی مدد کے لئے آگے بڑھی اور ایک طرف سے زرتاج کا لہنگا تھام لیا۔

ارے نہیں ،تم رہنے دو۔میں لے جاؤنگی۔تم مہمانوں کا خیال رکھو۔رانیہ نے گھبرا کر منع کرنا چاہا۔

لے جاؤ ناں ، اسے بھی اپنے ساتھ۔۔۔کچھ کام آجائیگی ویسے تو ملکہ بنی پھرتی رہتی ہے۔فائزہ نے نخوت سے ناک چڑھائی۔

رانیہ نے ایک ناگوار نظر ان پر ڈالی اور نگین سمیت زرتاج کو لے کر اسٹیج سے اتر گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””

رانیہ اور نگین دائیں بائیں سے زرتاج کو تھامے لاؤنج میں داخل ہوئیں۔

لاؤنج تقریباً خالی تھا کیونکہ سبھی مہمان حویلی کے پچھلے حصے میں ڈنر میں مصروف تھے۔

وہ دھیرے دھیرے زرتاج کو لئے ایک کمرے کی جانب بڑھ رہی تھیں۔

میر سجاول لاؤنج میں کھلنے والے پول سائیڈ کے دروازے سے اندر آیا اور دبے قدموں ان کے پیچھے چلنے لگا۔

زرتاج سے اس کی مخصوص خوشبو کا جھونکا ٹکرایا تو اس کے دل میں دھڑکنوں نے شور برپا کر دیا۔ میر سجاول نے دو قدم آگے بڑھ کر اس کی پشت پر جھولتے دوپٹے کو مٹھی میں بھرا اور اس کی مہک کو سانس کے ذریعے کھینچ کر اپنے اندر اتارا۔زرتاج کو اپنے پیچھے اس کی موجودگی کا یقین ہو گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ تینوں کمرے کے دروازے پر پہنچی تو میر سجاول دھیمے سے کھنکارہ۔

نگین اوررانیہ نے فوراً پلٹ کر دیکھا جبکہ زرتاج اپنی جگہ جمی کھڑی رہی۔

البتہ اس کی ٹانگیں لرزنے لگی تھیں۔

توبہ۔۔۔۔آپ نے تو ڈرا ہی دیا۔مجھے لگا پیچھے فائزہ چاچی آگئیں ہیں۔رانیہ نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

میں نے آپ کا کام کردیا۔۔۔۔اب وقت آنے پر آپ کو بھی اپنا وعدہ پورا کرنا ہوگا۔اس نے شرارت سے کہا۔

اوہ۔۔۔۔۔تو یہ ان کی پلاننگ تھی۔زرتاج کے کان کھڑے ہوگئے۔

بہانے بازی میں تو ان کا کوئی جواب نہیں۔اس نے دل میں سوچا۔

حاضر ! میر سجاول نے سینے پر ہاتھ رکھ کر سر کو خم دیا۔

اب کچھ دیر کے لئے جان چھوڑو۔اس نے بھی مصنوعی سنجیدگی سے شرارتاً کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ کتنے برے ہیں ، میں نے آپ کا اتنا ضروری کام کیا اور آپ نے کام نکلتے ہی آنکھیں پھیر لیں ۔آئیندہ کبھی فیور نہیں دوں گی۔وہ برا مان گئی۔

مت دینا ، آئیندہ مجھے ضرورت پڑے گی بھی نہیں۔کل ان کے تمام جملہ حقوق میرے نام لکھ دیئے جائیں گے پھر مجھے ان سے ملاقات کے لئے آپ لوگوں جیسے چھوٹے موٹے کارندوں کا سہارا نہیں لینا پڑے گا۔میر سجاول نے شرارت سے ناک چڑھائی۔

اللہ ! آپ تو کتنے مطلبی نکلے۔احسان ماننے کی بجائے الٹا باتیں سنا رہے ہیں۔۔۔۔۔۔نیکی کا تو زمانہ ہی نہیں ہے رانیہ نے تاسف سے گال پیٹے۔

اب تنگ مت کرو۔چلو بھاگو دونوں ، تھوڑی دیر بعد آجانا۔میر نے نے چٹکی بجا کر حکمیہ کہا۔نگین اور رانیہ دونوں کھکھلا کر ہنس پڑیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یاد رہے ، آپ نے بس دو منٹ کہا تھا۔وہ شرارت سے کہتی ہوئی نگین کا ہاتھ پکڑے سیڑھیاں چڑھ گئی۔

زرتاج اب تک رخ موڑے کھڑی تھی۔میر سجاول نے اس کا ہاتھ پکڑا اور لاک گھما کر اسے لئے اندر داخل ہو گیا۔

اس نے زرتاج کو بازوؤں سے تھامے دروازے سے لگادیا۔وہ گہری ہوتی مسکراہٹ کے ساتھ بھرپور نظروں سے زرتاج کو بغیر پلکیں جھپکے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔زرتاج کی پلکیں جھکی ہوئی تھیں۔

سرکار ! پلکوں کی چلمن اٹھائیں۔۔۔۔میں آپ کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھنا چاہتا ہوں۔وہ دلفریب لہجے میں بولا۔

زرتاج نے دھیرے سے پلکیں اٹھائیں مگر اس سے نظریں نہیں ملائیں تھیں۔

میر سجاول اس کی کاجل سے سجی آنکھیں دیکھ کر مبہوت رہ گیا۔

اس نے لپ اسٹک سے رنگے زرتاج کے ہونٹوں کو اپنی انگشتِ شہادت سے چھوا اور پھر مسرور سا ہو کر اپنی انگلی کو دیکھ کر بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تمھاری لپ اسٹک کا شیڈ ہے تو بہت پیارا مگراس کے بنا بھی اٹریکٹ کرتی ہو۔اس نے جھک کر زرتاج کی آنکھوں میں جھانک کر کہا۔

جتنا بھی اپنی قسمت پر رشک کروں ،کم ہو گا کیونکہ میں بہت لکی ہوں ، اس بات کا اندازہ تو مجھے بچپن سے ہے مگر قدرت نے تمھیں میرے لئے چن کر اس یقین کو مزید پختہ کر دیا ہے۔وہ تفاخر سے بولا۔

میری تباہی کے تمام ہتھیاروں سے لیس ہو۔۔۔۔۔میں کیسے نا بہک جاؤں۔۔۔۔۔۔۔؟؟میر اس کے کانوں میں جھولتے تازہ پھولوں کے آویزوں کو چھیڑتے ہوئے مخمور لہجے میں بولا۔

خدا گواہ ہے آج کی رات قیامت سے کچھ کم نہیں ہو گی۔۔۔۔۔۔کہ تمھارے دیدار کے بعد صبر ناممکن ہو گیا ہے۔اس نے بے خودی کے علام میں زرتاج کی پھولوں والی بندیا کو لبوں سے چھوا۔

آپ کو ایک رات کے انتظار کی بھی زحمت سے گزرنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔۔۔۔آپ تو میر سجاول ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔جو اپنی من مرضی کے لئے اپنی محبت کو بھی روند ڈالتا ہے۔

فاصلے سمیٹیے اور اپنی ہوس پوری کر لیجئے۔۔۔۔۔۔آپ کو تو کسی کی کوئی پرواہ بھی نہیں ہو تی ۔زرتاج زہر خند لہجے میں طنزیہ بولی۔میر سجاول کرنٹ کھا کر دو قدم پیچھے ہٹا تھا۔

شرمایئے مت، آپ ایسا پہلی بار تو نہیں کریں گے۔زرتاج وار پر وار کر رہی تھی۔

بکواس بند کرو۔میری محبت کو ہوس کا نام دیتے ہوئے تمھیں شرم نہیں آرہی۔میر نے مشتعل ہو کر ہاتھ اٹھایا مگر ضبط کرتے ہوئے فضا میں ہی مٹھی سختی سے بند کر کے روک لیا۔

حالات سے واقف ہوتے ہوئے بھی پتھر دل کیوں بن رہی ہو۔

بولو۔اس منحوس دن سے پہلے بارہا تم مجھ سے تنہائی میں ملی ہو۔۔۔۔۔ناجانے کتنی بار ہم نزدیک ہوئے۔۔۔۔۔کتنی بار میں نے اپنی ہوس مٹائی ہے۔۔۔۔۔۔؟بولو۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم مکمل میری دسترس میں ہوتی تھیں ،میں نے تب بھی حدود پار کرنے کی کوشش نہیں کی۔

جس قدر تم میرے نزدیک رہی ہو ،ہوس ہوتی تو بہت پہلے مٹاچکا ہوتا لیکن میں نے سچے دل سے تمھیں پوری عزت کے ساتھ اپنی زندگی میں شامل کرنے کی خواہش کی تھی۔تمھیں اپنی دعاؤں میں مانگا ہے۔

مانتا ہوں ، مجھ سے غلطی نہیں گناہ ہوا ہے مگر اس میں میرے نفس کا کوئی عمل دخل نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔وہ انتقام کی آگ تھی ،جس میں اندھا ہوگیا تھا مگر اس کے باوجود بھی میں تمھیں اپنی محبت پر الزام لگانے کی اجازت ہر گز نہیں دوں گا۔میر سجاول درشتی سے بولا۔

زرتاج اس کے اٹھتے ہوئے ہاتھ پر سن کھڑی رہ گئی تھی۔

اب بولتی کیوں نہیں ، جواب دو۔وہ دہاڑا۔زرتاج سر جھکائے کھڑی رہی۔

میر سجاول سلگتی نظروں سے اسے گھورتا رہا پھر لب بھینچے تاسف سے سر ہلاتا واپس چلا گیا۔

زرتاج نے ٹشو سے ماتھے پر آئے پسینے کو صاف کیا۔اس کا بدن ہولے ہولے لرز رہا تھا۔وہ خود بھی حیران تھی کیسے میر سائیں کے سامنے زبان کھول گئی، تبھی رانیہ اور نگین کمرے میں داخل ہوئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بھابھی ! واٹ ہیپنڈ ؟ ہوگئی ملاقات ؟سجاول بھائی اتنے غصے میں کیوں لگ رہے تھے۔۔۔۔۔۔؟ رانیہ نے اس کی بدلتی رنگت اور پسینے کی ننھے قطرے اس کے چہرے پر دیکھے تو پریشانی سے استفسار کیا۔

میں ٹھیک ہوں ، آپ پریشان مت ہوں۔۔۔۔۔چلیں ،واپس چلتے ہیں۔بڑی بی بی خفا ہوجائیں گی۔وہ اپنا لہنگا سنبھالتی ہوئی آگے بڑھی۔

رانیہ زرا زرا معاملے کی نوعیت سمجھ چکی تھی ،اس لئے کریدنامناسب نہیں سمجھا، وہ سر ہلا کر زرتاج کو تھامے باہر نکل آئی۔

”””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””

عروش ! سنا ہے آج میر سجاول کی مہندی ہے ، بابا سائیں اور مکتوم شاہ بھی شرکت کر رہے ہیں۔شاہ نے تصدیق کرنا چاہی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جی ، آپ نے صحیح سنا ہے ،آج میر سجاول اور زرتاج کی مہندی ہے۔

اور شاہ آپ کو پتہ ہے ،میں بہت خوش ہوں زرتاج کے لئے ، میر نے اس کی زندگی تباہ کردی تھی۔۔۔۔۔جب میں نے یہ خبر سنی تھی مجھے بہت دکھ ہوا تھا مگراب وہی اس کو پھر سے آباد کرنے جارہا ہے۔

زرتاج کی شادی اگر کسی اور سے ہو بھی جاتی تو یہ معاشرہ اور سسرال والے اس کا جینا حرام کردیتے۔اب کم از کم وہ سکون سے تو جی سکے گی۔عروش کے چہرے پر خوشی رکساں تھی۔

تمھاری بات درست ہے ، مگر جہاں تک مجھے علم ہے میر سجاول اس لڑکی سے محبت کا دعوے دار تھا اور میں بندوں کو پہچاننے میں غلطی کبھی نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔پھر میر سجاول نے اسے داغدار کیوں کیا یہ بات پلے نہیں پڑ رہی۔میر سجاول نے انتقام کے لئے اسی لڑکی کو نشانہ کیوں بنایا۔وہ پرسوچ لہجے میں گویا تھا۔

(جو بھی ہوا سو ہوا۔اللہ پاک ہر لڑکی کی عزت محفوظ رکھیں۔(آمین

زرتاج کے ساتھ برا ہوا تو اب اچھا بھی ہونے جارہا ہے۔عروش ماتھے پر آئی ریشمی لٹ کان کے پیچھے اڑستے ہوئے بولی۔

تم میری وجہ سے شادی میں نہیں گئی۔۔۔۔؟ شاہ نے دوبارہ اس کی لٹ باہر کھینچی۔

نہیں ، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔خالہ جان اور گھر کی کوئی بھی لیڈیز نہیں گئیں ہیں تو میں کیسے جاتی۔عروش نے کندھے اچکائے۔

بابا سائیں نے وہاں جانے سے پہلے مجھے آگاہ کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا۔وہ مجھ سے صلاح تو کر سکتے تھے۔شاہ بہت دیر سے دل میں اٹھنے والے شکوے کو زبان پر لے آیا۔

انہوں نے اس لئے ایسا کیا ہے کہ وہ اب مزید اس دشمنی کو پالنا نہیں چاہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔بڑی حویلی سے باقاعدہ دعوت آئی تھی۔خالوجان اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔۔وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں ،آپ کو کسی صورت کھونا نہیں چاہتے اگر آپ سے صلاح کرتے تو آپ یقیناً انہیں روکتے اور وہ رکنا نہیں چاہتے تھے۔عروش اسے سمجھا رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

انہیں ایک بار مجھے ضرور بتانا چاہئے تھا مگر شاید اب میں معذور ہوگیا ہوں اس لئے انہیں میری ضرورت نہیں رہی۔شاہ بدگمان ہو رہا تھا۔

شاہ ! پلیز ! اب آپ دوبارہ کبھی ایسی بات زبان پر نہیں لائیں گے۔وہ یہ سب کچھ صرف آپ کے لئے ہی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔سب جانتے ہیں کہ خالوجان سب سے زیادہ پیار آپ ہی سے کرتے ہیں پھر بھی آپ ان سے بدگمان ہورہے ہیں۔وہ تڑپ کر بولی۔

عروش کو اس کے لاچارگی سے کہنے پر بہت تکلیف ہوئی تھی۔ساری دنیا کو اپنی اشاروں پر نچانے والا آدمی آج بے بس اور لاچار ہو کر بستر پر پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔شاہ کی بے بسی پر عروش کو بھی رلا دیتی تھی۔

شاہ ! آپ مجھ سے وعدہ کریں۔ٹھیک ہونے کے بعد ان سب جھگڑوں سے دور ہوجائیں گے اور اب اس دشمنی کو ختم کر دیں گے۔وہ شاہ کا ہاتھ تھام کر پر امید لہجے میں بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وعدہ تو نہیں مگر تمھارے اور اپنی بیٹی کے لئے کوشش کروں گا۔شاہ نے اس کا ہاتھ چوما۔

کوشش نہیں ، وعدہ کریں۔۔۔۔۔وہ بھی پکا والا۔عروش نے زبردستی اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ہلایا۔

اچھا بابا ، وعدہ۔شاہ نے بھی اس سے ہاتھ ملایا۔عروش مطمئین سی ہوکر ہنس پڑی۔

”””””””””””””””””””””””””❤ “”””””””””””””””””””””””””

ان شیرازیوں کو یقیناً تم نے یہاں بلایا ہو گا۔۔۔۔؟ وہ زرتاج کے کمرے سے نکل کر سیدھا میر سبطین کے پاس آیا تھا۔اس کی پیشانی پر لا تعداد شکنیں پڑی ہوئی تھیں۔

ہاں،میں نے بلایا ہے مگر ڈیڈی اور جعفر چاچا سے اجازت لینے کے بعد۔

سب کا مشترکہ فیصلہ تھا کہ شاہ فیملی کو تمھاری شادی میں ضرور انوائیٹ کیا جائے تاکہ راستے ہموار ہو سکیں۔میر سبطین نے رسان سے جواب دیا۔

ہونہہ۔۔۔۔۔۔وہ (گالی)ابھی مرا نہیں ہے جو تم راستے ہموار ہونے کی امید لگا بیٹھے ہو۔وہ جس دن اپنے پیروں پر کھڑا ہوجائے گا ، اسی دن اپنی اوقات دکھائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔اگر اس رات تم سب بیچ میں نہیں کودتے تو میں یقیناً اس سانپ کا سر کچل دیتا۔راستے پھر ہموار ہوتے۔وہ دوبدو بولا۔

نہیں یار ! صفدر انکل خود بھی سب کچھ بھلا کر چلے آئے ہیں اگر ان کے دل میں دماغ میں زرہ برابر بھی ایسی کوئی سوچ ہوتی تو وہ یہ قدم کبھی نہیں اٹھاتے۔

صاف ظاہر ہے ، وہ اپنا دل صاف کر چکے ہیں اور مزید خون خرابہ نہیں چاہتے ، اب تم بھی دل سے میل نکال دو خیر سے فیملی والے ہونے جارہے ہو۔اب یہ مار دھاڑ تمھیں سوٹ نہیں کرے گی۔

ایک لڑکی کا نام ہی تمھارے ساتھ نہیں جڑ رہا ، اس کے سکھ دکھ کی پوری زمہ داری،اس کی ضرورتوں کا خیال رکھنا،اسے ٹینشن فری ماحول دینا بھی تم پر فرض ہوگیا ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اگر اب بھی تم ان فضول چکروں میں الجھے رہوگے تو اپنی لائف کیسے انجوائے کروگے۔سب کچھ بھول کر میرڈ لائف شروع کرو۔میر سبطین اسے کول کرنے کے لئے کندھے پر ہاتھ رکھے رسانیت سے سمجھا رہا تھا۔

یہ بتاؤ ، اپنی ہونے والی مسز کو ہنی مون کے لئے کہاں لے جارہے ہو۔۔۔۔۔۔کچھ پلان کیا ہے ؟میر سبطین نے اس کا دیہان دوسری جانب موڑا۔

نہیں۔۔۔۔ابھی کچھ نہیں سوچا۔ابھی وہ بہت ناراض ہے۔جب راضی ہوجائے گی تب سوچوں گا ۔میر سجاول نے گہری سانس لی۔

جب بچے ہوجائیں گے تب سوچو گے۔بے وقوف انسان۔۔۔۔۔ہنی مون شادی کے اولین دنوں میں ہی اچھا لگتا ہے۔بالی لے جاؤ۔بہت خوبصورت ہے۔وہ بھی خوش ہوجائیگی۔میر سبطین نے مشورہ دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جاچکا ہوں۔میر سجاول نے آف موڈ میں مختصراً کہا۔

میں نے تمھارے سیٹ کنفرم کروا دی ہے۔ولیمے کے فوراً بعد روانگی ہے۔ماحول بدلے گا تو زرتاج بھی نارمل ہوجائے گی۔سب سے دور جاؤگے توتم دونوں کو قریب ہونے کا موقع مل جائیگا۔میر سبطین مسلسل اس کا آف موڈ خوشگواری میں بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہوں۔۔۔۔میر نے ہنکارہ بھر کر سگریٹ سلگائی۔

وہ تو بے حد قریب تھی ، اسے خود سے دور کرنے والا بد نصیب میں خود ہوں۔اس نے سگریٹ لبوں میں دبائے تلخی سے سوچا۔اس کی دلکش آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے تھے۔

یہ بتاؤ ، اپنی ہونے والی مسز کو ہنی مون کے لئے کہاں لے جارہے ہو۔۔۔۔۔۔کچھ پلان کیا ہے ؟میر سبطین نے اس کا دیہان دوسری جانب موڑا۔

نہیں۔۔۔۔ابھی کچھ نہیں سوچا۔ابھی وہ بہت ناراض ہے۔جب راضی ہوجائے گی تب سوچوں گا ۔میر سجاول نے گہری سانس لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب بچے ہوجائیں گے تب سوچو گے۔بے وقوف۔ہنی مون شادی کے اولین دنوں میں ہی اچھا لگتا ہے۔بالی لے جاؤ۔بہت خوبصورت ہے۔وہ بھی خوش ہوجائیگی۔میر سبطین نے مشورہ دیا۔

جاچکا ہوں۔میر سجاول نے آف موڈ میں مختصراً کہا۔

میں نے تمھارے سیٹ کنفرم کروا دی ہے۔ولیمے کے فوراً بعد روانگی ہے۔ماحول بدلے گا تو زرتاج بھی نارمل ہوجائے گی۔سب سے دور جاؤگے توتم دونوں کو قریب ہونے کا موقع مل جائیگا۔میر سبطین مسلسل اس کا آف موڈ خوشگواری میں بدلنے کی کوشش کر رہا تھا۔

ہوں۔۔۔۔میر نے ہنکارہ بھر کر سگریٹ سلگائی۔

وہ تو بے حد قریب تھی ، اسے خود سے دور کرنے والا بد نصیب میں خود ہوں۔اس نے سگریٹ لبوں میں دبائے تلخی سے سوچا۔میر سجاول کی دلکش ڈارک براؤن آنکھوں کے کنارے سرخ ہونے لگے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یار ! وہ کچھ بھی سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہے۔وہ سمجھتی ہی نہیں کہ میں نے جو کچھ کیا غصے میں کیا ۔۔۔۔۔۔۔اسے میری کسی بات پر اعتبار نہیں ہے۔میر سجاول بے بسی سے بول پڑا۔

اسی لئے کہتے ہیں غصہ حرام ہے ، تم اگر ہوش سے کام لیتے تو اس گلٹ میں مبتلا نہیں ہوتے مگر تمھیں کون سمجھائے۔

ارے یار ،اب تو سمجھ گیا ہوں نا لیکن وہ کچھ نہیں سمجھ رہی۔ہاتھ جوڑ کر معافی مانگی ہے۔۔۔۔۔۔منانے کی ہر ممکن کوشش کر لی۔

مگر اس پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہورہا۔وہ پتھر بن گئی ہے۔

وہ میری محبت پر شک کررہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اس کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔میں اس کی ناراضگی مزید برداشت نہیں کر سکتا۔وہ اسی طرح روٹھی رہی تو میں بہت جلد پاگل ہوجاؤں گا۔

وہ مجھے پاگل کر دیگی۔۔۔۔۔اس کی بے رخی مجھے مار ڈالے گی۔میر نے بے بسی سے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ بالوں میں پھنسایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جتنا بگاڑ تم کر چکے ہو ، سب کچھ ٹھیک ہونے میں تھوڑا وقت تو لگے گا۔ایک دم تو سب کچھ پہلے کی طرح نہیں ہوسکتا۔تمھیں صبر سے کام لینا ہوگا۔جلد بازی میں پھر نقصان کر بیٹھو گے۔

اسے کچھ وقت دو ، ابھی وہ ناراض ہے ، سب کچھ نظر انداز کر کے صرف اسے منانے پر توجہ دو۔ دوبارہ اعتماد بحال ہوجائے گا تو حالات خود بخود سدھرنے لگیں گے۔میر مدبرانہ بولا۔

میر سجاول بغور اسے سن رہا تھا۔اس نے غصے سے انگلیوں میں دبا سگریٹ توڑ مروڑ دیا۔

”””””””””””””””””””””❤”””””””””””””””””””””

زرتاج کی زندگی کے لئے روشن تر و تازہ صبح روشنیاں بکھیر چکی تھی۔ہر طرف گہما گہمی تھی ۔پورے گاؤں میں ہلچل سی مچی ہوئی تھی ،آخر یہ میر سجاول کی بارات کا دن تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سبھی گاؤں والے خوش بھی تھے اور متجسس بھی کیونکہ کچھ لوگوں کو تو اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ میر سجاول پوری شان و شوکت سے زرتاج کو بیاہنے آرہا ہے۔گاؤں والے آتے جاتے گراؤنڈ کی سجاوٹ سے مرعوب ہورہے تھے۔تقریباً پورے سن پورہ کو رات کا بے صبری سے انتظار تھا۔

بارات کا ارینجمنٹ گاؤں سے کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑے گراؤنڈ میں کیا گیا تھا ، گراؤنڈ کو پندرہ دنوں کی محنت سے بڑی مہارت اور خوبصورتی کے ساتھ ڈیکوریٹ کیا گیا تھا جو کہ اب کسی فائیو اسٹار ہوٹل کا منظر پیش کر رہا تھا۔

زرتاج کو صبح سے ہی حویلی بلوایا لیا گیا تھا۔بیوٹیشن مسلسل اس کے سر پر سوار تھی۔زرتاج بے زاری سے خود پر ہونے والی اس کی ہر کاروائی کو برداشت کررہی تھی۔اسے سارے تماشے سے کوئی دلچسپی محسوس نہیں ہورہی تھی۔

میر سجاول کے حکم پر وقفے وقفے سے زرتاج کی خاطر مدارات کے لئے کبھی جوس ، کبھی فروٹس ، کبھی چائے اور دیگر لوازمات لائے جارہے تھے۔فائزہ بیگم نے ایک بار بھی نہیں جھانکا تھا۔

مجھے ایسا محسوس ہورہا ہے کہ آپ کی اور میر سائیں کی لو میرج ہے اور آپ انہیں بہت زیادہ پسند ہیں اسی لئے اتنی چاہت جتارہے ہیں۔بیوٹیشن نے مرعوب ہو کر اس پر رشک کیا۔

زرتاج نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔اس تعریف پر آنسوؤں کا گولا اس کے حلق میں اٹکنے لگا۔وہ دل ہی دل میں خود پر ہنس پڑی۔

جس کو تم چاہت کا نام دے رہی ہو ، وہ میر سجاول کے گناہ کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش ہے۔جسے میں کامیاب نہیں ہونے دوں گی۔زرتاج نے تلخی سے سوچا۔

”””””””””””””””””””””❤”””””””””””””””””””””

شاہ ! آپ وہاں اپنا بہت خیال رکھیں گے ، ڈاکٹرز اور مکتوم بھائی جو بھی ہدایات دیں ان پر سختی سے عمل کرنا ہے۔۔۔۔۔۔یہ نا ہو کہ آپ بے احتیاطی کریں۔عروش نے تنبیہہ کی۔

معظم شاہ ہولے سے مسکرا دیا۔وہ لوگ ایئر پورٹ جارہے تھے۔آج رات معظم اور مکتوم شاہ کی فلائیٹ تھی۔عروش اور اور شاہ ایک ہی گاڑی میں سوار تھے۔

تم میری فکر چھوڑ دو۔میں کوئی نا سمجھ بچہ نہیں ہوں۔اپنا خیال رکھ سکتا ہوں۔

مجھے تمھاری فکر ہو رہی ہے۔ناجانے میرے پیچھے تم اپنا کیا حال کروگی۔

تم تو میری موجودگی میں کھانے پینے ، میڈیسن ہر چیز سے جان چھوڑاتی ہو۔میرے جانے کے بعد تو بلکل لاپرواہ ہوجاؤگی۔شاہ عروش کا ہاتھ تھامے پریشانی سے گویا تھا۔

آپ پریشان نہ ہوں ، اس لئے میں بھی لاپرواہی نہیں برتوں گی۔عروش نے مسکراتے ہوئے تسلی دی۔شاہ نے مطمئین ہو کر ونڈوسے باہر نظر کی۔

عروش ! اگر میں تمھیں کچھ کرنے کے لئے کہوں ، تو کیا تم میری بات مانو گی۔شاہ نے شاہ نے ونڈو سے باہر نظر جمائے گنبھیر آواز میں سوال کیا۔

جی ضرور ، بلکہ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔۔۔۔آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ میں آپ کی کسی بات کی نفی نہیں کروں گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم بڑی حویلی نہیں جاؤگی۔شاہ کی بھاری آواز گونجی۔

تم اسے میرا حکم مت سمجھنا ، یہ میری التجا ہے۔شاہ رخ موڑ کر اس کی آنکھوں میں جھنکتے ہوئے بولا۔

یہ بھی مت سمجھنا کہ میں اب بھی تم پر شک کرتا ہوں اس لئے پابندی لگا رہا ہوں۔

میں برداشت نہیں کر سکتا عروش کہ تم پر کسی کا سایہ بھی پڑے۔میں جب ٹھیک ہوجاؤں گا ، تب خود تمھیں وہاں لے جاؤں گا۔شاہ نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے اس کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔

شاہ کے لہجے میں جو درد تھا ، اس نے عروش کی پلکیں نم کردیں۔

آپ کی یہی خواہش ہے تو میں کبھی وہاں جانے کے لئے اسرار نہیں کروں گی۔وہ پرنم لہجے میں بولی۔

تھینک یو مائی لو۔شاہ نے اپنا گال اس کے گال سے ٹچ کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ لوگ ائیر پورٹ پہنچ چکے تھے۔ڈرائیور اور مکتوم شاہ کی مدد سے معظم شاہ کو نیچے اتارا گیا پھر وہیل چیئر پر بٹھا دیا۔

مکتوم شاہ وہیل چیئر دھکیلتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔عروش بھی اس کے قدم سے قدم ملارہی تھی۔وہ لوگ ڈیپارچیور لاؤنج میں پہنچ گئے تھے۔

وہ لوگ امیگریشن کاؤنٹر سے فارغ ہونے کے بعد ویٹنگ ایریا میں آگئے تھے۔معظم شاہ اور مکتوم شاہ کے نام کی لاسٹ پیسینجر اناؤنسمنٹ ہورہی تھی۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی معظم شاہ لاسٹ کال پرڈیپارچیورلاؤنج پہنچا تھا۔

میری دعا ہے ، آپ واپسی پر وہیل چیئر کے سہارے نہیں بلکہ اپنے پیروں پر چل کر آئیں۔انشا اللہ ، میری دعا ضرور قبول ہوگی۔عروش نے بھیگی پلکوں سے صدقِ دل سے دعا دی۔

شاہ نے مشکور ہوکر اس کی طرف دیکھا پھر اپنا ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

پانی کے قطرے عروش کی آنکھوں سے بے ساختہ ٹپکے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بھابھی ! آپ ان کی فکر چھوڑ دیں۔۔۔۔ان کے لئے میں ہوں۔

بس آپ اپنا اور ہماری گڑیا کا خیال رکھیئے گا۔باقی میں سنبھال لوں گا۔

مکتوم شاہ جو کسی کام سے اسٹور تک گیا تھا واپس آیا تو ان دونوں کے جذباتی منظر دیکھ کر آگے بڑھا اور عجلت میں عروش کے سر پر ہاتھ رکھ کر الوداع کیا۔

ڈمپل گرل ! نا ، نا۔رونا نہیں ہے ، تمھارے آنسو مجھے کمزور کر دیں گے۔شاہ نے اس کی آنکھوں میں مچلتے آنسو دیکھ کر انگلی کے اشارے سے رونے کے لئے منع کیا۔

دل چھوٹا مت کرو ، جلد واپس آجاؤں گا۔اس کا رونہ شاہ کو بے چین کر گیا تھا۔

عروش ڈبڈبائی نظروں سے انہیں جاتا دیکھتی رہی پھر ان کے نظروں سے اوجھل ہوجانے پر تھکے ہوئے قدموں سے واپس پلٹ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

”””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””

بیوٹیشن نے شام ڈھلے زرتاج کو فائنل ٹچ دینے کے بعد رخصت ہونے کی اجازت دی۔

وہ رانیہ اور فائزہ بیگم کی ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں پہنچی تھی۔وہ دونوں زرتاج کو اسٹیج پر بٹھا کر سارے انتظامات زرینہ اور نگین کے سپرد کرتی واپس چلی گئیں تھیں چونکہ انہیں بارات کے ساتھ انٹری کرنی تھی۔

ہال میں مہمانوں کی آمد شروع ہوچکی تھی۔خاص مہمانوں کے ساتھ گاؤں کے غریب عوام بھی مدعو کئے گئے تھے ، جنہیں میر جعفر کسی بھی موقع پر نہیں بھولتے تھے۔

زرتاج سر جھکائے بیٹھی سوچوں میں گم تھی۔ڈیپ ریڈ کلر کے انتہائی قیمتی اور نفیس شرارے میں جو میر سجاول نے خود پسند کیا تھا۔بیش قیمت جیولری سے لدی پھندی زرتاج ہوش اڑائے دے رہی تھی۔

اس پر بیوٹیشن کے میجیکل برش نے اسے پریوں سا روپ دے دیا تھا۔

اس کی چند قریبی بے تکلف دوستیں جھجکتے ہوئے اسٹیج پر آ گئیں۔

زرتاج ! شادی بہت بہت مبارک ہو۔اس کی سب سے پیاری دوست نازی نے خوشدلی سے مبارک باد دی۔زرتاج نے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھاما۔

تم تو بہت خوش قسمت نکلیں۔۔۔۔۔۔۔گاؤں کا سب سے سوہنا شہزادہ تمھیں مل گیا۔جس کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔وہ بے تکلفی سے گویا تھی۔زرتاج نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا اور پھر سے نظریں جھکا لیں۔

ارے چھوڑو یار۔۔۔۔جو کچھ اس کے ساتھ ہوا ہے ، اس سے زیادہ بد قسمت کون ہو گا۔ایسے انسان سے شادی کرنے سے بہتر ہے ہم سب کنواری ہی بیٹھی رہیں۔

شکر کرو میر سائیں کی نظر ہم میں سے کسی پر نہیں پڑی ورنہ ہمارا منہ بھی شادی کے دن زرتاج کی طرح اترا ہوا ہوتا۔ایک لڑکی جو حسد میں نیندیں اڑائے بیٹھی تھی جل کر بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چپ کرو ، یہ وقت ایسی بے ہودہ باتوں کا نہیں ہے۔نازی نے اسے جھڑک دیا۔زرتاج کا چہرہ بے عزتی سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔

تبھی بارات آنے کا شور اٹھ گیا۔ساری لڑکیاں اٹھ کر انٹرینس کی طرف بھاگیں۔

آف وائٹ شلوار سوٹ میں ملبوس، ہاتھ خوبصورت گھڑی سے سجا ہوا،بازو پر امام ضامن جو فائزہ بیگم نے باندھتے ہوئے کئی دعائیں پڑھ کر پھونکی تھیں۔سر پر دستار بندھی تھی۔میر سجاول شاندار دولہا کے روپ میں غضب ڈھا رہا تھا۔

بھر پور آتش بازی کرنے کے بعد سب لوگ اندر آچکے تھے۔لیڈیز اینڈ جینٹس کے پورشن علیحدہ ہونے کی وجہ سے میر سجاول سب کے ساتھ جینٹس کے پورشن میں چلا گیا تھا۔

رانیہ اسٹیج پر پہنچ کر زرتاج کے سر پر نکاح کے لئے سرخ شیفون کا دوپٹہ سیٹ کرنے لگی۔اتنے میں میر جعفر سمیت کافی سارے مرد حضرات قاضی صاحب کو لے کر اسٹیج پر آگئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

قاضی صاحب نکاح کے لئے زرتاج کے ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئے۔

زرتاج بنتِ دین محمد آپ کو سکہ رائج الوقت پچاس لاکھ روپے حق مہر میر سجاول علی ولد میر جعفر علی کے نکاح میں دیا جاتا ہے۔

کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے ؟ قاضی صاحب نے ٹھہر ٹھہر کر بولتے ہوئے مائیک منہ کے نذدیک کیا ۔ماحول پر سکوت طاری ہوگیا تھا۔

زرتاج پر قاضی صاحب کے الفاظ سن کر سکتہ طاری ہو گیا۔اس کی خاموشی طوالت اختیار کر گئی۔

طویل خاموشی پر میر سجاول کے دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔اس نے بے چینی سے پہلو بدلا۔ اس کے کھلتے چہرے سے مسکراہٹ غائب ہو چکی تھی۔اس کی جگہ اضطراب نے لے لی تھی۔

قاضی صاحب نے ایک بار پھر دہرایا۔زرتاج بت بنی رہی۔اس کی آنکھوں میں وحشت زدہ رات کا منظر گھومنے لگا۔اس کا بدن کپکپا رہا تھا۔میر سجاول کی درندگی اپنی تمام تر جزائیت سمیت یاد آنے لگی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

قاضی صاحب نے تعجب سے میر جعفر کی طرف دیکھا۔میر جعفر بھی زرتاج کا اقرار سننے کے منتظر تھے پریشانی سے دین محمد کو دیکھنے لگے جو زرتاج کے ساتھ لگا بیٹھا تھا۔

دین محمد نے زرتاج کا یخ بستہ ہاتھ دھیرے سے دبایا مگر زرتاج کے جسم میں کوئی جنبش نہیں ہوئی ۔

قاضی صاحب نے آخری بار ایجاب و قبول کا سلسلہ جاری کیا مگر زرتاج کی چپ نہیں ٹوٹی ۔حاضرین میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

وقت ساکت ہوگیا تھا ، میر سجاول کے اندر ایک طوفان برپا ہونے لگا۔زرتاج کے اقرار کا منتظر اس کا پورا جسم سماعت بن گیا تھا۔

قاضی صاحب نے آخری بار ایجاب و قبول کا سلسلہ جاری کیا مگر زرتاج کی چپ نہیں ٹوٹی ۔حاضرین میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی تھی۔

وقت ساکت ہوگیا تھا ، میر سجاول کے اندر ایک طوفان برپا ہونے لگا۔زرتاج کے اقرار کا منتظر اس کا پورا جسم سماعت بن گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرینہ نے زرتاج کی پشت پر ہاتھ کا دباؤ بڑھا کر اپنی موجودگی اور مجبوری کا احساس دلایا۔ تبھی زرتاج چونک کر بھیانک خواب کے اثر سے واپس لوٹ آئی۔

زری !ہمارے بعد اس پوری دنیا کہیں پناہ نہیں ملے گی۔میر سائیں جیسے بھی ہیں ،تیرے لئے مضبوط سائیبان ثابت ہونگے۔انکار سے پہلے اپنے بوڑھے ماں باپ کا ضرور سوچ لینا۔ہم صدا نہیں جئیں گے۔

زرینہ کی سرگوشیاں زرتاج کی باغی ہوتی سوچوں پر بند باندھنے کا کام کر کرنے لگیں۔

نظروں کے سامنے بے مروت زمانہ گھات لگائے کھڑا تھا کہ کب زرتاج نکاح سے انکار کرے اور وہ لفظوں سے اسے نوچ کھائیں۔

اس نے ایک پل میں خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"قبول ہے " زرتاج کے منہ سے مبہم سا اقرار میر سجاول کے کانوں تک پہنچا ، اس کی روح میں طمانیت اتر گئی۔رکی ہوئی سانسیں بحال ہوگئیں۔

زرینہ اور دین محمد کے چہرے کا تناؤ بھی اس کی اقرار پر سرخوشی میں تبدیل ہوگیا۔

قاضی صاحب نے فٹافٹ زرتاج سے سائین کروائے ،مبارک سلامت کے بعد مرد حضرات اسٹیج سے اتر گئے۔ان کے جاتے ہی فائزہ بیگم دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے زرتاج کے برابر آ بیٹھیں۔ بہت دیر سے وہ خود پر جبر کئے ہوئے تھیں۔زرینہ اس کے دوسری جانب براجمان تھی۔

لڑکی ! تجھے تو بہت نخرے دکھانے آتے ہیں ، انہیں اداؤں سے تو نے میرے میر سائیں کو پھنسایا ہو گا مگر یاد رکھ ، بہت جلد حویلی سے تیری چھٹی کروادوں گی۔ذیادہ ہواؤں میں اڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

منہ کے بل گراؤں گی تو منہ چھپانے کو بھی جگہ نہیں ملے گی۔

بڑی ڈرامے باز بن رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔اصل کی تھی تو انکار کر دیتی ناں۔من میں تو لڈو پھوٹ رہے ہونگے ، انکار کیسے کرتی۔تیرے پاس میرے بیٹے کو بے وقوف بنانے کے تمام حربے ہیں۔وہ چبا چبا کر بول رہی تھیں۔منہ کے بگڑتے زاویوں کو مہمانوں کی موجودگی کے خیال سے بمشکل کنٹرول کیا تھا۔

زرتاج نے حیرت سے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔زرینہ اپنی جگہ شرمندہ سی یوں ظاہر کر رہی تھی جیسے وہ کچھ سن نہیں پا رہی ہو۔تبھی نگین بڑا سا دوپٹہ سنبھالتی ہوئی اسٹیج پر چلی آئی۔

بڑی بی بی ! رانیہ باجی کہہ رہی ہیں ، آپ کھانا اسٹیج پر زری بھابھی کے ساتھ کھائیں گی یا مہمانوں کے ساتھ ؟ نگین نے ڈرتے ڈرتے پیغام پہنچایا۔

کیوں نگین بی بی ! اپنی اوقات بھول گئی ہو کیا ؟ یہ تیری بھابھی کب سے ہوگئی۔۔۔۔۔چھوٹی بی بی بول ، سمجھی۔میں مہمانوں کے ساتھ کھاؤں گی۔

ابھی اتنے برے دن نہیں آئے کہ ان بھوکے ننگوں کے ساتھ کھاؤں۔فائزہ بیگم نے حقارت سے کہا اور بھاری بھرکم دوپٹہ سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوگئیں۔زرتاج نے شرمندہ نظر نگین کے اداس چہرے پر ڈالی۔

فائزہ بیگم ایک ہی تیر سے دو نشانے کرکے چلتی بنیں۔

چھوٹی بی بی ! آپ کے لئے کھانا لگوادوں۔۔۔۔؟ نگین نے آہستگی سے پوچھا۔

نہیں ، مجھے بلکل بھوک نہیں ہے ۔پلیز ! تم اماں کو لے جاؤ۔انہیں اپنی نگرانی میں کھلوا دو۔

پگلی ہوئی ہے۔صبح سے دیکھ رہی ہوں۔تو نے ڈھنگ سے کچھ بھی نہیں کھایا۔اب بھی منع کر رہی ہے۔

پتا نہیں یہ ظالم لوگ گھر لے جاکر کچھ کھانے پینے کو پوچھیں گے بھی یا نہیں۔کیا رات بھر بھوکی رہے گی ؟ زرینہ یکدم پریشان ہوگئی۔

کوئی پوچھے نا پوچھے ، آپ کا ظالم داماد تو ضرور پوچھے گا۔زرتاج کو پورا یقین تھا۔اس نے دل میں سوچا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں میں بعد میں کھالوں‌گی ناں ، ابھی مجھ سے ضد مت کریں۔وہ بیزاری سے بولی۔زرتاج کی آنکھیں ایک پل میں جھلملانے لگیں تھیں۔زرینہ اس کی کیفیت سمجھ کر خاموش ہو گئی۔

”””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””

رات کے بارہ بجے تقریباً سبھی لوگ واپس حویلی پہنچے تھے۔رانیہ اور حنین نے دلہن کے ویلکم کے لئے زبردست انتظامات کئے تھے۔

ڈرائیو وے سے لاؤنج تک گلاب کے پھولوں کی پتیوں سے راستہ بنایا گیا تھا اور وہی راستہ خاص شکل میں میر سجاول کے بیڈروم تک پہنچ رہا تھا۔

میر سجاول اپنی دلہن کا ہاتھ تھامے دروازے تک پہنچا تو رانیہ اس کا راستہ روک کر کھڑی ہوگئی۔

آپ کی اکلوتی بہن ہوں ، بھاری بھرکم راستہ رکائی لوں گی۔۔۔۔اس کے بعد ہی آپ دونوں کو اندر آنے دوں گی۔وہ ایک ہاتھ کمر پر ٹکائے ایک ہاتھ کو نچاتے ہوئے بولی۔سب بے ساختہ ہنس پڑے۔

میر سجاول کا قہقہ سب سے بلند اور زندگی سے بھرپور تھا۔اس نے بھرپور انجوائے کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں دبا زرتاج کا ہاتھ دبایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تمھیں بس موقع چاہئے۔۔۔۔۔۔۔ہر جگہ مانگنے کھڑی ہوجاتی ہو ، بھائیوں کو لوٹنے کے سوا کوئی اور کام ہے تمھارے پاس ؟ حنین میر سجاول کے قریب ہوتے ہوئے بولا۔

تم ذیادہ مت بولو ، تمھاری شادی پر تو ہر ہر قدم پر نیگ لوں گی۔رانیہ چہکی۔

توبہ ، تب تک ہمارے سروں پر سوار رہو گی۔چلو اب راستہ چھوڑو،

دولہا دلہن کو اندر آنے دو۔حنین ترکی بہ ترکی بولا۔

ہر گز نہیں ، پہلے سجاول بھائی تگڑی سی نیگ دیں پھر اندر آئیں۔

یار سجاول ! دیکھو ، جیب میں سکہ پڑا ہو تو بچی کو دے دلا دو۔میر سبطین نے بھی مسکراہٹ دبائے حصہ لیا۔

کیا۔۔۔۔۔۔بھائی آپ بھی حنین کے ساتھ شامل ہوگئے۔رانیہ اچھل پڑی۔میر سجاول کو زرتاج کے نازک سی جان کا خیال ستایا،

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ بھاری سوٹ اور جیولری کے بوجھ سے جھکی جارہی تھی۔اس نے پیچھے کھڑے ملازم کو اشارہ کیا۔

ملازم نے جھٹ سے نیکلس کا کیس اس کی جانب بڑھایا۔

یہ لو ، کیا یاد کروگی۔میر سجاول جیسا بھائی ملا تھا۔میر سجاول نے گنبھیر آواز میں کہتے ہوئے اس کے سر پر تھپکی دی۔

اووو۔۔۔واؤ ، یہ تو بہت خوبصورت ہے۔رانیہ نے جھٹ کیس اوپن کیا۔سب کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں۔نیکلس بہت خوبصورت تھا۔

اتنی پیاری سی دلہن لے کر آئے ہیں ، یہ تحفہ تو ان کے سامنے بہت چھوٹا ہے پھر بھی تھینک یو سو مچ۔رانیہ نے مسکراتے ہوئے میر سجاول کا دل خوش کر دیا۔

ان کی نوک جھونک ختم ہونے پر فائزہ بیگم نے دہلیز میں تیل ڈالا پھر ان کا صدقہ اتارا پھر وہ دونوں اندر آگئے۔میر سجاول نے اب تک بھی زرتاج کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

منہ دکھائی کی رسم کے لئے میر سجاول اور زرتاج کو ایک ساتھ بٹھا دیا گیا۔فائزہ بیگم نے بڑا سا شیشہ ان دونوں کے سامنے رکھا پھر گھوم کر زرتاج کے پاس گئیں اور اس کا گھونگھٹ پلٹ دیا۔

زرتاج کے ہوش ربا روپ کو دیکھ کر میر نظریں پلٹنا بھول گیا۔وہ اتنی حسین لگ رہی تھی کہ میر کی سانسوں کی رفتار تیز ہو گئی۔وہ سرشاری سے مسکرایا۔

البتہ زرتاج نے اپنی پلکیں اٹھانے کی زحمت نہیں کی تھی۔وہ اسی طرح سر جھکائے بیٹھی رہی۔

دوچار مزید رسموں کے بعد میر سجاول اٹھ کر مردانے کی طرف چلا گیا۔

”””””””””””””””””””””❤”””””””””””””””””””””

سب لڑکیاں معا فائزہ بیگم اسے میر سجاول کے وسیع و عریض شاندار کمرے میں بٹھا کر چلی گئیں تھیں۔

زرتاج نے طائرانہ نظر پورے کمرے پر ڈالی۔کمرے کی سیٹنگ خصوصاً سیج کی سجاوٹ میر سجاول کی خوشی اور ارمانوں کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ایک دیوار پر زرتاج کی مہندی والے روز کی تصویر خوبصورت فریم میں سجی ہوئی تھی ۔

زرتاج کی نظروں میں پھر وہی قیامت خیز منظر گھوما ، اس کے سارے ارمان ایک زوردار چھناکے سے ٹوٹ گئے۔

آنکھوں سے یکلخت گرنے والے آنسوؤں کو اس نے بے دردی سے رگڑ ڈالا۔وہ میر کی آمد کا انتظار کئے بغیر تکیے پر سر رکھ کر لیٹ گئی مگر باوجود کوشش کے کپڑے چینج کر کے میر سجاول پر ظلم ڈھانے کے لئے اس کا دل آمادہ نہیں ہوا تھا کہ وہ میر کے جذبات سے بخوبی واقف تھی۔

بارہا وہ زرتاج کو اس روپ میں اپنے بیڈروم میں موجودگی کی خواہش کر چکا تھا۔

ناجانے کب اس نے سوچتے سوچتے کروٹ لی اور تھکن کی وجہ سےچند لمحوں میں ہی غافل ہوگئی۔

میر سجاول آدھی شب گزر جانے کے بعد بڑی مشکل سے دوستوں سے جان چھڑا کر آیا تھا۔کمرے کا ماحول مدھم روشنیوں میں خوابناک ہورہا تھا۔

اس کی نظر بیڈ پر اوندھے منہ سوئی ہوئی زرتاج پر گئی۔میر کے دل کو زبردست چوٹ لگی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اگر اس نے بدلے کی آگ میں اپنی محبت کو نا جلایا ہوتا توزرتاج اس رات کی بے قدری کبھی نہیں کرتی بلکہ صبح تک انتظار میں بیٹھی رہتی ،پلک نہیں جھپکتی۔

وہ دکھ سے سوچتا دبے قدموں سے چلتا ہوا بیڈ تک پہنچا پھر جگہ بنا کر اس کے برابر ہی بیٹھ گیا۔

زرتاج کی بیک کا گلا ڈیپ تھا۔اس کی نرم ملائم ریشمی جلد دوپٹے میں سے صاف جھلک رہی تھی۔ میر نے دوپٹہ سرکا کر اسکی پشت کو سہلایا۔

زرتاج اس کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوتے ہی جاگ گئی مگر پوزیشن چینج نہیں کی نا آنکھیں کھولیں۔

دلبر سائیں ! اس رات کا انتظار صرف میں نے ہی نہیں تم نے بھی بڑی شدت سے کیا ہے۔اس مرادوں والی رات کو یوں سو کر مت گنواؤ۔اٹھ جاؤ۔اس نے نرمی سے زرتاج کا بازو پکڑ کر اسے اٹھایا۔

وہ جانتا تھا کہ زرتاج جاگ گئی ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج بغیر پس و پیش کے اٹھ کر بیٹھ گئی۔وہ خواہ مخواہ ہی اپنا دوپٹہ درست کرنے لگی جو پوری طرح پن اپ تھا۔

تم نے کھا نا نہیں کھایا ہے ،کھانا منگواؤں ؟اس نےزرتاج کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گال سے لگایا۔زرتاج کا دل پوری قوت سے دھڑکا۔

مجھے بھوک نہیں ہے۔اس نے آہستگی سے انکار کر دیا۔

پوری رات خالی پیٹ جاگو گی تو طبیعت خراب ہوجائے گی۔کل ولیمہ ہے۔وہ معنی خیزی سے بولا۔

مجھے نہیں کھانا ۔زرتاج جھینپ گئی۔

ہوں۔۔۔۔میر نے ہنکارہ بھرا۔

بہت ضدی ہوگئی ہو۔وہ قدرے توقف سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آج سے میرے گھر ،میرے دل۔۔۔۔۔میرے دل کی دھڑکنوں حتی کے سانسوں پر بھی تمھاری حکمرانی ہوگی۔

دلبر سائیں ! تم جو چاہو گی ، بس وہی ہو گا۔میر نے اپنے سر سے دستار اتار کر اس کے سر پر رکھ دی پھر موبائل نکال کر زرتاج کی پک بنائی پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سیلفی لی۔

آپ نے مجھے ذلت بھری زندگی سے نواز دیا ہے۔۔۔۔۔۔میرے لئے یہی کافی ہے۔۔۔۔۔۔۔میں اس اعزاز کے قابل نہیں رہی ہوں۔

وہ تلخی سے بولی۔میر نے لب بھینچ لئے۔

ششش۔۔۔۔۔میری دلبر ! آج منہ میٹھا کرو،ان کڑوی باتوں کو کل پر اٹھا رکھتے ہیں۔اس نے زرتاج کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر کہا پھر سائیڈ ٹیبل کی ڈراء سے ایک خوبصورت پیکٹ نکال کر کھولنے لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پیکٹ میں سے جڑاؤ گھڑی برآمد ہوئی۔زرتاج کی آنکھیں گھڑی پر ٹھہر سی گئیں۔گھڑی کے ڈائیل اورچین پر ننھے منے ڈائیمنڈز جگمگا رہے تھے۔

اس نے رانیہ کے منہ سے اڑتی پڑتی بات سنی تو تھی مگر غور نہیں کیا تھا۔وہ کہہ رہی تھی کہ سجاول بھائی نے منہ دکھائی میں دینے کے لئے ڈائمنڈ روبی کی جڑاؤ گھڑی منگوائی ہے ، جس کی قیمت چالیس کروڑ ہے مگر وہ گھڑی اس قدر خوبصورت ہوگی یہ اس نے نہیں سوچا تھا۔

پہلے تو مجھے دنیا کی کوئی بھی چیز تمھاری منہ دکھائی میں دینے کے لئے حقیر لگ رہی تھی پھر میں نے یہ گھڑی خرید لی۔اس گھڑی میں ہم دونوں

کی شادی کا انمول وقت ہمیشہ کے لئے یادگار بن کر قید ہوجائے گا۔

میں چاہتا ہوں ، میری آنے والی نسلیں صدیوں تک یاد رکھیں کہ ہمارے خاندان میں کوئی ایسا عاشق مزاج گزرا تھا ،جسے اپنی محبوبہ سے مرجانے کی حد تک عشق ہوا تھا۔میر سجاول اس کے نازک مومی دلکش مہندی کے ڈیزائن سے سجے ہاتھ میں واچ پہناتے ہوئے بھاری دلفریب آواز میں بول رہا تھا۔

زرتاج حیرت سے اس کے وجیہہ چہرے پر اترتے رنگوں کو دیکھ رہی تھی۔

جب اتنی عزیز تھی پھر مجھے کیوں اپنی دشمنی کی بھینٹ چڑھایا۔کیوں مجھے رسوا کیا۔ذلت کی اتھا گہرائیوں میں دھکیل دیا۔اس نے دکھ سے سوچا۔آنکھوں سے دو موتی ٹوٹ کر

اس کی ہاتھ پر گرے۔

میر سجاول واچ پہنا کر اس کے ہاتھ کو ہاتھوں میں لئے بیٹھا تھا،آنسو کے قطرے پر نظر پڑتے ہی اس نے کھینچ کر زرتاج کو گلے سے لگا لیا۔وہ زرتاج کو بانہوں میں سمیٹے آنکھیں بند کر کے اس کے وجود کو محسوس کر رہا تھا۔

میں جانتا ہوں تم کیا سوچ رہی ہو مگر آج میں کوئی صفائی نہیں دوں گا۔ہم دونوں کا نکاح میرے جذبوں کی سچائی اور پاکیزگی کا گواہ ہے۔

یہ پیپرز بھی تمھاری منہ دکھائی کے حصے میں شامل ہیں۔میری تمام پراپرٹی میں تم سیونٹی پرسینٹ کی مالک ہو اور میرے بعد پوری پراپرٹی کی بلا شرکت غیرے مالک ہو گی۔اگر میں مر جاؤں تو میرے بعد بھی تمھیں کسی اور کا یا اپنی اولاد کا بھی محتاج نہیں ہونا پڑے گا بلکہ وہ ہمیشہ تمھارے محکوم رہیں گے۔اس نے زرتاج کو زرا سا الگ کر کے فائل اس کا ہاتھ پکڑ کر تھمائی۔

میر سجال تکیے پر نیم دراز زرتاج کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا،اس نے ہاتھ بڑھا کر زرتاج کی ناک میں جھولتی نتھلی کو چھیڑ ا۔

آپ یہ سب کر کے اپنا کھویا ہوا مقام حاصل نہیں کرسکتے۔زرتاج حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھی ، یکدم حواسوں میں آگئی۔اس نے فائل سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے ایک بار پھر اس کے ارمانوں پر پانی پھیرا۔

دلبر سائیں ! میرا نام بھی میر سجاول ہے۔۔۔۔جو کھو گیا ہے ،حاصل کر کے ہی رہوں گا۔مجھے اپنی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد ہے میر سجاول نے زبردست قہقہہ لگا کر اس کی دونوں کلائیاں تھام لیں۔ زرتاج کی کئی چوڑیاں ایک ساتھ ٹوٹی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول ایک ایک کر کے اس کے دوپٹے کو پنز سے آزاد کر نے لگا۔

زرتاج اس کی قربت پر بوکھلا کر پیچھے سرکی مگر میر سجاول کی دیوانگی حدود توڑنے لگی۔وہ سراپا عشق بن گیا تھا۔

“”””””””””””””””””””””””❤ □ ””””””””””””””””””””””

دلبر ! اب لگ رہی ہے بھوک ؟ کچھ منگوا لوں۔فجر کی اذان ہوچکی تھی۔میر کو زرتاج کے بھوکا رہنا بے چین کر رہا تھا۔

پلیز ! یار ! کچھ تو کھا لو۔میر نے اس کی نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔

نہیں۔۔۔۔زرتاج مختصراً بولی۔

اچھا فروٹس کھالو ، وہ تو بیڈروم فرتج میں موجود ہیں۔نکال کر لاؤں ؟

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر نے پھر پوچھا۔

نہیں ، میرا دل نہیں چاہ رہا۔پلیز ! مجھے سونے دیں۔زرتاج نے بیزاری سے کہہ کر کمفرٹر سر پر کھینچنا چاہا مگر میر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

دلبر سائیں ! تھک گئی ہو ، سر دبا دیتا ہوں۔وہ اس کی پیشانی چوم کر نرمی سے اس کا سر دبانے لگا ۔مقصد صرف زرتاج کے چہرے کو تکنا تھا۔

میرے سر میں درد نہیں ہے ، مجھے سونا ہے۔زرتاج نے اس کا ہاتھ جھٹکا مگر میر نہیں مانا۔

زرتاج اگلے ہی پل بے سدھ ہوگئی۔میر نے اسے مخمور نگاہوں سے

دیکھا پھر اس کا گال تھپ تھپایا۔زرتاج نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔

سورہی ہو ؟ وہ دلکشی سے مسکرارہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جی ، اور خدا کے لئے اب آپ بھی سوجائیں۔زرتاج نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔میر کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔وہ دوبارہ زرتاج پر جھک گیا۔

مجھے نماز پڑھنی ہے۔وہ گھبرا کر بولی۔

یار ! قضا پڑھ لینا بلکہ میں بھی پڑھوں گا۔ابھی ڈسٹرب مت کرو۔گنبھیر لہجے میں کہتے ہوئے اس کی شوخیاں بڑھنے لگیں۔

زرتاج کسمسا کر رہ گئی۔

عروش سلام پھیر کر کافی دیر سے تسبیح پڑھ رہی تھی۔موبائل کی بیل پر اٹھ کر ٹیبل سے موبائل اٹھایا۔نمبر دیکھ کر چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

شاہ ! آپ خیریت سے پہنچ گئے تھے،سفر میں کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟

وہ پوچھ رہی تھی۔

نہیں ، میری جان سفر بہت دشوار گزار تھا۔شاہ گنبھیر آواز میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں۔۔۔؟ عروش بے ساختہ بولی۔

تمھاری یاد ستاتی رہی ،ایک منٹ بھی سکون سے نہیں گزرا۔وہ بے چارگی سے بولا۔اسکی آواز میں مسکراہٹ کا تاثر تھا۔

مجھے بھی پوری رات نیند نہیں آئی۔آپ کی باتیں یاد آرہی تھیں۔صبح کے وقت آنکھ لگی۔وہ دھیمے لہجے میں بول رہی تھی۔

تم اپنی نیندیں خراب مت کرو۔میں پوری کوشش کروں گا ، جلد سے جلد واپس آجاؤں۔وہ مضبوط لہجے میں بولا۔

شاہ ! جب تک ڈاکٹرز خود نا بھیجیں ، تب تک آپ کوئی بھی کوشش نہیں کریں گے۔عروش فوراً سے پیشتر بولی۔

ایک تو میرے بے بس ہونے سے سب کو موقع مل گیا ہے۔۔۔۔یہاں مکتوم شاہ مجھ پر حکم چلا رہا ہے ،وہاں سے تم۔شاہ خفگی سے گویا ہوا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہم سب آپ کو مکمل صحتیاب ہونا دیکھنا چاہتے ہیں۔آپ کو ہمارا پیار بھی برا لگ رہا ہے ؟ وہ تعجب سے بولی۔

باقی سب کی چھوڑو۔۔۔۔تم اپنی بات کرو ، مجھے کتنا چاہنے لگی ہو؟

شاہ نے یکدم بات بدلی۔

خود سے بھی زیادہ۔عروش بے ساختہ بولی پھر جھینپ گئی۔شاہ نے قہقہہ لگایا۔

اظہارِ محبت میں شرمانے والی کیا بات ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم محبوبہ نہیں ،میری بیوی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔بیوی پر تو کھلم کھلا اظہار بھی جائز ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس طرح ہزبینڈ وائف کے درمیان محبت بڑھتی ہے۔شاہ نے دور بیٹھ کر بھی اس کی جھینپ محسوس کر لی تھی۔

ہزبینڈ وائف کی محبت اظہار کی محتاج نہیں ہوتی۔۔۔۔۔۔یہ تو خود بخود پنپنے لگتی ہو۔عروش دھیمے لہجے میں بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

واؤ۔۔۔۔میری دبو سی بیوی کو تو بڑی بڑی باتیں کرنا آگئیں ہیں۔

کبھی تو نظر بھی نہیں اٹھائی جاتی تھی۔شاہ خاصا محفوظ ہوا۔

آپ کی صحبت کا اثر ہے ، وہ ترکی بہ ترکی بولی۔

شکر ہے ، اثر مثبت ہے۔وہ ذو معنی لہجے میں بولا۔عروش سمجھ کر مسکرائی۔

“”””””””

میر نے بلند آواز میں سلام کیا جبکہ زرتاج کی آواز معمول سے بھی دھیمی تھی۔وہ دونوں برابر چیئر پر بیٹھ گئے۔میر نے سب سے پہلے زرتاج کی پلیٹ میں آملیٹ میں ڈالا ، اس کا دیھان خود سے زیادہ زرتاج کے ناشتے پر تھا۔وہ گاہے بگاہے کچھ نا کچھ زرتاج کے سامنے رکھ رہا تھا۔

یہی اندازے فکر فائزہ بیگم کو بری طرح کھٹک رہا تھا۔

گڈمارننگ بھابھی ! نئ زندگی کی پہلی صبح بہت بہت مبارک ہو۔رانیہ نے جھک کر زرتاج کے کان میں سرگوشی کی۔زرتاج مسکرا کر رہ گئی۔

میر سائیں ! شام کے انتظامات پر ایک نظر ڈال لینا ، ایسا نا ہو کوئی کمی رہ جائے اور تم بعد میں ہم سب پر برسو۔میر جعفر نے شگفتہ لہجے میں کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کوئی کمی رہنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا ، پھر بھی میں دیکھ لوں گا۔میر نے چائے کا سپ بھرتے ہوئے جواب دیا۔

اوکے۔آپ سب ناشتہ کریں ،میں اب مردانے میں جا رہاہوں ،دیکھوں مہمانوں کی تواضع کس طرح ہورہی ہے۔ویسے تو غضنفر بھائی وہاں موجود ہیں۔میر جعفر گھوم کر آئے اور زرتاج کے سر پر ہاتھ رکھا۔

بھابھی ! جلدی سے واچ دکھائیں۔پورے گاؤں میں آپ کی منہ دکھائی کے چرچے ہورہے ہیں۔ ہمیں تو سجاول بھائی نے جھلک بھی نہیں دکھائی تھی پھر بھی رات سے بار بار نظروں کے سامنے آپ کی واچ گھوم رہی ہے۔رانیہ میر جعفر کے نکلتے ہی بے صبری سے آنکھیں گول گول گھما کر بولی۔

زرتاج نے جھجکتے ہوئے اپنی نازک کلائی اس کے سامنے بڑھائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

واؤ۔۔۔۔۔بہت خوبصورت ہے۔جتنا سوچا تھا اس سے بھی زیادہ مگر۔مگر۔مگر۔آپ کے ہاتھوں سے زیادہ نہیں۔وہ کھلکھلا کر ہنسی۔زرتاج کا چہرہ شرم سے سرخ پڑ گیا۔

بس ، بس۔۔۔۔۔اب نظر مت لگا دینا۔ان کی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔حنین نے شرارت سے ٹوکا۔

ہونہہ۔۔۔۔میری نظر ویسی نہیں ہے۔اس نے ناک چڑھائی۔

نا بابا، کیسی بھی ہو لیکن تم میری دلہن کی زیادہ تعریفیں مت کرو۔پہلے ہی نازک سی ہے بے چاری ۔۔۔۔۔اسے کچھ ہو میں برداشت نہیں کر سکتا۔میر سجاول مصنوعی سنجیدگی سے بولا۔

سجاول بھائی آپ کو تو بس میری ٹانگ کھینچنے کا موقع چاہیئے۔وہ فوراً برا مان گئی۔

میر سائیں ! ابھی سے اتنا سر پر مت چڑھاؤ کے بعد میں اتارنا مشکل ہوجائے۔فائزہ بیگم بلآخر بول پڑیں۔

اماں ! کون کمبخت اتارنا چاہتا ہے ، میں تو چاہتا ہوں یہ زندگی بھر میرے سر پر یوں ہی سوار رہیں۔ اس نے محبت پاش نظروں سے زرتاج کو دیکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کرو چونچلے۔ہمیں کیا ، بعد میں خود ہی سر پکڑ کر روؤ گے۔وہ منہ بنا کر بولیں۔

اے لڑکی ! جاؤ،میرے روم سے بی بی کی چادر لے کر آؤ۔میر سجاول نے برتن سمیٹتی ملازمہ کو حکم دیا۔

کیوں ، یہ کہاں جارہی ہے ؟ فائزہ بیگم کو پھر مروڑ اٹھا۔

ڈاکٹر کے پاس لے جارہا ہوں ، بیگم صاحبہ کی طبیعت ناساز ہے۔میر سجاول دھیرے سے کھنکار تے ہوئے بولا۔

زرتاج نے چونک کر سر اٹھایا۔میر سجاول نے اسے آنکھوں ہی آنکھوں میں چپ رہنے کا اشارہ کیا ۔

کل تک تو ٹھیک تھی ، مجھے تو ابھی بھی ٹھیک ٹھاک لگ رہی ہے۔کیا ہوا ہے طبیعت کو ؟ فائزہ بیگم مشکوک ہوئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ٹمپریچر ہو گیا ہے ، شاید تھکن کی وجہ ہے۔ڈاکٹر چیک اپ کرکے میڈیسن لکھ دیگی تو آرام آجائے گا پھر شام کو ولیمہ بھی ہے ،ذیادہ بیمار نا ہوجائے۔وہ فکرمندی سے بولا۔فائزہ بیگم بیٹے کا منہ دیکھ کر رہ گئیں۔وہ ماں تھیں بیٹے کا جھوٹ سچ سب جانتی تھیں۔

”””””””””””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””””””””””

آپ نے جھوٹ کیوں بولا ، میں تو بلکل ٹھیک ہوں۔زرتاج فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہی بگڑ کر بولی۔

یار ! پورا دن تمھارے ساتھ گزارنا چاہتا تھا۔دیکھ رہی ہو ،گھر میں کتنا رش لگا ہوا ہے۔میں کیسے تمھیں اپنے ساتھ رکھوں۔دن میں تمھیں لے کر روم میں بھی نہیں رہ سکتا۔اس نے زرتاج کے شانے پر بازو پھیلا کر معنی خیز انداز میں بتایا۔

شام میں ولیمہ ہے۔۔۔۔۔۔میں سب کی موجودگی میں رات تک تمھیں دیکھنے کے لئے بھی ترس جاتا۔اس لئے بہانہ بنا کر لایا ہوں۔

فارم ہاؤس پر ہمیں ڈسٹرب کرنے والا کوئی نہیں ہو گا۔میر نے گہری نظروں سے زرتاج کو دیکھا۔

اچھا تھا ناں ، اس بہانے ہی سہی میں پورا دن آپ سے دور رہتی۔۔۔۔۔۔آپ کی موجودگی میرے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔زرتاج نے ونڈ اسکرین پر نظر جمائے صاف گوئی سے کہا۔

مگر اب تو زندگی بھر کا ساتھ ہے ، مجبوراً ہی سہی برداشت تو کرنا ہو گا۔

میر نے ہلکے پھلکے انداز میں کہتے ہوئے اس کا گال چھوا۔

دلبر سائیں ! پلیز ! تم چادر سے چہرہ کور کرلو۔

آپ کو اب بھی یہ سب مذاق لگ رہا ہے کیونکہ جو آپ کے دل نے کہا وہ آپ نے کیا۔۔۔۔۔۔ جو آپ نے چاہا ،وہ پا لیا مگر اللہ کا انصاف ابھی باقی ہے اور مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے وہ میرا انصاف ضرور کرے گا۔آپ ایک دن ضرور پچھتائیں گے۔زرتاج نے اس کا ہاتھ جھٹک کر آنکھوں میں اتری نمی کو پوروں پر سمیٹا۔

مجھے بد دعا دے رہی ہو۔۔؟ میر نے ایک جھٹکے سے بیچ سڑک پر گاڑی کو بریک لگایا۔

زرتاج نے چونک کر اس کی تیزی سے سرخ ہوتی آنکھوں میں دیکھا۔

بد دعا ہی سمجھ لیں۔آپ نے میرے ساتھ جو کیا ہے ، اس کے بعد صرف دل سے بدعا ہی نکل سکتی ہے۔وہ حد درجہ بے مروت ہو رہی تھی۔

میر نے اس کے جواب پر مکمل خاموشی اختیار کرلی اور گاڑی واپس حویلی کے راستے پر ڈال دی ۔حویلی کے پورچ میں پہنچ کر اس نے فرنٹ سیٹ کو ان لاک کیا۔زرتاج خاموشی سے اتر کر اندر کی طرف بڑھ گئی۔

”””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پراپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

عروش ! کیا کر رہی ہو ؟ رخسانہ دروازہ ناک کر کے اندر چلی آئیں۔

نماز پڑھ رہی تھی خالہ جان ، فری ہو کر نیچے آنے ہی والی تھی۔عروش نے بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کی۔

ارے بیٹا ، بیٹھی رہو۔میں تو یہ پوچھنے آئی تھی۔شام کو ہم سب ہی میر سجاول کے ریسپشن میں شرکت کے لئے جارہے ہیں ،ثمینہ بھی جائیگی ۔

جی ، امی نے مجھے بتایا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین اس کے لئے علیحدہ کارڈ دے گیا تھا۔تم بھی تیاری کر لو۔

ہم لوگ زرا جلدی جائیں گے۔رخسانہ بیگم اپنے پروگرام سے آگاہ کر رہی تھیں۔عروش چند ثانیے خاموش رہی پھر سنبھل کر بولی۔

خالہ جان ! میں بھی ضرور شرکت کرتی مگر میں اس کنڈیشن میں پارٹی اٹینڈ کرنا نہیں چاہتی۔پلیز ! آپ سب چلے جائیں ، میں پھر کبھی چلی جاؤں گی۔عروش نے بات بنانے کی کوشش کی۔اسے شاہ کی التجا یاد تھی۔

پگلی ! اس میں شرمانے والی کیابات ہے ، ہم سب ہی اس مراحل سے گزرے ہیں اور شادیاں بھی اٹینڈ کی ہیں۔تم بس تیاری کر لو۔

بیس برس بعد یہ موقع آیا ہے۔میری خواہش ہیں ہم سب شرکت کریں۔

شاہ کی وجہ سے میں نے دو فنکشنز اٹینڈ نہیں کئے کہ وہ کہیں دل میں خیال نا کرے مگر آج تو شرکت کرنا لازمی ہے ورنہ ان لوگوں کو محسوس ہو گا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

خالہ جان ! پلیز ! یہ میری ریکوئیسٹ سمجھ لیں ، مجھے نہیں جانا۔اس نے منت کی۔رخسانہ چند پل اسے دیکھتی رہیں پھر توقف سے بولیں۔

چلو ٹھیک ہے ، جیسی تمھاری مرضی۔کوئی زبردستی نہیں ہے مگر اس خاص موقع پت تم ساتھ چلتیں تو اپنے ننھیال کے سبھی رشتے داروں سے مل لیتیں۔۔۔۔۔۔وہ سب بھی تمھیں دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔سندس والے زخم کو آرام مل جاتا۔رخسانہ بیگم ہر حال میں اسے اپنے ساتھ لے جانا چاہتی تھیں اس لئے بولتی چلی گئیں۔

امی تو جارہی ہیں ناں ، میں پھر کبھی امی کے ساتھ چلی جاؤں گی تو سب سے مل لوں گی لیکن مجھے دیکھ کر ان کا کونسا زخم بھر جائے گا ؟عروش اس موضع پر مسلسل بے چین ہورہی تھی۔

خالہ جان ! سندس کون تھی ؟ عروش الجھ کر پوچھ رہی تھی۔

کچھ نہیں ، بس بے خیالی میں ناجانے کیا کہہ گئی۔میں جا کر تیاری کرتی ہوں۔تم آرام کرو۔وہ یکدم گھبرا کر کھڑی گئیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پلیز !خالہ جان!آپ کو بتانا ہو گا ، امی بھی ہمیشہ کچھ نا کچھ چھپاتی رہتیں ہیں۔آج آپ کو سب کچھ بتانا ہو گا ،دونوں خاندانوں کے درمیان دشمنی کی وجہ کیا تھی۔امی اپنے ہی گھروالوں سے اتنے عرصے تک کیوں نہیں ملتیں تھیں اور یہ سندس کون ہے۔۔۔۔۔؟

عروش کو آج موقع مل گیا تھا۔وہ رخسانہ بیگم کے سر ہونے لگی۔

دیکھو عروش ! یہ باتیں ہم پھر کبھی کریں گے ، ابھی تمھاری کنڈیشن ایسی نہیں کے تم اسٹریس لو۔ میرا وعدہ ہے ، میں صحیح وقت آنے پر تمھیں سب کچھ بتا دوں گی۔رخسانہ بیگم نے اسے ٹالنے کی کوشش کی۔

عروش بے بسی سے ان کی طرف دیکھتی رہ گئی۔رخسانہ بیگم فوراً سے پیشتر کمرے سے نکل گئیں۔

”””””””””””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””””””””””

وہ دن بھر سلگتا ہوا فارم ہاؤس پر تنہا بیٹھ کر ڈرنک کرتا رہا تھا۔پورا دن وہاں گزارنے کے بعد شام ڈھلے حویلی لوٹا مگر پھر بھی اندر نہیں آیا تھا۔مردانے میں ہی مہمانوں کے ساتھ بیٹھا رہا۔

بیوٹیشن زرتاج کو تیار کرنے کے بعد سامان سمیٹ رہی تھی۔اس کی ہیلپر تھک کر صوفے پر پاؤں پسارے بیٹھ گئی۔ تبھی میر سجاول بغیر دستک دیئے روم میں داخل ہوا۔اس نے ایک سخت نظر ان دونوں پر ڈال کر بیوٹیشن کو متوجہ کیا۔

محترمہ ! یہ سامان وغیرہ بعد میں سمیٹ لینا۔ڈنر کے بعد آپ کو کراچی بھجوا دیتا ہوں۔فی الحال آپ گیسٹ روم میں جا کر آرام کریں۔میر نے کھڑے کھڑے بیوٹیشن کو حکم دیا۔

اوکے سر۔وہ دونوں انتہائی جاذب نظر الٹرا ماڈرن لڑکیاں تھیں۔میر کے اکھڑ رویئے پر جزبز ہو کر فوراً سے پیشتر روم سے نکل گئیں۔

زرتاج ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی مضطرب سی اپنی چوڑیوں کو چھیڑ رہی تھی۔

گاڑی میں ہونے والے واقعے کی وجہ سے اسے میر سجاول کی موجودگی سے گھبراہٹ ہورہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ ٹی پنک کلر کی اسٹائیلش میکسی میں ملبوس تھی۔میچنگ جیولری اور اونچا سا ہیئر اسٹائل ، جس پر بہت اسٹائل سے دوپٹہ سیٹ کیا گیا تھا۔زرتاج کانچ کی گڑیا محسوس ہورہی تھی۔

میر صبح کی تلخی بھلائے ، اس کی طرف کھینچا چلا گیا۔اسے ایک بار پھر اپنی قسمت پر رشک آرہا تھا ۔زرتاج کی مکمل دلہن کے روپ میں اپنے

بیڈروم میں موجودگی نے اسے اندر تک سرشار کر دیا۔

وہ پورادن ایک بار بھی اس کے سامنے نہیں آیا تھا۔زرتاج کی متلاشی نظریں سارا دن میر کو ڈھونڈتی ہی رہیں مگر اس نے دوبارہ حویلی کے اندرونی حصے میں قدم نہیں رکھا تھا۔اب وہ آگیا تھا تو دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہورہی تھیں۔سانسوں کی رفتار تیز ہوگئی تھی۔

اب تو خوش ہو ناں۔۔۔۔۔پورا دن تم سے دور رہا ہوں ،میری موجودگی تمھارے لئے ناقابلِ برداشت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔میری غیر موجودگی نے یقیناً سکون فراہم کیا ہوگا۔وہ بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے ،دن بھر کی دوری کا غصہ اترنے کے لئے کٹیلے لہجے میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اتنا ہی میری خوشی کا خیال ہے تو مجھے طلاق دے دیں،تاکہ میں اپنی بقیہ زندگی بھی سکون سے گزار سکوں۔زرتاج کا لہجہ اس سے زیادہ کاٹ دار تھا۔

جتنی گالیاں مجھے دینی ہیں دو۔۔۔۔۔۔۔برا بھلا جو دل چاہے کہو مگر دوبارہ یہ لفظ اپنے منہ سے نکالا تو میں تمھاری زبان کھینچ لوں گا۔مجھے کچھ غلط کرنے پر مجبور مت کرو۔میر بھنا گیا۔

جو آپ کر چکے ہیں ، اس سے زیادہ کیا غلط ہو گا۔آپ نے تو غلط کی انتہا کر دی تھی۔وہ تلخی سے بولی۔

میر کا چہرہ سرخ ہو گیا،اس نے پلٹ کر ڈریسنگ ٹیبل کے شیشے میں پوری قوت سے ہاتھ مارا۔شیشہ بری طرح کریک ہو گیا۔چند ٹکڑے ٹوٹ کر زمین بوس ہو گئے۔زرتاج کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی۔

یہ کیا کر دیا آپ نے ، آپ پاگل ہو گئے ہیں۔دیکھیں کتنا خون نکل رہا ہے۔وہ میر کے ہاتھ سے خون کا فوارہ نکلتا دیکھ کر تڑپ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہاں میں پاگل ہو گیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔تم مجھے پاگل کر رہی ہو۔۔۔۔۔۔تمھاری بد دعائیں رنگ لا رہی ہیں۔وہ دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے بولا تبھی دروازے پر دستک ہونے لگی۔

آپ کے ہاتھ سے بہت خون بہہ رہا ہے۔زرتاج روہانسی ہو کر آگے بڑھی۔

مجھ سے دور رہو ،میرے پاس مت آنا۔مجھے تمھاری ہمدردی کی ضروت نہیں ہے۔میر سرد مہری سے بولا۔زرتاج لب کاٹنے لگی۔

وہ زخم پر دوسرا ہاتھ رکھے خون روکنے کی کوشش کر رہا تھا۔اس نے ہی جا کر دروازہ کھولا۔

میر ! صبح سے تم غائب تھے ، اب بھی تیار نہیں ہوئے ہو،آپ دونوں کتنا ٹائم لیں گے۔۔۔۔۔۔۔ پنڈال تقریباً مہمانوں سے فل ہوچکا ہے اور یہاں اب تک فوٹو سیشن بھی نہیں ہوا ہے۔فوٹو گرافرزبے چارے کب سے انتظار میں بیٹھے ہیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

روانی سے کہتے ہوئے میر سبطین کی نظر اس کے زخمی ہاتھ پر پڑی تو وہ شاکڈ رہ گیا۔

یہ کیا ہوا۔۔۔یہ چوٹ کیسے لگی ؟اس نے پریشان سے استفسار کیا۔

میر نے کوئی جواب نہیں دیا۔

چلو ،جلدی چلو میرے ساتھ۔تمھارا دماغ خراب ہوگیا ہے۔یہ وقت ہے یہ سب حرکتیں کرنے کا ۔میں نے سمجھایا بھی تھا جوش سے نہیں ہوش سے کام لو مگر مجال ہے تم پر کوئی اثر ہو جائے۔میر سبطین جھنجلاتے ہوئے اسے پکڑ کر حویلی کے بیک سائیڈ پر لے آیا۔اس نے موبائل نکال کر ڈرائیور کو کال کی۔

ڈرائیور گاڑی لے کر پہنچا تو میر سبطین اس کے ساتھ بیک سیٹ پر بیٹھ گیا۔جلدی سے قریب ہی کسی کلینک پر لے چلو۔

جی سرکار۔ڈرائیور نے گاڑی ریورس کی۔وہ بھی میر سجاول کا زخمی ہاتھ دیکھ چکا تھا۔

وہ سر جھکائے ڈاکٹر کو اسٹیچز لگاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

ڈاکٹر نے بینڈیج کرنے کے بعد گلوز اتارے اور میڈیسن لکھ کر پرچا میر سبطین کی جانب بڑھایا۔

میر سائیں ! میڈیسن لکھ دی ہیں ، زخم کافی گہرا ہے۔کچھ دن احتیاط کرنا ہوگی۔پراپر میڈیسن لیں گے تو جلد زخم بھر جائے گا۔ڈاکٹر صاحب ہدایات دے رہے تھے۔میر سجاول بیزاری سے اٹھ کر باہر نکلا اور گاڑی میں بیٹھ گیا۔

کتنا سمجھایا تھا ، پھراوور ری ایکٹ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔تم بھی عجیب انسان ہو۔میر سبطین اس کے برابر بیٹھتے ہوئے خفگی سے بولا۔

طعنے تشنے کی حد تک تو ٹھیک ہے مگر وہ شادی کے دوسرے ہی دن طلاق کی باتیں کر رہی ہے ،میرا دماغ خراب نہیں ہوگا۔میر نے اکھڑ لہجے میں کہا۔

وہ کہے گی ، ظاہر ہے اپنی فرسٹریشن کو کسی طرح تو نکالے گی۔تمھیں زک پہنچانے کے لئے یہی سب کچھ کرے گی مگر تمھیں صبر و تحمل سے کام لینا ہوگا۔میر سبطین نے اس کو سمجھانے کی کوشش کی۔

مجھے سب کچھ گوارہ ہے لیکن یہ طلاق والی بات اگر اس نے دوبارہ کی میں اس کو شوٹ کردوں گا اور خود کو بھی۔وہ بگڑ کر بولا۔

تمھیں سمجھانا جوئے شیر لانے کے برابر ہے۔اب جلدی سے تیار ہوکر نیچے آجاؤ۔وہ لوگ حویلی پہنچ چکے تھے۔

ہوں۔۔۔۔۔۔میر نے ہنکارہ بھرا اور گاڑی سے اتر کر تیزی سے اندر چلا گیا۔میر کو زرتاج کی فکر ستا رہی تھی جو اس کے جارہانہ رویئے پر خوفزدہ ہوگئی تھی۔

وہ روم میں پہنچا تو زرتاج صوفے پر سرجھکائے بیٹھی تھی۔اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔میر دھیرے قدموں سے چل کر اس کے پاس آیااور دو زانوں زمین پر بیٹھ گیا۔

آئم سوری ! مجھے معاف کر دو ،قسم سے بہت شدید غصہ آگیا تھا۔وہ شرمسار ہورہا تھا۔

زرتاج نے نم پلکیں اٹھا کر اس کی طرف دیکھاپھر چہرہ دوسری جانب موڑ لیا۔زرتاج نے خود کو کچھ بھی غلط کہنے سے روکنے کی حتی الامکان کوشش کی۔

پلیز ! جلدی سے موڈ ٹھیک کرو۔پرامس ،اب کبھی غصہ نہیں کروں گا۔

اس نے زرتاج کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لیا اور اس کے رخساروں پر پھسلتے آنسوؤں کو لبوں سے چن لیا۔زرتاج نے خفگی سے اسے دیکھا۔

مائے پرنسز! آپ نے تو آنسوؤں کی بارش میں میک اوور کا ستیا ناس کر دیا۔اس طرح روئی ہو جیسے میں مر گیا تھا۔میر اس کے پھیلتے ہوئے شیڈز پر افسوس کرتے ہوئے بولا۔زرتاج نے دہل کر اس کی طرف دیکھا۔

دلبر سائیں ! ایسے نا دیکھو ، کہیں پھر سے پیار نا ہو جائے۔میر شرارت سے اس کے چہرے پر جھکا ۔زرتاج نے گھبرا کر پلکیں جھکا لیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں اس الو کی پٹھی بیوٹیشن کو بلاتا ہوں ،میرے تیار ہونے تک وہ ٹچنگ کر دے گی۔اس نے عجلت میں کہہ کر کال ملائی۔

زرتاج تاسف سے اس کے خون آلود کپڑوں کو دیکھ رہی تھی۔

”””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””

وہ دونوں فوٹو سیشن کے بعد جب پنڈال میں پہنچے تو ان پر اٹھنے والی ہر ایک نگاہ ستائشی تھی۔ان دونوں کی جوڑی کمال لگ رہی تھی۔

ہر نگاہ میں حسرت اور رشک تھا۔

میر سجاول نےزرتاج کے ساتھ چلتے ہوئےاس کی کمر کے گرد بازو حمائل کیا ہوا تھا۔زرینہ اور دین محمد کے چہرے خوشی سے جگمگا رہے تھے جبکہ فائزہ بیگم کے لئے یہ منظر انتہائی ناگوار تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ دونوں ایک ساتھ چلتے ہوئے اسٹیج تک پہنچ گئے ، میر سجاول نے زرتاج کا ہاتھ تھام کر اسٹیج کا اسٹیپ چڑھنے میں مدد دی۔بلیک شلوار سوٹ پر فان کوٹ پہنے ،نفاست سے سیٹ کئے گئے سلکی بالوں میں اپنی جگر جگر کرتی آنکھوں سے میر سجاول اس کے خواب سجانے والی کئی خواہش مند دلوں کی دھڑکنوں کو منتشر کرگیا تھا۔

وسیع و عریض اسٹیج پر لوگوں کا ہجوم لگنے لگا مگر فوراً ہی فائزہ بیگم کی ہدایات پر وی آئی پی شخصیات کی بیگمات کے لئے اسٹیج پر سے سب کو ہٹا دیا گیا۔ایک کے بعد ایک سب نے دلہا دلہن کو مبارک باد دی اور تحائف دیئے۔ سبھی کے جملوں میں دونوں کے لئے تعریفی کلمات تھے۔

میر سجاول کی والہانہ نظریں گاہے بگاہے زرتاج کے چہرے کا طواف کر رہیں تھیں۔

دلبر سائیں ! میرے معصوم دل پر سادگی میں اتنا ستم ڈھاتی تھیں ، یہ جلوے تو اس پر بجلیاں گرا رہے ہیں۔میر نے زرتاج کے بے حد قریب سرگوشی کی۔زرتاج نے گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا۔

کل رات تو میرا انتظار نہیں کیا تھا اور پہلی غلطی سمجھ کر میں نے معاف بھی کر دیا تھا مگر دوبارہ معافی نہیں ملے گی۔اس نے پھر شرارت سے گمبھیر سرگوشی کی۔زرتاج کی پلکیں لرزنے لگیں۔

میر سائیں ! تمھارے ہاتھ کو کیا ہوا ، چوٹ کب لگی۔انٹری کے وقت ہی انہوں نے میر کا ہاتھ دیکھ لیا تھا۔اسٹیج پر پہنچ کر فکرمندی سے استفسار کیا۔رانیہ بھی ان کے پیچھے حیران پریشان کھڑی تھی۔

آپ کی بہو نے منہ دکھائی کا تحفہ دیا ہے ، اس کا بھی تو حق بنتا تھا ناں۔میر مسکراہٹ دبا کر بولا۔

حد ہوگئی ، ماں کو کتنا ستاؤگے۔اس کے پیچھے خود تو پاگل ہورہے ہو۔۔۔۔۔۔ساتھ ہمیں بھی کر رہے ہو۔فائزہ بیگم نے شعلہ بار نگاہوں سے زرتاج کو گھورا۔

خیر ہے ، اماں۔معمولی زخم ہے۔صبح تک ٹھیک ہوجائے گا۔آپ پریشان مت ہوں۔میں جینٹس کی طرف جارہا ہوں۔وہ لاپرواہی سے بولا۔

رانیہ ! تم میری دلبر کا خیال رکھنا۔اس نے رانیہ کو تنبیہہ کی۔

اوکے بھائی۔رانیہ اس کی فکر مندی پر بے ساختہ ہنس پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہونہہ۔۔۔۔میر کی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی دیوانگی پر فائزہ بیگم کی جان جل گئی۔

مجھے واپسی میں دیر ہوجائے گی لیکن پورا یقین ہے ، تم آج میرا انتظار ضرور کروگی۔میر سجاول نے براہ راست کہا۔

میر سجاول کی التجا آمیز فرمائش پر زتاج کی ہتھیلیاں تر ہونے لگیں۔

وہ دلکش مسکراہٹ اچھالتا اسٹیج سے اتر کر جینٹس سائیڈ پر چلا گیا۔

”””””””””””””””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””””””””””””””

پنڈال کے سامنے کھڑی رخسانہ بیگم اور ثمینہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔ماضی کے کئی خوشگوار اور تلخ منظر ایک ساتھ نظروں میں گھوم گئے۔صفدر شاہ انہیں انٹرنیس پر چھوڑ لر خود جینٹس پورشن کی طرف بڑھ گئے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ دونوں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتیں پنڈال میں داخل ہوگئیں۔مہمانوں کی طرح چیئر سنبھالنے کی بجائے ان کا رخ اسٹیج کی جانب تھا۔

وہ جیسے ہی اسٹیج کے نزدیک پہنچیں،فائزہ بیگم کی نظران دونوں پر پڑی۔

اپنے مزاج کے خلاف فائزہ طویل عرصے بعد انہیں دیکھ کر والہانہ ان کی طرف لپکیں۔

رخسانہ ! ثمینہ ! کیسی ہو،بیس سال بعد مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔

فائزہ بیگم خوشگوار حیرت سے ان کے گلے ملیں۔

فائزہ ! تم ابھی بھی اتنی ہی خوبصورت ہو ، مجھے تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا ،ہم بیس سال بعد مل رہے ہیں۔ثمینہ بیگم کا انداز ستائشی تھا۔

بس زرا سی موٹی ہوگئی ہوں۔فائزہ بیگم ہنس پڑیں۔

اتنا تو چلتا ہے ، خیر سے بیٹا شادی شدہ ہوگیا ہے۔رخسانہ بیگم نے حصہ لیا۔

آجائیں ، بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔فائزہ انہیں اسپیشل گیسٹس کے لئے بطورِ خاص سیٹ کئے گئے حصے کی طرف بڑھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زینب نہیں آئی ، اس کو بھی لے آتیں۔فائزہ بیگم نے صوفہ سنبھالتے ہی زینب کے بارے میں پوچھا۔

وہ کہیں نہیں جاتی ، وجہ تو تم جانتی ہی ہو۔رخسانہ دھیمے لہجے میں بولیں۔

تم لوگوں نے دوبارہ اس کی شادی کی کوشش کیوں نہیں کی۔

تمھیں کیا لگتا ہے ، ہم نے کوشش نہیں کی ہو گی۔معظم شاہ کے بابا نے بہت کوشش کی تھی ، کئی رشتے بھی آئے مگر وہ مانی ہی نہیں۔رخسانہ بیگم نے افسردگی سے کہا۔

وہ بے وقوف ہے ، نکاح ہی تو تھا۔۔۔۔چاہتی تو دوبارہ گھر بسا کر نئی زندگی کا آغاز کر لیتی خواہ مخواہ روگ لگا کر بیٹھی ہے۔فائزہ بیگم تاسف سے بولیں اور سامنے کھڑی رانی کو سر کے اشارے سے اپنے پاس بلایا۔

رخسانہ ! یہ رانیہ ہے ، غضنفر بھائی کی بیٹی۔رانیہ نے دونوں کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

ماشااللہ ، بہت پیاری ہے۔ادھر بیٹھو بیٹا ، میرے پاس۔رخسانہ نے پر شوق نظروں سے اس کا جائزہ لیا۔رانیہ ان کے برابر میں بیٹھ گئی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بلکل اپنی ماں جیسی ہے۔اللہ اس کے نصیب اچھے کرے۔رخسانہ بیگم اسے تصور کی آنکھ سے مکتوم شاہ کے برابر کھڑا دیکھ رہیں تھیں۔

رانیہ ! یہ شاپور سے آئی ہیں ، صفدر شاہ کی بیگم ہیں۔فائزہ بیگم نے اس کا تعارف کروایا۔

مکتوم شاہ کی والدہ۔رانیہ نے چونک کے ان کی طرف دیکھا۔

اسے گریس فل رخسانہ بہت اچھی لگیں۔رانیہ کو ان کے لمس میں ممتا کا بھرپور احساس ہوا۔

میں نے سنا ہے ، تم نے معظم شاہ کی شادی سندس کی بیٹی سے کی ہے۔فائزہ بیگم کا انداز سرسری مگر تجسس سے بھرپور تھا۔

ہاں ، وہ میرے لئے سندس کی بیٹی نہیں ، میری بہن کی بیٹی ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ معظم شاہ کی پسند بھی۔رخسانہ بیگم بولیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ویسے بڑی بات ہے ثمینہ ، تم نے بھی مثال قائم کردی دیور کی اولاد کو سگی اولاد کی طرح دل سے لگا کے رکھا۔فائزہ بیگم مزید بولیں۔

میں نے کبھی اسے دیور کی اولاد سمجھا ہی نہیں ، تیمور بھی میرے لئے میری اولاد جیسا ہی تھا تو اس کی بیٹی مجھے کیوں نا عزیز از جان ہوتی۔

ثمینہ بیگم دھیرے سے نم ہوتے لہجے میں بولیں۔

فائزہ بیگم ہنکارہ بھر کر رہ گئیں۔

”””””””

یااللہ ! کیسے گزرے گی زندگی۔میرا رویہ ان کے ساتھ پہلے جیسا ہو نہیں سکتا اور بے رخی ان سے برداشت نہیں ہورہی۔ان کی تکلیف سے مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے،میں جاؤں توکہاں جاؤں۔اس نے بے بسی سے سوچا۔

وہ نیند سے بوجھل آنکھوں سے چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔صبح کے پانچ بجے تھے۔میر اب تک نہیں لوٹا تھا مگر وہ لاشعوری طور پر اب تک اس کا انتظار کر رہی تھی۔

آج کے دن میں رونما ہونے والے دونوں ناخوشگوار واقعوں کو سوچ سوچ کر اس کی جان ہلکان ہوگئی تھی تبھی میر سجاول آہستگی سے دروازہ کھول کر اندر آگیا۔

چلو بیٹھ کر نا سہی ، لیٹ کر ہی سہی۔۔۔۔۔بیگم صاحبہ نے ہمارا انتظار تو کیا۔میر نے روم میں قدم رکھتے ہی بھرپور قہقہہ لگایا۔

دلبر سائیں ! اب تک جاگ کر آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔وہ دونوں ہاتھ دائیں بائیں تکیے پر جما کر جھکا ہوا تھا۔اس کی گرم سانسوں سے زرتاج کا چہرہ جھلسنے لگا۔

میر کی سانسوں سے اٹھتی کڑوی ناگوار بو پر زرتاج نے اپنے دونوں ہاتھوں کو ناک پر جمایا۔ زہریلی بو میر سجاول کے مخصوص پرفیوم کی دلفریب خوشبو پر حاوی ہورہی تھی۔

جو دل کے قریب ہوں ، بے حد عزیز ہوں ،ان کی برائیاں بھی چاہنے والوں کی نظروں میں اچھائیاں بن جاتی ہیں۔میر نے اس کی ناگواری سے منہ پہ ہاتھ رکھنے پر چوٹ کی۔

میر صاحب ! اب تو نا آپ عزیز ہیں نا آپکی برائیاں اس لئے مجھ سے امیدیں وابستہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔میں وہ پرانی زرتاج نہیں جو آپ کی برائیوں کو بھی خندہ پیشانی سے قبول کر لیتی تھی۔ناپسندیدہ ہونے کے باوجود بھی آپ کے گندے شوق کو دل سے لگایا ہوا تھا۔زرتاج تنک کر بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب مجھے قبول کرلیا ہے تو میری برائیوں کو بھی قبول کرو ، منہ کیوں بنا رہی ہو ؟ میر اس کے برابر میں لیٹتے ہوئے بولا۔وہ کہنی تکیے پر ٹکائے ہتھیلی پر سر رکھ کر زرتاج کے ناگوار تاثرات دلچسپی سے بغور دیکھ رہا تھا۔

آپ کو قبول کرنا میری مجبوری تھی ، آپ کی برائیاں قبول کرنا میری مجبوریوں میں شامل نہیں۔ اب آپ فوراً مجھ سے دور ہوجائیں ورنہ میں اس کمرے سے چلی جاؤں گی۔زرتاج نے دو ٹوک کہا ۔

اور میں تمھیں جانے دوں گا۔میر کا قہقہہ برجستہ تھا۔

زرتاج چند لمحے کے توقف کے بعد ایک ہی جست میں پلٹ کر بیڈ سے اتر گئی۔میر سجاول حیران ہوتا ہوا بیڈ سے اترا مگر بری طرح لڑکھڑا گیا۔اس پر مدہوشی طاری ہو رہی تھی اور زرتاج کا گریز اسے شدید جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔وہ غصے کو کنٹرول کرتا ہوا آگے بڑھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج گھبرائی ہوئی کھڑی تھی مگر آج وہ میر کو موقع نہیں دینا چاہتی تھی اس لئے میر کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر ڈریسنگ روم کی طرف دوڑ لگائی۔

میر نے اس کا ارادہ بھانپ لیا ، وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا پھرتی سے اس تک پہنچا اور جھٹکے سے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی طرف موڑ لیا۔

جب میرا کوئی شرعی حق نہیں تھا، تب بھی مجھے کوئی روک نہیں سکا تھا۔اب تو تم میری جائز اور قانونی بیوی ہو، مر کے بھی تمھیں دور رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔اسپیشلی اپنے ولیمے کی رات ۔۔۔۔امپاسبل میری دلبر۔اس نے سنجیدگی سے کہتے ہوئے زرتاج کی دونوں کلائیاں موڑ کر پشت سے لگائیں پھراس کے ہونٹوں پر استحقاق سے بھرپور مہر ثبت کی۔

میر سجاول اسے بازوؤں میں بھر کر بیڈ تک لایا۔وہ دلفریب مسکراہٹ کے ساتھ زرتاج کے بگڑتے تاثرات دیکھ رہا تھا۔میر نے اسے احتیاط سے بیڈ پر لٹا دیا۔

نکاح سے لے کر چوبیس گھنٹوں کے درمیان تم نے میرے صبر کا اس قدر امتحان لیا ہے، تمھاری جگہ کوئی اور ہوتی تو اب تک اسے موت کے گھاٹ اتار چکا ہوتا۔وہ بے بسی سے غرایا۔

موت کے گھاٹ اتارنے کی ہمت نہیں ہے تو اپنی زندگی سے نکال کر باہر پھینک دیں۔وہ ترکی بہ ترکی بولی۔وہ اٹک لڑائی لے رہی تھی کہ کسی طرح میر سجاول کو باز رکھے۔

ایسی کی تیسی باہر پھینکتا ہوں۔اس نے مخمور لہجے میں کہتے ہوئے زرتاج کو اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔

“”””””””””””””””””❤□”””””””””””””””””

خیریت ،اتنی صبح کیسے آنا ہوا۔کیا رات کوئی مسئلہ ہوا تھا ؟ میر جعفر ڈرائینگ روم میں قدم رکھتے ہوئے بولے۔

ملازم نے صفدر شاہ کی آمد کے متعلق پیغام دیا تو وہ جو صبح کا اخبار تھامے چائے سے لطف اندوز ہورہے تھے ، بوکھلا کر ڈرائینگ روم تک پہنچے۔

ایسی کوئی بات نہیں ہے ، میر غضنفر سے ضروری بات کر نی تھی۔۔۔۔سوچا ان کی شہر روانگی سے پہلے ملاقات کر لی جائے۔رات میر سبطین نے ذکر کیا تھا کہ وہ لوگ آج ہی شہر واپس چلے جائیں گے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جی ، وہ بزنس کے سلسلے میں جارہے ہیں۔ہم نے تو بہت کہا کچھ دن مزید رک جائیں مگر رانیہ بیٹی کی پڑھائی کا بھی حرج ہورہا ہے۔میر جعفر نے ملازم کو اشارے سے میر غضنفر کو بلوانے کے لئے بھیجا۔

بس یہی سوچ کر میں صبح ہوتے ہی چلا آیا کہ جو بات میں کرنے آیا ہوں ، حویلی میں ہی سب کی موجودگی میں کی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔صفدر شاہ پرسوچ نظریں سینٹرل ٹیبل پر مرکوز کرتے ہوئے بولے۔

میر جعفر ان کے سنجیدہ چہرے کو کھوج رہے تھے کہ آخر ایسی بھی کیا بات ہے جو صفدر شاہ بغیر اطلاع کئے صبح سویرے ہی چلے آئے۔

چند لمحے گزرنے کے بعد میر سبطین اور میر غضنفر ڈرائینگ روم میں داخل ہوئے۔

صفدر شاہ نے فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کر ان سے مصافحہ کیا۔میر سبطین لمحے میں ان کی آمد کے مقصد سے با خبر ہو گیا تھا۔اس کے چہرے پر جاندار مسکراہٹ ابھری۔

صفدر ! کہو کیسے آنا ہوا ، سب خیریت ہے ناں۔۔۔؟ میر غضنفر نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے ہوئے استفسار کیا۔

میر غضنفر ! آج میں تم سے کچھ مانگنے آیا ہوں۔مجھے پوری امید ہے تم انکار نہیں کروگے مگر پھر بھی فیصلے کا پورا اختیار تمھارے پاس ہے۔

صفدر شاہ نے تہمید باندھی۔

تم بولو ، میں سن رہا ہوں۔جو بھی تم مانگو گے اگر میرے بس میں ہوا تو ضرور دوں گا۔میر غضنفر صاف گوئی سے بولے۔

میں اپنے بیٹے مکتوم شاہ کے لئے رانیہ بیٹی کا ہاتھ مانگنے آیا ہوں۔یہ میری ہی نہیں رخسانہ کی بھی خواہش ہے۔

دراصل کل رخسانہ نے رانیہ بیٹی کو دیکھا تو وہ انہیں بہت پسند آئی۔وہ کہہ رہیں تھیں بہت پیاری بچی ہے۔میں جلد از جلد آپ لوگوں سے بات کروں۔صفدر شاہ نے مدعا بیان کیا۔

میر غضنفر اور میر جعفر ان کی غیر متوقع بات پر ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے جبکہ میر سبطین مطمئین تھا۔

وہ دراصل بات یہ ہے کہ ابھی ہم نے رانیہ کی شادی کے بارے میں سوچا نہیں ہے اور اس کی تعلیم کا سلسلہ بھی ابھی جاری ہے۔

ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے۔آپ لوگ سوچ سمجھ لیں۔آپس میں مشورہ کرلیں پھر جواب دیں۔

پڑھائی کا تو یہ ہے کہ وہ شادی کے بعد بھی جاری رکھی جائے تو ہمیں

کوئی اعتراض نہیں ہے اور یقیناً مکتوم شاہ کو بھی نہیں ہو گا۔وہ مختلف سوچ کا انسان ہے۔صفدر شاہ بولے۔

ٹھیک ہے ، ہم سوچ لیں۔رانیہ کی رضامندی بھی ضروری ہےمشاورت کے بعد ہی پھر تمھیں کوئی جواب دے سکیں گے۔میر غضنفر کو رانیہ کے لئے مکتوم شاہ کا رشتہ ہر لحاظ سے موزوں لگا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ٹیک یور ٹائم۔کوئی جلدی نہیں ہے۔صفدر شاہ خوشگواری سے بولے۔

اب میں چلتا ہوں ، مجھے اسلام آباد کے لئے نکلنا ہے۔انشاءاللہ بہت جلد دوبارہ ملاقات ہو گی۔صفدر شاہ چائے کا کپ رکھ کر عجلت میں بولے۔

یار ! ناشتہ تو کر کے جاؤ۔سب کچھ تیار ہے ، دو منٹ میں لگواتا ہوں۔میر غضنفر نے ملازم کو اشارہ کیا۔

ابھی وقت کم ہے اگلی بار سہی۔صفدر شاہ نے سہولت سے انکار کیا۔

میر جعفر اور میر سبطین انہیں گاڑی تک چھوڑنے گئے تھے۔

ڈیڈی ! کیا سوچ رہے ہیں ؟ میر سبطین واپس لوٹا تو میر غضنفر کو ڈائینگ روم میں سوچ میں ڈوبا ہوا پایا۔

یہی کہ رانیہ کے لئے مکتوم شاہ کا رشتہ بلکل مناسب ہے مگر دل ڈر رہا ہے۔میر غضنفر پرسوچ لہجے میں بولے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ڈر کس بات کا ہے ، اب سب کچھ سورٹ آؤٹ ہوچکا ہے۔میں مکتوم شاہ کو پرسنلی جانتا ہوں۔وہ بہت اچھا انسان ہے۔رانیہ اس کے ساتھ خوش رہے گی۔میر سبطین نے چیئر سنبھالی۔

میر سبطین ! ان کا ڈر سہی ہے۔یہ ان لوگوں کی کوئی چال ہے۔معظم شاہ کتنا ٹیڑھا انسان ہے ، میں اس کی نس نس سے واقف ہوں۔سب جانتا ہوں۔وہ اتنی جلدی سدھرنے والا نہیں۔اپنی شکست کا بدلا وہ ضرور لے گا۔

اس بار اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے وہ یہ پینترا کھیل رہا ہے۔ہماری کمزوری ہاتھ کرنا چاہتا ہے مگر میں اسے اس کوشش میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔میر سجاول مشتعل ہو کر بلند آواز میں بولا۔

وہ بھی ناشتے کے لئے زرتاج کا ہاتھ تھامے ڈائینگ روم میں پہنچا تھا۔اس نے دروازے پر رک کر ان کی باتیں سن لیں تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سبطین ! ان کا ڈر سہی ہے۔یہ ان لوگوں کی کوئی چال ہے۔معظم شاہ کتنا ٹیڑھا انسان ہے ، میں اس کی نس نس سے واقف ہوں۔سب جانتا ہوں۔وہ اتنی جلدی سدھرنے والا نہیں۔اپنی شکست کا بدلا وہ ضرور لے گا۔

اس بار اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے وہ یہ پینترا کھیل رہا ہے۔ہماری کمزوری ہاتھ کرنا چاہتا ہے مگر میں اسے اس کوشش میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔میر سجاول مشتعل ہو کر بلند آواز میں بولا۔

وہ بھی ناشتے کے لئے زرتاج کا ہاتھ تھامے ڈائینگ روم میں پہنچا تھا۔اس نے دروازے پر رک کر ان کی باتیں سن لیں تھیں۔

میر غضنفر ، میر جعفر اور میر سبطین تینوں ایک ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

ایسا کچھ بھی نہیں ہے ، یہ محض تمھارا وہم ہے ورنہ ہمیں صفدر شاہ کے خلوص میں زرا سے بھی کھوٹ کا شائبہ محسوس ہوتا تو میں خود اس رشتے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا مگر وہ اب وہی بیس سال پرانے مخلص اور کھرے صفدر شاہ ہیں۔میر غضنفر نے تحمل سے جواب دیا۔

دشمن کوئی بھی روپ دھار لے ، وہ دشمن ہی رہتا ہے۔اسے پہچاننے والی نظر کی ضرورت ہوتی ہے اور آپ لوگوں کی آنکھوں پر دوستانے کی پٹی بندھ گئی ہے۔میر سجاول ترکی بہ ترکی بولا۔

اس نے چیئر گھسیٹ کر زرتاج کو بٹھایا اور خود اس کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گیا۔

میر سجاول ! تم بس اپنا ہی دماغ نا چلایا کرو کبھی دوسروں کی بات بھی سننے سمجھنے کی کوشش کیا کرو ۔ابھی ہمارے بڑے موجود ہیں اورانہوں نے ہم سے ذیادہ دنیا دیکھی ہے۔لوگوں کے رویے اور ان کو پرکھنے کی سمجھ بوجھ ان میں ہم سے ذیادہ ہے ۔بالآخر میر سبطین بول پڑا۔

پلیز ! تم تو بات ہی مت کرو ، ان لوگوں کو گھر تک لانے والے تم ہی ہو ورنہ یہ قصہ ہمیشہ کے لئے ختم ہوچکا تھا۔تم نے ان سے راہِ وراسم بڑھائے تو آج ان کی اتنی جرأت ہوگئی کہ وہ منہ اٹھاکر ہمارے گھر رشتہ مانگنے چلے آئے۔میر سجاول بل کھارہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیا آپ لوگ یہ بھی بھول چکے ہیں کہ صفدر شاہ نے سندس پھپھو کی دوسری بیٹی کو اغوا کر لیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ کیا کیا ،کیا نہیں کیا ، آج وہ کہاں ہے کس حال میں ہے کوئی نہیں جانتا ۔بس آپ لوگوں کو دوستیاں نبھانے کی پڑی ہے۔میر سجاول نے یہ ذکر نکال کر سب کہ منہ بند کردیئے۔

کس کے رشتے کی بات چل رہی ہے ،ہمیں بھی تو پتا چلے۔فائزہ بیگم بھی وہاں پہنچ چکی تھیں ، اس ذکر پر ان کا دل بہت زور سے دھڑکا۔بحث کا کچھ حصہ تو ان کے کان پڑ چکا تھا مگر سندس کی بیٹی کہ ذکر پر فوراً سے پیشتر اندر آگئیں۔وہ قصداً انجان بنی پوچھ رہی تھیں۔

صفدر شاہ صاحب رانیہ کے لئے اپنے صاحب زادے کا رشتہ لے کر آئے تھے۔وہ زہر خند لہجے میں بولا۔

اوہو،،،تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی۔فائزہ بیگم بے خیالی میں کہہ گئیں۔

کیا مطلب۔۔۔۔۔تمھاری اس بات کا کیا مطلب ہے ؟ میر غضنفر نے بھنویں چڑھائیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کچھ نہیں ، میں نے تو بس ایک بات کہی تھی۔فائزہ بیگم گڑبڑا کر بولیں۔

میر سجاول تمھاری بات بھی درست ہے اور میں اس متعلق ضرور صفدر شاہ سے ضرور بات کروں گا مگرصفدر شاہ کی نیت میں زرا سا بھی کھوٹ ہوتا تو وہ ہر گز بھی تعلقات استوار کرنے کی کوشش

نہیں کرتے ،شادی میں شرکت کرنے کے بہانے ہی سہی انہوں نے پہل کی ہے۔۔۔۔۔۔۔اس لئے مکتوم شاہ کے رشتے پر غور کیا جا سکتا ہے۔اس میں کوئی برائی نہیں۔میر جعفر مدبرانہ بولے۔

پہل انہوں نے نہیں ، پہل ہمارے صلح جو بھائی نے کی ہے۔پہل اس طرف سے ہوئی ہے ، انویٹیشن کے بہانے۔وہ بھڑک اٹھا۔

جس نے بھی کی ہو ، کم از کم کچھ اچھا کرنے کی کوشش کی ہے ، اس سے پورے گاؤں کا فائدہ ہی ہو گا۔دشمنی سے سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں ہورہا تھا۔خواہ وہ ہمارا نقصان ہو یا ان کا ، گاؤں والے ہی سب سے زیادہ پس رہے تھے۔میر سبطین چڑ کر بولا۔

جو کچھ بھی ہو جائے۔۔۔۔میں رانیہ کی شادی اس خاندان میں ہر گز نہیں ہونے دوں گا اوراگر آپ لوگوں نے یہ کوشش کی اور ان سے دوبارہ رشتہ جوڑنے کے بارے میں سوچا تو میرا رشتہ آپ سب سے ٹوٹ جائے گا۔وہ حتمی انداز میں بولا۔

نہیں ، نہیں۔میر سائیں ، ایسی باتیں منہ سے مت نکالو۔

ارے میں کہتی ہوں لعنت بھیجیں آپ لوگ اس رشتے پر ، بھلا ہماری رانیہ کے لئے رشتوں کی کوئی کمی ہے۔ایک سے بڑھ کر ایک رشتہ مل جائے گا بلکہ وہ جو ایم۔پی۔اے قاسم کی بیگم ہیں ، انہوں نے کل رات خود ڈھکے چھپے لفظوں میں مجھ سے رانیہ کے لئے بات کی ہے۔فائزہ بیگم میر سجاول سے خائف ہوگئیں تھیں۔

میر سجاول کے حتمی انداز پر تقریباً سبھی نے چپ سادھ لی تھی۔سب ہی گھروالے اس کی فیصلہ کن طبیعت سے واقف تھے۔وہ جو بات ایک بار منہ سے نکال دیتا پھر ایک انچ بھی اس سے پیچھے نہیں ہٹتا تھا۔یہ عادت اس کی بچپن سے رہی تھی اور یہی بات میر سبطین کو پریشانی میں مبتلا کر رہی تھی ۔

اسے میر سجاول کو اس رشتے کے لئے راضی کرنا ناممکن لگ رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اور رانیہ کے لئے مکتوم شاہ سے بہتر کوئی رشتہ اس کی نظر میں نہیں تھا،وہ ان دونوں کی نظروں میں ایک دوسرے کے لئے پسندیدگی بھی دیکھ چکا تھا۔

کچن میں کھڑی رانیہ بوجھل قدموں سے کچن سے نکل گئی ، سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس کی آنکھوں میں بے حد جلن تھی۔

وہ امڈتے آنسوؤں کو پلکیں جھپک جھپک کر اندر اتارنے کی کوشش کر رہی تھی۔

“”””””””

پلیز ! مجھے پیکنگ کر نے دیں۔وہ میر سجاول کی بڑھتی ہوئی جسارتوں پر گھبرا کر بولی۔

کیا کہا تم نے ؟ رانیہ بی بی۔تم اس کے باپ کی نوکر ہو جو اسے بی بی کہہ رہی ہو۔زری ! تمھارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔"بی بی " کہنے پر میر سجاول کا دماغ گھوم گیا۔اس نے ایک جھٹکے سے زرتاج کو الگ کیا۔

تم بیوی ہو میری ، میں تمھیں رانی بنا کر لایا ہوں اور تم ہو کہ نوکرانی بننے پر تلی ہوئی ہو۔خبردار جو اب تم نے کسی کو بھی بی بی کہہ کر پکارہ۔ٹانگیں توڑ دوں گا۔وہ ڈپٹ کر بولا۔

دلبرسائیں!اگر تمھیں ہی اپنی حیثیت کا اندازہ نہیں ہو گا تو کوئی اور کیونکر تمھارے وجود کی اہمیت کو تسلیم کرے گا۔میں ہر وقت تمھارے ساتھ گھر میں نہیں رہوں گا ، میرے پیچھے کوئی تمھیں ڈس ریسپیکٹ کرے گا تو مجھے کیسے پتا چلے گا۔

اس کے لئے تمھیں خود کو اسٹرانگ کرنا ہوگا تاکہ کوئی بھی تمھیں کم تر سمجھ کر تمھاری توہین نا کرے۔وہ کوئی ملازمہ ہو یا پھر میری ماں ہی کیوں نا ہو۔تمھیں سب کو اپنی پوزیشن کا احساس خود دلانا ہوگا۔جو اب اس حویلی کے باقی افراد سے کم نہیں بلکہ ان کے بلکل برابر ہے۔

میر سجاول نے دھیمے لہجے میں سمجھاتے ہوئے اس کے بالوں کو کیچر سے آزاد کر دیا۔

زرتاج کی ریشمی دراز زلفیں کھل کر اس کی پوری کمر پر بکھر گئیں۔میر سجاول مسحور ہوگیا۔

وہ مجھے آپ کے کپڑوں کی سمجھ نہیں آرہی،آپ دیکھ لیں کیا رکھنا ہے۔

زرتاج اپنا آنچل سنبھالتی بیڈ سے اٹھ گئی۔

وہ بھی دیکھ لوں گا ، پہلے تمھیں تو دیکھ لوں۔ادھر آؤ، قریب سے دیکھوں۔تمھیں بتایا تھا ناں میری دور کی نظر کمزور ہے۔وہ دوبارہ زرتاج کا ہاتھ پکڑ کر اسے خود پر گراتا ہوا گنبھیر آواز میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہیلو، اماں۔کیسی ہیں۔۔۔؟ ائیر پیس میں مکتوم شاہ کی آواز گونجی۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

میں ٹھیک ہوں۔تم کیسے ہو ، شاہ کیسا ہے۔۔۔؟رخسانہ بیگم بے تابی سے بولیں۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔معظم شاہ بھی ٹھیک ہے۔یہیں میرے پاس ہے۔چیک اپ کروالئے ہیں۔ڈاکٹرز نے رپورٹس کروائی ہیں ، وہ آجائیں اس کے بعد ہی سرجری کی ڈیٹ ملے گی۔مکتوم شاہ نے تفصیلی جواب دیا۔

گھبرانے والی تو کوئی بات نہیں ہے ناں۔۔۔؟ رخسانہ بیگم نے فکرمندی سے پوچھا۔

بلکل بھی نہیں۔آپ تسلی رکھیں۔یہاں کے ڈاکٹرز شیور ہیں کہ سرجری کامیاب ہوگی۔وہ پراعتماد تھا۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو۔رخسانہ قدرے مطمئین ہوگئیں۔

آپ سنائیں گھر میں سب خیریت ہے۔۔۔۔۔بھابھی کیسی ہیں ؟

اس کی طبیعت زرا اوپر نیچے رہتی ہے ، ویسے ٹھیک ہے۔ہم سب اس کا بہت خیال رکھتے ہیں۔

آپ میر سجاول کی شادی میں گئی تھیں ؟ مکتوم شاہ نے استفسار کیا۔

میں ، تمھارے بابا اور ثمینہ گئے تھے۔زینب اور عروش گھر پر ہی تھیں۔

اچھا ، کیسی رہی شادی ؟ مکتوم شاہ بولا۔

سب کچھ خیریت سے ہوگیااور میرے پاس تمھارے لئے ایک خوشخبری بھی ہے۔رخسانہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔

رئیلی ! کیا خوشخبری ہے۔۔۔؟ مکتوم شاہ کو تجسس ہوا۔

تمھارے بابا بڑی حویلی تمھارا رشتہ لے کر گئے تھے۔رخسانہ بیگم نے خوشی سے بتایا۔

اچھا پھراس طرف سے کیا جواب ملا ؟ مکتوم شاہ نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

ابھی انہوں نے جواب تو کوئی نہیں دیا ، سوچنے کے لئے وقت مانگا ہے مگر مجھے یقین ہے ، جواب ہاں میں ہی ہو گا۔وہ مضبوط لہجے میں بولیں۔

کچھ کہہ نہیں سکتے کیونکہ میر سجاول کے تیور ابھی بھی وہی ہیں۔مکتوم شاہ مایوسی سے بولا۔

نیت اچھی ہو تو ٹیڑھے کام بھی سیدھے ہوجاتے ہیں۔انہوں نے تسلی دی۔

تم ابھی اس بات کا ذکر شاہ سے مت کرنا ، ہوسکتا ہے اسے برا لگے۔

انہوں نے تاکید کی۔

اسے برا نہیں لگے گا۔مکتوم شاہ دھیرے سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ کیوں۔۔۔؟ رخسانہ بیگم کے لہجے میں حیرت تھی۔

کل اس نے خود مجھ سے اس ٹاپک پر بات کی تھی۔اسے میری رانیہ سے شادی پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔مکتوم شاہ نے ان کی حیرانگی دور کی۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے ورنہ مجھے تو دھڑکا لگا ہوا تھا کہ شاہ ضرور ہنگامہ کرے گا۔ وہ یکدم پرسکون ہو گئیں۔

ہمم۔اماں ! کل کال کروں گا۔میں زرا ڈنر کا انتظام کر لوں۔

ٹھیک ہے ، تم دونوں اپنا خیال رکھنا۔اللہ حافظ۔رخسانہ بیگم نے ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””

یار ! باقی کا رومینس ہنی مون کے لئے چھوڑ دو۔بارہ بج چکے ہیں ،ہم سب ریڈی ہوکر بیٹھے ہیں۔ صرف آپ لوگوں کا انتظار ہورہا ہے۔میر سبطین سائیڈ پر جاکر آہستگی سے بولا۔

واٹ ! بارہ بج گئے۔ہم بس آدھے گھنٹے میں نیچے آرہے ہیں۔زرتاج پیکنگ کر رہی تھی اس لئے ٹائم کا پتہ نہیں چلا۔میر سجاول خجل ہوکر بولا۔

پیکنگ ہوگئی ہے پھر بھی آدھا گھنٹہ لگے گا ، خدا کا خوف کرو۔تمھاری فلائیٹ تو رات کی ہے مگر شام کو میری امپارٹنٹ میٹنگ ہے۔

پلیز ! جلدی پہنچو۔میر سبطین نے جھنجھلا کر کہا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اوکے ، جسٹ کمنگ۔میر سجاول نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کال ڈسکنیکٹ کردی۔

دلبر سائیں ! کیا چیز ہو ، دنیا بھلا دیتی ہو۔اب جلدی کرو ، نیچے سب ہمارا انتظار کررہے ہیں۔وہ کمفرٹر ہٹاتا عجلت میں کہہ کر بیڈ سے اٹھ گیا۔

زرتاج نے خود کو موردِ الزام ٹھہرانے پر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا۔

اچھا سوری ! کان پکڑ کر۔میر نے شرارت سے کہہ کر باقاعدہ اس کے کان پکڑے۔

مگر اب تیار ہونے میں تو ٹائم لگے گا اورابھی تو پیکنگ بھی نہیں ہوئی۔زرتاج نے رونی شکل بنائی۔

ڈونٹ وری !تم آرام سے تیار ہوجاؤ ، پیکنگ کے لئے میں کسی کو بلواتا ہوں۔میر سجاول نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر تسلی دی۔

وہ دونوں ٹھیک آدھے گھنٹے بعد مکمل تیاری کے ساتھ لاؤنج میں پہنچے تھے۔

انہیں دیکھ کر سب ہی افراد اپنی جگہ سے کھڑے ہوگئے۔

میر سائیں ! سفر میں اپنا خیال رکھنا اور فون کرتے رہنا ، یہ نا ہو کہ نئ نویلی دلہن کی سنگت میں ماں کو بلکل ہی فراموش کردو۔فائزہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

اماں ! آپ اس سے خوف زدہ مت ہوں ، یہ دنیا کی باقی لڑکیوں سے مختلف ہے۔یہ کبھی میرے پیاروں کو مجھ سے جدا کرنے کی کوشش نہیں کرے گی۔میر سجاول بولا۔

زرتاج نے نظر اٹھاکراونچے پورے میر سجاول کو دیکھا جو ہر قدم پر اس کے لئے ڈھال بن کر اپنی والہانہ محبت کا ثبوت دے رہا تھا۔

بے شک وہ میر کو غصےاور ملال کی کیفیت میں اذیت دے رہی تھی مگر چاہ کر بھی اس کے جذبوں کی سچائی سے نظر نہیں چرا سکتی تھی۔

اس کا جادو تمھارے سر پر چڑھ کر بول رہا ہے مگر میں تمھاری ماں ہوں ،جو تمھیں نظر نہیں آرہا وہ میں بخوبی دیکھ رہی ہوں۔فائزہ بیگم دوبدو بولیں۔

بچے سفر کے لئے روانہ ہورہے ہیں اور تم فضول کی بحث لے کر بیٹھ گئی ہو۔انہیں دعائیں دے کر رخصت کرو۔میر جعفر نے انہیں ٹوکا۔

آپ کا بیچ میں بولنا ضروری ہوتا ہے۔فائزہ بیگم ناگواری سے بولیں۔

میر سائیں ! خیریت سے پہنچ کر کال ضرور کردینا ، زرتاج کا اور اپنا بہت خیال رکھنا۔میر جعفر نے فائزہ کو نظر انداز کرتے ہوئے تاکید کی۔

جی بابا سائیں۔وہ ان سے گلے مل کر زرتاج کا ہاتھ تھامے باہر نکل گیا۔باقی سب گاڑیوں میں سوار ہو چکے تھے۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

زرتاج کراچی انٹرنیشنل ائیر پورٹ کی رونقیں دیکھ کر دنگ رہ گئی تھی۔

وہ پہلی بار ہوائی جہاز سے سفر کرنے جارہی تھی ، یہی سوچ اسے پورے راستے بے چین کرتی رہی تھی۔ائیر پورٹ کی چکا چوند نے تو اسے مزید حواس باختہ کردیا تھا۔

وہ بچوں کی طرح سے ڈری سہمی میر سجاول کا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑی ہوئی تھی۔

میر اس کی گھبراہٹ پر دھیرے سے مسکرایااور زرتاج کو اپنے ساتھ لگا لیا۔آس پاس کھڑے لوگوں نے دلچسپی سے پرفیکٹ نیولی میرڈ کپل کو دیکھا۔

میر سجاول جہاز میں بیٹھ کر مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ سیٹ پر سر رکھے ادھر ادھر نظر گھما رہا تھا۔اسے جہاز کے ٹیک آف پر زرتاج کے متوقع خوف کا بے صبری سے انتظار تھا۔

اناؤنسمنٹ پر میر سجاول نے زرتاج کے گرد بیلٹ باندھا جو بلکل سن ہوچکی تھی۔اس نے فوراً ہی میر کا بازو مضبوطی سے دبوچ لیا۔وہ مسلسل قرآنی آیات کا ورد کرہی تھی۔

میر بیلٹ باندھ کر اپنی شیو پر ہاتھ پھیر نے لگا۔

جہاز رن وے پر چلناشروع ہوا تومیر سجاول کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

اس کی روشن آنکھیں بھی مسکرا رہی تھیں۔

جیسے ہی جہاز نے ٹیک آف کیا ، زرتاج اس سے لپٹ گئی۔میر بے ساختہ ہنس پڑا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! تھوڑا سا ادھر دیکھو۔میر نے اس کا سر ونڈو کی جانب گھمایا۔

نہیں ، پلیز ! میر سائیں ، مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔زرتاج نے آنکھیں میچ لیں۔میر کھل کر مسکرایا

۔

دیکھو تو سہی ، کچھ بھی نہیں ہے۔ہم کتنا اونچائی پر آچکے ہیں۔دیکھوگی تو ڈر نکل جائے گا۔

زرتاج نے زرا سی آنکھیں کھولیں۔کراچی شہر کی بے ترتیب روشنیاں لمحہ بہ لمحہ دور ہورہیں تھیں۔ اس نے دوبارہ آنکھیں بند کرکے چہرہ میر سجاول کے سینے میں چھپالیا۔میر نے اسے اپنے مضبوط حصار میں لے لیا تھا۔

میری جان ! ہیپی ہنی مون۔میر نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

رانیہ کے آنسوؤں کو کراچی پہنچتے ہی بہہ نکلنے کا راستہ مل گیا۔وہ گھر پہنچتے ہی روم میں بند ہوگئی تھی اور اب شام سے رات ہونے کو آئی تھی مگر اس نے خود کو اندھیروں میں گم کرلیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کسی نے بھی یہ سوچ کر اسے ڈسٹرب کرنے کی کوشش نہیں کی کہ شادی کی تھکان ہے جسے وہ ایک ساتھ ہی اتارنا چاہتی ہے۔اسی لئے میر سجاول نے بھی اسے ائیر پورٹ چلنے کے لئے فورس نہیں کیا۔

میر سجاول کے شدید رد عمل نے اس کے من میں کھلتے محبت کے پھول کو وقت سے پہلے ہی مرجھادیا تھا۔مکتوم شاہ کو بھلانے پر اس کا دل سو سو تاویلیں پیش کر رہا تھا مگر اسے بھولنے کے لئے ہرگز راضی نہیں تھا۔

دونوں خاندانوں کی دشمنی اچانک دوستی میں تبدیل ہوئی تو اسے لگا کہ اس کی مکتوم شاہ کے حق میں کی گئی دعاؤں کو شرفِ قبولیت حاصل ہوگیا ہے مگر آج یہ گمان کھوکھلا ثابت ہورہا تھا۔

وہ تکیے میں منہ چھپائے پہروں روتی رہی ، دل سنبھلنے کو تیار ہی نہیں تھا۔مکتوم شاہ سے اس کی طویل ملاقاتیں یا باتیں نہیں ہوئی تھیں مگر چند رسمی ملاقاتوں میں ہی وہ اپنے مہذب شائستہ رویئے اور مثبت سوچ کی وجہ سے رانیہ کے دل کی گہرائیوں میں اتر چکا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ اس کا ہم مزاج ہی نہیں ، اس کی پہلی پسند بھی تھا۔اس کو بھلا کر جینا اتنا آسان بھی نہیں۔اس نے دکھ سے سوچا۔وہ بے حد ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہورہی تھی جب فون کی بیل پر اس نے تکیہ سر سے ہٹا کر فون کی طرف دیکھا۔اس نے مکتوم شاہ کا نمبر دیکھ کر آنسو صاف کرتے ہوئے کال اٹینڈ کی۔

اسلام وعلیکم ! اس نے اپنی آواز کو حتی الامکان نارمل ظاہر کرنے کی کوشش کی اور دھیرے سے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام ! کیسی ہو ؟ شادی اٹینڈ کرلی ، مجھے مس بھی کیا یا نہیں ؟

وہ خوشگوار موڈ میں تھا۔

ٹھیک ہوں ، آپ کیسے ہیں۔۔۔؟

ٹھیک ہوں۔کیا بات ہے موڈ آف ہے یا تھکی ہوئی ہو۔

ایسی تو کوئی بات نہیں ، بس سو رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اوہ ، پھر تو میں نے تمھیں ڈسٹرب کردیا۔وہ جزبز ہوگیا۔

ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے ، میں آپ کی کال سے قبل ہی جاگ گئی تھی۔

تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔اینی ویز ، میں نے کہا تھا ناں میں سب کچھ سورٹ آؤٹ کرکے رہوں گا ۔میرے ارادوں کو اللہ سائیں نے کامیابی سے ہمکنار کروا ہی دیا۔۔۔

میری لگن سچی تھی،اس لئے ہمارے رشتے کے اسباب بھی بن گئے۔

اگر ہم سچے دل سے کوئی نیک کام کرنا چاہیں تو شروعات میں کتنی ہی مشکلات پیش کیوں نا آئیں ، اختتام ہمیشہ خوش کن ہوتا ہے۔مکتوم شاہ بہت خوش لگ رہا تھا۔

آپ کامیاب ہوگئے ، دشمنی بھی ختم ہوگئی۔پرانی دوستی کا سلسلہ بھی دوبارہ جڑ گیا مگر ہم جہاں کھڑے تھے آج بھی وہیں کھڑے ہیں۔

ہمارے حالات آج بھی وہی ہیں۔وہ نہیں بدلے اور نا بدلیں گے۔

رانیہ اداسی سے مسکرائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیا مطلب ؟ مکتوم شاہ نے برجستہ کہا۔

مطلب کہ سجاول بھائی نے اس رشتے کے لئے صاف انکار کر دیا ہے حتی کہ یہ بھی کہا ہے ، اگر ہمارا رشتہ جوڑا گیا تو وہ ہم سے اپنا رشتہ ختم کرلیں گے۔رانیہ نے تفصیل سے آگاہ کیا۔

مگر وہ ایسا کیوں کر رہا ہے۔۔۔۔۔اسے میری فیملی کی طرف سے شادی کی شرکت پر بھی کوئی اعتراض نہیں تھا بلکہ اس نے ڈنر بھی ہمارے ساتھ کیا تھا۔مکتوم شاہ حیرت زدہ تھا۔

انہیں لگتا ہے کہ یہ آپ لوگوں کی کوئی چال ہے ، ہم سے رشتہ جوڑ کر معظم شاہ ہم سے اپنی شکست کا بدلہ لینا چاہتا ہے۔رانیہ نے مزید تفصیل بتائی۔

واٹ ربش ! اس انسان کا دماغ خراب ہے ، اگر ایسا ہی کرنا ہوتا تو بدلہ لینے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں۔بابا سائیں خود چل کر حویلی نہیں جاتے۔مکتوم شاہ تپ کر بولا۔

ویل ! تم ریلیکس ہوجاؤ ، میں پاکستان پہنچ کر خود میر سجاول سے بات کروں گا۔اسے سمجھاؤں گا ، مجھے یقین ہے وہ سمجھ جائے گا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پلیز ! خدا کے لئے ، آپ ان سے بات نہیں کریں گے۔وہ سر پھرے خطرناک انسان ہیں۔گولی ، بندوق کے بنا تو بات ہی نہیں کرتے۔۔۔۔۔۔آپ ان سے بات کریں گے تو وہ ناجانے کیا حشر

کریں گے۔خدا نخواستہ آپ کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں۔آپ ایسی کوئی کوشش نہیں کریں گے۔اس نے منت کی۔

وہ جذباتی انسان ہے ، دماغ کی بجائے دل سے کام لیتا ہے۔اسے سمجھانا میرے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔میں اسے اپنے طریقے سے سمجھاؤں گا تو وہ سمجھ جائے گا۔

جب میں نے یہاں تک کوشش کی ہے تو آگے بھی مجھے ہی ہمت کرنی ہوگی۔اس میں گھبرانے والی کوئی بات نہیں۔زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔اس نے رانیہ کو تسلی دی۔

“”””””””

کہتی تو صحیح ہو۔۔۔۔۔۔۔۔سوئیٹ کا ویو لاجواب ہے ، یہاں ڈنر کرنے کا مزہ ہی کچھ اور ہے ۔۔۔۔ویسے بھی ہنی مون کمرے میں ہی سیلیبریٹ کرنا چاہیئے باہر گھومنے پھرنے کو تو عمر پڑی ہے ۔تمھیں دوبارہ لے آؤں گا پھر جتنا دل کرے گھوم لینا۔وہ زرتاج کی خفگی سے محفوظ ہو رہا تھا۔

زرتاج کی خاموشی اس کے شدید غصے کو ظاہر کر رہی تھی۔میر بے ساختہ ہنسا۔

یار ! غصہ کیوں کرتی ہو۔۔۔۔۔۔۔مذاق کر رہا ہوں۔۔۔۔۔شادی کی تھکن بھی تو اتارنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔تھکن اتر گئی ہے۔اب آپ کو گھمائیں گے۔۔۔۔۔۔۔۔۔شاپنگ بھی کروائیں گے۔شاباش اٹھو ، جلدی سے ریڈی ہوجاؤ۔اس نے زرتاج کے بال مٹھی میں بھر کر کھینچے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دیکھو! اتنے شاندار بیچ ریزورٹ میں بکنگ کروانے کا مقصد ہی یہی تھا کہ دلبر سائیں سوئٹ میں رہتے ہوئے بھی بور نا ہوجائیں۔اب نخرے مت کرو ، اٹھ جاؤ۔آج یہاں ہماری لاسٹ نائیٹ ہے کل ملائیشیا کے لئے فلائیٹ ہے۔وہاں ہنی مون پلس میٹنگز بھی ہیں پھر بزی ہوجاؤں گا تو اور غصہ کروگی۔میر نے اس کا بازو پکڑ کر رخ اپنی جانب کیا۔

زرتاج نے خفگی کا بھرپور تاثر دیتے ہوئے اس سے نظریں نہیں ملائیں۔

بس بہت ہوگیا ناں یار ! اب جلدی سے ریڈی ہوجاؤ۔باہر بھی ٹائم لگے گا۔اس نے زرتاج کو اٹھا کر بٹھا دیا۔

زرتاج بیڈ سے اتر کر ڈھیلے ڈھالے انداز میں واش روم کی طرف چل پڑی۔

وہ شاور لینے کے بعد وائیٹ شیفون کے نفیس سوٹ میں ملبوس کسی بھی قسم کے میک سے پاک چہرہ لئے باہر نکلی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنے دراز بالوں کو سلجھا رہی تھی۔میر سجاول بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اسموکنگ کر رہا تھا۔بے خودی کے عالم میں اسے دیکھتا رہا یہاں تک کے سگریٹ اس کی انگلیوں تک جاپہنچا۔اس نے چونک کر سگریٹ ایش ٹرے میں مسلا پھر چل کر آیا اور اس کے گرد اپنے بالوں سے بھرپور بازو حمائل کر لئے۔آئینے میں دونوں کا عکس ایک ساتھ بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔

دلبر سائیں ! آپ کو نہیں لگتا کہ ہم دونوں صرف ایک دوسرے کے لئے ہی بنے تھے۔اس نے ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے گلدان میں سے فلاور نکالا اور پھر فلاور سے زرتاج کے رخسار پر لکیر کھینچ کر اس کی بھیگی زلفوں میں اٹکا دیا۔

زرتاج نے پلکیں اٹھا کر مسکراتی نظروں سے اس کے دمکتے چہرے کو دیکھا۔

آئے لو یو۔وہ بہکنے لگا تھا۔زرتاج کے گلابی چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

آئے لو یو ٹو۔۔۔۔مور دین یو۔اب آپ لیٹ مت کریں۔مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے۔وہ میر کو دھکیلتے ہوئے بولی۔

یار ! دلبر ! پلیز ! میری محبوبہ ہی رہو۔خوفناک بیوی مت بنو۔

تم تو باقاعدہ مجھے پیٹنے لگی ہو اور میں مظلوم سا شوہر تمھارا ہر ظلم سہنے کا عادی ہوتا جارہا ہوں۔

ایسے دھکا دے رہی ہو جیسے ہماری شادی کو پندرہ بیس سال ہوگئے ہیں۔

آپ کو وقت بے وقت یہ دورے پڑیں گے تو میں یہی کروں گی۔زرتاج نے اس کے بازو پر چٹکی بھری۔

دلبر سائیں ! اٹس آر ہنی مون ٹرپ۔یہ دھکے مکے آپ کو زیب نہیں دیتے۔وہ بازو سہلاتا ہوا بے انتہا چہک رہا تھا۔

زرتاج اس کے شیریں لہجے پر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

میر سائیں ! آپ نے ساری ڈشز چائینیز ہی منگوائی ہیں۔پہلے تو آپ کو چائینیز بلکل پسند نہیں تھا۔ زرتاج فلائینگ ساسر میں فولک پھنسا کر بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پہلے واقعی اچھا نہیں لگتا تھامگر اب شوق سے کھانے لگا ہوں،جومیرے دلبر سائیں کی پسند وہ میری پسند۔میر نے کندھے اچکائے۔

زرتاج مسکرا کر پلیٹ پر جھک گئی۔

میر نے فرائیڈ رائس کا پہلا اسپون اس کی طرف بڑھایا۔

کیا کر رہے ہیں ، سب لوگ دیکھیں گے۔زرتاج جھجکتے ہوئے بولی۔

سو واٹ ! دیکھنے دو۔میر سجاول نے لاپرواہی سے کہا اور اسے اپنے ہاتھوں سے کھلانے لگا۔وہ جب سے ہنی مون پر آئے تھے میر اسے اپنے ہاتھوں سے ہی کھلاتا تھا۔

یہ پاکستان نہیں ہے اگر پاکستان بھی ہوتا میں تب بھی اسی طرح تمھیں اپنے ہاتھوں سے کھلاتا۔گھر میں تو مجبوری ہے ، سب کی موجودگی کا لحاظ کرنا ہوتا ہے مگر باہر اپنی بیوی کو کھانا کھلانے میں مجھے کوئی شرم محسوس نہیں ہوسکتی۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

زرتاج نثار ہوتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ان دو دنوں میں وہ میر کی ذیادتیاں تقریباً بھول چکی تھی۔میر سجاول نے اسے اپنی دیوانگی کے سامنے کچھ بھی یاد رکھنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ڈنر سے فری ہونے کے بعد میر نے ڈرائیور کو مال لے جانے کے لئے کہا تھا۔

میں اتنے سارے شوز ، سینڈل اور پرسز کا کیا کروں گی۔ابھی تو شادی کا بھی سارا سامان پیکڈ پڑا ہے۔زرتاج تھک کر بولی۔

دلبر ! یہاں کے پرسز اور فٹ ویئر ہی کمال ہوتے ہیں باقی انڈین ڈریسز کے علاوہ کپڑوں کی ورائیٹی ایسی نہیں ہوتی کہ جو تم یوز کر سکو نا میں تمھیں ایسی ڈریسنگ کرنے دوں گا تو پھر کچھ تو لینا ہے نا۔ میر نے یہاں وہاں نظریں دوڑائیں۔

بس پھر اتنا کچھ تو لیا ہے ناں ، اب واپس چلتے ہیں۔وہ بیزاری سے بولی۔

رو کیوں رہی ہو۔ابھی چلتے ہیں۔اس نے زرتاج کو بچوں کی طرح پچکارہ۔

وہ دیکھ رہی ہو۔کتنا خوبصورت لگ رہا ہے۔تم پر بہت جچے گا۔میر نے ایک ڈریس کی طرف اشارہ کیا۔

یہ میں نہیں پہنو نگی۔زرتاج نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میرے لئے ضرور پہنو گی۔وہ بلیک اور گولڈن کنٹراسٹ کا ویسٹرن ٹاپ تھا جس کے ساتھ تنگ جینز تھی۔میر نے پے منٹ کی اور زرتاج کا ہاتھ تھامے شاپ سے نکل آیا۔

میر سائیں ! میں نہیں پہنونگی۔میں یہ کیسے پہن سکتی ہوں۔میں نے زندگی میں کبھی جینز نہیں پہنی ہے۔زرتاج پورے راستے نہیں نہیں کی رٹ لگاتی رہی مگر روم میں پہنچتے ہی میر سجاول نے بیگ اس کے ہاتھ میں تھما کر زبردستی واش روم میں دھکیلا۔

زرتاج نے جھجکتے ہوئے بیگ سے ڈریس نکال کر گہری سانس کھینچی۔

دلبر سائیں۔۔۔۔اب باہر بھی نکلو ، مجھے دکھاؤگی بھی سہی یا میں ایسے ہی سوجاؤں۔میر نے بلند آواز میں کہا۔

چند لمحوں بعد زرتاج گھبرائی ہوئی سی واش روم سے نکلی۔میر صوفے پر براجمان اپنے پسندیدہ مشروب سے لطف اندوز ہورہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

واؤ ، لکنگ سو پریٹی۔ادھر آؤ۔میر نے سر کے اشارے سے اسے پاس بلایا۔

نہیں۔بس آپ نے دیکھ لیا ناں ، اب میں چینج کررہی ہوں۔وہ دوبارہ واش روم کی طرف مڑی۔

ہر گز نہیں ، میری اجازت کے بغیر تم کیسے چینج کر سکتی ہو ، ابھی تو میں نے تمھیں جی بھر کے دیکھا بھی نہیں ہے۔

خبردار ، جو تم نے ایک قدم بھی آگے بڑھایا۔میر اسے وارننگ دیتا ہوا مضبوط قدم اٹھاتا اس تک پہنچا۔

میر سائیں ! مجھے جینز میں الجھن ہورہی ہے۔اس نے منہ بسورا۔

پوری زندگی پہننے کے لئے نہیں بولا ہے۔کچھ دیر میرا دل بہلانے کے لئے برداشت نہیں کر سکتیں ۔میر نے پرشوق نگاہوں سے اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔

ویسٹرن ڈریس میں زرتاج کی فگر قیامت ڈھا رہی تھی۔میر سجاول والہانہ اس کی طرف بڑھا۔اس نے زرتاج کو شانوں سے تھام کر خود میں سمو لیا۔

میر سجاول دیوانہ وار اپنی چاہتیں اس پر نچھاور کر رہا تھا۔زرتاج کے تمام گلے شکوے اپنے محبوب شوہر کی وارفتگی پر موم بن کر پگھلنے لگے۔

چاہے جانے کا احساس ہر منفی سوچ پر حاوی ہوگیا تھا۔وہ سب کچھ فراموش کئے ان پر کیف لمحات کو یادوں کے سیپ میں قید کر رہی تھی۔

“,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,, ⁙ ,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,,”

میر سائیں !گستاخی معاف مگر آپ سے بہت ضروری کام تھا ، اس لئے فون کیا ہے۔کریم جھجکتے ہوئے بولا۔

خیریت ، ایسا کیا کام پڑگیا۔۔۔۔۔۔ گاؤں میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوگئ؟

میر سبطین یکدم پریشان ہوگیا۔وہ پچھلے دس بارہ دن سے شہر میں ہی تھا۔

نہیں سرکار۔وہ بات دراصل یہ ہے کہ میری اماں کی طبیعت بہت خراب ہوگئ ہے۔وہ ہاسپٹل میں ہیں۔

کریم نے تمہید باندھی۔

اچھا تو پیسوں کی ضرورت ہے ، تم فکر مت کرو۔میں چاچا سائیں کو کہہ دیتا ہوں۔تم ان سے جا کر ملو بلکہ تمھیں مجھے کال کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔چاچا سائیں کسی کی بھی مدد کرنے سے ہاتھ نہیں روکتے۔اس بات کا علم تو تمھیں بھی ہو گا۔میر سبطین ایزی چیئر پر جھولتے ہوئے بولا۔

سرکار ! بات یہ نہیں ہے۔کل سے اب تک سارا خرچہ میر سائیں نے ہی اٹھایا ہے۔

پھر کیا بات ہے ؟ میر سبطین نے سنجیدگی سے کہا۔

اماں بڑے میر سائیں یا آپ سے فی الفور ملنا چاہتی ہیں،کہتی ہیں انہیں آپ سے کوئی ضروری بات کرنی ہے جو وہ صرف آپ کو یا بڑے میر سائیں کو ہی بتائیں گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سائیں ! مہربانی کریں۔جلدی یہاں پہنچ جائیں۔ڈاکٹر نے کہا ہے وقت بہت کم ہے اور اماں آپ سے ملنے پر بضد ہیں۔وہ کہتی ہیں آپ سے ملے بغیر دنیا سے چلی گئیں تو رب کو کیا منہ دکھائیں گی۔

اوکے۔رات بہت ہوگئی ہے۔میں صبح ہوتے ہی گاؤں کے لئے نکلتا ہوں ۔تم پریشان مت ہو ، میں پہنچ جاؤں گا۔میر سبطین نے اسے تسلی دی۔

میر سائیں ! ایک عرض اور ہے۔وہ گھگیایا۔

ہاں کہو ،۔۔۔۔۔

اماں نے کہا ہے آپ کے ہاسپٹل ملنے آنے کی خبر حویلی میں کسی اور کو نا لگے۔اس بات کا خاص خیال رکھیئے گا۔

ہوں۔۔۔۔۔میر نے ہنکارہ بھر کے کال کاٹ دی۔

وہ حیرت زدہ تھا کہ ایسی کیا بات ہے جو جہاں آرا مرتے وقت صرف ان کو بتانا چاہتی ہے اور اتنی رازداری برت رہی ہے۔سوچ کو کوئی سرا ہی نہیں مل رہا تھا۔

اس نے سر جھٹک کر کل ہونے والی میٹنگز کو کینسل کرنے کے لئے اپنے پی۔اے کو کال ملائی۔

زرتاج بجھی بجھی ، بے دم سی ہوکر بیڈ پر آڑھی ترچھی لیٹی ہوئی تھی۔صبح سے شام ہوگئی تھی۔میر سجاول کی یاد نے اسے ہلکان کر دیا تھا۔

میر سجاول جاتے ہوئے فرمائش کر گیا تھا کہ وہ واپسی پر وہی ساڑھی پہن کر اس کا انتظار کرے جو اس نے کل ہی مال سے خریدی تھی پھر وہ گھومنے جائیں گے اور پوری شام باہر گزاریں گے۔

میر سجاول کی خواہش کے عین مطابق وہ سج سنور کر اس کا انتظار کر رہی تھی مگر یہ دو گھنٹے بھی گزر گئے پر میر کی کوئی خیر خبر نہیں تھی۔

وہ بیڈ سے اٹھ کر روم سے باہر نکلی اور ونڈو کے پاس چلی آئی۔خوبصورت نظارے بلند و بانگ بلڈنگز،روشنیاں ، چہل پہل کچھ بھی تو اس کے بغیر آنکھوں کو بھلا نہیں لگ رہا تھا۔اس کے بغیر چند گھنٹوں میں ہی پوری دنیا ویران لگنے لگی تھی۔اس نے تھک کر دیوار سے ٹکا دیا۔اس کی پلکیں بھیگنے لگیں۔

میر سجاول کی غیر موجودگی میں ویل ڈیکوریٹڈ ہنی مون سوئیٹ کاٹنے کو دوڑ رہا تھا۔اس کی گھٹی گھٹی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں تبھی میر سجاول نے دروازے میں کی کارڈ سوائپ کیا اور روم ان لاک ہوتے ہی زرا سا سر نکالا۔

دلبر سائیں!

میر کی خوبصورت آواز نے اس کے بے جان جسم میں روح پھونک دی۔زرتاج نے یکلخت پلٹ کر دیکھا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

میر سجاول گرے پینٹ پر بلیک شرٹ جس کے **اوپری** دو بٹن کھلے ہوئے تھے۔ٹائی کی ناٹ کو ڈھیلا کیاہواتھا جو گریبان سے زرا نیچے جھول رہی تھی۔اس نے گاڑی میں ہی سلیوز کہنی تک فولڈ کرلی تھیں۔وہ لبوں پر شریر مسکان سجائے پرنس چارمنگ لگ رہا تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔۔۔۔لو فر لگ رہا ہوں ناں ؟دیکھو تمھاری دن بھر کی جدائی میں کیا حال ہوگیا ہے۔وہ معصوم سی شکل بنائے دروازے میں کھڑے کھڑے اپنا جادو چلانا شروع ہوگیا۔

زرتاج کی سسکی ہچکیوں میں بدلی اور میر سجاول ساری چوکڑی بھلائے پلک جھپکتے میں اس تک پہنچا۔

دلبر ! سوری یار لیٹ ہوگیا۔میں نے جلدی نکلنے کی بہت کوشش کی مگر کام بہت تھا۔اس نے زرتاج کا سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنے سینے سے لگایا۔

زری ! اس میں اتنا رونے والی کیا بات ہے۔پلیز ! ایسے مت رو مجھے بہت تکلیف ہورہی ہے۔اس نے زرتاج کا سر تھپکا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں ! میں آپ کو بہت مس کر رہی تھی۔آپ کے بغیر پورا دن میں نے بہت مشکل سے گزارا ہے۔اب تو اس کمرے میں میرا دم گھٹنے لگا تھا۔وہ سوں سوں کرتی سر اونچا کئے بول رہی تھی ۔

سائیں ! اتنا ظلم نہ کرو ، غریب بندہ ہوں۔یہ دل میں اترنے والی باتیں ایک دن مجھے مار ڈالیں گی۔ ڈائیریکٹ دل پر اٹیک کرتی ہیں۔میر سجاول فدا ہونے والے انداز میں دل پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

زرتاج کے گلابی رخسار دہکنے اٹھے۔

مائے گاڈ ! تم نے ساڑھی پہنی ہے ، تمھارے رونے دھونے میں نوٹ ہی نہیں کر سکا۔ساڑھی میں تو فلم ایکٹریس لگ رہی ہو۔یہ میچنگ چوڑیاں کہاں سے آئیں ؟ اس نے زرتاج کی چوڑیوں سے بھری کلائیاں پکڑ کر اسے خود سے دور کیا۔وہ زرتاج کا مکمل جائزہ لے رہا تھا۔

یہ میں گھر سے لائی تھی ، ساڑھی سے میچڈ تھیں تو پہن لیں۔زرتاج نے سادگی سے جواب دیا۔

اب ہم باہر نہیں جارہے۔۔۔۔وہ فاصلہ سمیٹتا نزدیک آیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

کیوں ؟

کیونکہ دل ہی نہیں چاہ رہا کہ تم چینج کرو اور ساڑھی میں باہر لے جا نہیں سکتا۔اس کا اشارہ زرتاج کے ڈیپ گلے والے بلاؤز کی طرف تھا۔

اس نے زرتاج کا چہرہ قریب کیا اور ایک بھرپور مہر ثبت کی۔

زرتاج نے اس کی نظروں سے محجوب ہوکر سر جھکا لیا۔

میر سجاول نے بیک سے ساڑھی کا پلو اٹھا کر زرتاج کے سر پر رکھا۔

اب بلکل میری دلہن لگ رہی ہو۔وہ زرتاج کو سر تاپا دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔اسے ساتھ لگائے صوفے پر آکر بیٹھ گیا۔

اب بتاؤ ، میں تو کل بھی شام تک بزی رہوں گا تو کیا تم اسی طرح روتی رہو گی۔۔۔۔؟ اس نے زرتاج کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کیا۔زرتاج کے چہرے پر خوف کا سایا لہرایا۔

میر سائیں ! میں اکیلی نہیں رہوں گی۔مجھے بہت ڈر لگ رہا تھا۔وہ پریشانی سے بولی۔

اچھا ،پریشان مت ہو۔میں کہیں نہیں جاؤں گا ، میٹنگز کینسل کروادیتا ہوں۔اس نے زرتاج کے شانے پر بکھرے بال سمیٹ کر ایک سائیڈ پر کئے۔

اس طرح تو آپ کا بہت نقصان ہوجائیگا۔زرتاج کو فکر ستائی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! آپ کے لئے میں بڑے سے بڑا نقصان برداشت کر سکتا ہوں مگر آپ کی آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھ سکتا۔اگر مجھے اندازہ ہوتا کہ میرے پیچھے میری دلہن ایسے روئے گی تو میں آج بھی نہیں جاتا۔اس نے زرتاج کی چوڑیوں کو چھیڑ کر لبوں سے لگایا۔

یہ شخص نفرت کے قابل تو نہیں ، یہ تو صرف چاہے جانے کے لئے بنا ہے۔)زرتاج نے دھڑکتے دل سے سوچا۔

یا پھر ایسا کرتے ہیں ، کل میں تمھیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں گا۔

وہ سوچتے ہوئے بولا۔

میں کیا آپ کے ساتھ آفس جاتے ہوئے اچھی لگوں گی۔۔۔۔؟ زرتاج کھلکھلا کر ہنسی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہاں کیوں نہیں،سب کو پتا ہے کہ میں ہنی مون ٹرپ پر آیا ہوا ہوں۔کل شام کو ہمارے لئے پارٹی بھی رکھی گئی ہے۔اس نے واچ اتار کر ٹیبل پر رکھی۔

مجھے ٹھنڈا پانی پلاؤ۔اس نے سر صوفے کی پشت سے لگا کر دکھتی ہوئی پیشانی کو مسلا۔زرتاج فوراً ہی اٹھ گئی۔

میر سجاول کی فریفتہ نگاہوں نے زرتاج کے نازک دلکش سراپے کا دور تک پیچھا کیا۔

"""

میر سبطین ! آخر ایسی کونسی بات ہو گی جو جہاں آرا صرف ہم کو ہی بتانا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میر جعفر اور فائزہ وہاں موجود ہیں پھراس نے ہم کو ہی کیوں بلایا ہے اور یہ تاکید بھی ہے کہ کسی کو خبر نا ملے۔میر غضنفر پیشانی مسلتے ہوئے بولے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس بات نے مجھے بھی رات سے پریشان کیا ہوا ہے خیر ،اب تو وہاں پہنچنے پر ہی پتا چلے گا کہ وہ کونسی اہم بات کرنا چاہتی ہیں۔میر سبطین

ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ رانیہ بیک سیٹ پر اونگھ رہی تھی۔

میر سجاول کل رات کی فلائیٹ سے واپس پہنچا ہے مگر گھر نہیں آیا ، گاؤں کیوں چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔کیا اس سے کوئی بات ہوئی تھی ؟

میر غضنفر نے استفسار کیا۔

کل میری اس سے بات ہوئی تھی مگر اس نے ایسا کوئی ذکر نہیں کیا۔میں نے بھی نہیں پوچھا تھا کیونکہ مجھے لگا ، وہ کراچی ہی اسٹے کرے گا لیکن آپ اسے جانتے ہی ہیں۔اپنی مرضی کا مالک ہے ،کب کیا کرے گا کسی کو پتا نہیں ہوتا۔

یہ تو تم بلکل درست کہہ رہے ہو۔میر غضنفر نے تائید کی۔

اب یہ بتاؤ ، کرنا کیا ہے۔۔۔۔پہلے ہاسپٹل جانا ہے یا پہلے رانیہ کو گھر ڈراپ کر دیں ؟ میر غضنفر بولے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہاسپٹل ہی چلتے ہیں کیونکہ پہلے حویلی گئے تو پھر وہاں سے فوراً نکلنے کا کیا جواز دیں گے۔جعفر چاچا ضرور سوال کریں گے۔

ٹھیک ہے پھر تم پہلے ہاسپٹل لے چلو۔میر غضنفر نے کہہ کر پیچھے سوئی ہوئی رانیہ پر پیار بھری نظر ڈالی۔

"""""""""""""""""""""""""""""""""""""""

میر اور زرتاج صبح سات بجے حویلی پہنچے تھے ، میر سجاول نے کراچی پہنچنے کے بعد وہاں اسٹے کرنے کی بجائے حویلی پہنچنے کو ترجیح دی تھی۔

وہ ناشتہ کرنے کے بعد فوراً ہی زرتاج کو لے کر روم میں آگیا اور اس نے حکم سنایا تھا کہ جب تک وہ خود نا اٹھے تب تک اسے جگایا نا جائے اور نا زرتاج کو اس کے پاس سے ہلنے کی اجازت تھی مگر اب دوپہر کا ایک بج رہا تھا ، زرتاج چند گھنٹے کی نیند لینے کے بعد بیدار ہوچکی تھی۔وہ لیٹے لیٹے بیزار ہونے لگی تو اٹھنے کا ارادہ کیا۔

اس نے میر سجاول کے گہری نیند میں ہونے کا اطمینان کیا پھر آہستگی سے اس کے بازو سے سر اٹھا کر اس کا ہاتھ ہٹایا اور بیڈ سے اتر گئی۔

وہ فریش ہونے کے بعد بیگ میں سے فائزہ بیگم اور میر جعفر کے لئے لائے ہوئے گفٹس نکال کر بیڈروم سے نکل آئی۔

نگین ! بڑی بی بی کہاں ہیں۔۔۔؟ اس نے نگین کو دیکھا تو اس سے فائزہ بیگم کی بابت سوال کیا۔

وہ تو جی اپنے کمرے میں ہیں۔نگین مؤدبانہ بولی۔

اچھا ٹھیک ہے ، تم جاؤ۔وہ نگین کو کہتی ہوئی فائزہ بیگم کے دروازے تک پہنچی پھر کچھ سوچ کر دھیرے سے دستک دی۔

آجاؤ۔فائزہ بیگم کی کرخت آواز گونجی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کیا پھر دھیرے سے سلام کر کے آگے بڑھی۔

ایک ملازمہ کمرے کی صفائی کر رہی تھی جبکہ دوسری فائزہ بیگم کے سر کی مالش کر رہی تھی۔

کیسے آنا ہوا۔۔۔۔؟ زرتاج کو دیکھ کر ان کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔فائزہ بیگم نے لٹھ مار انداز میں استفسار کیا۔

ہم آپ کے لئے یہ گفٹس لائے تھے ، وہی دینے آئی ہوں۔اس بیگ میں آپ کا سامان ہے اور یہ والے بیگ میں۔۔۔۔۔۔۔ابھی زرتاج کی آدھی بات منہ میں ہی تھی کہ فائزہ بیگم نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے بیگز چھین کر زمین پر دے مارے۔

میرے سامنے تیری دو ٹکے کی اوقات نہیں ہے اور تیری یہ جرأت کے تو میرے لئے تحفے خرید کر لائے گی۔میں تجھ جیسی نیچ ، کم ذات کی لائی ہوئی چیزیں استعمال کروں گی۔

میر سجاول کی وجہ سے تو اس حویلی تک تو پہنچ گئی ہے مگر میری برابری کرنے کا سوچنا بھی مت ورنہ واپس اسی کوڑے کے ڈھیر میں پھنکوا دوں گی جہاں سے تو آئی ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ تو میرے بیٹے کا دل بہت بڑا ہے تبھی تجھ جیسی بھکارن کو سڑک سے اٹھا کر گھر لے آیا ہے مگر ذیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو بس دو چار دن کا شوق ہے میر سائیں کا ، ابھی وہ تجھ سے اپنا دل بہلا رہے ہیں،جس دن ان کا دل تجھ سے بھر گیا اسی دن تو حویلی کے باہر کھڑی نظر آئے گی۔اس لئے اپنی اوقات میں رہنا سیکھ ، اوقات بھول گئی تو بہت پچھتائے گی۔ فائزہ بیگم نے حقارت سے کہا۔

دونوں ملازمائیں منہ پر ہاتھ رکھ کر زرتاج کی بے عزتی کا تماشہ دیکھ رہی تھیں۔زرتاج کو دیکھ کر کاٹو تو بدن میں لہو نہیں کی مثال صادق آرہی تھی۔اس کی آنکھوں سے آبشار رواں ہوا۔

چل اب اٹھا یہ سب کچھ اور اپنی منحوس شکل لے کر دفع ہوجا ، آئیندہ میرے کمرے میں قدم مت رکھنا۔

ہونہہ۔۔۔۔۔۔بڑی آئی تحفے لانے والی۔

زرتاج جھک کر سامان سمیٹنے لگی پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کمرے سے نکلی۔سامنے نگین کھڑی تھی جو فائزہ کی بلند آواز پر وہاں پہنچی تھی۔اسے اندازہ تھا فائزہ بیگم زرتاج کے ساتھ کیا سلوک کریں گی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج کی نظر اس سے ملی مگر وہ رکی نہیں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کاریڈور پار کرگئی۔نگین بھی اس کے پیچھے تقریباً بھاگ رہی تھی۔

زری بی بی ! بڑی بی بی بہت بری ہیں ، سب کو ایک لکڑی سے ہانکتی ہیں مگر آپ تو اس گھر کی بہو ہیں۔انہیں اس بات کا بھی خیال نہیں رہا۔

آپ چھوٹے میر سائیں سے ان کی شکایت ضرور کرنا ، بڑی بی بی بس ان کے سامنے ہی کنٹرول میں رہتی ہیں ورنہ کسی کی دل آزاری کرنے سے نہیں چوکتیں۔

آپ چھوٹےمیر سائیں کو بتائیں گی تووہ ضرور آپ کی حمایت لیں گے۔

وہ آپ سے بہت پیار کرتے ہیں ، آپ کو بے عزت نہیں ہونے دیں گے۔

نگین کو زرتاج سے بے حد ہمدردی محسوس ہورہی تھی ، وہ خود گاہے بگاہے فائزہ بیگم کے عتاب کا نشانہ بنتی رہتی تھی مگر رانیہ کی مہربانی سے کچھ دن کے لئے ہی سہی اسے سکون ملا تھا لیکن دادی کی طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے وہ ولیمے کے بعد کراچی نہیں گئی تھی بلکہ گاؤں میں ہی رہ کر دادی کی خدمت کے فرائض انجام دے رہی تھی۔

وہ جہاں آرا کے ہاسپٹل میں ایڈمٹ ہونے کی وجہ سے دوبارہ فائزہ بیگم کے شکنجے میں پھنس گئی تھی

۔

ہونہہ۔۔۔۔۔وہی تو ہیں سارے فساد کی جڑ ، ان کی وجہ سے ہی میری زندگی قابلِ رحم ہوگئی ہے ۔۔۔۔۔۔۔مجھے ذلیل کروا کے رکھ دیا

ہے۔وہ کیا میری عزت کروائیں گے جنہوں نے سرِ عام میری عزت اتاری ہے۔زرتاج غم و غصے سے پاگل ہورہی تھی۔نگین سے ہاتھ چھڑا کر بھاگتی ہوئی کمرے میں پہنچی۔

اس نے روم میں پہنچ کر کتنی ہی دیر دروازے سے ٹیک لگائے گہرے گہرے سانس لئے پھر ایک نفرت بھری نظر بے خبر میر سجاول پر ڈالی اور واش روم میں بند ہوگئی۔

اس کے دل کا بوجھ تواتر سے آنسو بہانے کے بعد بھی کم نہیں ہوا۔

“”””””””

رانیہ بھی خاموشی سے میر غضنفر کے ساتھ کھڑی تھی۔

ارے آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں ، اللہ پاک آپ کی عمر دراز کریں،

میں نے ڈاکٹرز سے بات کی ہے۔آپ بہت جلد صحتیاب ہو جائیں گی۔

میر سبطین نے اس کا ہاتھ تھپ تھپایا۔

ڈاکٹرز کچھ بھی کہیں مگر مجھے پتا ہے ، جانے کا وقت آگیا ہے اس لئے میں یہ راز آپ کو بتانا چاہتی ہوں۔میں جانتی ہوں اس حقیقت کو سننے کے بعد آپ مجھ سے نفرت کریں گے مگر میں بہت مجبور تھی۔

جہاں آرا کا جھریوں ذدہ چہرہ بھیگنے لگا۔اس نے کمزور ڈوبتی ہوئی آواز میں کہنا شروع کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بیس برس پہلے مجھ سے بہت بڑا گناہ ہوگیا مگر یہ گناہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا ، مجھ سے کروایا گیا تھا۔میں اپنی غربت کی وجہ سے خاموش تھی اور حکم کی تعمیل کرنا میری مجبوری تھی۔وہ تینوں بغور اسے سن رہے تھے۔

بیس سال پہلے سندس بی بی کی یہاں جو اولاد پیدا ہوئی تھی وہ جڑواں تھیں۔انہوں نے ایک نہیں دو بچیوں کو جنم دیا تھا مگر فائزہ بی بی کا

حکم تھا کہ سندس بی بی کی اولاد کو پیدا ہوتے ہی ختم کر دیا جائے۔

میر غضنفر کے سر پر بم پھٹا تھا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

ایک بچی تو ثمینہ بی بی کے پاس تھی مگر میں نے دوسری کو موقع ملتے ہی چپکے سے چرا لیا۔فائزہ بی بی کا حکم تھا کہ بچی کو مار دیا جائے مگر میرا دل اس ظلم کے لئے نہیں مانا اور میں نے اپنے بے اولاد بیٹے کو شہر سے بلوا کر بچی اس کے سپرد کر دی۔

بہت عرصے سے میں یہ راز بتانے کی کوشش کر رہی تھی مگر اپنے بیٹے اور بہو کے آگے مجبور ہوگئی تھی۔وہ کسی صورت بھی بچی کو خود سے جدا کرنے پر راضی نہیں تھے۔ان دونوں نے بچی کو اپنی سگی اولاد کی طرح پالا تھا پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ دونوں وقت سے پہلے ہی دنیا سے چلے گئے۔

کون ہے وہ بچی۔۔۔؟میر غضنفر کی آواز گہرے کنویں سے نکلی تھی۔

نگین۔۔۔۔جہاں آرا نے لڑکھڑاتی آواز میں انکشاف کیا۔

میر غضنفر اور میر سبطین نے چونک کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔رانیہ کی آنکھیں خوشی سے بھر آئیں۔

آج میں بہت شرمندہ ہوں کہ محلوں میں پیدا ہونے والی بچی میری بزدلی اور لالچ کی وجہ سے جھونپڑی میں پلی بڑھ کر جوان ہوئی مگر میرے بیٹے نے اپنی اوقات سے بڑھ کر اس کے ناز اٹھائے ہیں اور آج اللہ کی مہربانی سے صحیح سلامت اپنوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔

جہاں آرا ! تم نے گناہ تو کیا ہے مگر مجھے احساس ہے تم کن حالات سے گزری ہو گی ، نگین کو زندہ رکھ کر تم نے ہم پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔تمھاری خطا کے سامنے یہ احسان بہت اونچا ہے کہ تمھارے گناہ کو چھپا گیا ہے۔میر غضنفر بھاری آواز میں بول رہے تھے۔

میر سبطین ! تم ڈاکٹرز سے بات کرو ، وہ جہاں آرا کا بہترین ٹریٹمنٹ کریں۔مجھے جلد سے جلد گھر پہنچنا ہے۔ان کی آنکھوں میں خون اتر رہا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

نگین کا ڈرا سہما وجود ، اس کے معمولی کپڑے ، اس کے ساتھ فائزہ کا ہتک آمیز رویہ ان کا خون کھولائے دے رہا تھا۔سندس کا معصوم چہرہ ان کی نگاہوں میں چکرانے لگا۔وہ آج ہر قیمت پر فائزہ کا مکروہ چہرہ بھائی کے سامنے لانے کا ارادہ باندھ کر ہاسپٹل سے نکلے تھے۔

میر سجاول نیند سے بیدار ہوگیا تھا مگر دماغ نیند میں ڈوبا ہوا تھا اس نے غنودگی کی کیفیت میں ادھر ادھر ہاتھ مار کر زرتاج کو تلاشا مگر اس کی غیر موجودگی پر پوری آنکھیں کھل گئیں۔وہ جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔اس کی نظر صوفے پر بے حس و حرکت بیٹھی زرتاج پر پڑی تو ہونٹوں پر مسکراہٹ کھل گئی۔

دلبر سائیں ! وہاں اتنی دور کیوں بیٹھی ہو ، یہاں میرے پاس آؤ۔

اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر سگریٹ سلگائی۔

زرتاج اسی پوزیشن میں بیٹھی رہی۔ایک انچ بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلی۔

زری ! میں نے کچھ کہا ہے ، تم نے سنا نہیں۔ادھر آؤ۔اس بار میر کی آواز قدرے بلند تھی مگر زرتاج کی طرف سے جواب ندارت۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسے کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا ،وہ کمفرٹر ہٹا کر بیڈ سے اترا اور زرتاج کے پاس چلا آیا۔

میری جان۔۔۔۔۔کیا بات ہے ؟ اتنی خاموش کیوں ہو ؟ وہ زرتاج کے برابر بیٹھ گیا۔

ارے یار ! رو کیوں رہی ہو۔گھر کی یاد آرہی ہے ؟ اس نے زرتاج کی متورم آنکھیں دیکھیں تو اسے پکڑ کر زور سے بھینچ لیا۔

مجھے ہاتھ مت لگائیں ، مجھ سے دور رہیں ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔زرتاج نے پوری قوت سے اس کا حصار توڑا۔میر سجاول بھونچکا رہ گیا۔

نفرت ہے مجھے آپ کے غلیظ ہاتھوں سے ، چھوتے ہیں تو مجھے اپنے وجود سے گھن آتی ہے۔زرتاج نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔

دلبر سائیں ! تم بہت غصے میں ہو۔۔۔۔پانی پیو پھر تحمل سے مجھے بتاؤ کیا بات ہوئی ہے۔میر سجاول نے جگ سے پانی کا گلاس بھرا اور اس کے لبوں سے لگایا۔

یہ دکھاوا جا کر کسی اور کہ سامنے کریں ، جو آپ کی اصلیت نہ جانتی ہو۔میں آپ کا اصل چہرہ دیکھ چکی ہوں۔جس نے اپنی محبت کو داغدار کر دیا ، وہ کس منہ سے محبت جتا رہا ہے۔زرتاج نے گلاس کو ہاتھ مارا تو گلاس میر سجاول کے ہاتھ سے گر کر چکنا چور ہو گیا۔

صبح تک تم بلکل نارمل تھیں۔میں نہیں جانتا ، میری کونسی بات نے تمھیں ہرٹ کردیا ہے پھر بھی میں ہاتھ جوڑ کر تم سے معافی مانگ رہا ہوں۔میر سجاول کا موڈ بگڑ چکا تھا مگر وہ بمشکل ضبط کرتے ہوئے ہاتھ جوڑ کر بولا۔

تمھارا موڈ ٹھیک ہو جائیگا پھر بات کریں گے۔مجھے دوچار ضروری کام نمٹانے کے لئے باہر جانا ہے۔ رات کو ملاقات ہوگی۔وہ دھیرے سے زرتاج کا گال تھپ تھپا کر اٹھ گیا۔

زرتاج کا رویہ انتہائی ہتک آمیز تھا مگر میر سجاول ایسی نازک صورتحال

میں اپنے غصے کے اظہار سے اسے مزید تکلیف نہیں دینا چاہتا۔اس نے ملازمہ کواپنے کپڑے نکالنے کے لئے سائیڈ ٹیبل پر پڑی بیل کو پش کیا۔

زرتاج سر جھکائے بیٹھی تھی۔اسکی سسکیاں دبیز خاموشی میں گونجنے لگیں۔

زری ! خدا کا واسطہ ہے ، مجھ پر یوں ظلم مت کرو۔کم از کم کھل کر بتاؤ تو سہی کیا بات ہے مگر اس سے پہلے پلیز ! رونا بند کرو۔تمھارے آنسو میرا دل چیر ہیں۔میر سجاول لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا اس کے پاس پہنچا اور اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر بے بسی سے بولا۔تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔

یس۔میر سجاول زرتاج کے رخساروں پر پھسلتے آنسو اپنے انگوٹھوں کی مدد سے صاف کر رہا تھا۔ملازمہ حواس باختہ سی اندر داخل ہوئی۔

میر سائیں ! جلدی چلیں۔۔۔۔۔نیچے بہت ہنگامہ ہو رہا ہے۔میر سجاول نے اپنی بے تحاشہ سرخ ہوتی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

جانم ! تم منہ دھو لو۔میں ابھی آتا ہوں۔وہ زرتاج کی پیشانی چوم کر تیزی سے روم سے نکلا۔شور کی آوازیں اوپر تک آنے لگی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””

چٹاخ۔۔۔چٹاخ۔۔۔چٹاخ۔۔۔۔ذلیل عورت۔۔۔۔۔تم تو عورت کہلانے کے قابل بھی نہیں ہو۔میر جعفر نے پے در پے کئی تھپڑ فائزہ بیگم کو جڑڈالے۔

فائزہ بیگم پھٹی آنکھوں سے گال پر ہاتھ رکھے میر جعفر کا پر جلال روپ دیکھ رہی تھیں۔انہیں زبردست جھٹکا لگا تھا۔

مجھے یقین نہیں آرہا کہ تم اتنا سازشی دماغ رکھتی ہو۔۔۔۔۔۔۔تم نے میری بہن کی خلاف اتنی گھٹیا سازش رچی ، اس نے کیا بگاڑا تھا

تمھارا جو تمھیں اس حد تک گرنا پڑا۔

وہ معصوم تو پہلے ہی برباد ہوچکی تھی ، پھر بھی تمھیں اس پر ترس نہیں آیا۔اچھا ہوا کہ وہ مرگئی ورنہ تم نے تو اس کے پل پل مرنے کا بندوبست کردیا تھا۔اس کا شوہر تو قدرت نے اس سے چھینا ، تم تو زمینی خدا بن کر اس کی اولاد کو اس سے چھین کر اس کی زندگی کو موت سے پہلے موت کی اذیت سے دوچار کرنے والی تھیں۔

میر سائیں ! آپ کی باتیں مجھے سمجھ نہیں آرہی ، آخر آپ مجھ پر الزام کیوں لگا رہے ہیں۔فائزہ بیگم خود کو سنبھال کر ڈھٹائی سے بولیں۔

پورا گھر خاموش تماشائی بنا کھڑا تھا،کسی نے بھی آگے بڑھ کر میر جعفر کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ملازم الگ حیران پریشان کھڑے فائزہ بیگم کی عزت افزائی کا ناقابلِ یقین منظر ملاحظہ کر رہے تھے البتہ رانیہ نگین کو علیحدہ کونے میں لے جا کر دھیرے دھیرے تمام تر حقیقت سے آگاہ کر رہی تھی جبکہ نگین کی قوت گویائی سلب ہوچکی تھی۔

میر سجاول بھی وہاں پہنچ چکا تھا مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھاکہ یہ سب کیا ہورہا ہے ، اس نے معاملے کی نوعیت جاننے کے لئے میر سبطین کے پاس جاکر دھیمی آواز میں استفسار کیا۔

گھٹیا۔۔۔۔۔۔کمینی عورت ! بند کر اپنی ڈرامے بازی تو اچھی طرح سمجھ رہی ہے میں ایسا کیوں کہہ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔اس حویلی میں کس چیز کی کمی تھی جو تو نے یہ سب کچھ کیا۔۔۔۔۔۔میرا ایک بھائی مر چکا تھا ، ایک خود ہی سب کچھ چھوڑ کر چلا گیا پھر کیسی حوس تھی جو اتنی دولت ملنے پر بھی اسے کنارہ نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔یا پھر اوقات سے زیادہ ملنے پر مزید کی آگ بھڑک اٹھی۔میر جعفر کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

میر سائیں ! قسم لے لیں جو میں نے ایسا کچھ کیا ہو۔۔۔۔۔آپ کو میرے خلاف کسی نے بھڑکایا ہے۔میں بھلا ایسا کیوں کروں گی۔سندس تو میری چھوٹی بہنوں کی طرح تھی۔فائزہ بیگم آنکھوں میں آنسو بھر کر منمنائیں۔

خبردار ! جو تم نے ایک لفظ بھی اپنی جھوٹی زبان سے نکالا۔وہ تمھیں کتنی عزیز تھی ، اس بات کا اندازہ مجھے تمھارے اس گھر میں بیاہ کر آنے کے فوراً بعد ہی ہوگیا تھا۔میر جعفر نے بھڑک کر ان کی طرف قدم اٹھائے۔

نکلو میرے گھر سے ، اب تم اس گھر میں نہیں رہو گی۔میں تمھیں ابھی کے ابھی فارغ کر رہا ہوں۔اپنی شکل گم کرو اور دوبارہ کبھی اس
حویلی کی طرف رخ مت کرنا ورنہ تمھارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔
میر جعفر نے مضبوطی سے ان کا بازو دبوچا اور کھینچتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھے۔

نہیں ، نہیں۔۔۔۔۔۔سائیں ، آپ اس عمر میں میرے سر میں خاک نہیں ڈال سکتے۔میں نے کچھ نہیں کیا ہے پھر مجھے کس بات کی سزا دے رہے ہیں۔مجھ پر رحم کریں۔فائزہ بیگم کے چھکے چھوٹ گئے۔وہ میر جعفر سے ہاتھ چھڑا کر ان کی ٹانگوں سے لپٹ گئیں۔

مکار عورت اب بھی تو بے حیائی سے اپنی بات پر ڈٹی ہوئی ہے۔کیا وہ مرتی ہوئی عورت اپنے آخری وقت میں جھوٹ بولے گی۔۔۔۔۔۔۔تو نے سب کو اپنی طرح بے ضمیر سمجھا ہوا ہے مگر اب تیرے عیب مجھ پر کھل گئے ہیں۔اب تیرے لئے میری زندگی میں کوئی جگہ نہیں ہے۔انہوں نے فائزہ کے بال پکڑ کر جھنجھوڑے اور دوبارہ ان کو بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کی۔

بابا سائیں رک جائیں۔۔۔۔۔پلیز ! اپنے غصے پر قابو رکھیں۔یہ سچ ہے کہ انہوں نے بہت برا کیا ہے مگر اب یہ کہاں جائیں گی۔میر سجاول نے باپ کو انتہائی قدم اٹھانے سے روکا۔وہ بلند آواز میں بولا۔

سائیں ! مجھے معاف کردیں ، مجھے اپنا گناہ قبول ہے۔میر سجاول کی محبت نے مجھے خود غرض بنا دیا تھا ۔میں چاہتی تھی وہ خاندانی جاگیر کا تنِ تنہا وارث بنے کوئی اور شراکت دار نا رہے۔مجھے لالچ نے اندھا کر دیا تھا مگر اللہ جانتا ہے یہ سب میں نے صرف میر سجاول کے مستقبل کے لئے کیا۔آپ اللہ پر چھوڑ دیں۔وہ میرے گناہوں کی سزا مجھے ضرور دے گا مگر مجھے دنیا کی نظروں میں رسوا مت کریں۔

فائزہ بیگم سر جھکا کر ہاتھ جوڑے سسکتے ہوئے بولیں۔

میر جعفر اسے معاف کردو۔اس کی یہی سزا کافی ہے کہ یہ ہم سب کی نظروں سے گر گئی ہے۔ میر غضنفر بھی معاملے کو طول دینا نہیں چاہتے تھے اس لئے بالآخر بول پڑے۔ان کے لئے یہی بہت تھا کہ فائزہ کی حقیقت کھل گئی تھی اور اس نے اپنا جرم بھی قبول کر لیا تھا۔

میر سجاول اس بد ذات سے کہہ دو کہ یہ میرے سامنے نا آئے،نا میرے کمرے میں قدم رکھے اور نا ہی اب میرا اس سے کوئی تعلق ہو گا نا میں اس سے کلام کروں گا اگر اس کو یہ سب شرائط منظور ہیں تو حویلی میں رہ سکتی ہے ورنہ حویلی کے دروازے کھلے ہیں۔میر جعفر شعلہ بار نگاہوں سے انہیں گھورا پھر نگین کے پاس آئے۔

نگین بیٹی میں تم سے بہت شرمندہ ہوں ، ہماری لاپرواہی کی وجہ سے تم زندگی بھر سگے رشتوں سے دور رہیں مگر میرا وعدہ ہے اب تمھیں کسی چیز کی کمی نہیں ہو گی۔انہوں نے نگین کو سینے سے لگایا ۔

تمھارے ماں باپ کا خلا تو پر نہیں کیا جاسکتا مگر تمھاری ماں جائی موجود ہے۔تمھاری تائی ہیں جنہوں نے سگی ماں سے بڑھ کر تمھاری بہن کو پالا ہے۔قسمت کی مہربانی ہے کہ اب وہ لوگ بھی ہم سے دور نہیں ہیں۔تم جب چاہو ان سے مل سکتی ہو۔انہوں نے نگین کا سر تھپکا۔

تم سب کیا لائن لگا کر کھڑے ہو، گھر کی کوئی بھی بات ہو تم لوگ پہلے جھرمٹ لگا کر کھڑے ہوجاتے ہو۔بیک ٹو ورک۔میر سجاول نے ملازموں کو زبردست جھاڑ پلائی۔

اس حویلی میں اب تمھاری حیثیت ملازمہ کی نہیں بلکہ مالکن کی ہے اس لئے تمھارے رویے سے ہلکی سی بھی اجنبیت یا جھجک محسوس نہیں ہونی چاہئے۔تمھاری بھی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کے رانیہ کی ہے ، خود کو کسی طور بھی اس سے کم نہیں سمجھنا۔میر سجاول نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پاگل لڑکی۔۔۔۔رو کیوں رہی ہو۔۔۔۔۔تمھیں تو خوش ہونا چاہئے کہ اللہ سائیں نے تمھیں حقیقی رشتوں سے ملا دیا ہے۔اس میں رونے والی کیا بات ہے۔نگین کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے تو میر سجاول نے اسے گلے سے لگا لیا۔

سجاول بھائی یہ خوشی کے آنسو ہیں ، میں بہت روتی تھی کہ اللہ سائیں نے مجھ سے میرے ماں باپ چھین لئے۔۔۔بھری دنیا میں مجھے تنہا کر دیا۔میں سمجھتی تھی کہ اس دنیا میں میرا کوئی خونی رشتہ نہیں مگر اللہ کی شان نرالی ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ کچھ لیتا ہے تو اس سے بڑھ کر دیتا ہے۔میری ایک سگی بہن بھی ہے اس خبر نے میرے تمام دکھوں کا مداوا کر دیا ہے۔نگین کی آواز کپکپا گئی تھی۔

گڈ گرل ، خوش رہو۔میر نے اس کی پیشانی چوم کر دعا دی۔

"""""""""""""""""""""""""※"""""""""""""""""""""""""

آپا کس سوچ میں گم بیٹھی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔سب خیریت ہے ناں ؟

شاہ کا آپریشن تھا۔وہ اب کیسا ہے ؟ ثمینہ لیونگ روم میں آئیں تو رخسانہ بیگم کو سوچوں میں گم پایا

۔

ثمینہ ! اچھا ہوا تم خود آگئیں،میں بس تمھارے ہی پاس آنے والی تھی۔

رخسانہ بیگم نے ثمینہ کا ہاتھ دبایا۔

کیوں آپا آپ کوئی خاص بات کرنی تھی ؟ ثمینہ معمول کے لہجے میں بولیں۔

پہلے یہ بتاؤ ، عروش کہاں ہے ؟ رخسانہ بیگم کا انداز رازدارانہ تھا۔

وہ کمرے میں ہے ، میں اسی کے پاس سے آرہی ہوں۔سوچتی ہوں اس کو اپنے روم میں شفٹ کرلوں۔اب اس کی ڈلیوری میں ذیادہ ٹائم نہیں ہے۔

ہاں ٹھیک ہے۔اب میری بات سنو ، مکتوم شاہ کا فون آیا تھا۔شاہ کا آپریشن کامیاب ہوگیا ہے۔وہ ہوش میں بھی آگیا ہے۔مکتوم نے اس سے بھی بات کراوائی تھی مگر اس نے ایک اور خبر سنائی ہے۔تمھیں تو سن کر بہت خوشی ہوگی مگر میں تو سن کر حیران رہ گئی ہوں۔رخسانہ بیگم کا انداز سرگوشی لئے ہوئے تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا ایسی کیا خبر سائی ہے مجھے بھی بتائیں۔ثمینہ بیگم کو تجسس ہوا۔

رخسانہ بیگم نے ان کے قریب ہوتے ہوئے دھیرے دھیرے پوری کہانی ان کے گوش گزار کردی

۔

آپا یہ تو واقعی خوشی کی خبر ہے۔میرے تیمور کی ایک اور نشانی اس دنیا میں زندہ سلامت موجود تھی لیکن دکھ اس بات کا ہے کہ فائزہ اتنی ذلیل نکلی۔آخر اسے یہ سب کر کے کیا حاصل ہوا۔ ہماری بچی صرف اس کی وجہ سے غیروں میں پلی۔ثمینہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

لالچ انسان سے سب کچھ کروادیتا ہے اور یہ تو دنیا جانتی ہے کہ فائزہ میر سجاول کے لئے کتنی پاگل ہوجاتی ہے۔

خیر اس بات کو چھوڑو،اب یہ بتاؤ کہ نگین عروش سے ملنا چاہتی ہے ، عروش کو کیا بتاؤ گی۔وہ تو کچھ بھی نہیں جانتی۔رخسانہ بیگم پریشان ہو کر بولیں۔

اب تو سب کچھ بتانا پڑے گا۔ویسے بھی ایک نا ایک دن تو یہ راز کھولنا ہی تھامگر میں جب بھی اسکوبتانے کاسوچتی تھی توپریشان ہوجاتی تھی کہ اس کا رد عمل بہت شدید ہو گا۔وہ ٹوٹ جائے گی مگر اب شاید اس کا رد عمل مختلف ہو کیونکہ اس کو حقیقت جاننے کے ساتھ بہن کا انمول رشتہ بھی ملے گا۔ثمینہ بیگم قدرے پر سکون تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش بیٹا جاگ رہی ہو ؟ ثمینہ نے اس کے چہرے پر جھک کر اس کی پیشانی سے بال سمیٹے۔

نہیں اماں ،جاگ رہی ہوں۔آپ تو خالہ جان کے پاس گئی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔واپس آگئیں۔عروش اٹھ کر بیٹھ گئی۔

ہاں گئی تو تھی مگر انہوں نے بات ہی کچھ ایسی کی واپس آنا پڑا۔ثمینہ بیگم معنی خیزی سے بولیں۔

میرے پاس تمھارے لئے دو خبریں ہیں۔ایک اچھی ہے اور ایک شاید کچھ بری ہے مگر بری اتنی بری نہیں جتنی اچھی خبر تمھارے لئے باعثِ مسرت ہوگی۔ثمینہ بیگم نے تمہید باندھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں شاہ تو ٹھیک ہیں ناں ؟ عروش نے سینے پر ہاتھ رکھا۔

ارے وہ بلکل ٹھیک ہے۔اب تمھیں میری بات صبر اور حوصلے سے سننا ہوگی لیکن پہلے مجھ سے وعدہ کرو تم سن کر بوکھلاؤ گی نہیں بلکہ میری مجبوریوں کو سمجھو گی۔

اماں بتا بھی دیں میرا دل بیٹھا جارہا ہے۔عروش کی پیشانی عرق آلود ہونے لگی۔

ثمینہ بیگم نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا اور شروع سے آخر تک کی کہانی سنانا شروع کی۔

عروش کی زبان گنگ ہوگئی تھی ، اس نے ثمینہ کو کہیں بھی ٹوکنے کی کوشش نہیں کی مگر آخر میں اس کا ضبط جواب دے گیا اور وہ ثمینہ کے شانے سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

اماں ! ہم بہنیں کتنی بد نصیب ہیں ، پیدا ہونے سے پہلے ہی باپ چلاگیا اور پیدا ہوتے ہی ماں کو بھی کھودیا۔میں تو پھر بھی آپ کی اور بابا کی شفقت میں پلی مگر نگین تو حویلی والوں کی ٹھوکروں میں رہی۔

عروش دکھ سے کہہ رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم دونوں بہنیں بہت خوش نصیب ہو کہ اتنی کڑی آزمائش کے باوجود بھی اپنوں کے سائے میں رہیں۔نگین کو بھی جنہوں نے گود لیا وہ بے اولاد تھے۔انہوں نے نگین کو اپنی سگی اولاد سے بڑھ کر چاہا کچھ عرصہ ہوا ہے ان دونوں کی موت ہوگئی اور اب نگین کی حقیقت سب کو پتا چل گئی ہے تو وہ حویلی میں پورے حق سے رہے گی۔ثمینہ بیگم نے محبت سے اس کی پشت سہلا ئی۔

اماں ! میں نگین سے فوراً ملنا چاہتی ہوں۔عروش نے بے تابی سے کہا۔

بیٹا ابھی نہیں ، بہت رات ہوچکی ہے۔۔۔۔۔۔کل ہم سب وہاں چلیں گے۔

مجھے اس سے ابھی ملنا ہے۔۔۔۔۔۔۔آپ پلیز ! سمجھنے کی کوشش کریں۔

ابھی جانا صحیح نہیں ہے۔ان کے گھر کا ماحول خاصا گرم ہے۔فائزہ کے کرتوت کھلنے پر جعفر بھائی نے بہت ہنگامہ کیا ہے۔ہمارا جانا بے وقت ہو گا۔رات کی تو بات ہے کل مل لینا بلکہ ہم کچھ دنوں کے لئے اسے یہاں لے آئیں گے۔ثمینہ بیگم اسے سمجھا رہی تھیں۔

“”””””””

آج میں کوئی تمہید باندھنے والا نہیں ہوں۔سیدھی بات کررہاہوں ، مجھے سیدھا اور فوراً جواب چاہئے
۔

اب تک تم نے اپنے لئے کوئی لڑکی پسند نہیں کی ،اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تم کسی میں بھی انٹریسٹڈ نہیں ہو۔میں پھر بھی تم سے آخری بار پوچھ رہا ہوں کہ اگر کوئی تمھاری نظر میں ہے تو بتا دو ورنہ میں فیصلہ کرنے لگا ہوں۔میر غضنفر نے دوٹوک بات کی۔میر سبطین کی یادوں میں عروش کا چہرہ لہرایا۔اس کے لبوں پر زخمی مسکراہٹ مچل کر دم توڑ گئی۔میر سبطین نے سر جھٹکا۔

آپ جانتے ہیں ایسا کچھ نہیں ہے اور اب جو بھی فیصلہ کریں گے مجھے منظور ہو گا۔وہ سنجیدگی سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دیٹس گڈ ! اس کا مطلب ہے تم شادی کے لئے راضی ہو۔

جی۔۔۔میر سبطین مختصراً بولا۔

میں نے سوچا ہے بلکہ یوں کہہ لو میں نگین سے تمھاری شادی کرنا چاہتا ہوں۔یہ میری خواہش بھی ہے اور وقت کا تقاضا بھی یہی ہے۔وہ بچی پوری زندگی اپنے اصل سے جدا رہی ہے اب اس کا حق

بنتا ہے کہ اسے اس کے حصے کی خوشیاں ملیں اگر اس کی شادی کہیں اور کی گئی تو مجھے بے سکونی رہے گی۔میرے اس فیصلے سے شاید میری بہن کی روح کو سکون ملے۔میر غضنفر کی آنکھوں کے کنارے بھیگنے لگے۔

مگر وہ تو بچی ہے ، اس کا اور میرا کوئی میچ نہیں ہے۔میر سبطین نے نفی میں سر ہلایا۔

ابھی تو تم نے کہا تھا کہ تمھیں میرا ہر فیصلہ منظور ہو گا اور اب تم خود ہی اپنی بات سے مکر رہے ہو۔میر غضنفر نے اسے بری طرح گھورا۔

سوری ، میرا وہ مطلب نہیں تھا۔میر سبطین گڑبڑا گیا۔

تو بس پھر میں بہت جلد شادی کی ڈیٹ فائنل کرنے والا ہوں۔تم بھی اپنی تیاری رکھو۔رہ گئی بات عمر کی تو وہ کوئی معنی نہیں رکھتی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

وہ رانیہ سے دو تین سال چھوٹی ہو گی۔زرتاج کی بھی اتنی ہی عمر ہے مگر خوش ہے نا وہ میر سجاول کے ساتھ۔تمھیں بھی عمر کے اس فرق کے بارے میں سوچنے کی ضرورت نہیں ہے۔تم بھی نگین کے ساتھ خوش رہو گے۔میر غضنفر نے اس کی کمر پر دھپ لگائی۔

جی بہتر ، اور کوئی حکم ؟ میر سبطین اٹھتے ہوئے بولا۔

نہیں ، جاؤ اب آرام کرو۔میر غضنفر دوبارہ اخبار کی طرف متوجہ ہوگئے۔

میر سبطین سر ہلا کر باہر نکل آیا ، وہ سوچوں میں گم سیڑھیاں چڑھ رہا تھا۔

سبطین بھائی !آپ چائے پئیں گے ، میں اپنے اور رانیہ کے لئے بنانے لگی ہوں ؟ نگین جو سیڑھیاں اتر رہی تھی ، میر سبطین کے سامنے رک کر پوچھنے لگی مگر منہ سے سبطین بھائی نکل جانے پر دل ہی دل میں جزبز ہوگئی کیونکہ میر سبطین کو فیصلہ سنانے سے پہلے میر غضنفر نے نگین سے رضامندی لینا ضروری سمجھا تھا۔

ہاں ، اگر بنا رہی ہو تو میرے لئے بھی بنا لینا ، چائے کی کافی طلب ہورہی تھی اور تم دونوں اب تک سوئی کیوں نہیں ہو۔ٹائم دیکھا ہے؟

میر سبطین نے وقت کا اندازہ کرتے ہوئے احساس دلانا ضروری سمجھا۔

ہم دونوں مووی دیکھ رہے تھے۔ٹائم گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔وہ میر سبطین کے غصے سے خائف ہوگئی۔

چائے پی کر فوراً سوجانا ، دیر رات تک جاگنا ٹھیک نہیں ہوتا۔میر سبطین نے تنبیہہ کی۔

جی اچھا۔نگین مختصراً کہہ کر دھیرے سے مسکرائی اور سر جھکا کر سیڑھیاں اتر گئی۔

پہلی بار میر سبطین نے اسے کسی اور نگاہ سے دیکھا تھا۔اس کے گال میں پڑنے والے ڈمپل پر میر سبطین نے بیٹ مس کی۔

نگین ایک بہترین لائف پارٹنر ثابت ہو سکتی تھی۔وہ خوبصورت ہونے کے ساتھ خوب سیرت اور بہترین کردار کی مالک تھی۔اسے میر غضنفر کا فیصلہ بہت خوب لگا۔میر سبطین مطمئین سا ہوکر مسکرا دیا۔

بہت ذیادہ اسٹریس لینے کی وجہ سے آدھی رات کو ہی عروش کی طبیعت بگڑ گئی۔ثمینہ اور رخسانہ بیگم اسے لے کر ہاسپٹل آگئی تھیں۔

وہ دونوں بینچ پر بیٹھی مسلسل عروش کے لئے دعائیں کر رہی تھیں۔صبح کے سات بج چکے تھے تبھی نرس ننھے منے سے وجود کو لے کر باہر آئی۔

مسز شاہ ! آپ دادی بن گئی ہیں ، آپ کو پوتا بہت مبارک ہو۔نرس نے احتیاط سے بے بی کو رخسانہ کی گود میں منتقل کیا۔

خیر مبارک ! ماشا اللہ بہت پیارا ہے۔دیکھو ثمینہ ! بلکل مکتوم جیسا ہے ناں۔رخسانہ بیگم کا چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا۔

ماشااللہ ! اللہ نظرِ بد سے بچائے۔نرس عروش کیسی ہے۔۔۔۔؟ ثمینہ نچے کو چوم کر نرس کی طرف مڑیں۔

وہ بلکل ٹھیک ہیں۔ کچھ دیر بعد ہم انہیں روم میں شفٹ کر دیں گے پھر آپ ان سے مل سکتی ہیں ۔نرس نے بچے کو واپس لیتے ہوئے مسکرا کر جواب دیا۔

ثمینہ تم یہاں بیٹھی رہو ، میں ڈرائیور کو کہہ کر مٹھائی منگواتی ہوں۔

رخسانہ چادر سنبھالتی ہوئی چلی گئیں۔ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

———-※———

عروش بچے کو گود میں لئے پیار بھری نظروں سے ٹک ٹکی باندھ کر دیکھ رہی تھی۔ماں بنے کی خوشی سے اس کا زرد چہرہ بھی دمک رہا تھا۔اس نے زور سے بچے کو سینے سے لگایا تو وہ کسمسا کر چیخا ۔عروش کھکھلا کر ہنس دی۔

اماں ! یہ کتنا کیوٹ ہے ناں۔میرا دل چاہ رہا ہے بس اسے دیکھتی رہوں ، پلکیں بھی نا جھپکوں۔اس کی آواز شدتِ جذبات سے چور تھی۔ثمینہ اور رخسانہ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

اسلام و علیکم ! رانیہ ، نگین اور میر غضنفر ایک ساتھ روم میں داخل ہوئے۔

وعلیکم بھائی صاحب ! وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔

عروش اور نگین بغیر پلکیں جھپکائے ایک دوسرے کو دیکھ رہی تھیں۔نگین کا سکتہ ٹوٹا تو وہ دوڑ کر عروش سے لپٹ گئی۔وہ دونوں کتنی دیر تک ایک دوسرے سے لگی روتی رہیں۔کسی نے بھی انہیں الگ کرنے یا چپ کروانے کی کوشش نہیں کی پھر میر غضنفر نے آکر ان دونوں کے سر پر ہاتھ رکھا۔

ہماری کوتاہی اور لاپرواہی کا خمیازہ تم دونوں کو بھگتنا پڑا۔بے شک تم تو اپنوں کی آغوش میں رہیں مگر فائزہ کی وجہ سے جو بدگمانیاں پیدا ہوئیں،

نگین کی گمشدگی کا قصور وار صفدر شاہ کو سمجھا گیا ، اسی وجہ سے مسرور اور ثمینہ تمھیں لے کر روپوش ہوگئے۔اس سب میں ہم

عروش تمھیں بیٹا بہت مبارک ہو۔نگین نے اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بھانجے کو جھک کر چوما ۔

ہاں یہ واقعی بہت مبارک ہے ، آج ہی یہ ملا ہے اور آج ہی مجھے تم ملی ہو۔عروش نے پیار سے نگین کے گال کو چھوا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پھر تو اس کا نام مبارک ہونا چاہیئے۔رانیہ نے لقمہ دیا۔سب بے اختیار ہنس پڑے۔

اس کا نام تو اس کے باپ نے رکھ بھی دیا۔اس نے پہلے ہی سوچا ہوا تھا۔جب میں نے اس کے آنے کی خبر اسے دی تو اس نے نام بھی بتا دیا۔

اچھا معظم بھائی نے اس کا کیا نام رکھا ہے۔۔۔۔؟ نگین نے خوشگوار حیرت سے پوچھا۔

زعیم شاہ شیرازی۔۔۔۔عروش نے بہت پیار سے اس کا نام لیا۔

ماشااللہ بہت پیارا نام ہے۔سب نے تعریف کی۔

صفدر شاہ نظر نہیں آرہے۔۔۔۔۔۔کہیں گئے ہوئے ہیں کیا۔

وہ صبح شہر سے سیدھا یہیں آگئے تھے ، ریسٹ کرنے کے لئے ابھی کچھ دیر پہلے ہی گھر گئے ہیں۔ رخسانہ بولیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

_____※_____

بھائی پھر آپ میر سبطین کی شادی کب کر رہے ہیں۔۔۔۔۔۔؟ میر غضنفر اور میر جعفر فرصت سے لیونگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔میر سجاول بھی وہیں موجود تھا۔وہ صوفے پر بیٹھا ریموٹ ہاتھ میں پکڑے چینل پر چینل چینج کر رہا تھا۔

بچے تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں،ان کے کام مکمل ہوجائیں۔چھ مہینے کے اندر ہی کوئی ڈیٹ فائنل کر دوں گا مگر رانیہ کے لئے بہت پریشان ہوں۔اس کا بھی رشتہ طے ہوجاتا تو میں بلکل بے فکر ہوجاتا۔

مجھے رانیہ کی بہت فکر ستا رہی ہے ، میر سبطین اور نگین کے ساتھ ہی اس کی بھی شادی ہو جانی چاہئے تاکہ رانیہ بھی اپنے گھر کی ہوجائے۔زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔اپنی زندگی میں اسے بھی ہنستا بستا دیکھ لوں تو پھر مجھے زندگی کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی۔وہ بہت فکرمند ہورہے تھے۔

دل چھوٹا مت کریں ، اللہ اس کے لئے بھی کوئی نا کوئی اسباب بنا دے گا۔میر جعفر نے انہیں تسلی دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

صفدر شاہ کا فون آیا تھا ، وہ جواب مانگ رہے ہیں اور بضد ہیں کہ جواب ہاں میں ہی ہو۔مکتوم شاہ کی خوشی بھی اس رشتے میں شامل ہے۔میر غضنفر آہستگی سے بولے۔میر سجاول نے چونک کر انہیں دیکھا۔

آپ لوگ انہیں صاف جواب کیوں نہیں دے رہے۔۔۔۔۔۔یہ تماشا ختم کیوں نہیں کر دیتے۔

رانیہ میں کوئی کمی نہیں ہے ، لنگڑی لولی یا بد صورت نہیں ہے نا ہی اس کی عمر نکلی جا رہی ہے جو آپ اتنے فکر مند ہورہے ہیں۔بہترین رشتہ مل جائیگا اس کے لئے مگر آپ سب اس خوش فہمی میں مت رہنا کہ میں راضی ہوجاؤں گا۔وہ بھڑک کر بولا۔

کہیں ایسا نہ ہو مجھے اس مکتوم شاہ کا کوئی بندوبست کرنا پڑ جائے تبھی اس مصیبت سے جان چھوٹے گی۔آپ سب لوگ اچھی طرح سمجھ لیں میں ہر گز بھی یہ شادی نہیں ہونے دوں گا بھلے اس کے لئے مجھے مکتوم شاہ کا قتل ہی کیوں نا کرنا پڑے۔وہ غضبناکی سے بولا۔

میر سجاول تم ایسا کچھ بھی نہیں کروگے۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے مکتوم شاہ سے کوئی غرض نہیں ہے مگر میں پھر تمھیں کسی مشکل میں پڑنے نہیں دینا چاہتا۔سمجھے تم۔میر جعفر تڑپ کو بولے۔

بے شک رانیہ میں کوئی کمی نہیں ہے مگر اس کا بہترین رشتہ آچکا ہے ، اچھے رشتے کو بلا جواز ٹھکرانا کفرانِ نعمت ہوتا ہے۔جب ہماری دشمنی ختم ہوچکی ہے۔سارے معاملے درست ہوگئے ہیں ، سب سے ذیادہ غصہ ان پر یہی تھا نا کہ انہوں نے سندس کی بچی کو اغوا کیا تو اب وہ راز بھی کھل چکا ہے پھراتنا جذباتی ہونے کی کیا ضرورت ہے۔میر غضنفر نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔

اٹ مینز۔۔۔۔۔۔۔آپ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آپ اپنی مرضی کر کے رہیں گے کیونکہ شیرازیوں سے دوبارہ رشتہ جوڑنا آپ کے لئے بہت ضروری ہو گیا ہے تو پھر کھل کر بول دیں نا کہ میں گھر چھوڑ کر چلا جاؤں۔وہ ریموٹ زمین پر مار کر کھڑا ہو گیا۔

آخر تمھارے ساتھ مسئلہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے ایسی کوئی بات کی ہے کہ میں ان کا پرپوزل قبول کرنے والا ہوں یا ابھی وہاں جارہا ہوں پھر اتنی جلدی کیوں ہائپر ہو جاتے ہو۔اپنے دماغ کو ٹھنڈا رکھا کرو ، ہر وقت گرمی اچھی بات نہیں ہے۔میر غضنفر رسان سے بولے۔

آپ چاہے جو کچھ بھی کہیں میں مرتے دم تک بھی اس رشتے کے لئے راضی ہونے والا نہیں ہوں نا میں آپ کو یہ رشتہ جوڑنے دوں گا۔بہتر ہو گا آپ انہیں کلئیر انکار کر دیں تاکہ یہ بات یہیں ختم ہو جائے ورنہ انجام آپ کی سوچ سے بھی زیادہ برا ہو گا۔وہ سرد لہجے میں دھمکی دیتا ہوا لیونگ روم سے باہر نکل گیا۔

کوریڈور کے آخری سرے پر رانیہ کھڑی ہوئی ان کی باتیں سن رہی تھی۔

میر سجاول کی باتیں اسے نیزے کی انی کی طرح محسوس ہوئیں۔

اس کی آنکھیں جھر جھر بہہ رہیں تھیں۔

میر سجاول کی نظر اس پر پڑی تو وہ ٹھٹک کر رک گیا۔رانیہ نے اسے شکوہ کناں نظروں سے دیکھا ۔میر سجاول کو اس کا دیکھنا ہلا کر رکھ گیا۔وہ کتنی ہی دیر تحیر سے اسے دیکھتا رہا پھر سست قدموں سے چل کر رانیہ کے پاس آیا۔

رانیہ میں اس سے نظر ملانے کی جرأت نہیں تھی۔وہ یوار کو تکنے لگی مگر اس کی متورم آنکھیں چیخ چیخ کر سارا فسانہ سنا رہی تھیں۔

میر سجاول جیسے زیرک اور ذہین انسان کو اس کے دل کی آواز سننے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگا۔اس کی دلی کیفیات سمجھنا میر سجاول جیسے عاشق کے لئے کوئی مشکل کام نہیں تھا۔میر کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے۔اس کے چہرے پر پھیلی خطرناک حد تک سنجیدگی یکدم ہی نرم مسکراہٹ میں بدل کر اس کے دلکش چہرے کو مزید رونق بخش گئی۔

اس نے رانیہ کے سر پر ہاتھ رکھا پھر اس کا سر سہلا کر انگلی کی پور سے اس کا آنسوں سمیٹ لیا۔

اب رونا مت ،تم جو چاہتی ہو وہی ہو گا بھلے تمھاری خواہش پوری کرنے کے لئے مجھے اپنا سر کیوں نا جھکانہ پڑے۔میر نے بھاری گنبھیر آواز میں کہا۔

پہلے تو رانیہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں پھر اس نے دونوں ہاتھ میر کے گرد حمائل کئے اور اس کے سینے سے لگ کر سسک اٹھی۔

میر نے دھیرے سے اس کا سر تھپکا۔

میر سجاول کی نظر اوپر اٹھی تو ریلنگ پر زرتاج جھکی ہوئی تھی۔اسے دیکھ کر فوراً مسکرائی۔اسے جیسے ہی پتا چلا کے میر سجاول گھر آیا ہے، وہ تب سے جلے پیر کی بلی کی طرح چکر کاٹ رہی تھی مگر میر کی بلند غصیلی آواز پر نیچے آنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر نے ایک چبھتی ہوئی سخت آر پار ہوجانے والی نظر اس پر ڈالی پھر وہیں سے پلٹ گیا۔

اس کی بے رخی پر زرتاج کو اپنے جسم سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔وہ اضطراری کیفیت میں اپنی انگلیاں مروڑتی ہوئی بے جان قدموں سے دوبارہ بیڈروم میں چلی گئی۔

میر سجاول اتنے دن سے خود پر جبر کئے بیٹھا تھا مگر زرتاج کی ایک جھلک نے اس کے غصے کو جھاگ کی طرح بٹھا دیا تھا۔وہ بے قرار سا ہو کر پشت پر ہاتھ باندھے لان میں ادھر سے ادھر ٹہلنے لگا۔

دل کہہ رہا تھا کہ خفگی بھلا کر دل ہمیشہ کی طرح اس کے قدموں میں رکھ دے مگر دماغ کے تقاضے کچھ اور تھے۔وہ چاہتا تھا اس بار اپنی انا کا سر مت کچلنا زرتاج کو ہر حال میں جھکنا ہو گا۔وہ عجیب سی کشمکش میں گھرا جھنجھلا کر گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

_____※_____

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش آئینے کے سامنے کھڑی لپ اسٹک کو کوٹ پر کوٹ لگا کر گہرا کر رہی تھی۔میک اپ اس نے لائیٹ ہی کیا تھا مگر لپ اسٹک بہت ڈارک لگائی تھی۔

اس نے آئینے میں ایک بار پھر اپنا تفصیلی جائزہ لیا اور سر ہلاتی ہوئی ہینڈ کیری کی طرف گئی۔بے بی کو گود میں اٹھایا پھر روم سے باہر نکل آئی۔

پورے تین ماہ بعد معظم شاہ گھر واپس آرہا تھا وہ بھی مکمل صحتیاب ہونے کے بعد۔وہ شاہ کے لئے بہت دل سے تیار ہوئی تھی۔

خالہ جان ! وہ لوگ کب پہنچے گے۔۔۔۔۔؟ اس نے بے بی کو رخسانہ کی گود میں ڈالا کر بے صبری سے پوچھا۔

بس پہنچنے ہی والے ہونگے۔مکتوم شاہ نے اسی ٹائم پہنچنے کا کہا تھا۔

ائیر پورٹ سے تو صبح ہی آگئے تھے مگر شاہ کو شہر میں ضروری کام نمٹانے تھے اس لئے نکلنے میں زرا دیر ہوگئی۔رخسانہ بیگم اس کی بے صبری پر مسکرائیں۔

زینب ، ثمینہ اور رخسانہ بھی ان کے انتظار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

تم نے اچھا کیا جو تیار ہوگئیں ، اب زرا کچن کا ایک چکر لگا لو۔دیکھنا سب کچھ ٹھیک سے ہو بھی رہا ہے۔میں نے آج ساری ڈشز ان دونوں کی پسند کی بنوائی ہیں۔رخسانہ بیگم بہت خوش تھیں۔

عروش بے بی کو پیار کر کے وہاں سے اٹھ گئی۔

وہ ملازمہ کے ساتھ مل کر کچن میں کام کروا رہی تھی جب پورچ میں گاڑیوں کے رکنے کی آواز سنی ۔وہ بے قرار ہوگئی مگر بمشکل خود کو باہر جانے سے روکا۔

رخسانہ بیگم نے معظم شاہ کا سر اپنے سینے سے لگایا۔اسے ڈھیروں دعائیں دینے کے بعد بچے کے پاس لے آئیں۔

معظم شاہ ! تم نہیں جانتے میں کتنی خوش ہوں تمھیں دوبارہ اپنے پیروں پر چلتا ہوا دیکھ کر میرا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا ہے۔وہ کہتے ہوئے رو پڑیں۔

آپ کی دعاؤں سے میں ٹھیک ہو گیا ہوں ناں پھر آپ کیوں رو رہی ہیں۔شاہ نے ماں کے شانے پر ہاتھ پھیلایا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اماں ! یہ ہے زعیم شاہ۔۔۔۔۔یہ کتنا چھوٹا سا ہے۔مکتوم شاہ نے بچے کو ایسے چھوا جیسے وہ موم کا ہو۔کمرے میں موجود سبھی افراد اس کی بچکانہ بات پر بے ساختہ ہنسے۔

مکتوم شاہ نے اسے بے تحاشہ چومتے ہوئے معظم شاہ کی طرف بڑھایا۔

یہ بلکل تمھارے جیسا ہے۔شاہ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے مکتوم شاہ سے کہا۔

ہم سب نے ہی اسے پہلی بار دیکھ کر یہی کہا تھا۔یہ ہو بہو مکتوم شاہ ہے۔زینب پھپھو بولیں۔

عروش نظر نہیں آرہی ، کہاں ہے وہ۔۔۔۔؟ شاہ کی بے تاب نظریں کب سے اسے ہی ڈھونڈ رہی تھیں مگر وہ تھی کہ چھپ کر بیٹھی تھی۔دروازے سے لگی عروش کا دل زور سے دھڑکا۔وہ ترس گئی تھی مغرور شاہ کے اس لہجے اس آواز کے لئے۔

کچن میں ہے۔۔۔۔۔۔۔کھانا بنوارہی ہے۔میں اسے بلواتی ہوں۔

رخسانہ بیگم نے فوراً کہا تبھی عروش سر پر دوپٹہ جماتی ہوئی اندر آگئی اور دھیرے سے سلام کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

معظم شاہ کی نظر اس سے ملی تو پوری دنیا روشن ہوگئی ورنہ اس کے بغیر ویرانی ہی ویرانی تھی۔وہ رسٹ کلر کاٹن کے امبرائیڈد سوٹ میں ملبوس تھی۔ڈارک میک اپ میں اپسرا لگ رہی تھی۔شاہ نے بھنویں اچکا کر اس کی بھرپور تیاری کو نظروں ہی نظروں میں سراہا۔عروش نے گھبرا کر پلکیں جھکا لیں۔شاہ کی گہری نظریں اس کے سراپے پر جم کر رہ گئیں۔عروش اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے صوفے پر بیٹھ گئی۔

عروش ! تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔۔۔۔تمھیں ہماری آمد کی خبر نہیں ہوئی یا جان بوجھ کر چھپی ہوئی تھی۔ معظم شاہ نے براہّ راست اسے مخاطب کیا۔

میں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچن میں کام دیکھ رہی تھی۔عروش گڑبڑا گئی۔شاہ اس کی گھبراہٹ سے محفوظ ہوا۔

اماں کھانا تیار ہے ، لگوادوں۔۔۔۔۔عروش نے بلاوجہ اپنا دوپٹہ درست کیا۔معظم شاہ کی بولتی آنکھیں اسے کنفیوز کر رہی تھیں۔

ہاں لگواؤ ناں ، بچے سفر سے آئے ہیں۔۔۔۔۔۔تھکے ہوئے ہیں۔بھوک لگ رہی ہوگی۔رخسانہ بیگم نے اس کی مشکل آسان کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

_____※_____

خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا پھر شاہ نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا ہوا جھک کر سرگوشی میں اسے جلدی بیڈروم میں پہنچنے کی تنبیہہ کرتا ہوا اٹھ گیا۔ایک ایک کرکے سبھی اٹھ گئے۔عروش بھی بچے کو سنبھالتی ہوئی کھڑی ہوگئی۔

بھابھی ! آپ اسے مجھے دے دیں ، ابھی تو میں نے اس سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں اور آپ اسے لے جا رہی ہیں۔مکتوم شاہ نے زعیم کو گود میں لیا۔

آپ کی باتیں ابھی اسے سمجھ نہیں آئیں گی اور جب یہ بولنے لگے گا تو آپ کانوں کو ہاتھ لگائیں گے۔عروش کھلکھلائی۔اس کا اشارہ بے بی کے چیخ چیخ کر رونے کی طرف تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ارے آپ بے فکر ہوجائیں۔ہمیں سنبھالنا آتا ہے۔اس کے باپ کو راہِ راست پر لے آئے تو یہ کیا چیز ہے۔اس نے عروش کو چھیڑا۔

عروش کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

عروش نے دروازہ کھول کر اندر جھانکا ، شاہ بیڈ پر نیم دراز تھا۔وہ دروازہ بند کرتی اندر آگئی۔شاہ فوراً بیڈ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر اسے کھینچ کر گلے لگایا۔

مائے ڈمپل گرل ! کیسے میں اتنے عرصے تک تم سے دور رہا ، اب سوچ رہا ہوں تو وحشت ہو رہی ہے۔شاہ اسے گلے سے لگائے کھڑا تھا۔

آپ کے جانے سے میں بہت اداس ہوگئی تھی۔عروش نے دھیرے سے کہا۔

اسی معصومیت پر تو میں قربان ہوں اگر ایسے کہو گی تو میں مجبوری میں بھی کبھی کہیں نہیں جا سکوں گا۔شاہ اس کے انداز پر فدا ہوگیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اللہ نا کرے اب کوئی مجبوری آپ کو مجھ سے دور کرے۔عروش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

میں تم سے بہت ناراض ہوں۔شاہ کے لہجے میں شرارت تھی بظاہر سنجیدگی سے بولا۔

کیوں۔۔۔۔۔عروش لرز گئی۔

تم نے مجھے بیٹی نہیں دی ، مجھے کتنا ارمان تھا کہ بلکل تمھارے جیسی بیٹی ہو۔شاہ نے اس کی ناک کو چھوا۔

میرے بس میں ہوتا تو میں آپ کی خواہش پوری کر دیتی مگر یہ سب تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ عروش نے آہستگی سے جواب دیا۔

کوئی بات نہیں ہم پھر سے ٹرائے کر لیتے ہیں ، مجھے یقین ہے اس بار بیٹی ضرور ہو گی۔شاہ شرارت سے اس کے چہرے پر جھکا۔

خدا کو مانیں ، ابھی تو زعیم اتنا چھوٹا سا ہے۔مجھے تو سوچ کر بھی گھبراہٹ ہو رہی ہے۔عروش نے دونوں ہاتھوں سے اسے دھکا دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

جب تک میری بیٹی آئے گی زعیم بھی تھوڑا بڑا ہو جائے گا۔تم ٹینشن مت لو ، میں دونوں کو سنبھال لوں گا۔وہ مخمور لہجے میں بولا۔

آپ تو گھر سے باہر چلے جائیں پھر پہروں مڑ کر بھی نہیں دیکھتے۔میں آپ کی باتوں میں آنے والی نہیں ہوں۔

اب سدھر گیا ہوں ناں، اب ایسا نہیں کروں گا۔شاہ نے اسے خود سے قریب کیا۔

میرے شہزادے کو کہاں چھوڑ آئی ہو ؟ شاہ کو زعیم کا خیال آیا۔

وہ مکتوم بھائی کے پاس ہے ، انہوں نے لانے ہی نہیں دیا۔

میرا بھائی بہت سمجھدار ہے ، ہمیں پرائیوسی دینا چاہتا ہے۔آج ویسے بھی ہمیں پرائیوسی کی سخت ضرورت ہے۔شاہ بھاری آواز میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

———————※———————

زرتاج حویلی کے دالان میں کھڑی تھی ، سرد ہوا کا تیز جھونکا اس سے ٹکرایا تو پورے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔اس نے شال کو اپنے گرد اچھی طرح لپیٹا اور خارجی راستے کی طرف قدم بڑھائے۔

وہ لان کی طرف نکل آئی تھی ، حفاظت پر معمور گارڈز باتوں میں مصروف تھے۔وہ دور کھڑی ہوگئی۔ساجد کی نظر اس پر پڑی تو وہ دوڑتا ہوا آیا۔

زرتاج بی بی ! آپ اس وقت یہاں کیا کررہی ہیں۔۔۔۔۔۔چھوٹے میر سائیں کو پتا چلا توبہت غصہ کریں گے۔ساجد خوف زدہ ہوگیا۔

مجھے کچھ کام تھا۔زرتاج ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بولی۔

تو آپ انٹرکام کردیتیں ، میں اندر آجاتا۔خیر بتایئے کیا کام ہے ؟ ساجد ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سائیں کہاں ہیں ؟

وہ تو جی وہ۔۔۔۔فارم ہاؤس پر ہیں۔ساجد جھجکتے ہوئے بولا۔

وہاں کیا کررہے ہیں ؟ شام کو تو یہیں تھے۔زرتاج نے حیرت سے استفسار کیا۔

دن میں تو آتے ہیں۔آج بھی شام تک مردانے میں مہمانوں کے ساتھ تھے مگر رات کو فارم ہاؤس چلے جاتے ہیں۔آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ بہت زیادہ پیتے ہیں مگر آج کل تو حد ہوگئی ہے۔دن رات نشے میں ڈوبے رہتے ہیں۔ساجد نے تفصیل بیان کی۔

ٹھیک ہے ، تم مجھے فارم ہاؤس لے چلو۔اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

مگر اب تو بہت رات ہوگئی ہے ، تین بجے سے اوپر کا ٹائم ہے۔آپ صبح مل لیجئے گا۔وہ دن میں آئیں گے تو میں آپ کو فوراً اطلاع کر دوں گا۔ساجد گھبرا گیا۔

مجھے ابھی جانا ہے ، تم مشورے مت دو بس لے چلو۔زرتاج نے لہجے کو سخت بنایا۔

جی بہتر ، وہ کہہ کر پورچ سے گاڑی نکالنے چلا گیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زرتاج گاڑی میں سوار مسلسل میر سجاول کے بارے میں سوچ رہی تھی جو اپنی تمام تر ذیادتیوں کے باوجود اس کے دل میں بہت اونچے مقام پر فائز ہوچکا تھا۔ذندگی کے لئے اتنا ضروری ہوگیا تھا کہ اس کی تین دن کی لاتعلقی نے زرتاج کو تپتے صحرا میں لاکھڑا کیا تھا۔وہ میر سجاول کی والہانہ محبت اس کے عشق کے برملا اظہار کی عادی ہوچکی تھی۔اس کے بنا جینے کا تصور بھی محال تھا۔

گاڑی فارم ہاؤس کے وسیع و عریض احاطے میں رکی ، وہ چادر سے خود کو ڈھانپ کر باہر نکلی اور اندرونی حصے کی طرف بڑھ گئی۔

اس نے میر سجاول کے بیڈروم کا دروازہ کھولا ، اندر قدم رکھتے ہی ناگواربدبو کے بھبکے سے اسے چکر آگیا۔پورے کمرے میں اس قدر ناگوار بدبو پھیلی ہوئی تھی کہ زرتاج کو ابکائی آنے لگی۔

میر سجاول شرٹ سے بے نیاز آنکھوں پر بازو رکھے بیڈ پر بے سدھ سورہا تھا۔دو بوتلیں سائیڈ ٹیبل پر رکھی ہوئی تھیں ، جن میں سے ایک خالی تھی ایک میں مشروب کی تھوڑی مقدار موجود تھی ۔باقی بوتلوں کا ڈھیر ٹیبل پر تھا۔جس سے اندازہ ہو رہا تھا کہ یار دوست بھی ساتھ ہی شغل فرما رہے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

خاصی ٹھنڈ کے باوجود بھی اے سی فل تھا۔کمرہ یخ ٹھنڈا ہورہا تھا مگر میر سجاول ٹھنڈ سے بے نیاز پڑا تھا۔کمفرٹر آدھا بیڈ پر آدھا زمین پر لٹکا ہوا تھا۔وہ چلتی ہوئی بیڈ تک آئی اور میر سجاول کا بازو پکڑ کر ہلایا۔

میر سائیں۔۔۔۔۔۔میر ٹس سے مس نا ہوا۔

میر سائیں ! اٹھ جائیں ، گھر چلیں۔وہ اس بار اسے جھنجھوڑ کر بولی۔

میر نے زرا سا بازو ہٹا کر بمشکل آنکھیں کھول کر اسے چند لمحے دیکھنے کے بعد دوبارہ آنکھیں موند لیں۔نشے میں دھت اسے زرتاج بھی دھندلائی ہوئی نظر آئی تھی۔

میر سائیں ! پلیز اٹھ جائیں۔کیوں مجھے ستا رہے ہیں۔زرتاج نے پھر اس کا بازو زور سے ہلایا۔وہ رو دینے کو تھی۔

میر سجاول نے اس کی کلائی پکڑ کر زور سے جھٹکا دیا اور اپنے پہلو میں گرالیا۔وہ جاگ چکا تھا۔آگئیں تم ، میر سجاول کا عشق اتنا بھی کمزور نہیں ، آخر تمھیں کھینچ ہی لایا۔وہ خمار آلود لہجے میں بولا۔

آپ اتنے دنوں سے گھر نہیں آرہے ، اس لئے مجھے یہاں آنا پڑا۔وہ روہانسی ہوکر بولی۔

کیوں آؤں میں گھر ، کیوں ہاتھ لگا رہی ہو مجھے ؟ تمھیں تو نفرت ہے نا مجھ سے ، میرے وجود سے گھن آتی ہے پھر میرے پاس کیوں آئی ہو ؟ میر سجاول اس پر جھکا اس کی گردن دبوچ کر غرایا۔

سوری ! غلطی ہوگئی ، معاف کردیں۔وہ آنکھوں میں آنسو بھر کر بمشکل بولی۔میر کے ہاتھ کا دباؤ سخت تھا۔

اب معاف نہیں کروں گا ، تم نے مجھے بہت ستایا ہے۔ہر وقت لڑتی رہتی ہو۔میرا قصور بھی نہیں بتاتی ہو۔اس نے زرتاج کا ہاتھ چوم کر شکوہ کیا۔

مگر آپ نے تو کہا تھا پوری زندگی میرے نخرے اٹھائیں گے ، آپ تو اتنے میں ہی روٹھ کر بیٹھ گئے۔زرتاج منہ بسور کر بولی۔میر کا قہقہہ برجستہ تھا۔

اچھا تو یہ پلان تھا ، نخرے اٹھوانے تھے تو بول دیتی میں جی جان سے جی حضوری کرتا مگر غصہ تو نہیں کرتی۔اتنا معصوم سا ہوں یار ڈر جاتا ہوں۔وہ شرارت سے بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اتنے بھی معصوم نہیں ہیں ، بہت ظالم ہیں۔اتنے دن سے مجھے کتنی بے دردی سے اگنور کررہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی بہن سے تو بڑی محبت جھاڑ رہے تھے ، میں نظر نہیں آئی۔میں ہوں کون آپ کی جو میرا خیال آئے گا۔زرتاج دل کی بات زبان پر لے آئی۔

تم تو میری جان ہو ، میری دلبر ہو۔ہر طرف بس تم ہی تو ہو مگر تمھاری بے رخی جگر چھلنی کر کے رکھ دیتی ہے۔میر سجاول کو اس پر ٹوٹ کر پیار آیا۔وہ بے اختیار زرتاج پر جھکا۔

اچھا اب اٹھ جائیں ، گھر چلیں۔زرتاج نے اٹھنے کی کوشش کی۔

اب ہنی مون سیزن ٹو منا کر صبح چلیں گے۔میر سجاول نے شوخی سے کہا۔اس نے اٹھ کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی اور گلاس بھرنے لگا۔

اب کیا ضرورت ہے پینے کی ، اتنی پی ہے کافی نہیں ہے۔زرتاج نے ناگواری سے کہہ کر اس کا ہاتھ روکا ۔

دلبر سائیں ! بس تھوڑی سی اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔میر نے التجا کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہرگز نہیں۔اب آپ بلکل نہیں پہیں گے بلکہ کبھی بھی نہیں پئیں گے۔

پابندی لگا رہی ہو۔۔۔۔؟ میر کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ ابھری۔

جی بلکل!

اچھا تو پھر فلم ایکٹریس اور ناولز کی ہیروئن کی طرح میرا ہاتھ اپنے سر پر رکھ کر قسم اٹھواؤ ناں۔وہ بلکل بھی سیریس نہیں تھا ہنوز شرارت سے بولا۔زرتاج دونوں ہاتھوں میں چہرہ چھپاکر ہنس پڑی۔

قسم نہیں لینی ؟ میر سجاول نے اس کی کلائیاں پکڑ چہرے سے ہاتھ ہٹائے۔

نہیں۔۔۔۔۔۔۔

آپ کا عشق کمزور نہیں ہے تو میری محبت بھی بہت با اختیار ہے۔مجھے آپ سے اپنی بات منوانے کے لئے کسی قسم کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں ہے۔زرتاج پراعتماد لہجے میں بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اس کے اعتماد سے کہنے پر میر سجاول کی خوشی دیدنی تھی۔اس نے زرتاج کے دونوں رخساروں پر بے تحاشہ پیار کی مہر ثبت کیں۔میر اسے بازوؤں میں سمیٹے ہواؤں میں اڑ رہا تھا۔

)چھ ماہ بعد(

حویلی میں شادی کی تیاریاں عروج پر تھیں۔شادی کی تقریبات شروع ہونے میں بس دو دن باقی رہ گئے تھے۔اس وقت بھی لڑکیاں لہک لہک کر ڈھولک پر گانے گا رہی تھیں۔پورے گھر میں رونق لگی ہوئی تھی۔ہر طرف خوشیوں کے رنگ بکھر کر ماحول کو خوشگوار بنا رہے تھے۔

طے یہ پایا تھا کہ میر سبطین اور نگین کے ولیمے رانیہ کی بارات آئے گی ،جبکہ مہندی کی رسم تینوں کی ایک ہی ساتھ ہو گی۔

میر سجاول صبح سے نکلا ہوا تھا۔وہ شام کو کمرے میں آیا تو زرتاج مکمل تیاری سے خود کو آخری بار ہر اینگل سے آئینے میں دیکھ کر تسلی کر لینے کے بعد ڈھولکی میں شرکت کے لئے روم سے نکلنے ہی والی تھی کہ میر نے دروازہ لاک کر کے بولٹ لگا دیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

خود کو میری نظروں سے دیکھو گی تو اور بھی زیادہ حسین لگو گی۔۔۔۔۔۔یہ آئینہ تمھیں وہ کچھ نہیں دکھا سکتا جو میری نظریں دیکھ سکتی ہیں۔میر سجاول دلفریب لہجے میں کہتا ہوا صوفے پر بیٹھ گیا

۔

مجنوں کو لیلیٰ بھی سب سے حسین لگتی تھی کیونکہ وہ اس کی محبوبہ تھی۔ہر محبوب کا یہی خیال ہوتا ہے۔زرتاج ایک ادا سے کہتے ہوئے اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔میر مخمور آنکھوں سے اسے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

بات تو گھوم پھر کر وہیں آگئی۔۔۔۔۔۔۔تمھیں آئینے سے گواہی کیوں چاہیئے ، تمھیں تو بس میری آنکھوں میں دیکھ کر پڑھ لینا چاہیئے کہ تم کیسی لگ رہو۔تم نیند سے اٹھ کر بھی مجھے اتنی ہی حسین لگتی ہو جتنا کہ اتنا سج سنور کر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھیں۔وہ زرتاج کو باتوں میں الجھا رہا تھا تاکہ وہ اس کے سامنے بیٹھی رہے۔

اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے نا کہ میں یونہی نیند سے اٹھ کر محفل میں چلی جاؤں۔گھر میں جو مہمان آئے ہیں وہ مجھے آپ کی نظروں سے نہیں دیکھیں گے۔وہ جھنجلا کر بولی۔میر سجاول نے قہقہ لگایا۔

میر سائیں پلیز ! اب مجھے نیچے جانے دیں ناں۔۔۔۔۔۔۔کتنی رونق لگی ہے وہاں ، سب گانے گا رہی ہیں۔مجھے بھی ڈھولک بجانی ہے۔اپنی شادی سے لے کر اب تک میں کسی کی ڈھولکی میں نہیں گئی ہوں۔اب گھر کی شادی تو مجھے اٹینڈ کرنے دیں۔زرتاج نے دہائی دی۔

میں نے کب منا کیا ہے ڈھولکی بجانے سے ، یہاں منگوا دیتا ہوں خوب بجانا ، میں بھی دیکھوں گا تم کیسی ڈھولک بجاتی ہو۔وہ زرتاج کو خود میں سمیٹتے ہوئے بولا۔

آخر آپ مجھے نیچے کیوں نہیں جانے دے رہے۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں ڈھولک منگوائیں گے تو سب مجھ پر ہنسیں گے۔زرتاج بے بسی سے بولی۔

میں نے کہا تھا اتنی سج سنور کر بیٹھو۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمھیں دیکھ کر میرا دل بے ایمان ہوگیا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔وہ زرتاج کی بے بسی پر محفوظ ہوتے ہوئے بولا۔

بس میں نے کہہ دیا۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے نیچے جانا ہے ، آپ بھی جلدی سے تیار ہوکر آجائیں۔میں نے آپ کے کپڑے بھی پریس کروادیئے ہیں۔وہ دوٹوک انداز میں بول کر اٹھ گئی۔

دلبر سائیں ! اس طرح تو آپ کہیں نہیں جا سکتی ، ہاں کوئی رشوت دو تو شاید بات بن جائے۔میر سجاول نے اس کا آنچل تھام کر لبوں سے لگایا۔

ٹھیک ہے ، میں کہیں نہیں جارہی۔۔۔۔۔۔۔یہیں آپ کے پاس بیٹھی ہوں۔مہندی میں بھی نہیں جاؤنگی اور شادی بھی اٹینڈ نہیں کرونگی۔زرتاج نے اس کے برابر میں بیٹھ کر رخ دوسری طرف موڑ لیا۔

دلبر سائیں ! ناراض ہوگئیں ؟ تم کیسی لڑکی ہو۔۔۔۔۔۔۔میں پور پور تمھارے عشق میں ڈوبا جارہا ہوں اور تم کنارہ ڈھونڈ رہی ہو۔میر سجاول کے لہجے میں تاسف تھا۔

میں ایسا تو کچھ نہیں کر رہی ، تقریب میں سب کے ساتھ شریک ہونا چاہتی ہوں۔اتنی سی بات کو آپ دل پر لیں گے ؟

آپ چھوٹی سی بات کے لئے میری محبت پر شک کرہے ہیں ؟ زرتاج نے فوراً سے پیشتر وضاحت دی پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر شکوہ کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہ تمھارے لئے چھوٹی سی بات ہوگی ، میرے لئے بہت بڑی ہے۔تم مجھ سے زیادہ کسی اور چیز میں دلچسپی لوگی ، میں برداشت نہیں کر سکوں گا۔میر سجاول نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں چاہتا ہوں تم بس میری بن کر رہو ، باقی سب کچھ بھول جاؤ۔میری موجودگی سے بڑھ کر تمھارے لئے کچھ بھی ضروری نہیں ہونا چاہیئے۔میر سجاول نے بے خود ہو کر اس کی مسکارے سے بوجھل پلکوں کو لبوں سے چھوا۔زرتاج مبہم سا مسکرادی۔

میں یہی کچھ کر رہی ہوں پھر بھی آپ مطمئین نہیں ہوتے۔خیر، چھوڑیں۔

مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے ،آپ مائینڈ تو نہیں کریں گے۔۔۔؟

آج تک کچھ بھی مائینڈ کیا ہے جو اب کروں گا۔جب کہ تم اتنی ظالم بیوی ہو ، مجھے بے دردی سے پیٹتی بھی ہو۔وہ سر اٹھا کر سنجیدگی سے بولا مگر شریر آنکھیں مسکرا رہی تھیں۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہیں ، میں آپ کو کب مارتی ہوں۔۔۔۔۔۔کیوں مجھے بدنام کررہے ہیں۔زرتاج حیران ہوئی۔

یاد نہیں اس رات کتنی زور سے میری ناک پر ہاتھ مارا تھا ، تمھارے ناخن کے نشان کی وجہ سے کتنے دنوں تک میں لوگوں سے منہ چھپاتا پھرا۔زرتاج بے اختیار منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنستی چلی گئی۔

وہ تو میں نیند میں تھی ، جان بوجھ کر تو نہیں مارا تھا۔زرتاج کو شرمندگی ہوئی۔

میں کچھ کہہ رہی تھی۔

جی سرکار ! میں سن رہا ہوں۔میر سجاول نے اپنا کان جھک کر اس کے سامنے کیا۔

آپ سیریس ہونگے تو میں بات کروں گی ناں۔زرتاج اسے گھور کر بولی۔

آپ حکم کریں ، اب میں بلکل سیریس ہوں۔وہ صوفے کی پشت پر ہاتھ پھیلا کر سنجیدگی سے بولا ۔

وہ میری دوست ہے ناں، نازیہ۔اس کی بھی شادی ہے۔کل اماں آئیں تھیں ، وہ کارڈ دے کر گئیں ہیں۔کہہ رہیں تھیں نازیہ نے بہت اسرار کیا ہے کہ میں اس کی شادی میں ضرور آؤں۔

اس کی یا اس کے گھر والوں کی تو ہمت نہیں ہوئی حویلی میں آنے کی اس لئے اماں کے ساتھ کارڈ بھیجا ہے۔زرتاج نے اسے پوری تفصیل سے آگاہ کیا۔

کب ہے شادی ؟ میر سجاول نے استفسار کیا۔

نیکسٹ ویک۔۔۔۔۔۔۔تب تک ہمارے گھر کی شادی کے تمام فنکشنز ہو چکے ہونگے۔زرتاج حساب لگائے بیٹھی تھی۔

چلی جانا، مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔میر سجاول اس کے شانے پر بکھرے بالوں کو چھیڑتے ہوئے بولا۔

میں اکیلی نہیں جاؤں گی ، آپ کو بھی ساتھ چلنا پڑے گا۔وہ حکمیہ بولی۔

یار ! میں وہاں کیسے جاسکتا ہوں۔میر سجاول کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔

ہاں آپ غریبوں کی محفل میں کیسے جاسکتے ہیں ،آپ کی شان گھٹ جائے گی۔زرتاج کا منہ اتر گیا ۔وہ دھیرے سے بولی۔

اچھا ناں ! منہ مت لٹکاؤ۔لے چلوں گا۔ایسا ہو سکتا ہے میں تمھاری حکم عدولی کروں۔تم دن کو رات کہتی ہو تو وہ بھی مان لیتا ہوں۔وہ گنبھیر آواز میں بولا۔

زرتاج کے چہرے پر دھنک رنگ اتر آئے۔اس نے دونوں بازو میر سجاول کے گلے میں ڈال دیئے
۔

آئے لو یو۔۔۔۔۔۔۔وہ کھنکتی بولی۔

آئے لو یو ٹو۔۔۔۔۔۔۔مور دین یو۔میر سجاول نے اسے گلے سے لگا کر مصروف سے انداز میں جواب دیا۔

“”””””””

مفلوج کر دیا تھا۔فزیوتھراپی اور میڈیسن کی مدد سے ان کا جسم حرکت تو کرنے لگا تھا مگر وہ بول نہیں سکتی تھیں۔

میر سبطین نے ان کا کانپتا ہاتھ اپنے ہاتھوں سے پکڑ کر سر پر رکھا تھا۔

تبھی ہر طرف ہلچل مچ گئی کہ لڑکے والے مہندی لے کر پہنچ گئے ہیں۔

گیٹ پر ان لوگوں کا زبردست استقبال کیا گیا۔میر غضنفر نے سب مردوں کے گلے میں ہار شال ڈالیں جبکہ زرتاج نے خواتین کو گجرے پہنائے۔

یہ اندازہ لگانا مشکل ہورہا ہے کہ دونوں میں سے کون زیادہ پیارالگ رہا ہے۔رانیہ یا نگین۔زرتاج نے بلائیں لیتے ہوئے کہا۔وہ خود پنک کلر کا مدار غرارے اور شرٹ میں بالوں کو کرل کئے ان دونوں سے زیادہ حسین لگ رہی تھی۔

بے چارے سبطین بھائی کا حسن تو ان دونوں پریوں کے ساتھ بیٹھ کر ماند ہی پڑ گیا ہے۔میر حنین نے شرارت سے ٹکرا لگایا۔میر سبطین خجل سا ہو گیا۔

کوئی نہیں ، ہمارے شہزادے کی تو شان ہی نرالی ہے۔دور سے ہی دولہا لگ رہا ہے۔اتنی مشکل سے گھوڑی چڑھ رہا ہے ، مجھے تو لگتا ہے کل اگر گاڑی کی جگہ گھوڑی پر سوار کروایا تو گھوڑی بھی بدک جائے گی۔میر سجاول نے اس کی ٹانگ کھینچنا اپنا فرض سمجھا۔وہ بے باکی سے زرتاج کے گلے میں ہاتھ ڈال کر بولا۔

السلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

وہ اتنی مزاحیہ بات اتنی سنجیدگی سے بولا تھا کہ اسٹیج پر کھڑے سبھی افراد بے ساختہ ہنس پڑے۔

میر سائیں پلیز ! یہاں تو مجھے بخش دیں۔سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔زرتاج اس کا ہاتھ ہٹاتی دانت بھینچ کر غصے سے بولی۔

کیوں اتنی پیاری لگتی ہو ، میرا دل بے قابو ہوجاتا ہے پھر میری کہاں سنتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنی مرضیاں کرتا ہے۔اس نے شرارت سے ایک آنکھ دبا کر سرگوشی کی۔زرتاج نے فقط گھورنے پر اکتفا کیا تھا۔

مکتوم شاہ کے گھر والے اسٹیج پر پہنچے تو عروش ان میں سب سے آگے تھی۔میر سبطین نے ادھر ادھر نظریں گھما کر اسے بلکل اجنبیت کا تاثر دیا۔

عروش نے پہلے نگین اور پھر رانیہ کی پیشانی پر پیار کیا پھر جھک کر نگین کو شادی کی مبارک باد دی ۔

عروش سے مل کر نگین کا دل بھر آیا۔اس کی آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔

رونا مت گڑیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ موقع خوشی کا ہے۔میر سبطین بہت نائس ہیں۔تمھاری ہر تشنگی مٹ جائے گی، یہ تمھیں اتنا خوش رکھیں گے۔عروش نے اس کے برابر میں بیٹھ کر دھیرے سے کہا۔

عروش ! تم شادی تک میرے پاس نہیں رک سکتیں۔مجھے تمھاری بہت ضرورت ہے۔نگین اس کا ہاتھ تھام کر بولی۔

کیسے رک سکتی ہو ں۔۔۔۔۔۔۔۔۔سسرال میں پہلی شادی ہے۔سارے کاموں کی زمہ داری بھی مجھ پر ہے پھر خالہ جان کو بھی برا لگے گا۔تم فکر مت کرو ، میں کل دن میں بھی چکر لگا لوں گی۔

کل رات کو تو بارات ہے پھر نکاح کے بعد تمھیں میر سبطین کے علاوہ کوئی بھی یاد نہی رہے گا۔وہ شرارتاً کہہ کر ہنسی۔

نگین نے شرما کر سر جھکا لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سب سے پہلے رسم زینب کرے گی۔اس کے بعد ہم سب کریں گے۔رخسانہ بیگم نے بلند آواز میں کہا۔

بھابھی ! آپ کیسی باتیں کررہی ہیں ، میں کیسے رسم کر سکتی ہوں۔زینب نفی میں سر ہلاتے ہوئے دھیرے سے بولیں۔

کیوں۔۔۔۔۔۔تم کیوں نہیں کر سکتیں ؟ رخسانہ بیگم نے تعجب سے کہا۔

کیونکہ میں نہیں چاہتی میرے نصیب کی سیاہی ، ان بچوں کی آنے والی خوبصورت زندگی میں اندھیرا کردے۔آپ زبردستی مجھے یہاں لے آئی ہیں مگر مجھے دور رکھیں۔میرا ہاتھ لگوا کر بد شگونی مت کریں۔زینب آنسو پیتے ہوئے نم لہجے میں بولیں۔

تم نے یہ فضول باتیں سوچ سوچ کر خود پر خوشیاں حرام کر رکھی ہیں ورنہ یہ سب نصیبوں کے کھیل ہیں۔سب کچھ اللہ کی رضا سے ہوتا ہے۔وہ ہی اچھے اور برے نصیب لکھتا ہے۔اس میں کسی بھی انسان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔چلو اب چپ چاپ رسم کرو ورنہ میں تم سے بہت زیادہ ناراض ہوجاؤں گی۔رخسانہ بیگم دوٹوک انداز میں دھمکی دی۔

زینب مجبوراً جھجکتے ہوئے رانیہ کے برابر میں بیٹھ گئیں۔انہوں نے رانیہ کی بلائیں لے کر رسم شروع کی۔

معظم شاہ بیڈ پر نیم دراز عروش پر نظریں جمائے ہوئے تھا۔عروش زعیم کے کپڑے چینج کر رہی تھی۔وہ گرین کلر کی بھاری فراک اور چوڑی دار میں دوپٹہ ادب سے سر پر سیٹ کئے ہوئے تھی۔ وہ لوگ کچھ دیر پہلے ہی بڑی حویلی سے واپس لوٹے تھے۔

ڈمپل گرل ! اگر اپنے بیٹے سے فرصت مل جائے تو ہم پر بھی نظریں کرم ڈال دیں۔ہم آپ کی ایک نظر کے منتظر بیٹھے ہیں۔معظم شاہ

کوفت بھرے لہجے میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بس دو منٹ ، پلیز ! عروش نے مصروف انداز میں التجا کی پھر وہ زعیم کی نیپی چینج کرنے کے بعد واش روم گئی۔ہاتھ واش کرنے کے بعد وہ ڈریسنگ ٹیبل سے سامنے کھڑی ہوکر جھمکے اتارنے لگی۔

انہیں مت اتارو ، رہنے دو۔بہت اچھے لگ رہے ہیں۔شاہ نے ایک ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل کے مرر پر جما کر دوسرے ہاتھ سے اس کے جھمکے کو چھوا۔

اف بہت الجھن ہورہی ہے۔ہیوی ہیں ناں۔عروش واپس لاک کرتے ہوئے بولی۔

آج تم بہت خوبصورت لگ رہی تھیں ، دل کر رہا تھا تمھیں سب سے چھپا کر کہیں دور لے جاؤں۔ شاہ گنبھیرتا سے بولا۔

آپ کا دل اس قدر انتہا پسند کیوں ہے۔۔۔۔۔۔؟ عروش ہنستے ہوئے بولی۔

یہ تو میں خود بھی نہیں جانتا مگر جیسا بھی ہے تمھارے لئے ہی دھڑکتا ہے۔اس نے کندھے اچکائے ۔

شاید مجھ سے پہلے کسی اور کے لئے بھی دھڑکتا تھا۔عروش نے چور نظر سے اس کی طرف دیکھا ۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

یہی کہہ سکتا ہوں کہ ضرور تمھیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہوگی کیونکہ میرے دل میں گھر کرنے والی تم پہلی اور آخری لڑکی ہو۔شاہ سنبھل کر بولا۔وہ لمحے کے ہزاریں حصے میں بات کی تہہ تک پہنچ چکا تھا۔

اچھا آپ کہتے ہیں تو مان لیتی ہوں ویسے صبح جب آپ شاور لے رہے تھے ، کسی نگار کی کال آئی تھی۔اس نے تو بڑے حق سے آپ کا نام پکارہ تھا۔اس کا انداز بھی خاصا جتاتا ہوا تھا کہ جیسے آپ کے دل میں اس کے لئے بھی مخصوص جگہ ہے۔عروش تنک کر بولی۔معظم شاہ کا فلک شگاف قہقہہ بے ساختہ تھا۔

اوہ ، تو یہ بات ہے ، اس لئے محترمہ صبح سے اکھڑی اکھڑی سی ہیں۔

شاہ گہری سانس بھر کر بولا۔

نگار کون ہے۔۔۔۔؟ عروش نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا۔

بہت کمال کی چیز ہے مگر تم سے شادی کے بعد اسے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

تو پھر اس کی تعریفیں کیوں کر رہے ہیں ، اتنی ہی پسند ہے تو اسی کے پاس جائیں۔یہاں کیا کر رہے ہیں۔وہ بگڑ کر بولی۔

یار ! تم نے پوچھا تو میں نے بتا دیا۔۔۔۔۔۔۔جھوٹ بولنا میری سرشت میں ہی نہیں۔۔۔۔۔۔ اگر وہ میرے دل میں ہوتی تو یہاں تم نہیں وہ ہوتی۔تم میں زرا سی بھی عقل ہو گی تو سمجھ جاؤ گی

۔وہ ہاتھ اوپر کرتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔عروش زعیم کے برابر میں خاموشی سے لیٹ گئی۔اس نے زعیم کا ننھا سا ہاتھ اپنے رخسار سے لگایا۔

عروش کی جگہ میرے بیڈروم میں کوئی اور لڑکی نہیں ہو سکتی تھی ، اس لئے اللہ نے کس طرح ہمیں ملایا ہے ، میں نے یا تم نے سوچا بھی نہیں تھا۔میرا حال اور مستقبل صرف تم سے ہے۔

نگار جیسے سہارے تو وقتی ہوتے ہیں۔جیسے کوئی مسافر منزل تک پہنچنے کے لئے تھک کر چند گھڑی چھاؤں میں سانس لے اور تھکن اتر جانے پر اسے مڑ کر دیکھنا بھی پسند نہیں کرے ، مگن اور مطمئین سا دوبارہ منزل کی طرف گامزن ہو جائے۔

عروش وہ منزل ہے جس تک پہنچنے کے لئے معظم شاہ نے دشوار گزار راستوں کی بھی پرواہ نہیں کی۔جس کو پانے کے لئے مجھ میں زمین آسمان ایک کر دینے کا حوصلہ تھا۔شاہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا ہوا مضبوط لہجے میں بولا۔عروش کے چہرے پر شرم کی سرخی بکھر گئی۔

کیا اب میں یقین کرلوں کہ تم کبھی ہمارے درمیان اس نگار نامے کو موضوع نہیں بناؤ گی۔۔۔؟ شاہ نے سوالیہ نظریں اس پر مرکوز کیں۔

کبھی بھی نہیں۔۔۔۔۔۔مجھے آپ پر اور آپ کی محبت پورا بھروسہ ہے۔عروش پر اعتماد لہجے میں بولی۔

تھینکس گاڈ ، تم نے جاہل شکی بیوی کا کردار ادا نہیں کیا ورنہ تمھیں یقین دلانے کے لئے مجھے نگار کی ڈیڈ باڈی پیش کرنی پڑتی۔شاہ کھل کر مسکرایا۔

دل دہلانا بہت ضروری ہے۔۔۔۔؟ آپ شرافت کی زبان میں بات نہیں کرسکتے۔عروش کی آنکھیں پھیل گئیں۔

ہمارا مزاج ہی کچھ ایسا ہے۔اس نے نفی میں سر ہلاتا ہوئے عروش کو قریب کیا۔ٹھنڈ کے باوجود بھی عروش گھبراہٹ کا شکار ہوگئی تبھی زعیم شاہ کے منہ سے کلکاری نما چیخ برآمد ہوئی۔

شاہ نے گہری سانس لے کر سر تکیے پر گرادیا۔عروش کی خوبصورت ہنسی کمرے کے فسوں خیز ماحول میں گونج اٹھی۔

نگین دلہن بنی بے حد گھبرائی ہوئی گھوگھٹ میں بیٹھی تھی۔دل اتنی قوت سے دھڑک رہا تھا کہ لگتا تھا نکل کر باہر آجائے گا۔اس حویلی کے مکینوں نے چند دنوں میں اسے اتنا پیار اور مان دیا تھا کہ وہ اب کافی حد تک سب کے ساتھ ایڈجسٹ ہوگئی تھی فائزہ کے علاوہ باقی سب کا رویہ تو پہلے بھی برا نہیں تھا مگر میر سبطین شوہر کے روپ میں کیسا ثابت ہو گا،یہ سوچ نہایت پریشان کن تھی۔

چھ ماہ سے وہ اس کے نام کے ساتھ منسلک تھی مگر میر سبطین کی طرف سے ایک بھی لطیف جملہ یا شوخ نظر کی منتظر ہی رہی۔وہ سامنا ہونے پر بھی کترا کر گزر جاتا تھا۔

وہ یہ سب جان بوجھ کے کر رہا تھا یا پھر احتیاط برت رہا تھا وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہی رہی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

آج دلہن بنی اس کے بیڈروم میں بیٹھی تھی تو ایک نئی سوچ نے حملہ کیا تھا کہ آیا وہ اس رشتے سے خوش بھی ہے یا نہیں ؟ یہ سوالیہ نشان اسے وہم میں مبتلا کر رہا تھا۔

میر سبطین نے کمرے میں داخل ہو کر دھیمی آواز میں سلام کیا۔وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی دستار سینٹر ٹیبل پر رکھ کر نگین کے پاس آکر بیٹھ گیا۔

وہ گود میں رکھے نگین کے نازک ہاتھوں کی کپکپاہٹ دلچسپی سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر نگین کا گھونگھٹ پلٹ دیا۔مرون کلر کے شرارے میں ڈارک میک اپ کے ساتھ وہ پہچانی ہی نہیں جارہی تھی۔خوشبوؤں میں بسا اس کا وجود میر سبطین کو مبہوت کر گیا۔

طویل خاموشی کے بعد اس نے دھیرے سے کھنکارہ۔

ہماری شادی ارینج میرج ہے مگر میں بھرپور کوشش کروں گا کہ اسے لو میں بدل دوں اور اس کوشش میں تمھیں بھی میرا اتنا ہی ساتھ دینا ہوگا۔میر سبطین نے ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ سجا کر خوشگوار موڈ میں کہا اور وعدہ لینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔اس کی کھلی ہتھیلی منتظر تھی تب نگین نے اپنا نازک چھوٹا سا کپکپاتا ہوا ہاتھ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

میر سبطین نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام کر پہلی بار استحقاق کا استعمال کیا۔نگین کا جھکا سر مزید جھک گیا۔

تم چینج کرلو،تھک گئی ہوگی۔کب سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھی ہو۔اس نے نگین کا ہاتھ پکڑے ہوئے اسے بیڈ سے اترنے میں مدد دی۔نگین بھاری شرارہ سنبھالتی ہوئی اتر گئی۔میر سبطین اسے ڈریسنگ روم کی طرف لے گیا۔وارڈروب کھولی اور نائیٹی نکال کر اسے تھمائی۔

وہ خود چینج کر کے سر کے نیچے بازو دبائے اس کا انتظار کر رہا تھا۔نگین پہلے تو نائیٹی کے ڈیپ گلے کو دیکھ کر پریشان ہوگئی پھر کچھ سوچ کر اس نے وارڈروب سے قدرے ہلکا دوپٹہ نکالا اور اچھی طرح لپیٹ کر باہر نکل آئی۔

میر سبطین کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔اس نے ہاتھ کے اشارے سے نگین کو اپنے پاس بلایا۔نگین جھکتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوئی آئی اور بیڈ کے کنارے پر زرا سی ٹک گئی۔

میر سبطین نے سائیڈ ٹیبل سے نیکلس کا باکس اٹھا کر نکالا اور نگین کے برابر میں بیٹھ کر دوپٹہ زرا سا نیچے سرکایا پھر نیکلس اس کے گلے میں پہنا دیا۔

اس نیکلس اور میر سجاول کی واچ کی قیمت میں کچھ زیادہ فرق نہیں لیکن پیار کی پیمائش ایک برابر ہے۔تم میرے پیار میں کبھی کمی نہیں پاؤ گی۔کہتے ہوئے اس نے نگین کے ڈمپل کو چھوا۔

یہ میرے پیار کی طرح دن بہ دن گہرا ہوتا جائیگا۔وہ پرشوق نظروں سے ڈمپل کو دیکھ رہا تھا۔

عروش کے جانے سے جو خلا اس کی زندگی میں آیا تھا وہ نگین کی آمد سے پر ہوگیا تھا۔میر سبطین مسرور ہوتا ہوا اٹھا اور لائیٹس آف کرکے نائیٹ بلب آن کردیا۔

میر سبطین اور نگین کے لئے الگ اسٹیج بنوایا گیا تھا جبکہ مکتوم شاہ اور رانیہ کے لئے الگ اسٹیج سجایا گیا تھا۔

میر سبطین اور نگین کی انٹری شاندار طریقے سے کی گئی۔گرے میکسی میں آرٹسٹک میک اوور نے نگین کو یکسر بدل کر رکھ دیا تھا۔ہمیشہ سادگی سے رہنے والی نگین پر بہت روپ آیا تھا۔

میر سبطین بلیک تھری پیس سوٹ میں مسکراتے ہوئے نگین سے باتیں کررہا تھا، وہ ہر نگاہ کا مرکز بنے ہوئے تھے۔

نکاح کے بعد مکتوم شاہ کو بھی رانیہ کے برابر اسٹیج پر بٹھا دیا گیا۔مکتوم شاہ کی خوشی چھپائے نہیں چھپ رہی تھی۔رخسانہ بیگم نے دور سے ہی نظروں میں اس کی بلائیں لیں۔

مکتوم بھائی ! آج تو آپ کو اپنا لاڈلا بھتیجا بھی یاد نہیں رہا۔دلہن گھر پہنچی نہیں ہے اور ہمارے دیور صاحب بیگانے ہوگئے۔عروش اس کے ساتھ بیٹھ کر شرارت سے بولی۔

جب پہلو میں چاند براجمان ہو تو چھوٹے موٹے تارے ستاروں کو کون پوچھتا ہے۔مکتوم شاہ نے اپنی آواز رانیہ تک پہنچانے کے لئے قدرے بلند آواز میں کہا۔رانیہ گھونگھٹ میں بھی جھینپ گئی۔

اف ، آپ تو ابھی سے دیوانے ہورہے ہیں ، اللہ خیر کرے صبح تک ناجانے کیا کیا دیکھنے کو ملے گا۔ عروش نے معنی خیزی سے کہہ کر کانوں کو ہاتھ لگائے۔مکتوم شاہ قہقہہ لگا کر ہنسا۔

ہمارا کپل ان دونوں کے جتنا رومینٹک تو نہیں ہوگا کیونکہ میں میر سجاول کی طرح کانفیڈینٹ اینڈ بولڈ نہیں ہوں مگر کسی سے کم بھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔آخر لو میرج ہے ہماری ، اب لو میرج کی لاج تو رکھنی ہے۔وہ زرتاج اور میر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

یہ تو سچ ہے۔۔۔۔۔۔میر سجاول کی زرتاج کے لئے دیوانگی کسی سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔عروش نے تائید کی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر اور زرتاج اسٹیج کی طرف ہی آرہے تھے۔زرتاج زرقون سے مزین بیش قیمت اسٹائیلش ڈریس میں ملبوس تھی۔میر سجاول بلیک شلوار سوٹ پر کوٹ پہنے ہینڈسم لگ رہا تھا۔زرتاج نے ایک ہاتھ سے اس کا بازو تھاما ہوا تھا۔دونوں ہنستے مسکراتے اسٹیج پر پہنچے۔

ہمیں دیکھ کر یکلخت خاموش ہوگئے ، اس کا مطلب ہے یقیناً ہم دونوں کے متعلق ہی کوئی بات ہورہی تھی۔میر سجاول کی پیشانی پر لکیریں گہری ہوگئیں۔

یار ! آپ ہمیشہ ہی غلط کیوں سوچتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ ہم آپ کی تعریف کر رہے ہوں۔مکتوم شاہ رسان سے بولا درحقیقت کے وہ میر سجاول کے اکھڑ لہجے پر گڑبڑا گیا تھا۔

حیرت ہے اتنی پیاری اور خوش مزاج بیوی ملنے پر بھی آپ کی گرم مزای میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکی۔عروش نے منہ پر انگلی رکھ کر کمال اداکاری سے کہا۔

ڈئیر کزن ! تصیح کرلیں ، یہ مجھے ملی نہیں ہیں۔میں نے انہیں حاصل کیا ہے۔دنیا سے چرا کر اپنا بنایا ہے ورنہ آپ کے شوہر نامدار نے تو کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی انہیں مجھ سے جدا کرنے کے تمام جتن کئے۔میر سجاول زرتاج کی آنکھوں میں جھانک کر شوخ ہوا۔زرتاج اس کے بے باک انداز پر بری طرح جھینپ گئی۔

آپ کا تو کوئی جواب ہی نہیں ، آپ تو لاجواب ہیں۔عروش اس کے برملااظہار پر عش عش کرا اٹھی تبھی معظم شاہ بھی اسٹیج پر چلا آیا۔شادی کی تمام تر تقریبات میں ایک بار بھی میر سجاول نے اس سے کلام کرنے کی کوشش نہیں کی تھی حتی کے اس کا سامنا کرنے سے بھی گریز کیا تھا مگر معظم شاہ ان سب کو ایک ساتھ اسٹیج پر دیکھ کر فوراً یہاں چلا آیا۔

وہ بھی اپنے بچپن کی دوستی کو ایک بار پھر موقع دینے کا خواہاں تھا۔

اس نے مبہم سی مسکراہٹ کے ساتھ اپنا ہاتھ بڑھایا جسے میر سجاول نے ناگواری کا تاثر دیتے ہوئے نظرانداز کردیا۔زرتاج نے میر کے ہاتھ میں دبے ہوئے ہاتھ سے اس کی ہتھیلی کو زور سے بھینچا ، اس کی آنکھوں میں میر کے لئے خفگی تھی۔اس کی آنکھوں میں خفگی ہی نہیں اسرار بھی تھا کہ میر سجاول معظم شاہ سے مصافحے کرے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میر سجاول نے اسے گھورتے ہوئے شاہ کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

بچھڑے ہوئے دوست ایسے نہیں ، ایسے ملتے ہیں۔کسی نے پیچھے سے ان دونوں پر دباؤ ڈال کر ایک دوسرے کی طرف دھکیلا۔

مکتوم شاہ جو معاملے کو سیریس ہوتا ہوا دیکھ کر دم بخود بیٹھا تھا کہ میر سجاول کی سرد مہری سے کہیں کوئی بدمزگی نا ہوجائے کھل کر مسکرا دیا۔

میر کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

تمھارا بے بی بہت کیوٹ ہے ، شکر ہے تم پر نہیں گیا ورنہ مجھے اس پر کبھی اتنا پیار نہیں آتا۔میر سجاول نے شاہ کی گود میں موجود زعیم کے گال کو نرمی سے چھوا۔اس کا مزاق میں کہا گیا جملہ طنز سے بھرپور تھا مگر پھر بھی اس کے انداز پر شاہ سمیت سب محفوظ ہوئے۔

ہنستے مسکراتے وہ سب ایک بار پھر دلوں کے بندھن میں بندھ گئے تھے اور شاید یہ بندھن پہلے سے زیادہ مضبوط ہونے والا تھا کیونکہ یہ صرف دلوں کا ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سچے پیار اور خوبصورت رشتوں کے بندھن میں بندھ چکا تھا۔

عروش اٹھ کر رانیہ کے ساتھ بیٹھ گئی اور معظم شاہ مکتوم کے برابر میں براجمان ہوگیا۔فوٹوگرافر نے ایک ساتھ کئی منظر کیمرے کی آنکھ میں محفوظ کئے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

تم کیسے مرد ہو ؟ تمھیں اپنی نئی نویلی دلہن میں زرا سی بھی دلچسپی محسوس نہیں ہو رہی۔دوڑ دوڑ کر کبھی یہاں تو کبھی وہاں گھومتے نظر آرہے ہو۔مجھے دیکھو ، میں نے اپنی شادی کو ایک سال بعد بھی تازہ دم رکھا ہوا ہے۔میر سجاول ایک آنکھ دبا کر بولا۔

تم تو اول درجے کے بدمعاش ہو انسان ہو اور میں ٹھرا شریف النفس بندہ۔تمھارا مقابلہ کہاں کرسکتا ہوں۔میر سبطین نے اس کی کمر پر دھپ لگائی۔میر سجاول نے قہقہہ لگایا۔

میر تمھاری شادی کو ایک سال گزرنے والا ہے لیکن اب تک تمھاری طرف سے کوئی گڈ نیوز نہیں ملی۔۔۔؟ میر سبطین نے اسے ٹوکا۔

ہوں۔۔۔۔۔میر سجاول نے ہنکارہ بھرا۔وہ دونوں اسٹیج سے اتر آئے تھے۔

میں زرتاج کا ٹریٹمنٹ کروارہا ہوں ، انشاءاللہ بہت جلد گڈ نیوز ملے گی۔وہ پریقین لہجے میں بولا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

انشاءاللہ۔۔۔۔۔میر سبطین نے برجستہ کہا۔

“”””””””

رانیہ روتی رلاتی ، سب کی دعاؤں کو آنچل میں سمیٹے رخصت ہو کر شیرازی ولا آگئی تھی۔ایک پل کو شیرازی ولا میں پہلا قدم رکھتے ہوئے اس کا دل کانپ گیا مگر پھر مکتوم شاہ کے پہلو میں ہونے کے احساس پر دل کو کچھ تکویت پہنچی۔

رسومات سے فارغ ہونے کے بعد عروش اسے مکتوم شاہ کے کمرے میں لے آئی۔اس نے رانیہ کو بیڈ پر بٹھایا اور خود باہر چلی گئی پھر کچھ دیر بعد واپس آئی۔

رانیہ تم یہ جوس پی لو ،مجھے پتا ہے تم نے صبح سے کچھ نہیں کھایا ہو گا۔

جب میری شادی ہوئی تھی میں نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔وہ خود ہی وضاحت دے کر ہنس پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

عروش ! تم اس گھر میں خوش تو ہو ناں۔۔۔۔۔؟ من میں مچلتا سوال خود بخود رانیہ کے ہونٹوں پر چلا آیا۔ناجانے کیوں اس کا دل بیٹھا جارہا تھا۔اس کے میک اوور کو ٹچنگ کرتے ہوئے عروش کے ہاتھ یکدم رک گئے۔اس نے ٹھٹک کر رانیہ کو دیکھا۔

سچ کہوں تو پہلے میں بلکل بھی خوش نہیں تھی مگر شاہ کا رویہ بھی میرے ساتھ بہت برا تھا مگر دھیرے دھیرے سب کچھ نارمل ہوتا چلا گیا اور آج میں یہ کہہ سکتی ہوں کہ میں بہت خوش ہوں ۔

اگر تم خالہ جان اور گھر کے دوسرے فیملی میمبرز کو لے کر خوف ذدہ ہو تو بلکل مطمئین ہو جاؤ کیونکہ سب بہت لونگ اینڈ کیئرنگ ہیں ، اسپیشلی مکتوم شاہ جو کہ اب صرف تمھارے ہیں عروش اس کی ٹھوری کو چھو کر کھکھلائی ۔

رہ گئی بات میرے شوہر کی تو وہ پہلے کی نسبت بلکل بدل چکے ہیں ، صرف میرے لئے ہی نہیں سب کے ساتھ ان کا بی ہیویر چینج ہوچکا ہے۔پہلے تو بہت اکڑو، سڑو،ریوڈ ، پراوڈ ،بیسٹ ان فیکٹ ویمپائر سے کم نہیں تھے۔عروش نے کہتے ہوئے جھرجھری لی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اور اب کیسا ہوں۔۔۔۔۔۔؟ شاہ جو اسے ڈھونڈھتا ہوا یہاں آیا تھا ، ادھ کھلے دروازے میں کھڑے رہ کر ساری باتیں سن چکا تھا۔عروش کی ہنسی کو بریک لگے۔شاہ نے پشت پر ہاتھ باندھے نہایت سنجیدگی سے پوچھا۔

اب تو بہت سوئیٹ ، انوسینٹ ، پولائٹ ،لائل پرفیکٹ ہسبینڈ ہیں۔

وہ چلتے ہوئے شاہ کے نذدیک آئی اور اس کا بازو تھام کر بولی۔

اگر یونیہ کھلے عام میری برائیں کرتی نظر آؤ گی تو مجھے پرانا والا شاہ بننے میں دیر نہیں لگے گی۔شاہ نے آنکھیں سکیڑ کراسے گھوری سے نوازا۔

نا ، بابا۔میری توبہ۔میں تو رانیہ کو سمجھانے کے لئے بتا رہی تھی۔وہ سچ سمجھ کر یکدم حواس باختہ نظر آنے لگی۔

اسے مکتوم شاہ سمجھا دے گا۔۔۔۔۔۔تم میری فکر کرو۔تمھیں احساس بھی ہے کہ میں پچھلے ایک گھنٹے سے تمھارا ویٹ کر رہاہوں اور تم ہو کے بیڈروم میں آنے کا نام بھی نہیں لے رہی ہو۔معظم شاہ اس کے شانے پر ہاتھ پھیلا کر بولا۔

وہ میں بس آرہی تھی سوچا پہلے رانیہ کو جوس دے آؤں۔آپ چلیں میں بس دو منٹ میں آتی ہوں۔وہ جھجکتے ہوئے بولی۔

تم میرے ساتگ چل رہی ہو۔رانیہ کو مکتوم شاہ دیکھ لے گا۔وہ اس کی بیوی ہے۔وہ خود سنبھال لے گا۔شاہ اس کی ہڑبڑاہٹ پر محفوظ ہوا۔

جی۔عروش نے نظروں ہی نظروں میں رانیہ کو اشارہ کیا پھر شاہ کے ساتھ باہر نکل آئی۔

آپ کے اندر کہیں میر سجاول کی روح تو نہیں آگئی۔۔۔؟ شاہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھے چل رہا تھا۔کوریڈور سنسان ہی تھا مگر پھر بھی عروش کو ڈھیروں شرم آرہی تھی۔

یہی سمجھ لو۔یہ اس سے ملاقات کا ہی اثر ہے۔یہ بات اس میں اچھی لگی مجھے کہ وہ اپنی نفرت کی طرح محبت کا اظہار بھی سرعام کرتا ہے۔

جب بھی کوئی انسان کسی دوسرے انسان سے ملتا ہے تو وہ ضرور اس سے کچھ نا کچھ سیکھتا ہے۔اگر ہمیں کسی کی کوئی بات اچھی لگے تو اسے اپنانے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے اور مجھے میر سجاول کا اپنی بیوی کو احترام دینا ، اسے پریفئیر دینا بہت اچھا لگا۔شاہ نے بے جھجک میر سجاول کے ایٹیٹیوڈ کو سراہا۔

میں بھی آپ کے اس ایٹیٹیوڈ سے بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔سچی شاہ اب آپ پہلے سے بھی زیادہ اچھے لگ رہے ہیں۔عروش اس کے بازو سے لپٹ کر بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے بولی۔

تو پھر اب مجھے بھی خوش کردو ، صبح سے بجلیاں گرا رہی ہو۔اب کچھ دل کی راحت کا سامان کرو۔شاہ نے دروازہ بند کرکے بازو وا کئے۔

عروش جھک کر زعیم کے ماتھے پر پیار کر رہی تھی۔پلٹ کر آئی اور شاہ کے سینے سے لگ گئی۔

یو آر مائے ڈمپل گرل۔شاہ نے پیر بھرے لہجے میں کہہ کر اسے اپنے مضبوط حصار میں قید لیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

“”””””””

بہت وقت لگ جاتا۔میں چاہتا تو تھا کہ سب دوبارہ ایک ہوجائیں ہمارے گھرانوں میں پہلے جیسی بے تکلفی ہوجائے مگر اتنی ہمت نہیں ہوپاتی تھی کہ عملاً کچھ کر سکوں۔

تم سے ملنے کے بعد تمھیں پانے کی جستجو میں ناممکن کو بھی ممکن کرتا چلا گیا یا پھر ہم دونوں کا ملنا تقدیر میں لکھا تھا یوں ساری رکاوٹیں خود بخود دور ہوتی چلی گئیں۔مکتوم شاہ رانیہ کے سامنے نیم دراز مسکراتے ہوئے گویا تھا۔

سجاول بھائی کے تیور دیکھ کر تو میں نے امید ہی چھوڑدی تھی۔جس قدر وہ اس رشتے کی بات پر خفا ہورہے تھے ، یقین ہی نہیں آرہاتھا کہ ایک پل میں مان جائیں گے۔رانیہ نے سردی کی شدت سے آپس میں ہاتھ مسلے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

سوئیٹ ہارٹ ! تمھیں یقین دلانا تو واقعی بہت مشکل کام ہے۔تمھیں تو تبھی یقین نہیں آرہا تھا جب میں نے تمھیں پرپوز کیا تھا۔تمھاری بے یقین نظریں اب تک مجھے یاد ہیں۔مکتوم نے اس کا ہاتھ تھام کر شرات سے کہا۔رانیہ کی نظریں اس کی شوخ نظروں سے ٹکرائیں تو پلکیں لرز کر جھک گئیں۔

آج زیورک کے ہوٹل میں ان کا دوسرا دن تھا۔شاہ، عروش اور مکتوم ،رانیہ چاروں ہنی مون کی غرض سے یورپ ٹوؤر کے لئے پچھلے ایک مہینے سے نکلے ہوئے تھے۔دروازے پر ہونے والی دستک سے مکتوم شاہ کے رومینٹک موڈ پر یکدم اوس پڑگئی۔وہ منہ بناتا ہوا اٹھ گیا۔

یار ! تم ابھی تک تیار نہیں ہو۔کیا بات ہے باہر نکلنے کا موڈ نہیں ہے؟

سامنے شاہ اور عروش گھومنے جانے کے لئے بلکل تیار کھڑے تھے اسے سلیپنگ ڈریس میں دیکھ کر شاہ نے حیرت سے استفسار کیا۔

وہ بس کچھ سستی سی ہورہی تھی۔آپ لوگ جارہے ہیں تو چلے جائیں۔ہم کچھ دیر بعد آپ کو جوائن کرتے ہیں۔مکتوم شاہ نے سہولت سے انکار کردیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اٹس اوکے۔اگر تمھارا موڈ نہیں ہے تو ریسٹ کرو۔ہم تو جارہے ہیں۔

محترمہ نے تو خون پی رکھا ہے۔انہیں ایک پل بھی روم میں نہیں گزارنا۔ناجانے کیا چاہتی ہیں۔شاہ نے عروش کو گھورا۔

ٹوؤر پر نکلے ہیں تو ہوٹل میں بیٹھ کر ٹائم ویسٹ کیوں کریں۔۔۔۔۔

جلدی جلدی گھوم پھر کر گھر واپس جائیں۔ویسے بھی مجھے گھر کی بہت یاد آرہی ہے۔عروش زعیم کو گدگداتے ہوئے بولی۔

آپ بجا فرمارہی ہیں۔بھابھی فل ٹائم انجوائے کے موڈ میں ہیں۔تم کیوں دانت چبا رہے ہو۔مکتوم شاہ ہنس پڑا۔

اوکے بائے۔شام کو ملتے ہیں۔وہ دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے پلٹ گئے۔

مکتوم نے شاہ مسکراتا ہوئے دروازہ لاک کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہمیں بھی ان کے ساتھ جانا چاہئے تھا۔ہم پورا دن روم میں کیا کریں گے۔رانیہ نے اسے دیکھتے ہی شکوہ کیا۔

ہم پورا دن روم میں ہی انجوائے کریں گے۔ان کی شادی کو سال سے زیادہ ہوچکا اور ہماری شادی کا یہ پہلا مہینہ ہے۔ایسا موسم اور تنہائی بار بار میسر نہیں ہوگی۔اس لئے اب آپ مزید کوئی سوال

نہیں کریں گی کیونکہ میں یہ خوبصورت لمحات سوالوں کی نظر نہیں کرنا چاہتا۔

مکتوم شاہ نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کروادیا۔

”””””””””””””””””””””※”””””””””””””””””””””

)ایک سال بعد(

دلبرسائیں ! تم سچ کہہ رہی ہو۔۔۔۔۔؟ میر سجاول نے لہجے میں بے یقینی سموئے استفسار کیا
۔زرتاج نے اثبات میں سر ہلاکر نظریں جھکا لیں۔اس کے چہرے پر شرمگیں مسکراہٹ ابھری۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اف۔۔۔۔۔میں کتنا خوش ہوں۔یہ تم نے کیا کرڈالا۔میرا ننھاسا

راج کمار آنے والا ہے۔میر سجاول نے اسے بازوؤں پر اٹھا کر زوردار چکر دے ڈالا۔

میں کب سے آپ کا انتظار کر رہی تھی کہ آپ گھر آئیں اور میں آپ کو گڈنیوز دوں۔زرتاج نے اسی طرح جھکی پلکوں سے کہا۔

ہوں۔۔۔۔۔فصلیں اتر رہی ہیں اس لئے بہت بزی ہوں گھر چکر لگانے کا موقع بھی نہیں مل رہا۔تم کال کر دیتی میں سب کچھ چھوڑ کر آجاتا۔میر اسے بازوؤں میں لئے صوفے پر بیٹھ گیا۔

فون پر بتا کر میں آپ کے چہرے پر یہ خوشی دیکھنے سے محروم رہ جاتی۔مجھے اندازہ ہے آپ اس خبر کے لئے کتنی شدت سے منتظر تھے۔زرتاج اس کی شرٹ کے بٹن کو چھیڑتے ہوئے دھیرے سے بولی۔

تمھیں کیسے اندازہ ہوا۔۔۔۔۔۔میں نے تو ایک بار بھی تقاضا نہیں کیا ؟ لیڈی ڈاکٹر سے اپائینمنٹ بھی تمھاری خواہش پر لی تھی۔میر سجاول کی بھنویں سکڑ گئیں۔

اتنا تو آپ بھی نہیں جانتے خود کو جتنا میں جانتی ہوں میں آپکی خاموشی کو بھی سمجھتی ہوں۔بھلے آپ نے زبان سے کبھی نہیں کہا مگر مجھے آپ کی بے چینی کا احساس تھا اور میں آپ کے صبر پر آپ کی بہت مشکور ہوں۔زرتاج کی آنکھیں نم ہو گئیں تھیں۔

ارے یار ! آج تو رونا مت پلیز ! آج میرے لئے بہت خوشی کا دن ہے۔تمھارے آنسو میری خوشی کا مزہ خراب کردیں گے۔آج تو ہم جشن منائیں گے۔وہ گنبھیر لہجے میں بولا۔

“”””””””””””””””””””””※”””””””””””””””””””””

میر سجاول نے اسے ہاتھ کا چھالا بنا لیا تھا۔وہ زرتاج کو ہل کر پانی بھی نہیں پینے دے رہا تھا حتی کہ اپنے سارے کام کاج چھوڑ کر گھر بیٹھ گیا تھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

زری ! خبردار جو اب تم نے کسی کام کو ہاتھ لگایا۔میں تمھارا گلا دبانے میں ایک منٹ نہیں لگاؤں گا ۔اس نے زرتاج کے ہاتھ سے کپڑے چھینتے ہوئے سخت لہجے میں تنبیہہ کی۔

یہ تو کوئی کام نہیں۔میں دومنٹ میں پریس کرلوں گی۔

کیوں کرلوگی۔۔۔۔۔۔اس گھر میں ملازموں کی کمی ہے یا میں نے تمھیں اپنے ذاتی کاموں کے لئے تاکید کی ہے کہ صرف تم ہی کروگی۔وہ بگڑتے ہوئے بولا۔

پورا دن بیٹھے بیٹھے گزارنا مشکل ہوجاتا ہے۔یہ چھوٹے موٹے کام ہیں۔ان سے کچھ نہیں ہوتا۔آپ سمجھتے کیوں نہیں ؟ وہ منمنائی۔

میں تمھارے معاملے میں کوئی بھی رسک لینا نہیں چاہتا اس لئے تمھیں ایفیشینسی دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔چپ چاپ جاکر بیڈ پر بیٹھ جاؤ ورنہ دو چار ہاتھ کھالوگی۔میر سجاول نے قطعی انداز کہا۔

زرتاج پیر پٹختے ہوئے چل دی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اب منہ بنا کر مت بیٹھو۔میرے بیٹے کی صحت پر برا اثر پڑے گا۔وہ بھی تمھاری طرح بات بے بات منہ بگاڑا کرے گا۔میر سجاول نے بالوں میں برش چلاتے ہوئے زرتاج کے پھولے ہوئے چہرے پر نظر ڈال کر شرارت سے کہا۔

آپ مجھ سے بات مت کریں۔ہر بات پر ڈانٹتے ہیں۔میں کوئی بچی نہیں ہوں ، اپنا خیال رکھنا جانتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ضروری نہیں کہ آپ ہر وقت میرے سر پر سوار رہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسا بھی نہیں ہے کہ دنیا بھر میں صرف میں ہی پہلی بار ماں بننے جارہی ہوں۔ہمارے ہی گاؤں کی عورتیں زمینوں پر مردوں کے ساتھ کام بھی کرتی ہیں اور بچے بھی پیدا کرتی ہیں یہ بات آپ اچھی طرح جانتے ہیں مگر پھر بھی آپ نے تو حد کردی ہے گھر کے چھوٹے موٹے کام کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دے رہے۔زرتاج یکدم پھٹ پڑی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

دلبر سائیں ! یہ بات تو آپ بھی اچھی طرح جانتی ہیں،میں کوئی بھی کام حد میں رہ کر نہیں کرتا اور آپ سے پیار تو بے حد کرتا ہوں اور یہی پیار ہے جو مجھے آپ کی بے حد پرواہ کرنے پر مجبور کردیتا ہے۔وہ بیڈ پر زرتاج کے پاس بیٹھ کر اس کی ناک کو انگلی سے چھو کر بولا۔

ایک بات اور آئیندہ کبھی بھی خود کو دوسری عورتوں سے کمپئیر مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔میرے لئے تم دنیا کی سب سے خاص سب سے منفرد عورت ہو۔میری نظر میں تمھارے آگے کسی کی بھی اہمیت نہیں۔دوسری عورتیں کیسے زندگی گزارتی ہے کیسے نہیں ، اس سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے مگر میری زری کیسے زندگی گزارے گی یہ صرف میں طے کروں گا۔میر سجاول اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حتمی انداز میں بولا۔

************※***********

اف۔۔۔۔۔سجاول بھائی یہ تو بلکل آپ کے جتنا کیوٹ ہے۔

زرتاج بھابھی ! کیا آپ ہر وقت بھائی کو دیکھتی رہتی تھیں۔۔۔۔اس میں اور سجاول بھائی میں زرا سا بھی فرق نہیں ہے۔رانیہ ان کے بیٹے کو گود میں بھرتے ہوئے شرارت سے بولی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہر وقت میرے سر پر منڈلاتے رہتے تھے تو ان پر ہی جائے گا۔زرتاج کی بڑبڑاہٹ رانیہ تو نہیں سن سکی مگر میر سجاول جو بیڈ پر زرتاج کے ساتھ بیٹھا تھا سن کر اسے گھورا۔

جی بھابھی ، آپ نے کچھ کہا ؟

کچھ نہیں۔زرتاج مبہم سا بولی۔

یہ صرف مجھے ہی سناتی ہیں ، کوئی اور انہیں نہیں سن سکتا۔میر سجاول نے اس کے بے حد قریب سرگوشی کی۔زرتاج کا چہرے پر گلال بکھر گیا۔ویسے بھی وہ ان دنوں بہت خوبصورت ہوگئی تھی۔

یہ ہنستا ہے تو اس کے گال میں بلکل عروش جیسا ڈمپل پڑتا ہے۔دیکھو عروش!رانیہ نے بچے کو بغور دیکھا پھر عروش کے پاس لے گئی۔

ہاں اس کا ڈمپل سندس پھپھو جیسا ہے۔میں نے صبح ہی نوٹ کرلیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

واؤ۔یہ ڈمپل تو ہماری خاندانی نشانی بن گیا ہے۔عروش خوشی اے بولی۔میر سجاول بے ساختہ ہنس پڑا۔

میر ! تم نے اس کا کوئی نام سوچا ہے ؟ مکتوم شاہ نے سوال کیا۔

"میر زوار علی "۔میر سجاول فوراً سے پیشتر بولا۔

ایک ہی دن میں نام بھی سوچ لیا۔رانیہ متحیر ہوئی۔

پہلے سے سوچ رکھا تھا۔میر سجاول نے زرتاج کو محبت پاش نظروں سے تکتے ہوئے کہا۔

آپ کو امید تھی بیٹا ہی ہو گا۔عروش نے جھٹ سے کہا۔

امید نہیں یقین تھا۔وہ تفاخر سے بولا۔

اماں ہوتیں تو آج ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا ، مجھے زندگی بھر افسوس رہے گا وہ اپنی سب سے بڑی خواہش دل میں لئے چلی گئیں۔

میر سجاول رنجیدہ ہوگیا۔

آپ اداس مت ہوں ، اللہ کو یہی منظور تھا۔وہ جہاں بھی ہونگی آپ کی خوشی پر بہت خوش ہونگی کیونکہ وہ آپ سے بہت پیار کرتی تھیں۔رخسانہ بیگم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ہوں۔۔۔۔میر سجاول نے ہنکارہ بھر کر رہ گیا۔اس نے آنکھوں میں ابھرنے والی نمی کو مہارت سے اندر اتارا۔

سجاول بھائی ! خالی مٹھائی سے کام نہیں چلے گا ، آپ کو اپنے شہزادے کی آمد کی خوشی میں زبردست سی پارٹی دینی ہوگی۔رانیہ جوش سے بولی۔

کیوں نہیں ، زرتاج ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوجائے،گاؤں پہنچتے ہی شاندار عقیقہ کروں گا۔تم ابھی سے تیاری شروع کردو۔میر سجاول بھی اسی کے انداز میں بولا۔

وہ سب ہنستے مسکراتے بہت سارا وقت زرتاج اور میر سجاول کے ساتھ گزار کر واپس لوٹ گئے ۔شام کے سائے گہرے ہورہے تھے مگر اب غموں کی تاریکی نہیں بلکہ خوشیوں کی چاندنی ان تینوں خاندانوں کی ہمسفر بن گئی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

ختم شد

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنالکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔ www.kitabnagri.com

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

samiyach02@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Page/Social Media Writers .Official

Fb/Pg/Kitab Nagri

samiyach02@gmail.com

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com